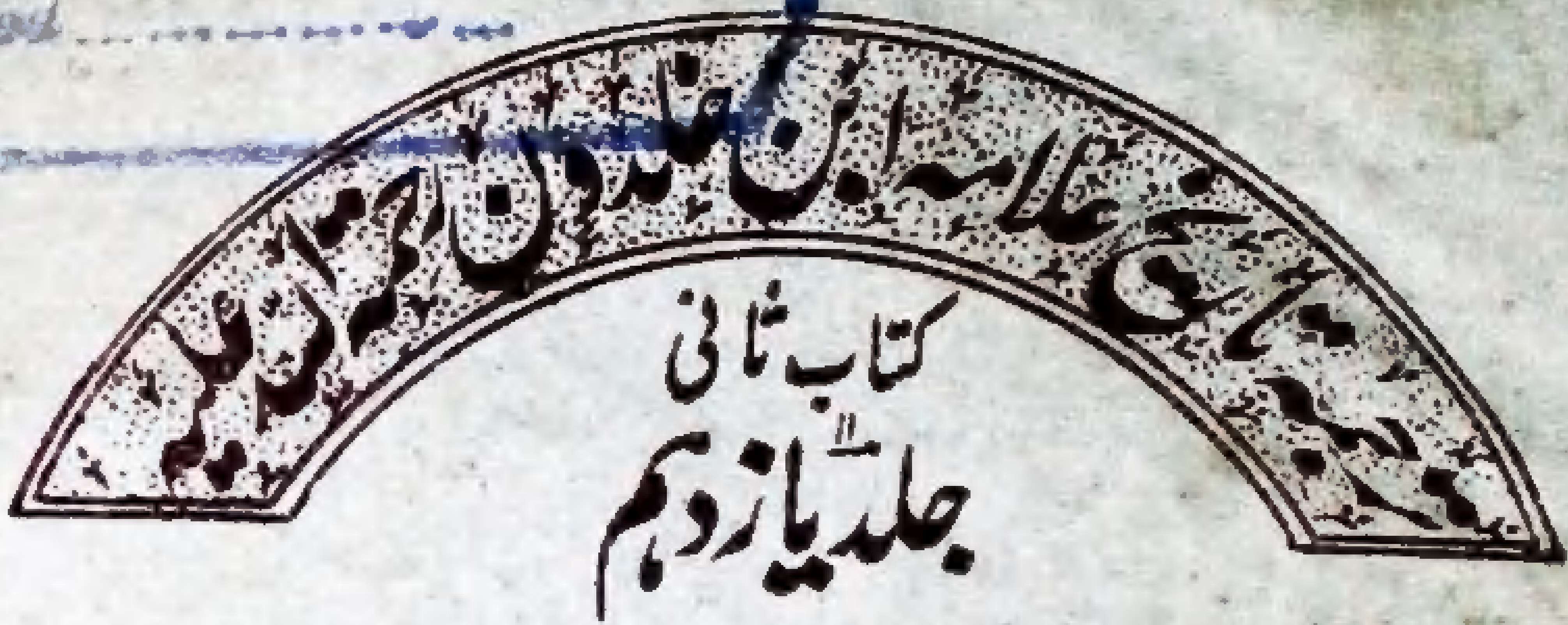
طبع ثانی

بعونہ تعالیٰ



کتاب ثانی

جلد یازدہم

جسمیں

اندلس مرحوم کا آخری دور اور اُن حکمرانان عرب کی معاشرت و تمدن
کی تصویریں کھینچکر دکھائی گئی ہیں جنہوں نے بلاد مختلفہ اسلامیہ
میں زیر اقتدار علم خلافت عباسیہ قرون وسطیٰ
میں حکمرانی کی تھی

مترجمہ

عالیجناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب ممبر بورڈ آف انڈین ہڈیسن یو۔پی

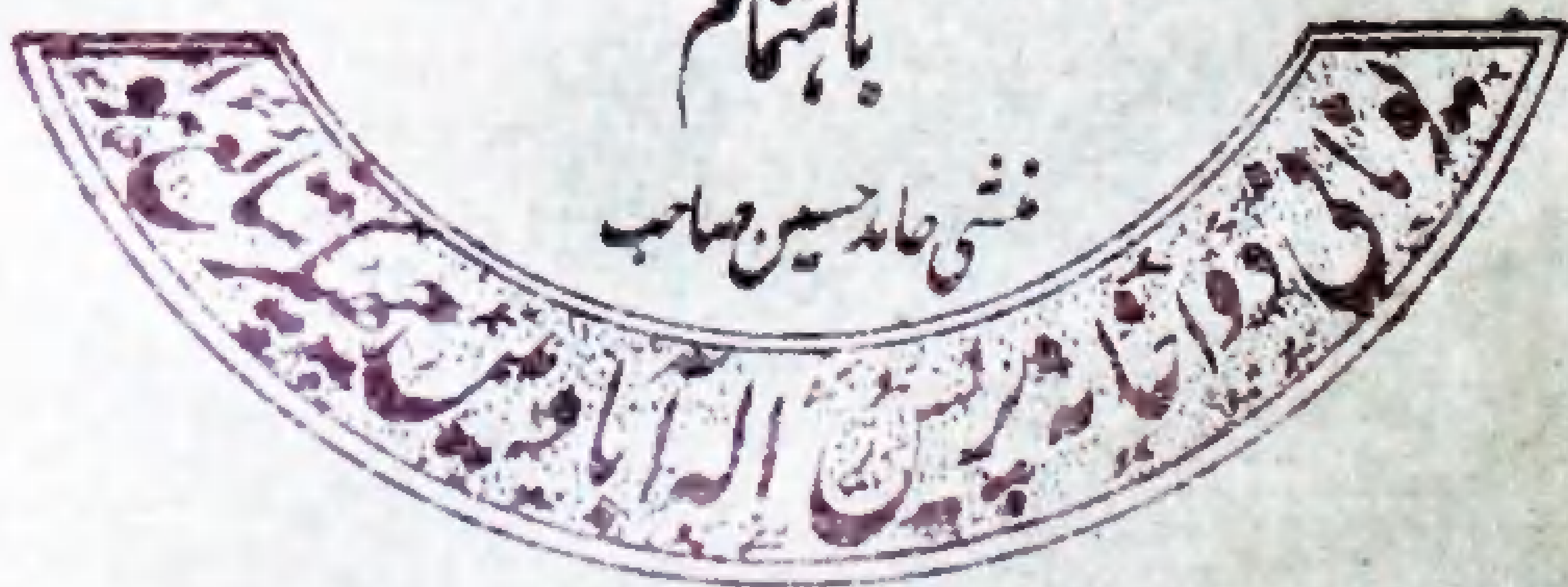
مؤلف

سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس و
حیات سلطان نور الدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۴۶ھ
۱۹۲۸ء

باہتمام

منشی حامد حسین صاحب



قیمت مجلد ۔

کب ! مسلمانوں کا فاتحانہ قدم ہندوستان میں آیا ؟
کیسے ! محمود غزنوی وغیرہ نے ہندوستان پر جہاد کیا ؟
کسنے ! ہندوستان کی بڑی بڑی سورما راجاؤں کو شکست دی ؟
کیوں ! مسلمانوں نے ہندوستان پر چڑھائی کی ؟

یہ اور اسی قسم کے سیکڑوں دیگر سوالات کے جواب معلوم کرنا ہو تو

تاریخ علامہ ابن خلدون مترجمہ علامہ حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی
کی

بارہویں جلد اور تیرہویں جلد کا مطالعہ کیجئے!

اِن دونوں جلدوں میں علاوہ اُن واقعات کے جو پچھلی جلدوں کے سلسلہ میں بیان کئے گئے ہیں، امیر سبکتگین، سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کے حالات اور انساب نہایت تشریح اور تحقیق سے درج کئے گئے ہیں۔ ہندو راجاؤں کی چھیڑ چھاڑ، راجہ جے پال کا افغانستان پر حملہ، امیر سبکتگین کا مقابلہ اسلامی فوج کی حیرت انگیز شجاعت، دہلی قنوج، کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کا متفق ہو کر دوبارہ جنگ کی ابتداء، امیر سبکتگین کی مردانہ کوششیں، راجہ جے پال کی محمود غزنوی سے شکست، بھٹنیر، ملتان، گوالیار، کالنجر، بھیم نگر (نگرکوٹ) تھانیسر، کشمیر، قنوج، متھرا، مہابن، نہروالہ (پٹن گجرات) میرٹھ اور سومنات جیسے خونریز معرکوں کی تفصیلی واقعات بڑے بڑے سورما راجاؤں کو شکست اور بلاد ہندوستان کے فتح کے صحیح صحیح حالات لکھے گئے ہیں۔ ہمتیں پست ہو رہی ہوں، قومی صفتیں فنا ہو گئی ہوں، زمانہ سے مرعوب ہو رہے ہو تو ضرور بالضرور ترجمہ تاریخ کی بارہویں اور تیرہویں جلدوں کا مطالعہ کیجئے۔ اس میں ایسے ایسے حالات درج ہیں جنکو پڑھکر آپ اپنے اسلاف کی جوانمردی، ہمت، استقلال، دلیری، ایثار نفس اور شجاعت سے واقف ہو جائیں گے محمود جیسے جلیل القدر فاتح پر جسکا سکہ تمام دنیا مانتی ہے مخالفوں نے جو اعتراضات کئے ہیں

(دیکھو ٹائیٹل پیج صفحہ ۳)

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون
کتاب ثانی جلد یازدہم

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ناظرین والا تمکین! عربی کی مستند و معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر تالیف علامہ امام عبد الرحمٰن ابن خلدون مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی یہ گیارہویں جلد ہے۔ اس جلد میں مملکت ہسپانیہ عظمیٰ کی ملوک الطوائفی اور اسکے آخری دور کی پوری کیفیت تحریر کی گئی ہے بعد ازاں اسی سلسلہ میں بنو زیاد، بنو صلیحی، بنو نجاح، بنو زریع، بنو حمدان، بنو تغلب، بنو عقیل، بنو مقلد، بنو کلاب اور بنو صالح وغیرہم حکمرانان عرب کی علیحدہ علیحدہ معاشرت اور تمدن کی ہو بہو تصویریں کھینچکر دکھائی گئیں ہیں یہ سب بجائے خود مختلف بلاد اسلامیہ کے چھوٹے چھوٹے خود سر حکمران تھے اور برائے نام علم خلافت عباسیہ یا دولت علویہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کرتے اور ان کے نام کا خطبہ اپنے جوامع میں پڑھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں لوگوں کے باہمی اختلافات اور نفاق نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم بنا کو متزلزل کر کے زمین دوز کر دیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

الہ آباد۔ ۹۔ رجب ۱۳۲۷ھ
مطابق
۲۷۔ جولائی ۱۹۰۹ء

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ
الہ آباد

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی - جلد یازدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار ملوک الطوائف اندلس

ہرگاہ شیرازہ خلافت عربیہ اندلس میں منتشر ہو گیا اور جماعت مسلمانوں کی بلاد اندلس میں متفرق ہو گئی اسوقت اس ملک کی عنان حکومت غلاموں وزیروں، اراکین دولت سرداران عرب اور بربر کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی۔ ان لوگوں نے اس ملک کو ٹکرے ٹکرے کر ڈالا ہر شخص نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنائی۔ ایک دوسرے کو کھائے ڈالتا تھا اس نے ایک صوبہ پر قبضہ کر لیا تو دوسرے نے بڑھکر دو صوبوں کو اپنا ورثہ سمجھ لیا، غرض چھوٹی چھوٹی خود سر حکومتوں کی کوئی حد نہ رہ گئی تھی۔ نتیجہ ان بے اعتدالیوں کا یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سرحدی عیسائی ملوک کو خراج دیکے اپنا معین و مددگار بنانا شروع کیا۔ عیسائی سلاطین تو ایسے ہی مواقع کے منتظر رہتے ہیں کھل کھیلے کسی کو کسی کے مقابلہ پر مدد دی کسی کا ملک چھین لیا، اہل اندلس اسی حالت بد میں مبتلا تھے کہ یوسف بن تاشفین امیر مرابطین کا دور دورہ شروع ہو گیا اور ان سبھوں کو اس نے دبا لیا پس

ہمکو اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ملوک الطوائف کے جداگانہ حالات یکے بعد دیگرے احاطہ تحریر میں لائیں

حالات بنو عباد ملوک اشبیلیہ وغربی اندلس و دیگر امراء طوائف جو ان حدود میں تھے۔

بنو عباد ملوک اشبیلیہ کا پہلا حکمران قاضی ابو القاسم محمد بن ذی الوزارتین ابو الولید اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن قریش بن عباد بن عمر اسلم بن عمر بن عطاف بن نعیم لخمی تھا عطاف بن نعیم لخمی وہ شخص ہے جو لخمی طلیعہ کے ساتھ بلاد اندلس میں اولاً داخل ہوا تھا۔ اصل میں یہ لوگ لشکر حمص میں تھے عطاف اندلس میں داخل ہو کر قریہ طشانہ (اشبیلیہ کے پورب) قیام پذیر ہوا اور یہیں پر اسکی نسل نے ترقی کی محمد بن اسماعیل بن قریش قریہ طشانہ کا (صاحب الصلوٰۃ) امام تھا بعد ازاں اسکا بیٹا اسماعیل ۴۱۳ھ میں وزارت اشبیلیہ پر مامور کیا گیا اور ۴۱۴ھ میں اسکا بیٹا ابو القاسم محمد عہدہ وزارت اور قضاء اشبیلیہ پر مقرر ہوا تا آنکہ ۴۳۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابو القاسم محمد کی ریاست کی بنیاد پڑنے کا یہ سبب ہوا کہ یہ قاسم بن حمود ملقب بہ مامون کے مخصوص اصحاب سے تھا اسی نے اُسکو عہدہ قضاء اشبیلیہ پر مامور و متعین کیا تھا۔ اندلس سرداران بربرہ سے محمد بن زبیری اس صوبہ کا والی تھا پس جسوقت قاسم قرطبہ سے بھاگ کر اشبیلیہ کی جانب آیا اور اشبیلیہ میں داخل ہونے کا قصد کیا اُسوقت قاضی ابو القاسم محمد نے محمد بن زبیری کو اشبیلیہ کی حکومت پر قابض ہو جانے کی رائے دی اور یہ اشارہ کر دیا کہ قاسم کو شہر اشبیلیہ میں داخل نہونے دو چنانچہ محمد بن زبیری نے بطمع حکومت اشبیلیہ ایسا ہی کیا بعد ازاں اہل اشبیلیہ نے باشارہ قاضی ابو القاسم محمد، محمد بن زبیری کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا۔

محمد بن زبیری کے نکالے جانے کے بعد قاضی ابو القاسم محمد نے اشبیلیہ میں مجلس شوریٰ قائم کی اور اسکے ذریعہ سے اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ اس مجلس شوریٰ کا ایک تو خود آپ ممبر تھا دوسرا ممبر ابو بکر زبیری معلم ہشام و مؤلف مختصر العین (لغت) اور تیسرا ممبر محمد بن

بسرخ الثانی تھا۔ بعد چندے قاضی ابوالقاسم محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں و حکمت عملیوں سے ابوبکر اور محمد ممبران مجلس شوریٰ کو دبا لیا۔ فوجیں مرتب کیں اور برابر عہدہ قضا کا انچارج رہا۔ قاسم ماموں جب اشبیلیہ میں نہ جانے پایا تو قرمونہ کی جانب روانہ ہوا اور قرمونہ پہونچکر محمد بن عبداللہ برزالی کے پاس قیام اختیار کیا۔

محمد بن عبداللہ برزالی عہد حکومت ہشام بعدہ زمانہ حکمرانی مہدی سے قرمونہ کا والی تھا۔ ۴۰۴ھ زمانہ طوائف الملوکی میں خود مختاری حکومت کا دعویٰ کیا۔ اس دعویٰ کا محرک بھی وہی قاضی ابوالقاسم محمد بن عباد تھا اور اسی نے محمد بن عبداللہ برزالی کو قاسم ماموں کی معزولی اور خود مختاری حکومت کی رائے دی تھی۔ چنانچہ قاسم ماموں قرمونہ سے بھی بیدخل ہوکر سریش چلا آیا اور محمد بن عبداللہ برزالی قرمونہ میں حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم محمد کے بعد اسکا بیٹا عباد حکمران ہوا اس نے ''المعتضد'' کا لقب اختیار کیا اس سے اور محمد بن عبداللہ برزالی سے اَن بَن ہوگئی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں محمد بن عبداللہ برزالی والی قرمونہ نے عباد سے اور قاسم بن حمود سے بھی بگاڑ کرادیا چنانچہ قاسم بن حمود نے سریش سے بقصد جنگ خروج کیا پہلے عبداللہ بن افطس والی بطلیوس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ قاسم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو بسرافسری عظیم فوج عبداللہ بن افطس کے جنگ پر بھیجا اس مہم میں اسماعیل کے ساتھ محمد بن عبداللہ برزالی بھی تھا۔ مظفر بن افطس مقابلہ پر آیا۔ مظفر نے اسماعیل اور محمد دونوں کو شکست دیکے محمد بن عبداللہ برزالی کو گرفتار کرلیا۔ اور بعد ایک مدت کے رہا کر دیا۔ بعد اسکے قاسم بن حمود اور محمد بن عبداللہ برزالی سے چل گئی۔ مدتوں دونوں میں نزاع قائم رہی فتنہ و فساد کا سلسلہ جاری رہا تاآنکہ محمد بن عبداللہ برزالی کو اسماعیل نے مار ڈالا۔

اسماعیل ایک مرتبہ شبخون مارنے کے قصد سے قرمونہ پر اپنی فوج لے کے چڑھ گیا اور موقع موقع سے چیدہ چیدہ جوانوں کو کمینگاہ میں بٹھا دیا۔ محمد بن عبداللہ برزالی اسکی آمد سے مطلع

ہو کر معہ اپنی فوج کے سوار ہو کر مقابلہ پر آیا۔ اسماعیل لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ محمد بن عبداللہ برزالی جوش کامیابی میں بڑھتا چلا آیا تاآنکہ کمینگاہ سے متجاوز ہو آیا۔ اسماعیل کے سپاہیوں نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کر دیا۔ اور محمد بن عبداللہ برزالی کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۳۴ھ کا ہے۔

محمد بن عبداللہ برزالی کے مارے جانے کے بعد اسماعیل نے قرمونہ پر قبضہ کر لیا۔ غلاموں اور بربریوں نے حکومت و سلطنت کی اسکو طمع دی پس اس سے جسقدر مال و اسباب اور غلہ اٹھ سکا لیکر جزیرہ کی جانب بقصد حملہ چلا گیا اسوقت اسکا باپ قلع فرج میں تھا یہ خبر پاکے چند سواروں کو اسکی جستجو میں روانہ کیا کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اسکی خبر لگ گئی قلعہ ورد کی طرف جھک پڑا۔ والی قلعہ نے موقع پا کے اسماعیل کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر اسکے باپ کے پاس بھیجدیا پس اسکے باپ نے اسکو اور نیز اسکے کاتب اور کل ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے ان بربریوں کی سرکوبی کی جانب مائل ہوا جنھوں نے سرحد پر ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔

ان لوگوں میں سب سے پہلے ہم والی قرمونہ کا حال تحریر کیا چاہتے ہیں قرمونہ میں مستظہر عزیز بن محمد بن عبداللہ برزالی بعد اپنے باپ کے حکمراں ہوا تھا۔ علاوہ قرمونہ کے استجہ اور مرورہ بھی اسیکے تحت حکومت میں تھے۔ نموز و رو ارکش کی عنان حکومت وزیر فوج رموی کے قبضہ اقتدار میں تھی جو کہ سرحدی بربری اور منصور کے ہواخواہوں سے تھا سنہ ۴۰۴ھ میں وزیر فوج نے نموز اور رو ارکس کی حکومت کا دعوی کیا تھا اور سنہ ۴۳۲ھ میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر گوشۂ قبر میں جا چھپا تھا۔ تب بجائے اسکے اسکا بیٹا عز الدولہ حاجب ابو لیاد محمد بن نوح حکمراں ہوا۔ اوسنے سنہ[1] . . . . میں وفات پائی۔ اور ابو نور یزید بن ابی قرہ یفرنی نے زمانہ طوائف الملوکی سنہ ۴۵۰ھ میں رندہ کو عامر بن فتوح کے قبضہ سے نکال لیا۔ عامر بن فتوح علویوں کا ساختہ پرداختہ تھا۔ معتضد ہمیشہ اسپر دباؤ ڈالتا

[1] اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا

چلا آرہا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی حیلہ سے اسکو بلا کر قید کر دیا اور براہ مکرو فریب اسکے بیٹے سے کہلا بھیجا کہ برندہ خادمہ کے ساتھ تمہارے باپ نے فعل شنیع کیا ہے۔ تھوڑے دنوں بعد عامر کو رہا کر دیا۔ چونکہ اسکے بیٹے پر معتضد کا جادو چل گیا تھا اسوجہ سے اسکے بیٹے نے اسکو مار ڈالا بعد قتل کے معتضد کی چالاکی اور فریب دہی کی قلعی کھلی سخت صدمہ ہوا چنانچہ اسی صدمہ سے ۴۵۱ھ میں مرگیا۔ اسکا بیٹا ابو نصر بجائے اسکے متمکن ہوا تا آنکہ کسی قلعہ میں خود اسکے لشکریوں نے اس سے بیوفائی کی۔ گھبرا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور جب وہاں جانبری کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو شہر پناہ کی فصیل سے بحالت اضطراب گر پڑا اور مر گیا۔ یہ واقعہ ۴۵۹ھ کا ہے۔

سریش کو حرزون بن عبدون نے ۴۰۲ھ میں دبا لیا تھا۔ ابن عباد (معتضد) نے اسکو بھی گرفتار کر لیا سریش کے خراج کا مطالبہ کیا اور کل قلعات کی جانچ پرتال کی بعد ازاں ان لوگوں سے مصالحت کر کے اُن لوگوں کو انہیں بلاد کی سند حکومت عطا کی جو ان کے قبضہ میں تھے پس ابن نوح کو ارکش پر ابن حرزون کو سریش پر اور ابن ابی قرہ کو رندہ پر مامور کیا۔ اس تقرری سے یہ لوگ ابن عباد کے ہوا خواہ ہو گئے اور اس پر اعتماد کرنے لگے۔ چند دنوں بعد ابن عباد نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانہ سے بلایا اور حمام میں لیجا کے دروازہ حمام بند کر لیا سب کے سب مر گئے ان میں سے صرف ابن نوح اس تہلکہ عظیم سے بچ گیا وجہ یہ تھی کہ اس نے ابن عباد سے پہلے ہی سے سازش کر لی تھی۔ ان لوگو کے مرنے کے بعد ابن عباد نے اپنے آدمیوں کو بھیج کے انکے قلعات پر قبضہ کر لیا اور ان کے مقبوضات کو اپنے صوبہ سے ملا لیا۔ اس واقعہ کی خبر بادیس تک پہونچی تو اس نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے قصد سے ابن عباد پر فوج کشی کی۔ مقتولوں کے قبائل اس سے مطلع ہو کے بادیس کے پاس آ کے مجتمع ہوئے اور اسکے ساتھ ابن عباد پر یلغار کر کے چڑھ آئے مدتوں اسکا محاصرہ کئے رہے آخر کار بے نیل مرام واپس ہوئے اور

سرحد کو عبور کر کے سبتہ کی جانب بڑھے۔ سکوت نے ان لوگوں کو سبتہ میں گھسنے نہ دیا اکثر شدت گرسنگی سے مر گئے باقی ماندگان نے مغرب کا راستہ لیا اور اسی زمانہ سے یہ لوگ مغرب میں جا کر آباد ہوئے۔ اور ابن عباد استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

آونبہ اور شلطیش پر عبدالعزیز بکری قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ ابن عباد کی فوجیں اس پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں۔ وزیر السلطنت ابن جہور نے عبدالعزیز کی سفارش کی معتضد (ابن عباد) نے اسکی سفارش سے مصالحت کر لی۔ زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ ابن جہور کا انتقال ہو گیا۔ ابن عباد نے عبدالعزیز بکری سے پھر منازعت شروع کی بالآخر ۴۴۳ھ میں اونبہ اور شلطیش کو عبدالعزیز سے خالی کرا لیا اور اپنے بیٹے معتمد کو اسکی حکومت پر متعین کیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر معتضد (ابن عباد) نے شلب کا قصد کیا شلب کی عنان حکومت ۴۱۹ھ سے مظفر ابوالاصبغ عیسیٰ بن قاضی ابوبکر محمد بن سعید بن مزین کے قبضہ اقتدار میں تھی ۴۴۲ھ میں اس نے وفات پائی۔ اسی زمانہ میں معتضد نے اس پر چڑھائی کی اور مظفر کے بیٹے کے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔ بعدہ اپنے بیٹے معتمد کو طلب کر کے اس شہر کی حکومت بھی اسی کے متعلق کی چنانچہ معتمد نے یہیں قیام اختیار کیا اور اسکو اپنا مقر حکومت قرار دیا۔

پھر معتضد نے شلت (سینٹ) بریہ کی جانب قدم بڑھایا سینٹ بریہ میں معتصم محمد بن سعید بن ہارون کا پرچم اقبال کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ جوں ہی معتضد اسکے قریب پہونچا۔ غریب معتصم نے شہر خالی کر دیا یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے معتضد نے اس کو بھی اپنے بیٹے معتمد کے مقبوضات میں شامل کر دیا۔

لبلہ میں تاج الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ التجنیبی کی حکومت کا دور دورہ تھا ۴۱۴ھ میں تاج الدین نے لبلہ میں اپنی حکومت کا اعلان کیا تھا اونبہ اور شلطیش میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا ۴۳۳ھ میں اسکی وفات ہوئی۔ بوقت وفات اپنے بھائی محمد کو حکومت و ریاست کی وصیت کر گیا تھا معتضد نے لبلہ پر پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا اور روزانہ لڑائیوں سے

اسکو تنگ کرنے لگا۔ محمد موقع پاکر قرطبہ بھاگ گیا۔ قرطبہ میں اسکے بھائی خلف بن یحییٰ کا بیٹا فتح قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ معتضد نے ۴۴۵ھ میں اسکو بھی خالی کرا لیا۔

غرض ان سب بلاد پر رفتہ رفتہ بنی عباد کا قبضہ ہو گیا اور اسکے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔ معتضد نے مربہ کو بھی اپنے علم حکومت کے تحت میں لے لیا تھا۔ اس صوبہ پر ابن رشیق نے زمانہ فتنہ میں قبضہ کر لیا تھا اور "خاصۃ الدولہ" کے نام سے موسوم کیا تھا۔ آٹھ سال حکومت کی بعدہ معتضد نے ۴۴۵ھ میں ابن رشیق سے اسکو چھین لیا۔

معتضد ہی نے مرتلہ کو ابن طیفور کے قبضہ سے ۴۳۶ھ میں نکالا تھا اور ابن طیفور نے اسپر عیسیٰ بن نسب سے قبضہ حاصل کیا تھا عیسیٰ بن نسب لشکر شاہی کا ایک سپہ سالار تھا اول اول یہی اسپر متصرف اور متغلب ہوا تھا۔ مگر خوبی قسمت نے اسکو اور اسکے بعد اسکے جانشین کو بھی اسکی حکومت پر متصرف نہ رہنے دیا۔ تھوڑی دنوں میں یہ سب ممالک جنکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ابن عباد کے مقبوضات میں داخل ہو گئے۔

ابن عباد (معتضد) اور بادیس بن حبوس والی غرناطہ میں ناچاقی تھی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ ہنوز کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ ۴۶۱ھ میں معتضد کو سفر آخرت درپیش آیا چنانچہ یہ اپنے کاموں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا بعدہ اسکا بیٹا معتمد بن معتضد بن اسماعیل ابوالقاسم بن عباد کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔

معتمد نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد جہانداری میں اپنے باپ کا روپہ اختیار کیا۔ مزید براں دارالخلافت قرطبہ کو بھی وزیر السلطنت ابن جہور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس نے اپنے لڑکوں کو ملک کے متفرق حکومتوں پر مامور کیا اور وہیں قیام کرنے کا انکو حکم دیا۔ غربی اندلس میں انکی حکومت کو کافی طور سے استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی اس اطراف کے ملوک الطوائف پر اسکا رعب و داب چھا گیا۔ ابن بادیس بن حبوس غرناطہ میں، ابن افطس بطلیوس میں اور ابن صمادح مربہ میں اسی طرح اور ملوک الطوائف اپنے اپنے مقبوضات

یں معتمد ابن عباد اکے علم حکو ۔ ۔ ء کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر رہے تھے اس سے صلح داشتی کے خواہاں تھے۔ اسکی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے مگر یہ اور وہ سب کے سب سلاطین کفار کی خاطر و مدارات پر مائل تھے اور انکو خراج دے دے کے قوت پہونچا رہے تھے یہانتک کہ سرحد بربر سے مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا یوسف بن تاشقین نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مسلمانان اندلس کی امیدیں اسکی اعانت و امداد سے برآئیں۔ اسی زمانہ میں عیسائیوں نے خراج کی بابت ملوک الطوائف کو تنگ کرنا شروع کیا۔ ابن عباد (معتمد) نے اس سفیر یہودی کو اسکے گستاخانہ کلام کی وجہ سے قتل کر ڈالا جو خراج لینے کے لئے معتمد کے پاس آتا جاتا تھا بعدہ دریا عبور کرکے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں فریادی بنکر حاضر ہوا۔ معتمد کے جانے اور یوسف بن تاشقین کی مدد کرنے کے حالات آئندہ یوسف بن تاشقین کے حالات کے ضمن میں تحریر کئے جائینگے۔ بعد اسکے فقہاء اندلس نے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ طرح طرح کا ٹکس اور محصول اہل اندلس پر لگا ہوا معاف کر دیا اور حکام و امراء کے ناپر داشتنی مظالم سے نجات دلائی جائے۔ چنانچہ یوسف نے اہل اندلس کو ان تمام ٹکسوں سے سبکدوش کر دیا جو درمیان میں لگائے گئے تھے اور انکو آئے دن کی طوائف الملوکی کی خونریزی سے نجات بھی دیدی مگر جوں ہی یوسف بن تاشقین نے اندلس سے مراجعت کی اندلس کے طوائف الملوک اپنے قدیم رویہ پر آگئے۔ زمانہ قیام اندلس میں یوسف بن تاشقین نے اپنی فوج ظفر موج کو جہاد پر بھی بدفعات روانہ کیا تھا اور اندلس کے اندرونی حصوں کو خود سر حکومتوں کے خار وخس سے صاف و پاک کرکے طالبان حکومت کو خلعتیں دی تھیں اور انکو بنظر انتظام ملک و امن سرحد بربر کی طرف منتقل کر دیا تھا غرض اسنے ایسے نازک وقت میں جبکہ اندلس امراء و حکام کی خود غرضیوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا بزور تیغ اندلس پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔ ابن عباد بھی بعد چند لڑائیوں کے جبکو تم آگے پڑھوگے یوسف بن تاشقین کا مطیع ہو گیا۔

یوسف بن تاشفین نے اسکو ۴۸۴ھ میں اغمات قریہ مراکش (مراکو) میں قید کر دیا تا آنکہ ۴۸۸ھ میں مر گیا۔

اندلس میں علاوہ اسکے اور صوبے بھی تھے جن پر ابن عباد متصرف اور مستولی نہیں ہوا تھا از انجملہ سہلہ تھا اس صوبے پر اوائل پانچویں صدی میں ہذیل بن خلف ابن رزین ہشام کی دعوت کے بنا سے قابض ہو گیا تھا اور "مؤید الدولہ" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا ۴۵۰ھ میں عیسائیوں کے ہاتھ کسی لڑائی میں شہید ہو گیا تب بجائے اسکے حسام الدولہ عبدالملک بن خلف (مؤید الدولہ کا بھائی) متمکن ہوا اور یہی اس صوبے پر حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ مرابطیون نے جس وقت کہ اندلس پر قابض ہوئے تھے اس صوبہ کو بھی اسکے قبضہ سے نکال لیا۔

برنث اور یج بھی مقبوضات ابن عباد سے خارج تھے اس پر عبداللہ بن قاسم مہری زمانہ طوائف الملوکی سے قابض ہو کر نظام الدولہ کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جسکے پاس معتمد مقیم تھا جس زمانہ میں اراکین دولت نے قرطبہ میں معتمد کی امارت کی بیعت کی تھی۔ اور اسی کے پاس سے قرطبہ آیا تھا۔ ۴۲۱ھ میں نظام الدولہ نے انتقال کیا بجائے اسکے یمین الدولہ محمد اسکا بیٹا جانشین ہوا اس سے اور مجاہد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں یمین الدولہ کے بعد اسکا بیٹا عضد الدولہ احمد حکومت و امارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور ۴۴۰ھ میں وفات پائی تب اسکا بھائی جناح الدولہ عبداللہ حکمراں ہوا ۴۸۵ھ میں مرابطیوں نے اس سے عنان حکومت چھین لی ان تذکرات میں ہم کہاں سے کہاں پہونچ گئے لہذا اس سے اعراض کر کے اب پھر ملوک الطوائف کے اکابر کے تذکرہ کی جانب اپنی توجہ ہم مبذول کرتے ہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

وزیر السلطنت ابن جہور کے حالات

جن دنوں قرطبہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی اسوقت اراکین دولت اور امراء سلطنت کا سردار ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور بن عبداللہ بن محمد بن معمر بن یحییٰ بن ابی المغافر بن ابی عبیدہ کلبی تھا۔ ابن بشکوال نے اسکا نسب یوں ہی تحریر کیا ہے۔ ابن جہور کا مورث اعلیٰ ابو عبیدہ کلبی اندلس میں آیا تھا اسکی پچھلی نسلوں کو قرطبہ میں

دولت عامریہ کی وزارت کا شرف حاصل ہوا تھا جس وقت لشکریوں نے معتمد آخری خلیفہ اموی کو ۴۲۲ھ میں معزول کیا اس وقت جہور نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا کسی فساد اور فتنہ میں مداخلت نہ کی حکومت پر قابض ہو کر نظام سلطنت کو بگڑنے نہ دیا اور نہ اپنے مکان سے قصر خلافہ میں آیا۔ اسکا رویہ نہایت عمدہ تھا اہل علم وفضل کی روش پر چلتا تھا۔ مریضوں کی عیادت کرتا تھا جنازوں میں شریک ہوتا، اپنے محلہ شرقی کی مسجد میں اذان دیتا تھا، تراویح پڑھتا تھا اور کل مسلمانوں سے ملتا جلتا رہتا تھا دربان وغیرہ اسکے دروازہ پر نہیں تھے۔ مسلمانان قرطبہ نے بطیب خاطر اپنی عنان حکومت تا زمانہ تقرری خلیفہ اسکے سپرد کر دی تا آنکہ محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے یہ ظاہر کیا کہ ہشام مؤید میرے پاس اشبیلیہ میں ہے اور اس بابت بکثرت خط و کتابت کی پس قرطبہ میں ہشام مؤید کا خطبہ پڑھا گیا اسی گھمنڈ پر محمد بن اسماعیل ہشام کو لئے ہوئے قرطبہ آیا مگر اہل قرطبہ نے نہ معلوم کیوں اسکو قرطبہ میں داخل ہونے سے روکدیا اور خطبہ میں اسکے ذکر سے اعراض کیا۔ اس وقت سے ابن جہور اہل قرطبہ پر تنہا بلا مزاحمت غیرے حکومت کرنے لگا۔ بعدہ محرم ۴۳۵ھ میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر اپنے ہی مکان میں مدفون ہوا بجائے اسکے اسکا بیٹا ابوالولید محمد بن جہور باتفاق سربراوردگان قرطبہ حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔ اس نے اپنے باپ کی روش اختیار کی۔ یہ بھی اہل علم وفضل کا قدردان تھا کی بن ابی طالب مکی وغیرہ اہل علم کی خدمت میں تحصیل علم کی تھی اسنے اپنا قلمدان وزارت ابراہیم بن یحیی کو سپرد کیا تھا اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا غرض ابوالولید محمد کا زمانہ حکومت طوائف الملوکی کے بہترین زمانہ سے تھا۔ اہل قرطبہ راضی اور خوش تھے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا کہ یہ بھی رہگرائے ملک آخرت ہو گیا اور عنان حکومت اس کے بیٹے عبدالملک کے حوالہ کی گئی۔ اس نے کج ادائی بداطواری شروع کر دی لوگوں کو اس سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ابن ذی النون نے اسکا قرطبہ میں محاصرہ کیا اسنے محمد بن عباد سے ذی النون کے محاصرہ کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا محمد بن عباد نے اپنی فوجیں

اسکی کمک پر بھیجیں مگر در پردہ یہ ہدایت کر دی تھی کہ قرطبہ میں داخل ہو کر اسکو معزول کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ذی النون کے محاصرہ کو محمد بن عباد کے لشکر نے اٹھایا اور جب یہ قرطبہ میں داخل ہو گیا تو اہل قرطبہ نے سازش کر کے ۴۶۱ھ میں اسکو معزول کر دیا اور قرطبہ سے جلا وطن کر کے شلطیش میں لیجا کے قید کر دیا۔ تا آنکہ بحالت قید ۴۶۲ھ میں مر گیا۔

محمد ابن عباد نے عبدالملک کی گرفتاری کے بعد اپنے بیٹے سراج الدولہ کو بلنسیہ سے طلب کر کے قرطبہ کی حکومت پر مامور کیا۔ سراج الدولہ کو قرطبہ میں جانے کے بعد کسی نے زہر دیدیا جس سے سراج الدولہ کی موت وقوع میں آئی نعش طلیطلہ میں اٹھا لائی گئی اور وہیں دفن کر دی گئی سراج الدولہ کے مرنے کے بعد محمد بن عباد نے قرطبہ پر فوج کشی کی چنانچہ ۴۶۹ھ میں قرطبہ پر قابض و متصرف ہوا اور ابن عکاشہ کو قتل کر کے اپنے بیٹے فتح بن محمد ملقب بہ مامون کو قرطبہ کی حکومت دی۔ یوں ہی رفتہ رفتہ کل غربی اندلس کے صوبجات اسکے قبضہ میں آ گئے تا آنکہ مرابطیون نے اندلس میں داخل ہو کر ۴۸۴ھ میں اس صوبہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا اسی ہنگامہ میں فتح مارا گیا اور اسکا باپ محمد بن عباد اغمات کی طرف جلا وطن کر کے بھیجدیا گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور آیندہ بھی لکھنے والے ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین

اخبار ابن افطس والی بطلیوس غربی اندلس

زمانہ فتنہ اور عہد طوائف الملوکی میں ابو محمد عبداللہ بن مسلمہ تجیبی معروف بہ ابن افطس نے غربی اندلس صوبہ بطلیوس پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی خود سری و حکومت کا اعلان کر دیا تھا اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا مظفر ابو بکر بجائے اسکے متمکن ہوا اسکی حکومت نہایت استقلال اور استحکام کے ساتھ قائم اور جاری تھی اکابر ملوک الطوائف میں اسکا شمار تھا مظفر سے اور ابن ذی النون سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں ابن عباد سے بھی بدفعات معرکہ آرائی کی نوبت آئی تھی۔ سبب منازعت کا یہ ہوا تھا کہ ابن عباد نے ابن تجیبی والی ملیلہ کی اعانت بمقابلہ مظفر کی تھی۔ اس سے مظفر کو اشتعال

پیدا ہوا والی لبلہ کے متعدد قلعات اور شہروں پر قبضہ کر لیا آخر کار مظفر دو پیہم ہزیمتیں اٹھا کے بطلیوس میں قلعہ بند ہو گیا ان دو پچھلی لڑائیوں میں ایک گروہ کثیر کام آیا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۴۳ھ کا ہے بعد ازاں ابن جہور نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی۔ سنہ ۴۶۰ھ میں مظفر نے وفات پائی اسکا بیٹا متوکل ابوحفص عمر بن محمد معروف بہ سابہ جلوہ آرائے سریر حکومت ہوا اسی کے زمانہ حکمرانی میں اور اسی کے ہاتھ سے یوسف بن تاشقین امیر المرابطین نے سنہ ۴۸۹ھ میں بطلیوس پر قبضہ حاصل کر کے اسکو معہ اسکے اولاد کے قید حیات سے سبکدوش کیا تھا۔ ابن عباد نے پہلے متوکل کو یوسف بن تاشقین کی طرف سے بدظن کر کے کفار سے خط وکتابت کرنے کی رائے دی اور جب متوکل اس رائے پر عامل و کاربند ہوا تو یوسف بن تاشقین کو لکھ بھیجا کہ جسقدر جلد ممکن ہو بطلیوس پر پہونچکر قبضہ حاصل کر لیا جائے ورنہ متوکل پھر ہاتھ نہ آئے گا اور نہ اس صوبہ پر کسی طرح قبضہ ہو گا کیونکہ متوکل عیسائیوں سے خط وکتابت کر رہا ہے چنانچہ یوسف بن تاشقین نہایت تیزی سے قطع مسافت و طے منازل کر کے بطلیوس پر پہونچ گیا اور سنہ ۴۸۹ھ میں متوکل کو معہ اسکے لڑکوں کے گرفتار کر کے عید الاضحیٰ کے دن قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرنے والے ہیں۔ ابن عبدون نے اسکے مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا تھا جو نہایت مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہے اسکا مطلع یہ تھا

الدھر یفجع بعد العین بالاثر ۔۔۔ فما البکاء علی الاشباح والصور

اس قصیدہ میں ابن عبدون نے ان مصائب کا تذکرہ کیا تھا جو اس زمانہ ادبار میں نازل ہوئے تھے جس سے جمادات تک رو پڑے تھے ہم اسکو لمتونہ کے حالات اور انکی فتح اندلس کے ضمن میں بیان کرینگے۔ واللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید۔

اخبار بادیس حکمران غرناطہ وبیرہ

فتنہ بربریہ میں سردار صنہاجہ زادی بن زیری بن مناد تھا زمانہ حکومت منصور میں زادی اندلس میں آیا تھا بس جب بربریوں نے فتنہ وفساد کا بازار گرم کر دیا اور شیرازہ خلافت بکھر گیا تو زادی اس گروہ کا سردار اور

ان بلوائیوں کا معتمد علیہ بنکر بیرہ کی جانب گیا اور غرناطہ میں پہونچکر قبضہ کر لیا اور اسکو اپنا مستقر حکومت بنا لیا۔ اور جب عامری غلاموں نے مرتضی مروانی کی خلافت کی بیعت کی (اس امر اہم کا متولی اور منصرم مجاہد عامری اور منذر بن یحییٰ بن ہاشم تجیبی ہوا تھا) اور بعد بیعت ان لوگوں نے غرناطہ پر چڑھائی کی تو زاوی بن زیری فوج صنہاجہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور ۴۲۰ھ میں ان لوگوں کو ہزیمت دے کے مرتضی کو قتل کر ڈالا۔ مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا جو بیحد اور بیشمار تھے بعد ازاں زاوی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا اندلس میں بوجہ فتنہ و فساد کے بربر پر کسی قسم کا ادبار نہ آجائے اور میری عدم موجودگی سونا میں سوہاگہ کا کام نہ دیدے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بیٹے کو غرناطہ پر مقرر کر کے اپنے قومی بادشا قیروان کی طرف کوچ کر دیا جوں ہی زاوی نے غرناطہ سے قدم باہر نکالا اسکے بیٹے نے ابن رضیں اور چند مشایخین غرناطہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ اہل غرناطہ کو یہ امر ناگوار گذرا ماکس بن زیری کو غرناطہ پر قبضہ کر لینے کا پیام دیا پس ماکس اس پیام کے بنار پر غرناطہ میں آپہنچا، قبضہ کر لیا اور زیری کے لڑکے کی حکومت کو معدوم اور نیست و نابود کر دیا۔ تا آنکہ ۴۲۹ھ میں اس نے وفات پائی۔ بادیس اسکا بیٹا حکومت و ریاست کی کرسی پر متمکن ہوا اس سے اور ابن ذی النون و ابن عباد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسکے زمانہ حکمرانی میں اسکا اور اسکے باپ کا کاتب (سکریٹری) اسماعیل بن نغرلذمی سیاہ و سفید کرنے کا مختار تھا پھر بادیس نے اسکو ۴۵۹ھ میں معزول اور معتوب کر کے قتل کروا دیا اسکے ساتھ اور بہت سے یہودی بھی مار ڈالے گئے تھے بادیس نے ۴۶۶ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اسکا پوتا منظفر ابو محمد عبد اللہ بن بلکین بن بادیس حکمراں ہوا۔ اس نے اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی حکومت پر حسب تقرری اپنے دادا کے مامور کیا۔ ۴۸۳ھ میں مرابطیون نے ان دونوں کو معزول کر کے جلا وطن کر کے اغمات اور وریکہ کی طرف بھیجدیا چنانچہ ان دونوں نے وہیں قیام کیا جیسا کہ آیندہ یوسف بن تاشفین کے تذکرہ میں ان کے حالات کو تم پڑھوگے

واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

اخبار ذی النون ملوک طلیطلہ ثغر جوفی

ملوک طلیطلہ کا جد اعلیٰ اسماعیل بن ظافر بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن ذی النون تھا۔ یہ قبائل ہوارہ کا ایک نامور ممبر تھا دولت مروانیہ میں یہ ارا کین سلطنت سے شمار کیا جاتا تھا۔ شنتریہ میں اسکی ریاست وامارت تھی پھر اسنے زمانہ فتنہ ۴۱۹ھ میں قلعہ اقلنتین پر قبضہ کر لیا۔ شروع زمانہ فتنہ سے طلیطلہ یعیش بن محمد بن یعیش کے قبضہ تصرف میں تھا جو اسکا والی تھا پس جب یہ ۴۲۷ھ میں مرگیا تو بعض سرداران افواج طلیطلہ نے اسماعیل کو قلعہ اقلنتین سے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ اسماعیل قلعہ مذکور سے طلیطلہ میں آیا اور بلا مزاحمت قابض ومتصرف ہو گیا اسماعیل نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے دائرہ حکومت کو جنجالہ (مضافات مرسیہ) تک بڑھا لیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ اسپر امارت کرتا رہا تا آنکہ ۴۲۹ھ میں راہی ملک عدم ہوا تب اسکے بیٹے ماموں ابوالحسن یحییٰ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے بڑے زور وشور سے حکومت کی اسکی شوکت وعظمت کل ملوک الطوائف سے بڑھی چڑھی تھی۔ اس سے اور سرحدی عیسائی امراء سے مشہور لڑائی ہوئی ۴۳۵ھ میں بلنسیہ پر فوج کشی کی اور مظفر ذی السابقین (منصور بن ابی عامر کے اولاد سے) بلنسیہ کو چھین لیا بعد ازاں قرطبہ کی جانب بڑھا اور اسکو بھی ابن عباد کے ہاتھ سے نکال لیا اسی ہنگامہ میں قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اسکے بیٹے ابو عمر کو قتل کر ڈالا۔ پھر اسکو بھی ۴۶۰ھ میں کسی نے زہر دیکر مار ڈالا اسکے بعد طلیطلہ کی عنان حکومت اسکے پوتے قادر یحییٰ بن اسماعیل بن ماموں یحییٰ بن ذی النون نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اسوقت عیسائی سلاطین میں سے ابن اد فونش کا دور حکومت تھا چونکہ حکومت ودولت اسلامیہ مدبروں سے خالی ہو گئی تھی اور خلافت کا دور تمام ہو چکا تھا عرب کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا تھا اسوجہ سے ابن ادفونش کا تمام ملک میں دورہ تھا چنانچہ ابن ادفونش نے فوجیں آراستہ کر کے طلیطلہ کی جانب ۴۷۰ھ میں پیش قدمی شروع

کی قادر یحییٰ نے ابن اذفونش کے خوف سے طلیطلہ کو خالی کر دیا اور اس سے یہ شرط کر لی کہ بلنسیہ کے لینے میں تم میری مدد کرنا۔ بلنسیہ میں ان دنوں عثمان قاضی بن ابو بکر بن عبد العزیز (یہ بھی ابن ابی عامر کا ایک وزیر تھا) حکمرانی کر رہا تھا اہل بلنسیہ کو اسکی خبر لگ گئی پس ان لوگوں نے اس خوف سے کہ مبادا الفنش وغیرہ عیسائی ملوک اسپر قبضہ نہ کر لیں عثمان قاضی کو معزول کر دیا۔ قادر یحییٰ نے جھٹ پٹ قبضہ کر لیا۔ دو برس تک یہیں مقیم رہا۔ بالآخر سنہ ۴۱۸ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

اخبار ابن ابی عامر والی شرقی اندلس و موالی عامر بن و ابن صمادح سپہ سالار مریہ

منصور عبد العزیز بن عبد الرحمٰن ناصر بن ابی عامر کی امارت کی مقام شاطبہ میں عامری خدام نے سنہ ۴۱۱ھ میں زمانہ فتنہ بربریہ میں بیعت کی چنانچہ منصور نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی بعد چندے اہل شاطبہ نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا منصور شاطبہ کو خیر آباد کہہ کے بلنسیہ چلا گیا اور اسپر قبضہ حاصل کر کے اپنا دار الحکومت بنا لیا۔ اس کے وزیروں میں ابن عبد العزیز نامی ایک شخص نہایت مدبر اور ہوشیار تھا۔ اسنے خیران عامری (جو کہ عامر کا غلام آزاد تھا) کے ذریعہ سے قبل اس واقعہ کے اریولہ پر سنہ ۴۰۴ھ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا بعد ازاں سنہ ۴۰۷ھ میں مرسیہ پر بعدہ جیان پر پھر مریہ پر سنہ ۴۰۹ھ میں قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ اور منصور عبد العزیز کی امارت و حکومت کی ان مقامات کے رہنے والوں سے بیعت لے لی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد خیران نے منصور سے بدعہدی کی اور مریہ سے مرسیہ تک منصور کے برادر عم زاد محمد بن مظفر بن منصور بن ابی عامر کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

محمد بن مظفر قرطبہ میں قاسم بن حمود کے سایہ عاطفت میں رہتا تھا جسوقت اسنے خیران سے خط و کتابت کر کے معہ اپنے مال و اسباب کے مرسیہ جانے کا قصد کیا اسوقت قرطبہ کے رہنے والوں نے مجتمع ہو کر اسکا مال و اسباب چھین لیا اور قرطبہ سے بیک بینی و دو گوش نکال دیا۔

خیران نے محمد کو کرسی حکومت پر متمکن کر کے پہلے مؤتمن کے خطاب سے مخاطب کیا پھر

معتصم کا لقب دیا بعد چندے ناراض ہو کر مرسیہ سے نکال دیا۔ بیچارہ محمد بحال پریشان مریہ پہونچا۔ خیران نے ازاد غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے اسکا مال و اسباب چھین کر مریہ سے نکال باہر کیا۔ محمد نے غربی اندلس کا راستہ لیا اور وہاں پہونچکر سفر آخرت اختیار کیا۔

اسکے بعد خیران نے بھی مریہ میں ۴۱۹ھ میں وفات پائی امیر عمید الدولہ ابو القاسم زہیر عامری نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ اور فوجیں آراستہ کر کے غرناطہ پر چڑہائی کر دی۔ بادلیس بن حبوس مقابلہ پر آیا اور امیر عمید الدولہ کو ہزیمت دیکر ۴۲۹ھ میں اثنار دار و گیر میں قتل کر ڈالا اور مریہ پر قبضہ کر لیا۔ بعدہ منصور عبد العزیز والی بلنسیہ نے اس صوبہ کو بادلیس کے قبضہ سے ۴۵۰ھ میں نکال لیا۔ پھر جب مامون بن ذی النون نے وفات پائی اور اسکا پوتا قادر حکمراں ہوا تو بلنسیہ پر وزرائی ابن عامر سے ابوبکر بن عبد العزیز حکومت کرنے لگا۔ ابن ہود نے اسکو قادر سے مخالفت اور بدعہدی کرنیکی رائے دی پس ابوبکر اس رائے کے مطابق قادر سے مخالفت کا اعلان کر کے ۴۶۸ھ میں خود سر ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مقتدر نے دانیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ابوبکر دس سال حکومت کر کے ۴۷۸ھ میں گوشہ قبر میں جا چھپا بجائے اسکے قاضی عثمان اسکا بیٹا حکمرانی کی عبا پہنکر ایوان حکومت میں جلوہ افروز ہوا پھر جب قادر بن ذالنون نے طلیطلہ کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا تو بلنسیہ کی طرف قبضہ کرنے کے قصد سے قدم بڑہایا اس مہم میں اسکے ہمراہ الفنش عیسائی بھی تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اہل بلنسیہ نے اس خبر سے مطلع ہو کر عثمان قاضی بن ابی بکر کو معزول کر دیا اور عیسائیوں کے خوف سے قادر کو بخوشی خاطر اپنے شہر پر قبضہ دیدیا یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے۔ بعدہ اسکے ۴۸۳ھ میں قاضی جعفر بن عبد اللہ بن حجاب نے قادر پر فوج کشی کی اور اثنار جنگ میں قادر کو قتل کر کے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر عیسائیوں نے ۴۸۹ھ میں بلنسیہ پر یلغار کیا اور قاضی جعفر کو قتل کر کے قابض ہو گئے۔ بعدہ مرابطیون نے اندلس میں داخل ہو کر اس صوبہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر ۴۹۵ھ میں ابن ذی النون نے اپنے ایک سپہ سالار کو بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار

نے اس صوبہ کو ان لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا۔

معن بن صمادح سپہ سالار وزیر ابن ابی عامر نے جس زمانہ (سنہ ۴۳۸ھ) سے منصور نے اسکو سند حکومت دی تھی مریہ میں اقامت اختیار کی تھی اور ذوالوزارتین کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا تھا بعد چندے اسنے اپنے آپکو معزول کرکے اپنے بیٹے معتصم ابو یحییٰ محمد بن معن بن صمادح کو حکمراں بنایا۔ چنانچہ معتصم نے اس صوبہ میں چوالیس برس تک حکومت کی۔ ابن شبیب والی لورقہ فوجیں آراستہ کرکے مریہ پر چڑھ آیا۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ معتصم کے باپ نے حکومت سے کنارہ کشی کرلی تھی۔ معتصم نے یہ خبر پاکر کہ ابن شبیب والی لورقہ مریہ پر چڑھ آیا ہے مقابلہ کرنے کی غرض سے عظیم فوج روانہ کیا۔ ابن شبیب نے اس مہم میں منصور بن ابی عامر والی بلنسیہ و مریہ سے بمقابلہ اپنے حریف کے امداد کی درخواست کی اور معتصم نے بادیس سے مدد کا پیام دیا۔ دونوں حریف میں گھمسان لڑائی ہوئی اسکا چچا صمادح بن بادیس بن صمادح دوسری جانب سے لورقہ کے بعض قلعات پر چڑھ گیا۔ بزور تیغ اہل قلعہ کو زیر کرکے قبضہ کرلیا اور بعد قبضہ حاصل کرنے کے واپس آیا۔ اس زمانہ سے معتصم سنہ ۴۸۰ھ تک مریہ پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا تاآنکہ اسی سنہ میں وفات پائی۔ اسکا بیٹا بجاے اسکے متمکن ہوا اسکو یوسف بن تاشفین امیر المرابطین نے سنہ ۴۸۴ھ میں معزول کیا اور مریہ سے مع اسکے اہل و عیال کے سرحد کی جانب جلاوطن کرلائے۔ اسنے سرحد پر پہونچکر قلعہ میں آل حماد کے پاس قیام کیا۔ یہیں اسنے اور اس کے لڑکوں نے وفات پائی۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

اخبار بنو ہود ملوک سرقسطہ

منذر بن مطرف بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ہاشم تجیبی ثغر اعلیٰ کا گورنر تھا۔ اس سے اور منصور عبدالرحمٰن سے امارت اور ریاست کی بابت اَن بَن چلی آتی تھی۔ اسکے دارالامارت اور مستقر حکومت ہونے کا اعزاز سرقسطہ کو حاصل تھا جسوقت مہدی بن عبدالجبار کی حکومت کی بیعت لی گئی اور

بنو عامر کا دور دورہ ختم و منقضی ہوگیا اور بربریوں کا زور شور اور فتنہ و فساد شروع ہوگیا اسوقت منذر مستعین کے علم حکومت کے ساتھ تھا تا آنکہ اسی طوائف الملوکی میں ہشام مارا گیا منذر نے ان امور کے انجام پر نظر کر کے مستعین کی رفافت ترک کر دی۔ بعد اسکے مروانیوں نے مرتضیٰ کی بشمول مجاہد اور اُن لوگوں کے جو غلاموں اور عامریوں میں سے انکے پاس آکر مجتمع ہو گئے تھے بیعت کر لی اور غرناطہ پر حملہ آور ہوئے زاوی بن زیری فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور اُن سبھوں کو ہزیمت دی پھر مروانیوں اور اراکین دولت کو مرتضیٰ کی جانب سے شک پیدا ہوا۔ چند آدمیوں کو اسکے قتل پر مامور کر دیا چنانچہ مریہ میں ان لوگوں نے اسکو مار ڈالا۔ منذر کو اسوقت کھل کھیلنے کا موقع مل گیا چنانچہ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ کو دبا بیٹھا اور "المنصور" کا خطاب اختیار کیا۔ عیسائی سلاطین جلیقہ اور برشلونہ سے مصالحت کا عہد و پیمان کیا۔ بالآخر ۴۱۴ھ میں وفات پائی اسکا بیٹا سر یر حکومت پر متمکن ہوا اور "المظفر" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔

اسی زمانہ میں ابو ایوب سلیمان بن محمد بن ہود جذامی انہیں لوگوں میں سے شہر تطیلہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ اسکو شروع زمانہ فتنہ سے اس صوبہ کی حکمرانی دی گئی تھی۔

اسکا مورث اعلیٰ ہود وہ ہے جو اندلس میں آیا تھا از دنے اسکے سلسلہ نسب کو سالم مولیٰ (آزاد غلام) ابو حذیفہ تک پہونچایا ہے یہ ہود بیٹا ہے عبداللہ کا اور عبداللہ بیٹا ہے موسیٰ کا اور موسیٰ بیٹا ہے سالم کا۔ اور بعضوں نے ہود کو روح بن ازباع کی اولاد سے شمار کیا ہے۔

سلیمان نے تھوڑے دنوں میں قوت بڑھا کے مظفر یحییٰ بن منذر کو مغلوب کر دیا ۴۳۱ھ میں اسکی زندگانی کا بھی خاتمہ کر کے دنیا کے کل مخمصات سے ہمیشہ کے لئے نجات دیدی۔ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ پر قابض ہو گیا اور اسکا بیٹا یوسف بن مظفر لاروہ پر حکمرانی کرنے لگا بعد چندے ان دونوں میں منازعت اور مخاصمت پیدا ہو گئی۔ اس اثنا میں سلیمان مر گیا اور احمد مقتدر

باللہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مقتدر نے یوسف کے مقابلہ میں فرانس اور لشکنس سے امداد طلب کی چنانچہ فرانس اور لشکنس حسب وعدہ مقتدر کے کمک پر آئے مسلمانوں سے اور عیسائیوں سے لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا یوسف نے اس خبر سے مطلع ہو کر عیسائیوں اور نیز مقتدر کا سرقسطہ میں محاصرہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۷۳ھ کا ہے۔ یوسف کو اس میں ناکامی ہوئی عیسائی سلاطین اپنے اپنے بلاد کی طرف لوٹ گئے بعد ازاں مقتدر باللہ احمد نے ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے سینتیس[1] سال پورے کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ بجائے اسکے یوسف موتمن اسکا بیٹا سریر امارت پر جلوہ افروز ہوا

یوسف موتمن کو علوم ریاضیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اس فن میں اسنے بہت سی کتابیں تالیف کی تھیں از انجملہ الاستہلال اور المناظر ہیں۔ ۴۷۸ھ میں اس نے وفات پائی یہ وہی سنہ ہے جسمیں عیسائیوں نے طلیطلہ کو قادر بن ذی النون کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔

یوسف موتمن کے بعد سرقسطہ میں مستعین حکمراں ہوا اسکے زمانہ حکومت میں واقعہ وشقہ پیش آیا تھا وشقہ کو عیسائی محاصروں کے پنجہ سے بچانے کی غرض سے مستعین نے ۴۸۹ھ میں کئی ہزار مسلمانوں کی جمعیت سے جو کہ شمار سے باہر تھے وشقہ پر چڑھائی کی۔ تقریباً دس ہزار مسلمان اس معرکہ میں کام آئے تھے (مستعین کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا) اس زمانہ سے مستعین سرقسطہ میں برابر حکمرانی کرتا رہا تاآنکہ ۵۰۳ھ میں جن دنوں عیسائیوں نے سرقسطہ پر فوج کشی کی تھی سرقسطہ کے باہر جام شہادت نوش کر کے راہی عدم ہوا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا عبدالملک سریر آرائے حکومت ہوا عماد الدولہ کا خطاب اختیار کیا عیسائی باغیوں نے اسکو ۵۱۲ھ میں سرقسطہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس نے سرقسطہ کے قلعات میں سے قلعہ روطہ میں جاکر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ ۵۱۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ اسکا بیٹا احمد ملقب بہ سیف الدولہ اریکہ حکومت پر رونق افروز ہوا اسکے

[1] دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۰۰

عہد حکومت میں عیسائیوں کی شورش حد سے متجاوز ہو گئی مسلمانوں کو بے ستانے لگے آخر کار اسنے عیسائیوں سے صلح کر لی اور قلعہ روطہ کو ان کے حوالہ کر کے معہ اپنے حشم و خدم کے طلیطلہ چلا آیا اور وہیں ۵۳۶ھ میں مر گیا۔ انہیں بنو ہود کے ممالک مقبوضہ سے شہر طرطوشہ تھا جسکو بقایا عامری نے ۴۳۳ھ میں دبا لیا تھا پھر ۴۴۵ھ میں یہ مر گیا تب یعلی عامری اس پر قابض ہوا اسکا دور حکومت دراز اور طویل نہیں ہوا اسکے بعد نبیل حکمران ہوا عماد الدولہ بن احمد مستعین نے ۴۵۳ھ میں نبیل سے طرطوشہ کو چھین لیا۔ اسوقت سے طرطوشہ پر عماد الدولہ کا اور اسکے بعد اسکے بیٹوں کا قبضہ و تصرف رہا تا آنکہ دشمنان اسلام نے اس شہر پر بھی اور بلاد شرقی اندلس کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین

اخبار بنو مجاہد عامری حکمران دانیہ و جزائر شرقیہ

جزیرہ میورقہ ۲۹۰ھ میں عصام خولانی کے ہاتھ سے مفتوح ہوا تھا۔ مورخین تحریر کرتے ہیں کہ عصام خولانی بقصد حج اپنی ذاتی کشتی پر سوار ہو کر اندلس سے روانہ ہوا اتفاق یہ کہ کشتی ہوائے مخالف کی وجہ سے جزیرہ میورقہ کے ساحل پر جا لگی ایک مدت تک عصام معہ اپنے ہمراہیوں کے اس ساحل پر بوجہ ہوائے مخالف مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں ان لوگوں کو اہل جزیرے کے حالات مطلع ہونے کا موقع ملا اور اسکے مفتوح کرنے کی ہوس ان کے دل میں سمائی۔ چنانچہ عصام نے حج سے واپس ہو کر امیر عبداللہ والی اندلس سے جزیرہ میورقہ کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کیا اور اسکے مفتوح کرنے کی رغبت دی پس امیر عبداللہ نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا عصام کے ساتھ روانہ کیا۔ علاوہ شاہی لشکر کے مجاہدوں کا گروہ عظیم اس مہم میں جہاد کے قصد سے شریک ہوا۔ عصام نے پہونچتے ہی جزیرہ میورقہ پر محاصرہ ڈالدیا اور ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد یکے بعد دیگرے اسکے کل قلعات کو مفتوح کر لیا تکمیل فتح کے بعد عصام نے امیر عبداللہ کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ امیر عبداللہ نے اس حسن خدمت کے صلہ میں عصام کو جزیرہ میورقہ کی گورنری عنایت فرمائی۔ دس برس تک عصام نے اس جزیرہ پر حکمرانی کی مسجدیں بنوائیں، حمامات تعمیر کرائے، سرائیں پل اور

شرکیں درست کرائیں۔

عصام کی وفات کے بعد اہل جزیرہ نے اسکے بیٹے عبداللہ کو اپنا حکمراں بنایا امیر عبداللہ والی اندلس نے بھی اس امارت کو منظور اور تسلیم کیا بعد ازاں عبداللہ درویشی اور زہد کی طرف مائل ہو گیا ۳۵۰ھ میں ترک امارت کر کے بقصد حج کشتی پر سوار ہو کر مشرق کی جانب چلا گیا پھر اسکی خبر نہ معلوم ہوئی خلیفہ ناصر مروانی نے اپنے خدام میں سے موفق کو اس جزیرہ کی سرداری وحکومت پر متعین و مامور کیا موفق نے جزیرہ مذکور میں پہونچ کے جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے تیار کرائے فرانس کے مقبوضات پر بکرات ومرات جہاد کئے۔ ۳۵۹ھ عہد حکومت مستنصر میں اس نے وفات پائی۔ اسکے خادموں میں سے کوثر نامی ایک شخص اسکا جانشین ہوا۔ اس نے دشمنان اسلام پر جہاد کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اسکے پیشرو (موفق) کا تھا۔ اسنے ۳۸۹ھ عہد امارت منصور میں انتقال کیا منصور نے اپنے موالی (آزاد غلاموں) میں سے مقاتل کو اس جزیرہ کی حکومت دی۔ یہ بھی جہاد کا حد سے زیادہ شائق تھا مقبوضات فرانس پر ہمیشہ جہاد کرتا رہتا تھا منصور اور اسکا بیٹا موید جہاد میں اسکی مدد کیا کرتا تھا۔ ۴۰۳ھ زمانہ فتنہ میں رہگرائے ملک آخرت ہوا۔

مجاہد بن یوسف بن علی عامری موالیوں میں ایک سربرآوردہ اور دلیر شخص تھا۔ منصور نے اسکی پرورش کی تھی۔ قرآن، حدیث اور عربیت کی تعلیم دی تھی ان علوم میں مجاہد کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔ جس دن مہدی ۴۰۰ھ میں مارا گیا اس روز مجاہد قرطبہ سے چلا آیا۔ اس نے اور نیز اور عامری موالیوں اور اکثر لشکریان اندلس نے مرتضیٰ کی امارت کی بیعت کر لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ان لوگوں سے اور زادی سے غرناطہ کے باہر مڈبھیڑ ہوئی زادی نے ان لوگوں کو شکست دی اور انکی جماعت کو منتشر کر کے مرتضیٰ کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اس واقعہ کے بعد مجاہد طرطوش چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا پھر اسکو چھوڑ کر دانیہ میں جا کے مقیم ہوا اور وہیں اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔ میورقہ منورقہ اور یابسہ کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اور ۴۱۳ھ میں معیطی کو میورقہ کی حکومت پر مامور کیا مگر معیطی نے میورقہ میں پہونچتے ہی خود سر حکومت

کا اعلان کر دیا اہل میورقہ نے معیطی کو اس خلل سے بہت کچھ روکا۔ لیکن معیطی نے ذرا بھی توجہ نہ کی مجاہد کو اسکی خبر لگی تو اسنے اپنے برادر زادہ عبداللہ کو میورقہ کی حکومت پر مامور اور روانہ کیا معیطی یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ عبداللہ نے میورقہ میں پندرہ سال حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں سروانیہ پر براہ دریا بقصد جہاد فوج کشی کی تھی اور بزور تیغ کمال مردانگی سے اسکو فتح کر کے عیسائیوں کو وہاں سے جلا وطن کر دیا تھا اور والی سروانیہ کے لڑکے کو قید کر لیا تھا جو بعد ایک مدت کے زر فدیہ ادا کر کے رہا کرایا گیا۔ مجاہد نے اسکے مرنے پر اپنے مولیٰ اغلب کو ۴۲۸ھ میں میورقہ کی حکومت عنایت کی۔

مجاہد والی دانیہ اور خیران والی مریہ اور ابن ابی عامر والی بلنسیہ میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں یہانتک کہ ۴۳۶ھ میں مجاہد ان لڑائیوں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر راہی ملک بقا ہو گیا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا علی ایوان حکومت میں رونق افروز ہوا۔ اقبال الدولہ کا خطاب اختیار کیا اور مقتدر بن ہود سے سسرالی قرابت پیدا کی۔ ۴۶۸ھ میں مقتدر نے اقبال الدولہ کو دانیہ سے سرقسطہ میں بلا لیا اسکا بیٹا سراج الدولہ فرانس چلا گیا عیسائیان فرانس نے بچند شرائط جنگی پابندی کا اقرار خود سراج الدولہ نے کیا تھا سراج الدولہ کی امداد کی چنانچہ دانیہ کے بعض قلعات پر اسکو قبضہ مل گیا بعد چندے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے مقتدر کی سازش سے ۴۶۹ھ میں اسکو زہر دیا گیا۔ جس سے اسکی موت وقوع میں آئی۔ بعدہ علی اقبال الدولہ نے بھی مقتدر کے انتقال کے بعد ہی ۴۷۴ھ میں وفات پائی بعضے کہتے ہیں کہ مقتدر کے حالت حیات میں بجایہ چلا گیا تھا اور یحییٰ بن حماد والی بجایہ کے یہاں مقیم ہوا تھا اور اسی زمانہ قرار ہی میں سفر آخرت اختیار کیا تھا۔

اغلب (مجاہد والی میورقہ کا مولیٰ) براہ دریا سرحدی عیسائیوں پر بکثرت جہاد کیا کرتا تھا اور آئے دن عیسائیوں کو اپنے پرزور حملوں سے تنگ کیا کرتا تھا۔ مجاہد کے مرنے کے بعد اسکے بیٹے علی اقبال الدولہ سے اغلب نے حج و زیارات کی اجازت حاصل کر کے مشرق کا راستہ لیا

پس اقبال الدولہ نے آل اغلب کو حکومت جزیرہ سے برطرف کر کے اپنے داماد ابن سلیمان بن مشکیان کو اغلب کی طرف سے جزیرہ پر مامور کیا۔ پانچ سال تک ابن سلیمان جزیرہ پر حکمرانی کر کے بار حیات سے سبکدوش ہوا بجائے اسکے بشر ملقب بہ ناصر الدولہ کو زمام حکومت عطا ہوئی ناصر الدولہ شرقی اندلس کا رہنے والا تھا۔ عالم طفلی میں قید ہو آیا تھا اور مجاہد کی خدمت میں تعلیم و تربیت پائی تھی۔ سن شعور کے پہونچنے کے بعد ایک چھوٹی سی فوج کی اسکو سرداری دیگئی۔ جوانمرد اور دلیر تھا اپنی مردانگی کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں بہت جلد محبوب ہو گیا اسری اور سردانیہ پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا۔ ابن سلیمان کے مرنے کے بعد انہیں وجوہ سے جزیرہ میورقہ کی حکومت اسکو مرحمت کی گئی پانچ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی اثناء میں اقبال الدولہ کی حکومت کا دور تمام ہو گیا اور مقتدر بن ہود نے اسکے مقبوضات پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا پس بشر نے بھی میورقہ کو اپنا موروثی ملک سمجھ لیا اور خود سر حکومت کا اعلان کر دیا۔ زمانہ طوائف الملوکی کا تھا اندلس میں ہر چہار طرف فتنہ و فساد کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔

ناصر الدولہ نے مستقل حکمران ہونے کے بعد چند لوگوں کو اپنے آقائے نامدار کے اہل و عیال کے لینے کو دانیہ روانہ کیا اہل دانیہ نے اقبال الدولہ علی کے اہل و عیال کو بشر کے پاس بھیجدیا بشر نے ان لوگوں کی بیحد عزت کی اور بہ حسن سلوک انلوگوں سے پیش آیا۔ اسوقت سے بشر برابر سرحدی عیسائیوں پر جہاد کرتا رہا تاآنکہ عیسائی امراء برشلونہ مجتمع ہو کر اسپر حملہ آور ہوئے۔ دس ماہ کامل میورقہ کا محاصرہ کئے رہے بالآخر بشر کو محاصرہ کے اٹھانے میں ناکامی ہوئی دشمنان اسلام نے اسکو بزور تیغ مفتوح کر کے بشر کی حکومت کے ¹.... سال ہی کھولکر تاخت و تاراج کیا۔

بشر نے زمانہ محاصرہ میں علی بن یوسف والی مغرب ملتونہ سے عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کی تھی اور امداد مانگی تھی۔ اگرچہ اتفاق سے علی بن یوسف کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ جو بشر کی کمک پر آیا تھا میورقہ پر عیسائیوں کے قابض ہو جانے کے بعد پہونچا مگر پھر بھی ہزبران اسلام نے خشکی پر قدم رکھتے

¹ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

ہی عیسائیوں کو اس جزیرہ سے نکال باہر کیا علی بن یوسف نے اپنی جانب سے انور بن ابی بکر لمتونی کو اسکی حکومت عنایت کی انور نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اہل میورقہ کو بیحد ستایا دریا سے فاصلہ پر ایک جدید شہر آباد کرنے کا قصد کیا اہل میورقہ کو کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی سب کے سب مخالف بن بیٹھے اور مجتمع ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے گرفتار کر لیا اور علی بن یوسف کے پاس امیر مقرر کرنے کا پیام بھیجا علی بن یوسف نے ان لوگوں کو محمد بن علی بن اسحاق بن غانیہ لمتونی والی غربی اندلس کے پاس بھیجدیا۔ محمد نے اپنی جانب سے اپنے بھائی احمد بن علی کو مقرر کیا محمد قرطبہ کی حکومت پر تھا پس جب یہ میورقہ پہونچا تو اس نے انور کو پابزنجیر چند محافظوں کے ساتھ مراکش بھیجدیا اور خود میورقہ میں ٹھہرا ہوا دس برس تک حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اسکا بھائی یحییٰ مرگیا اور انکا بادشاہ علی بن یوسف تھا۔ اسی زمانہ سے میورقہ میں بنی غانیہ لمتونی کا پرچم اقبال کامیابی کی ہوا اوڑنے لگا۔ علی بن یوسف کے زمانہ بادشاہت میں بنو غانیہ کی میورقہ میں بہت بڑی دولت وحکومت تھی علی اور یحییٰ یہیں سے نکل کر بجایہ کی طرف بڑھ آئے تھے اور اسکو موحدین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ موحدین سے اور ان لوگوں سے افریقہ میں متعدد دبکثرت لڑائیاں ہوئی تھیں جنکو ہم اخبار لمتونہ کے بعد ان کے حالات کے ضمن میں بیان کرینگے۔

میورقہ پر عیسائیوں نے موحدین کے ہاتھ سے انکے آخری دور حکومت میں قبضہ حاصل کیا تھا بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ملک جسکو چاہتا ہے اسکو عطا کرتا ہے اور وہی غالب اور دانا ہے۔

اخبار باغیان اندلس جنہوں نے آخری دور حکومت لمتونہ میں سر اٹھایا تھا

جسوقت لمتونہ دشمنان اسلام اور موحدین کی لڑائیوں میں مصروف ہو گئے اسوقت اندلس سے انکو ایک گونہ دوری اور بے توجہی ہو گئی پس بعض اہالیان اندلس اپنی عادت قدیمہ پر آگئے۔

۵۳۷ھ میں قاضی مروان بن عبد اللہ بن مروان ابن خصاب نے بلنسیہ میں علم بغاوت بلند کیا اور خود سر حکمران بنکر حکومت کرنے لگا۔ مگر تین ہی مہینے بعد اہل بلنسیہ نے اسکو حکومت

وریاست سے معزول کر دیا۔ مریہ چلا آیا پھر مریہ سے ابن غانیہ کے پاس میورقہ بھیجدیا گیا ابن غانیہ نے اسکو جیل میں ڈال دیا۔

مرسیہ میں ابو جعفر احمد بن عبد الرحمن بن ظاہر نے سر اٹھایا۔ بعد چندے اہل مرسیہ نے معزول کر دیا بلکہ اسکے حکومت کے چوتھے مہینے اسکو بار حکومت اور حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر کے گوشہ قبر میں لیجا کے آرام سے سولا دیا۔ مستعین بن ہود کا پوتا دو ماہ تک حکمرانی کرتا رہا پھر ابن عیاض نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

اہل بلنسیہ نے بعد قاضی مروان کے امیر ابو محمد عبد اللہ بن سعید بن مردنیش جذامی کے ہاتھ پر امارت وریاست کی بیعت کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت کو اعداء دین پر جہاد کرنے میں صرف کیا ہمیشہ معرکہ کارزار میں کفار کے ساتھ تیغ و سپر رہتا تھا تا آنکہ ۵۴۰ھ میں کسی لڑائی میں عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہو گیا۔ پس اہل بلنسیہ نے عبد اللہ بن عیاض کی امارت کو تسلیم کر لیا جو ان دنوں مرسیہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ عبد اللہ نے ۵۴۲ھ میں وفات پائی پس اہل بلنسیہ نے اسکے چچازاد بھائی محمد بن احمد بن سعید بن مردنیش کی امارت کی بیعت کی اس نے بیعت امارت لینے کے بعد شاطبہ، مدینہ شقر اور مرسیہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ابراہیم بن ہمسک اسکے نامور سپہ سالاروں سے تھا اس نے اطراف اندلس میں غارتگری شروع کر دی قرطبہ پر شبخوں مار کر قابض ہو گیا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد قرطبہ اسکے قبضہ سے نکل گیا تب اس نے غرناطہ پر ہاتھ مارا اور موحدین کے قبضہ سے نکال لیا پھر اس نے اور نیز ابن مردنیش محمد بن احمد نے غرناطہ کے ایک قصبہ میں موحدین کا محاصرہ کر لیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد جبکہ دونوں حریف میں غرناطہ کے باہر ہوئی تھیں عبد المومن نے غرناطہ کو لے لیا واپس لے لیا انہیں معرکوں میں ابراہیم اور ابن مردنیش نے عیسائی امراء اور سلاطین سے موحدین کی مدافعت کی غرض سے امداد طلب کی تھی چنانچہ عیسائی جوق جوق ابراہیم اور ابن مردنیش کی کمک پر آئے مگر عبد المومن کی واقف کاری اور نبرد آزمائی کے آگے سبھوں نے منہ کی کھائی

اور نہایت بری طور سے شکست اُٹھا کے بھاگے اور عبدالمومن نے انکو بہ بد زبوں طریقہ سے قتل کیا انہیں دنوں میں یوسف نے بعد محاصرہ طویل اور جنگ شدید کے بلنسیہ کو مفتوح کر کے خلیفہ مستنجد عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک عرضداشت دربار خلافت بغداد روانہ کی خلافت پناہی نے اس صوبہ کی سند حکومت یوسف کو لکھ کر بھیجدی بعد اسکے ۵۶۶ھ میں موحدین کی حکومت کی بیعت ہوئی۔

مظفر عیسی ابن منصور بن عبدالعزیز بن ناصر بن ابی عامر شاطبہ اور مرسیہ کی جانب مراجعت کرنے کے وقت بلنسیہ پر قابض ہو گیا تھا ایک مدت تک اسکا قبضہ رہا ۵۵۵ھ میں اس نے وفات پائی اسکے مرنے سے بلنسیہ کی عنان حکومت ابن مردنیش کے قبضہ میں چلی گئی۔

احمد بن عیسی قلعہ مزمایہ پر قابض ہو رہا تھا اور اپنے متبعین کے ذریعہ سے مرابطین کی مخالفت کر رہا تھا۔ اتفاق زمانہ سے منذر ابن وزیر نے اسکو دبا لیا پس یہ ۵۴۰ھ میں عبدالمومن کے پاس چلا گیا اور ملک اندلس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی عبدالمومن نے اسکے ہمراہ چند فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بنو غانیہ امراء مرابطین کو اندلس میں اپنے پُرزور حملوں سے مغلوب کر دیا

میورقہ پر زمانہ اضطراب حکومت لمتونہ سے محمد بن علی بن غانیہ مستولی ہو رہا تھا ۵۲۰ھ سے اس نے اس صوبہ پر قبضہ حاصل کیا تھا ۵۴۰ھ میں اپنے بھائی یحیی سے ملنے کو بلنسیہ آیا تھا اور بجائے اپنے میورقہ میں عبداللہ بن تیما کو مامور کر آیا تھا اسکے زمانہ غیر حاضری میں بلوائیوں اور باغیوں نے سر اٹھایا۔ اس شورش کے رفع کرنے کی غرض سے محمد بن غانیہ بلنسیہ سے میورقہ پھر واپس آیا اور بدنظمی کو رفع دفع کر کے امن کو قائم کیا تا آنکہ ۵۶۰ھ میں پُرامن و عافیت چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ اسکا بیٹا ابراہیم ابو اسحاق متمکن ہوا اس نے ۵۸۰ھ میں وفات پائی تب اسکا بھائی طلحہ کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اور ۵۸۱ھ میں موحدین کی بیعت کی۔ اہل میورقہ کے چند امراء بطور وفد موحدین کے یہاں آئے موحدین نے ان وفود کے ہمراہ علی بن بر ترکو روانہ کیا جوں ہی یہ میورقہ میں وارد ہوا طلحہ کے برادر

زادگان علی و یحییٰ پسران اسحاق نے طلحہ کے خلاف بغاوت کر دی اور تخت حکومت سے اسکو اتار دیا۔ اسکے بعد ان لوگوں کو یوسف بن عبدالمومن کے مرنے کا حال معلوم ہوا انہوں نے میورقہ چھوڑ کر افریقیہ کا راستہ لیا۔ اسکو تم ان کی حکومت کے حالات میں پڑھو گے غرض اس طور سے مرابطیوں کی دولت و حکومت ملک مغرب اور اندلس سے منقطع اور معدوم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکال کے موحدین کو عنایت فرمائی ان لوگوں نے اُن کو جہاں پایا قتل کیا رفتہ رفتہ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام ہو گیا اور یہ اس سرزمین کے حکمران بن گئے۔ ان لوگوں نے اس ملک کے انتظام اور انصرام پر بنی عبدالمومن کے اعزہ کو مامور کیا یہ لوگ اپنے کو سادہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ اس ملک کی حکومت و ریاست انہیں لوگوں میں تقسیم ہوگئی۔ انہیں لوگوں میں سے یعقوب منصور نے سرحدی بلاد کے سر کرنے کے بعد بنظر جہاد ابن اوفونش بادشاہ جلالقہ پر عرب کو مجتمع کر کے چڑھائی کی۔ اطراف بطلیوس مقام آرکہ[1] ۵۹۱ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی اسکے بعد اسکالڈ کا ناصر ۶۰۹ھ میں دریا کو مغرب کی جانب سے عبور کر کے فوج عظیم کے ساتھ اندلس پہونچا مسلمانان اندلس سے اور اس سے مقام عقاب میں مڈبھیڑ ہوئی۔ چند لوگ ان میں سے اس معرکہ میں کام آ گئے باقی کو اللہ تعالیٰ نے اس نقصان عظیم سے بچا لیا۔

[1] (مترجم) جنگ ارکہ بلحاظ ابتدائی عنوان کے نہایت خطرناک تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ چھیالیس ہزار عیسائی مارے گئے تیس ہزار گرفتار کر لئے گئے۔ ڈیڑھ لاکھ خیمے، اسی ہزار گھوڑے ایک لاکھ خچر اور چار لاکھ گدھے بار برداری کے ہاتھ آئے جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب بے تعداد ملے۔ مال غنیمت کی ایسی کثرت ہوئی کہ ایک ایک درہم (بحساب سکہ رائج الوقت تقریباً ۴؍) پر غلام بک گئے تلواریں نصف درہم پر اور گھوڑے پانچ پانچ درہم پر اور گدھے ایک ایک درہم پر فروخت ہوئے۔ یعقوب منصور نے حسب شرع شریف مال غنیمت کو مجاہدین

میں تقسیم کیا۔ الفنش عیسائی بادشاہ بحال پریشان طلیطلہ کی طرف بھاگا ڈاڑھی سر منڈوا کے صلیب توڑ ڈالی فرش پر سونے، عورت سے مقاربت کرنے گھوڑے پر سوار ہونے کی قسم کھائی کہ جب تک میں اسکا بدلہ مسلمانوں سے نہ لونگا اسوقت تک میں آرام نہ کرونگا چنانچہ تمام جزائر اور بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کرنے لگا۔ یعقوب منصور نے اس سے مطلع ہوکر طلیطلہ پر چڑھائی کردی اور محاصرہ کرکے روزانہ حملوں سے تنگ کرنے لگا قریب تھا کہ شہر طلیطلہ مفتوح ہو جاتا اوفونش کی ماں لڑکیاں اور بیویاں برہنہ سر فریادی صورتیں بنائے ہوئے شاہی دربار میں حاضر ہوئیں اور یہ درخواست پیش کی کہ یہ ملک ہمارے ہی لوگوں کے قبضہ میں رکھا جائے ہم لوگ علم حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں یعقوب منصور کو ان لوگوں کی حالت پر رحم آگیا اُن کی درخواست منظور کرلی اور بہت سا مال و زر بطور انعام مرحمت کرکے رخصت کیا اور شہر طلیطلہ پر غالب و متصرف ہوجانے کے بعد اُن کو خوار کرکے قرطبہ کی جانب مراجعت کی ایک مہینہ تک مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم کرتا رہا اسی اثناء میں الفنش کا سفیر پیام مصالحت لے کے حاضر ہوا یعقوب منصور نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ اس وجہ سے مدت تک اندلس میں امن قائم رہا۔ المقابی جلد اول صفحہ ۲۸۹ و ۲۹۰ مطبوعہ لیڈن

بعد چندے یعقوب منصور کے بعد موحدین کی حکومت تنزلزل اور مضطرب ہو چلی اور تمام بلاد اندلس میں بوجہ کمزوری ان لوگوں کے جو سادہ کے لقب سے موسوم تھے امور سیاست میں ضعف پیدا ہوگیا۔ ساتھ ہی اسکے مراکش (مراکو) میں بھی ان کی حکومت معرض خطر میں پڑ گئی پس ان لوگوں نے عیسائی سلاطین اور عیسائی امراء سے امداد طلب کرنا شروع کیا اور بروقت ضرورت مسلمانوں کے مقبوضہ قلعات دے دیکے انکی فوجوں سے اپنی سیاست و حکومت قائم رکھتے لگے اس سے رؤسا ملت اسلامیہ اور پس ماندگان عرب و دولت امویہ کو ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ سب کے سب مجتمع ہوکر موحدین کی مخالفت پر کھڑے ہوئے اور اندلس کے

ملک سے بات کی بات میں انکو نکال باہر کیا۔

اس عظیم اور مہتم بالشان امر کے انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود جذامی اندلس میں کمر بستہ ہوا تھا اور بلنسیہ میں زیان بن ابو الحملات مدافع بن یوسف بن سعد پس ماندہ خاندان حکومت بنی مردنیش نے مستعدی کی تھی علاوہ ان کے اور بہت سے سرداروں نے بغاوت اور مخالفت کا علم بلند کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد ابن ہود پر اسی کے عہد حکومت میں پس ماندگان دولت عرب اور اہل حمص کے نسب والوں میں سے محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ احمر نے خروج کیا یہ محمد اپنے کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتا تھا اہل جبل سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں انھیں سے ہر ایک صاحب حکومت و دولت ہوا جسکی وارث انکی آئندہ نسلیں ہوئیں۔

زید بن مردنیش سعد بن مردنیش خاندان بنو مردنیش کے بلنسیہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس نے اسکی امارت حاصل کرنے میں موحدین سے اعانت و امداد لی تھی جس زمانہ میں اسکی عنان حکومت سید ابو زید بن محمد بن حفص بن عبد المومن نے بعد انتقال مستنصر اپنے قبضہ اقتدار میں لی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائیگا اور یہ واقعہ ۶۲۰ھ کا ہے اندنوں یہی زیان اسکا معتمد علیہ اور ہر کام کا منصرم و پیشوا تھا۔ ۶۲۶ھ میں جسوقت کہ ابن ہود کی امارت کی مرسیہ میں بیعت لی گئی تو زیان نے سید ابو زید کی مخالفت کا علم بلند کر دیا اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ چلا آیا سید ابو زید کو اس سے خطرہ پیدا ہوا نرمی اور ملاطفت سے واپس آنے کا پیام بھیجا زیان نے انکاری جواب دیا اسپر سید ابو زید بخوف زیان بھاگ کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا (اعاذنا اللہ من ذلک)

سید ابو زید کے چلے جانے کے بعد زیان نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اس سے اور ابن ہود سے مدتوں لڑائی اور جھگڑے کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ دوران منازعت میں زیان کے پسران عم عزیز بن یوسف بن سعد نے جزیرہ شقر پر قبضہ کر لیا اور ابن ہود کے علم حکومت

کے تحت میں داخل ہو گئے زیان نے اس سے مطلع ہو کر عزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے سرنش پر فوج کشی کی اتفاق وقت سے زیان کو ہزیمت ہوئی ابن ہود اسکا تعاقب کرتا ہوا بلنسیہ تک چلا آیا اور مدتوں اسکا محاصرہ کئے رہا زیان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور شہر پناہ کی فصیلوں سے انکی مدافعت کرتا رہا تا آنکہ ابن ہود محاصرہ اٹھا کے واپس آیا۔

عیسائی سلاطین نے مسلمانوں کو باہم تیغ و سپر دیکھ کے بلاد اسلامیہ کی طرف پیشقدمی شروع کی چنانچہ بادشاہ برشلونہ نے انشیہ پر پہونچکر قبضہ کر لیا زیان کو اسکی خبر لگی تو اس نے اُن کل مسلمانوں کو جو اسکے ساتھ تھے مرتب و مسلح کر کے انشیہ پر عیسائیوں کو بیدخل کر دینے کی غرض سے ۶۳۴ھ میں چڑھائی کی۔ اس جہاد میں اہل شاطبہ اور جزیرہ شقر والے بھی شریک ہوئے تھے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ ابوالربیع سلیمان اسی واقعہ میں شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے ہزیمت اٹھانے کے بعد بلنسیہ میں آکے دم لیا۔

عیسائی فوجیں برابر تعاقب کرتی چلی آئیں اور بلنسیہ پر پہونچ کے محاصرہ ڈالدیا اہل بلنسیہ نکل بھاگنے کی فکر کرنے لگے چند لوگ بطور وفد یحیےٰ بن ابوزکریا والی افریقہ کی خدمت میں بھیجے عیسائیوں کی زیادتیوں اور محاصرہ کی شکایت کی یحیےٰ بن ابوزکریا نے بہت سا مال و اسباب جنگ، آلات حرب اور رسد غلہ اپنے عزیز یحیےٰ نامی کے ہمراہ اہل بلنسیہ کے پاس روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اندلس میں بنو عبدالمومن کا دور حکومت ختم ہونے کے قریب پہونچ گیا تھا یحیی محاصروں کی کثرت کی وجہ سے بلنسیہ میں نہ جا سکا بمجبوری دانیہ کی جانب لوٹ آیا اور عیسائیوں نے ۶۳۶ھ میں بزور تیغ بلنسیہ پر قبضہ حاصل کر لیا زیان بحال پریشان بلنسیہ سے نکل کر جزیرہ شقر چلا آیا اور امیر یحیےٰ بن ابوزکریا کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے بیعت کرنے کو اپنے کاتب (سکرٹری) حافظ ابوعبداللہ بن محمد ابّاری کو امیر یحیےٰ کی خدمت میں روانہ کیا اس نے تونس میں پہونچ کے حق سفارت ادا کیا اور فی البدیہ ایک قصیدہ جو کہ مشہور و معروف ہے اور اس میں اسنے جودت طبع دکھلائی

تھی بردیف سپین پڑ ہا اسکا تذکرہ عنقریب موحدین میں سے دولت بنو حفص افریقہ کے ضمن میں تحریر کیا جائیگا۔

ابن ہود کے مرنے کے بعد اہل مرسیہ نے ابو بکر واثق (یہ بنی ہود کا آخری فرمانروا تھا) سے بغاوت کی واثق کی طرف سے مرسیہ کا والی ابو بکر بن خطاب تھا اہل مرسیہ نے زیان کو مرسیہ پر قبضہ کر لے کو بلا بھیجا چنانچہ زیان نے مرسیہ میں داخل ہو کر قصر امارت مرسیہ کو لوٹ لیا اور ان لوگوں کو امیر یحییٰ بن ابو زکریا کی بیعت کرنے پر بشرط قبضہ شرقی اندلس آمادہ و مستعد کیا۔ یہ واقعات ۶۳۷ھ کے ہیں۔

بعد ازاں ابن عصام نے اربولہ میں زیان سے بدعہدی کی اور اسکی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور زیان کے ایک قریبی رشتہ دار نے شہر لقنت میں جا کے اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا اس زمانہ سے یہ وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ عیسائی بادشاہ برشلونہ نے ۶۴۴ھ میں اسکے قبضہ سے ان ممالک کو نکال لیا۔ اور یہ مرتا کھپتا تونس چلا گیا اور وہیں ۶۶۸ھ میں مرگیا۔

باقی رہا ابن ہود اسکے حالات آئندہ لکھے جائینگے۔ پھر ابن احمر کے خاندان اور آئندہ نسل میں حکومت و سلطنت کا سلسلہ قائم ہوا اور اسوقت تک موجود ہے جسکو عنقریب ہم تحریر کرنے والے ہیں کیونکہ یہی لوگ دولت و حکومت عرب کے یادگار اور بقیۃ السلف ہیں۔ واللہ خیر الوارثین۔

اخبار دولت و حکومت بنی ہود جنہوں نے اندلس میں موحدین کی مخالفت کی

جسوقت موحدین کی دولت و حکومت میں اضطراب اور تزلزل پیدا ہو چلا اور ابن سادہ میں اختلاف شروع ہو گیا جو بلنسیہ کے حکمراں تھے اسوقت محمد بن یوسف بن محمد بن عبد العظیم بن احمد بن سلیمان مستعین بن محمد بن ہود نے مقام صنحیرات صوبہ مرسیہ متصل رقوط میں علم مخالفت و بغاوت ۶۲۱ھ میں بلند کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مستنصر انتقال کر چکا تھا اور موحدوں نے مراکش میں اسکے چچا مخلوع عبد الواحد بن امیر المومنین یوسف کی امارت

کی بیعت کر لی تھی۔ اور عادل (اسکے بھائی منصور کا بیٹا) مرسیہ میں قابض و متصرف ہو کر ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص بن عبدالمومن والی حیان کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی تھی۔ اس معاملہ میں سید ابو زید بن محمد بن ابو حفص نے ان دونوں کی مخالفت کی فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا ہر ایک نے دوسرے کو دبانے کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد کی درخواست کی اور اکثر بلاد اسلامیہ کو امداد و اعانت کے صلہ میں انکے حوالہ کر دیا۔ ان واقعات سے اہل اندلس کے قلوب رنج و اندوہ سے بھر گئے اور وہ ان لوگوں کو نکال باہر کرنے کی فکریں کرنے لگے چنانچہ ابن ہود مذکور نے اسکا کام بیڑہ اٹھایا۔

یہ شخص بنی ہود ملوک الطوائف کے اعقاب سے تھا۔ حکومت و سرداری کے حاصل کرنے کی ایک مدت سے خواہاں اور امیدوار تھا۔ چونکہ موحدوں کو اسکی طرف سے خطرہ تھا اسوجہ سے ان لوگوں نے اس معاملہ میں کئی بار آزمائش کی اور اس نے نہایت خوبصورتی سے اپنے جذبات کو چھپایا۔ بالآخر ۶۲۵ھ میں سعدوے چند لشکریوں کے ساتھ خروج کر دیا سید ابو العباس بن ابی عمران موسیٰ بن امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن والی مرسیہ نے ایک فوج اسکی سرکوبی پر روانہ کیا اسنے ہزیمت دے کے مرسیہ کی جانب کوچ کیا اور پہونچتے ہی مرسیہ پر قبضہ کر کے سید ابو العباس کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ مستنصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو اندنوں خلفاء عباسیہ میں سے دارالخلافت بغداد میں سریر آرائے حکومت تھا۔ بعد ازاں سید ابو زید بن محمد ابو حفص بن عبدالمومن والی شاطبہ نے شاطبہ سے ابن ہود پر فوج کشی کی ابن ہود نے پہلے ہی میدان میں سید ابو زید کو ہزیمت دیدی سید ابو زید شاطبہ لوٹ آیا اور مامون کی پشت گرمی سے پھر فوجیں مرتب کیں مامون اشبیلیہ کا حکمراں تھا بعد اپنے بھائی عادل کے سریر حکومت پر جلوہ آرا ہوا تھا چنانچہ ابن ہود اور سید ابو زید سے معرکہ آرائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابن ہود کو نیچا دیکھنا پڑا سید ابو زید ابن ہود کا تعاقب کرتا ہوا مرسیہ تک چلا آیا اور مدتوں مرسیہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہ ہوا آخر کار محاصرہ اٹھا کے اشبیلیہ کی جانب واپس آیا اسکے بعد سید ابو زید سے زیان بن ابو الحملات

مدافع بن حجاج بن سعد بن مردنیش نے بلنسیہ میں مخالفت اور بدعہدی کی اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ کی طرف چلا آیا یہ واقعہ ۶۲۶ھ کا ہے۔

چونکہ بنو مردنیش بڑے جتھہ اور رعب وداب والے تھے اسوجہ سے ابو زید زیان کی مخالفت اور بلنسیہ سے رندہ چلے جانے پر خطرہ اور نظام حکومت کے درہم وبرہم ہونے کا خیال پیدا ہوا منت وسماجت واپسی کی تحریک کی زیان نے انکاری جواب دیا پس ابو زید بلنسیہ سے نکل کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا (نعوذ باللہ)

ابو زید کے چلے جانے کے بعد اہل شاطبہ نے ابن ہود کی امارت کی بیعت کر لی بعد ازاں اہل جزیرہ شقر نے اہل شاطبہ کی تقلید کی۔ اہل جزیرہ شقر کو ان کے حکام بنو عزیز بن یوسف عم زیان بن مردنیش نے اس امر پر ابھارا تھا۔ ان لوگوں کے بیعت کرنے کے بعد اہل خیان اور اہل قرطبہ نے بھی ابن ہود کی امارت کو تسلیم کر لیا اور اسکے علم حکومت کے مطیع ہو گئے اور امیر المومنین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔ اس اثناء میں مامون اشبیلیہ سے مراکش چلا گیا اور اسکا بھائی اہل اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ زیان بن مردنیش نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی حالانکہ دونوں میں مراسم واتحاد پیشتر سے تھے آخر کار ۶۲۹ھ میں زیان کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ ابن ہود نے اسکا بلنسیہ میں محاصرہ کر لیا پھر محاصرہ اٹھا کے عیسائیوں پر حملہ کرنے کی غرض سے مارده پر چڑھ گیا فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابن ہود کے قدم میدان جنگ سے ڈگ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو بال بال بچا لیا بعد اسکے دوبارہ مقام کوس میں اسکو ناکامی ہوئی مگر اسکے چہرہ پر ذرا بھی شکن نہ آیا دشمنان اسلام سے ان کے مقبوضات میں جا کر جھگڑتا اور انپر جہاد کرتا۔ ہر سال اُن سے مڈبھیڑ ہوتا اور نہایت استقلال اور مردانگی سے ان کی مقاومت میں مصروف ومشغول رہتا تھا۔ بایں ہمہ عیسائی سلاطین بلاد اسلامیہ کے سرحدوں اور دار الحکومتوں کو یوماً فیوماً ہڑپ کرتے جاتے تھے۔

پھر ابن ہود نے جزیرہ خضراء اور جبل الفتح پر جو کہ سبتہ کے پھاٹک تھے سید ابو عمران موسیٰ سے

قبضہ نے لیا اور اپنر قبضہ حاصل کرنے کے بعد سبتہ کی طرف قدم بڑھایا پس ابو عمران نے ابن ہود کی امارت و حکومت کو تسلیم کر کے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ان واقعات کے بعد ۶۲۹ھ میں سلطان محمد بن یوسف بن نصر کی حکومت کا مقام ارجونہ میں اعلان کیا گیا اراکین دولت نے بیعت کی اہل قرطبہ بعد ازاں اہل قرمونہ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکائی بعد چندے اہل اشبیلیہ نے بغاوت کر دی اور سالم بن ہود کو اپنے شہر کے دارالحکومت سے نکال کر ابن مروان احمد بن محمد باجی کو اپنا امیر بنا لیا ابن ہود سے اور تو کچھ نہ بن آئی ایک فوج مرتب کر کے ابن احمد سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ ابن احمد نے پہلے ہی حملہ میں اس فوج کو ہزیمت دیدی اور اسکے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔ بعد اسکے ادھر باجی اور ابن احمر نے ابن ہود کی مخالفت پر باہم عہد و پیمان کیا اُدھر ابن ہود نے الفنش سے ان لوگوں کی حرکات سے تنگ آ کے زیر کرنے کی غرض سے ایک ہزار دینار روزانہ دینے کے اقرار پر مصالحت کر لی۔ اس تبدیلی اور تغیرات سے اہل قرطبہ متاثر ہو کر ابن ہود کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے ابن ہود نے فوجیں درست اور سامان جنگ فراہم کر کے باجی اور ابن احمر پر فوج کشی کر دی مگر اتفاق سے خود ابن ہود کو ہزیمت ہوئی ابن احمر نے بڑھ کر اشبیلیہ کے باہر پڑاؤ کر دیا اور موقع پا کر باجی کو مار ڈالا۔ اس کام کا بیڑہ اسکے صہر اشقیلولہ نے اٹھایا تھا سالم ابن ہود نے یہ خبر پا کر اشبیلیہ پر فوج کشی کر دی اور پہونچتے ہی اسکا محاصرہ کر لیا۔ اہل اشبیلیہ نے قلعہ بندی کر لی اور اسکو شہر میں داخل نہونے دیا۔

۶۳۱ھ میں دربار خلافت بغداد سے بجانب خلیفہ مستنصر عباسی ابن ہود کو خطاب عطا ہوا ابو علی حسن بن حسین کردی ملقب بہ کمال، خلعت، شاہی پھریرہ اور فرمان لیکے آیا چنانچہ ابن ہود نے غرناطہ میں ابو علی سے ملاقات کی یہ دن نہایت چہل پہل کا تھا اظہار مسرت کے لحاظ سے تمام شہر چراغاں کیا گیا ابو علی نے دربار عام میں ابن ہود کو خلعت، پھریرہ اور شاہی فرمان دیا "المتوکل" کے لقب سے ملقب کیا۔ اسکے دیکھا دیکھی ابن احمر نے بھی تاجدار بغداد کے شاہی

اقتدار کو تسلیم کر کے ابو علی کے ہاتھ پر خلافت مآب کی بیعت کر لی۔

جسوقت ابن احمر نے باجی کے ساتھ بزدلی سے فریب اور دھوکہ کی کارروائی کی تھی اسوقت شعیب بن محمد شہر اشبیلیہ سے نکل کر مضافات اشبیلیہ میں چلا گیا تھا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو کر خود سر حکومت کا اعلان کر دیا تھا۔ اور "المستنصر" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا۔ ابن ہود نے اسکا بھی محاصرہ کیا اور مضافات اشبیلیہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا۔

ان خانہ جنگیوں اور باہمی فسادات کا نتیجہ لازمی یہ ہوا کہ دشمنان اسلام ہر چہار طرف سے نکل پڑے اور بلاد اسلامیہ کے سرحدوں کا محاصرہ کر لیا رفتہ رفتہ سرحدوں سے تجاوز ہو کر اندرونی حصص بلاد اسلامیہ میں گھس پڑے۔ پھر قرطبہ پر بھی حملہ آور ہوئے چنانچہ ۶۳۳ھ میں اس پر قابض اور متصرف ہو گئے۔

پھر ۶۳۷ھ میں اہل اشبیلیہ نے خاندان عبد المومن میں سے رشید کے ہاتھ پر حکومت وامارت کی بیعت کر لی۔ بعدہ ابن احمر نے غرناطہ پر چڑھائی کی اور رشید کے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔

عبد اللہ ابو محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الملک اموی رمیمی وزیر السلطنت ملقب بہ ذوالوزارتین کو ابن ہود نے اپنے ممالک مقبوضہ میں سے صوبہ مریہ کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ عبد اللہ مریہ ہی میں برابر مقیم رہا۔ ۶۳۵ھ میں متوکل وارد مریہ ہوا۔ اسی زمانہ میں عبد اللہ نے حمام میں وفات پائی۔ مریہ میں مدفون ہوا بیاں کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اسکو قتل کرایا تھا بہر کیف اسکے مرنے پر مؤید حکمراں ہوا ۶۴۳ھ میں ابن احمر نے اس صوبہ کو مؤید کے قبضہ سے نکال لیا۔

پھر جب متوکل نے انتقال کیا تو اسکا بیٹا ابو بکر محمد بہ ولیعہدی اپنے باپ کے سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ "الواثق" کا خطاب اختیار کیا۔ اسکی حکومت کے چند مہینے بعد عزیز بن عبد الملک بن خطاب نے ۶۳۶ھ مریہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر کے ابو بکر محمد کو جیل میں ڈالدیا۔ عزیز اپنے کو "ضیاء الدولہ" کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا بعد اسکے زیان بن

مردنیش نے مرسیہ پر قبضہ حاصل کیا ضیاء الدولہ عزیز بن خطاب کو چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور واثق کو قید کی مصیبت اور تکلیف سے نجات دی۔

مرسیہ میں زیان کو زیادہ دنوں حکومت کرنا نصیب نہیں ہوا ۶۴۳ھ میں محمد بن ہود (متوکل کا چچا) مرسیہ پر اپنی فوجیں مرتب کر کے چڑھ آیا اور زیان بن مردنیش کو بزور تیغ مرسیہ سے نکال باہر کیا یہ اپنے کو بہاء الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔

بہاء الدولہ نے ۶۵۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اسکا بیٹا امیر ابو جعفر جلوہ آرائے سریر حکومت ہوا ۶۶۲ھ میں ابو بکر واثق نے جسکو عزیز بن خطاب نے معزول کیا اور تخت حکومت سے اوتارا تھا فوجیں فراہم کر کے یلغار کیا اور ابو جعفر کے قبضہ سے مرسیہ کو نکال لیا اسوقت سے مرسیہ میں یہی حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ الفنش اور برشلونی عیسائی سلاطین اسکو تنگ اور زچ کرنے لگے ابو بکر نے ابن احمر سے خط و کتابت کی ابن احمر نے اپنی طرف سے عبداللہ بن علی بن اشقیلولہ کو مرسیہ روانہ کیا۔ ابو بکر نے مرسیہ کی عنان حکومت عبداللہ کے حوالہ کر دیا چنانچہ عبداللہ نے مرسیہ میں ابن احمر کے نام کا خطبہ پڑھا اور بعد چندے مرسیہ سے ابن احمر کی طرف مراجعت کی اثناء راہ میں عیسائی لوٹیروں نے عبداللہ پر شبخون مارا عبداللہ مارا گیا اور ابو بکر واثق پھر مرسیہ میں سہ بارہ واپس آیا اور حکومت کرتا رہا یہانتک کہ دشمنان اسلام نے ۶۶۸ھ میں مرسیہ کو ابو بکر کے قبضہ سے نکال لیا اور بجائے اسکے ابو بکر کو اپنے مقبوضات کے قلعوں میں سے ایک قلعہ موسوم بہ لیس دیا۔ اسی قلعہ میں ابو بکر نے وفات پائی واللہ خیر الوارثین۔

حالات حکومت بنو احمر جو اس زمانہ میں اندلس کے حکمراں ہیں

بنو احمر قلعات قرطبہ میں سے ارجونہ کے رہنے والے تھے اس قلعہ میں ان کے اسلاف فوجی حیثیت سے آباد ہوئے تھے یہ لوگ بنو نصر کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور نسبا سعد بن عبادہ سردار خزرج کی طرف منسوب تھے۔ آخری دور حکومت موحدین میں ان لوگوں کا بزرگ اور سر برآوردہ خاندان محمد بن یوسف بن نصر نامی ایک شخص معروف بہ شیخ ملقب بہ ابی دبوس اور اسکا بھائی اسمٰعیل

تھا۔ اطراف ارجونہ میں یہ لوگ با وجاہت اور صاحب اثر اشخاص میں شمار کیے جاتے تھے جسوقت موحدین کی ہوا بگڑی اور ان کے قوائے حکمرانی مضمحل اور کمزور ہو گئے اور اندلس میں بغاوت اور سرکشی کی گرم بازاری ہوئی اور ان لوگوں (موحدوں) نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اندلس کے قلعات کو عیسائی امراء اور سلاطین کو حوالہ کر دیا اسوقت جماعت مسلمانان اور کافہ مومنین اندلس کے امور سیاست کے انجام وہی پر محمد بن یوسف بن ہود امادہ ہوا یہ جس نے کو مرسیہ میں موحدوں کے خلاف علم حکومت بلند کیا تھا۔ اس نے تاجدار دولت عباسیہ کی حکومت کی بناء ڈالی تھی اور کل صوبجات شرقی اندلس پر قابض ومتصرف ہو گیا تھا۔ ۶۲۹ھ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ نے یہ رنگ دیکھکر ابن ہود (محمد بن یوسف بن ہود) کی مخالفت اور اپنی امارت کی بیعت لی اور امیر ابو زکریا والی افریقہ کے نام کا خطبہ پڑھا ۶۳۰ھ میں جیان اور سرش نے اسکی اطاعت قبول کی اس نے اپنی حکومت جمانے میں اپنے اعزہ واقارب بنو نصر اور اپنے سسرال والوں بنو اشقیلولہ عبداللہ اور علی سے اعانت وامداد حاصل کی تھی۔ پھر ۶۳۱ھ میں اس نے علم خلافت بغداد کی اطاعت کی بیعت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن ہود کو دار الخلافت بغداد سے خلافت مآب کی جانب سے خطاب عطا ہوا تھا۔ بعدازاں ابو مروان باجی نے اشبیلیہ میں جسوقت کہ ابن ہود اشبیلیہ سے نکل کر مرسیہ کی جانب واپس جا رہا تھا علم مخالفت بلند کیا اس معاملہ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ بھی باجی کا شریک تھا چنانچہ ۶۳۲ھ میں باجی کے ساتھ محمد بن یوسف بھی داخل اشبیلیہ ہوا اور اشبیلیہ میں پہونچنے کے بعد باجی کے ساتھ بدعہدی کی اور براہ فریب اسکو مار ڈالا اس بدعہدی اور بزدلانہ حملہ کا بانی بھائی علی بن اشقیلولہ تھا۔ اس واقعہ کے ایک ہی مہینہ بعد اہل اشبیلیہ نے پھر ابن ہود کی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور ابن احمر (محمد بن یوسف معروف بہ شیخ) کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا

اسکے بعد ابن احمر نے ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر بسازش اہل غرناطہ قبضہ حاصل کر لیا۔ ابتداء اسکی طرف سے ابن ابی خالد غرناطہ میں قبضہ کی غرض سے آیا تھا جب ابن احمر کو جیان میں یہ خبر پہونچی

کہ ابن ابی خالد نے اہل غرناطہ کو میری بیعت پر راضی کر لیا ہے تو اس نے ابو الحسن علی بن اشقیلولہ کو غرناطہ کی جانب روانہ کیا اور اسکے بعد ہی خود بھی کوچ کر کے غرناطہ پہونچ گیا اور وہیں قیام اختیار کیا کر کے اپنی سکونت کے لئے قلعہ حمراء تعمیر کرایا۔

اہل مریہ نے بعد وفات ابن ہود ۶۳۹ھ میں رشید کی بیعت کی پھر اس سے قبضہ منتقل ہو کر محمد بن رمیمی کے ہاتھ میں آیا اس سے موید نے قبضہ حاصل کیا۔ بعدہ ۶۶۳ھ میں اہل شہر نے اسکو معزول کر کے ابن احمر کے علم حکومت کی اطاعت اختیار کی۔

اسکے بعد ابو عمرو بن جد (یحییٰ بن عبد الملک بن محمد حافظ ابو بکر) نے اپنی حکومت وسرداری کا جھنڈا کھڑا کیا اور اشبیلیہ پر قابض ومتصرف ہو کر امیر ابو زکریا بن حفص والی افریقہ کی ۶۴۳ھ میں بیعت کر لی امیر ابو زکریا نے اسکو اپنی جانب سے سند امارت دی۔ اہل اشبیلیہ کے امور سیاسی کا منصرم اور نگراں سپہ سالار شفاف تھا۔

امراء اسلام تو اس نوبت پر پہونچ گئے تھے کہ انہوں نے جوش حکمرانی میں اپنی خود غرضیوں کا ملک اندلس کو نشانہ بنا رکھا تھا اور دشمنان اسلام ان خانہ جنگیوں اور باہمی منازعت سے فائدہ پر فائدہ اٹھاتے جاتے تھے۔ سنہ ۶۲۰ھ یا اس کے پہلے سے عیسائیوں نے بلاد اسلامیہ کو ٹکڑے بنا بنا کے ہڑپ کرنا شروع کر دیا۔ والی برشلونہ ایک بطریق کی اولاد سے تھا جسکو شاہ فرانس نے ابتداءً بلاد اندلس کو مسلمانان عرب کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے برشلونہ پر مامور کیا تھا پس اس نے برشلونہ پر قبضہ کر لیا مگر ساتھ ہی اسکے فرانس سے دور بھی ہو گیا اسوجہ سے اسکی حکومت متزلزل اور ضعیف ہو گئی۔ بعد ایک مدت جب اہل اندلس میں نفاق پڑ گیا اور عیسائی امراء اس موقع کو مغتنمات سے شمار کر کے آہستہ آہستہ اندرونی حصص اندلس میں گھس آئے اندنوں ان کا بادشاہ حاقمہ تھا اس نے اکثر سرحدی بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے کے قصد سے قدم بڑھایا چنانچہ ۶۲۶ھ میں ماردہ کو دبا لیا پھر ۶۲۷ھ میں میورقہ کو لے لیا[1] . . .

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

سرقسطہ اور شاطبہ پر بھی اس سے ڈیڑھ سو برس پیشتر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا تھا بعد ازاں ۶۳۶ھ میں بعد محاصرہ طویل اور شدیدکے بلنسہ کو بھی لے لیا غرض رفتہ رفتہ جسقدر قلعات اور شہران مقامات کے درمیان میں تھے اُن سب پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا یہاں تک کہ مریہ اور اسکے قلعات بھی انکے مطیع ہو گئے۔ ابن اوفونش بادشاہ جلالقہ اور قبل اسکے اسکے اباواجداد بھی منتظر ایسے ہی موقع کے تھے انہوں نے بھی بلاد اسلامیہ پر دانت لگایا اکثر قلعات اور شہروں کو ایک ایک کرکے دبا لیا تا آنکہ مسلمانوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے اور صوبے نکل گئے۔

ابن احمر نے اپنے شروع زمانہ حکمرانی میں اسوجہ سے کہ اس سے اور چھوٹے چھوٹے خود سر حکمرانان اندلس سے جھگڑا ہو رہا تھا ان امور کی جانب توجہ نہ کی بلکہ اپنی شوکت اور قوت بڑھانے کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد لی چنانچہ ان لوگوں کی اعانت سے اسکی فوجی قوت کماحقہ بڑھ گئی اور ایک طور سے اسکو (ابن احمر کو) استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر ابن ہود نے قرطبہ پر قبضہ کرا دیئے اور ابن احمر کے شہر سے محفوظ رکھنے کی شرط پر اذفونش کو تیس قلعے دیئے پس ابن نے قرطبہ کو ابن ہود کے سپرد کر دیا بعد چندے ۶۳۳ھ میں پھر قرطبہ پر قبضہ کر لیا (اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کلمۃ الکفر کو پھر اسکی جانب لوٹا دیا) اسکے بعد ۶۴۶ھ میں اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اس واقعہ میں ابن احمر بوجہ عداوتِ ابن ہود اسکے ہمرکاب تھا دو برس تک محاصرہ کئے رہے بالآخر بمصالحت صوبہ اشبیلیہ مفتوح ہو گیا۔ اور اسکے قلعات اور سرحدی شہروں کا معقول انتظام کیا گیا۔ اس سے فارغ ہو کر عیسائیوں نے طلیطلہ کو ابن کماشہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ اور ابن محفوظ نے شلیب اور طلیبرہ پر ۶۵۹ھ میں قبضہ کر لیا بعدہ ۶۶۵ھ میں مریسہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے مملکت اندلس کے حصہ بخرے کر لئے اور کل بلاد اور اسلامی حدود پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتے گئے یہاں تک مسلمانوں کے قبضہ میں نہایت کم بلاد باقی رہ گئے۔ ساحل بحر پر صرف مابین رندہ (مغرب کیجانب سے) اور بیرہ (مشرق کی طرف سے) ان کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا جسکی مسافت طولاً مغرب سے مشرق تک

دس منزل کی تھی اور عرضاً ساحل بحر سے اندرونی حصہ ملک تک ایک منزل یا اس سے کچھ زیادہ کی مسافت تھی۔

محمد بن یوسف معروف بہ شیخ ملقب بہ ابن احمر کو کل جزیرہ پر قبضہ کر لینے کا شوق دامنگیر ہوا اہل جزیرہ نے اس سے مخالفت کی مگر اسی اثناء میں مجاہدین اور غازیان فی سبیل اللہ کا ایک جم غفیر آپہونچا جسمیں قبیلہ زناتہ بنی عبدالواد توجین، مغراوہ اور بنی مرین کے نامی نامی جنگ آور اور سورما شریک و شامل تھے ان سبھوں کا سردار کعب نامی ایک شخص تھا بنی مرین کے آدمی اس گروہ میں زیادہ تھے۔ سب سے پہلے ادریس بن عبدالحقؒ رحو بن عبداللہ بن عبدالحق ممبران خاندان حکومت کی اولاد باجازت اپنے چچا یعقوب بن عبدالحق سلطان مغرب تین ہزار کی جمعیت سے سرزمین اندلس میں اوترآئے ابن احمر نے ان لوگوں کے آنے کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ تصور کر کے بخوشی تمام اندلس میں آنے کی ان کو اجازت دی اور ان لوگوں کے ذریعہ سے دشمنان اسلام کا ناک میں دم کر دیا بعد ازاں مجاہدین کا یہ گروہ واپس گیا۔ بعد چندے بنو مرین کے خاندان سے ایک گروہ عظیم پھر اندلس میں آیا ان لوگوں کا سردار عبدالحق اسی خاندان کا ایک دلیر اور مردانہ شخص تھا ان لوگوں نے اندلس کا قصد اسوجہ سے کیا تھا کہ ان کا قومی سلطان انتظام و سیاست کے نظر سے ان پر سختی کرتا تھا اور مصالح ملکی کے لحاظ سے بعضوں کو معتوب اور معزول کرتا تھا پس یہ لوگ بخط مستقیم اندلس چلے آتے تھے اور مسلمانان اندلس ان لوگوں کی شوکت اور قوت سے خاصۃً فائدہ اٹھاتے تھے حکومت و دولت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو گئی تھی دشمنان اسلام کی مدافعت خاطر خواہ کر سکتی تھی۔ المختصر حکومت غرناطہ اسی شان و شکوہ سے جاری اور قائم رہی تا آنکہ محمد بن یوسف (معروف بہ شیخ) ابن احمر (بانی دولت بنو نصر) نے ۶۷۱ھ میں وفات پائی اسکا بیٹا محمد معروف بہ فقیہ سریر آرائے حکومت ہوا سلطان محمد کو فقیہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ ذی علم و کتب بینی کا بحد شایق اور اہل علم کا قدردان تھا اسکے باپ ابن احمر نے وصیت کی تھی کہ بوقت ضرورت ملوک زناتہ بنی مرین حکمرانان مغرب

سے جنہوں نے دولت وحکومت موحدین سے حاصل کی ہے عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کرنا اور ان کے ساتھ مراسم اتحاد اور دوستی استحکام کے ساتھ قائم رکھنا اور ہمیشہ اس میں ان کی مداخلت سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور ان کو راضی رکھنا چنانچہ محمد فقیہ ابن شیخ، سلطان یعقوب بن عبدالحق بادشاہ مرین کی خدمت میں ایسے وقت میں بطور وفد حاضر ہوا جبکہ اسکو کل بلاد مغرب پر قبضہ مل گیا تھا اور مراکش بھی اسکے تحت حکومت میں آگیا تھا اور بجائے موحدین کے سریر حکومت پر جلوہ افروز ہو گیا تھا۔ سلطان یعقوب نے محمد فقیہ کی درخواست اعانت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور بہ کمال خندہ پیشانی بنی مرین کے عساکر اسلامیہ اور مجاہدین کو اپنے بیٹے مندیل کی سپردگی میں ملک اندلس کو روانہ کیا اور انکے روانگی کے بعد ہی خود بھی فوجیں آراستہ کر کے اندلس میں آ اترا اور جزیرہ خضرا کو ابن ہشام نئے دعویدار حکومت سے چھین کر محمد فقیہ کے حوالہ کیا اور وہیں ایک مدت تک مقیم رہا اس مقام کو اس نے غازیان اسلام اور مجاہدین دین کے لشکر کا کیمپ مقرر کیا تھا۔ پس جب ۶۷۲ھ میں جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو سلطان یعقوب ملک اندلس میں بقصد جہاد داخل ہوا عیسائیوں کے بڑے بڑے سورما اور جنگجو سلاطین بھاگ کھڑے ہوئے۔ انکی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مقبوضات کے بچانے کی فکر ہو گئی۔

اسکے بعد محمد فقیہ نے اس خوف سے کہ مبادا سلطان یعقوب ملک اندلس سے مجھکو بیدخل نکردے عیسائی سلاطین سے مصالحت کر لی باوجودیکہ محمد فقیہ اُن بنی مرین کے سرداروں اور لشکریوں کے قبضہ میں تھا جنہوں نے باشارہ سلطان مغرب اسکو اس درجہ پر پہونچایا تھا اور وہ اسوقت تک اس ملک میں موجود تھے۔ یہی سبب تھا جس سے کہ اسکو اپنی غلطی کا بہت جلد احساس ہو گیا اور عیسائی سلاطین کے مکر و فریب سے خائف ہو کر خود کردہ پر پشیمان ہی نہیں ہوا بلکہ سلطان یعقوب کے ظل عاطفت میں جاکے پناہ لی مگر اسکے بعد ہی محمد فقیہ ایک دوسرے مرض میں مبتلا ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے اعزہ بنو اشقیلولہ کی اطاعت کا طوق اپنی گردن

میں ڈال لیا۔ ان میں سے عبداللہ مالقہ میں تھا علی وادی آش میں اور ابراہیم قلعہ قمارش میں۔ پھر ان لوگوں نے محمد فقیہ سے مخالفت ومنازعت شروع کی اور یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین سے سازش کر کے اسکی مخالفت اور اسکے مقابلہ امداد و اعانت کرنے پر اُسکو آمادہ و تیار کر لیا ان لوگوں نے فقط اسی امر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یعقوب بن عبدالحق کے سیاسی اقتدار کو اپنے مقبوضہ ممالک مالقہ اور وادی آش میں خاصے طور سے بڑھا لیا۔ نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ سلطان یعقوب نے آخر ان ممالک کو فقیہ محمد سے لے لیا جیسا کہ آئندہ اخبار بنی مرین و بنی احمر میں ہم تحریر کرنے والے ہیں۔ اسکے بعد بنو اشقیلولہ اور انکے اعزہ بنو زرقار ملک اندلس کو خیر باد کہکر ملک مغرب چلے گئے یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین کی خدمت میں حاضر ہوئے یعقوب نے ان لوگوں کی بحد قدر و منزلت کی۔ جاگیریں عنایت کیں اپنے ملک میں ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا اسکو تم آئندہ پڑھو گے۔

الغرض سلطان محمد فقیہ ابن احمر اُسی حصہ ملک اندلس پر استقلال کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا جسقدر اغیار اور اجانب کے دستبرد سے بچ گیا تھا۔ اور اسی بلاد کی حکومت اسکے آئندہ نسلوں میں بطور وراثت چلی آئی نہ تو کثرت سے انکے جنبہ دار تھے نہ ہوا خواہوں اور مددگاروں کا ہجوم تھا۔ البتہ و معدودے چند ان کے خیر اندیش تھے جو سرداران زمانہ اور ارکین ملک و دولت اپنے اپنے ملک سے جلا وطن ہو کر یہاں چلے آئے تھے انہیں لوگوں کے ذریعہ سے انکا رعب وداب تھا اور وہی اسکے تغلب اور تصرف کے باعث تھے۔ کتاب اول میں ہم یہ بیان کر آئے ہیں کہ سرزمین اندلس میں قبائل کے مفقود اور جنبہ داری کے زائل ہو جانے سے دولت و حکومت اسلامیہ کو نقصان صریح اٹھانا پڑا اور یہی امر اسکی تنزلی کا سبب و باعث ہوا۔

سلطان ابن احمر کے ہوا خواہ اور جنبہ دار شروع زمانہ حکومت میں اسکے خاص اعزہ و اقارب بنو نصر اور اسکے سسرالی رشتہ دار بنو اشقیلولہ اور بنو مولی اور وہ خدام اور موالی تھے جو اسی کے گھرانے کے ساختہ و پرداختہ تھے اور یہ لوگ باوجود مخالفت سلاطین عیسائی اور ابن ہود و دیگر

دعویداران سلطنت اندلس ہر طرح سے کافی و وافی تھے۔ بسا اوقات ان کے عوام و خواص کا مجتمع ہو جانا ہی دشمنان اسلام کی مدافعت کر دیتا تھا اور ان کے دشمنوں کے قلوب اس امر کے تصور سے کہ ابن احمر کے جنبہ دار اور ہواخواہان بکثرت ہیں تھرا اٹھتے تھے یہی امر عصبیت اور جنبہ داری کا کام دیتا تھا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق چار ناچار اندلس آیا تھا اسکے بعد اسکا بیٹا یوسف بھی اسی وتیرہ کا پابند رہا بعد چندے بنو یعمر کی مخالفت اور بغاوت نے اپنی جانب اسکو مصروف کر لیا اور سلطان محمد فقیہ سنہ ۷۰۱ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

یہ وہی شخص ہے جس نے دشمنان اسلام کو طریف کے قبضہ میں مدد دی تھی اور اسکے لشکر کو زمانہ حصار طریف میں رسد و غلہ پہونچاتا تھا یہاں تک کہ سنہ[1] میں انہوں نے مفتوح کر لیا یہ یہ مقام بوجہ قرب مسافت زقاق والی مغرب کے کیمپ ہونے کا عزت رکھتا تھا پس جب دشمنان اسلام نے اسپر قبضہ کر لیا تو ان لوگوں کی جاسوسی اور محافظت کرنے لگا جو بقصد جہاد اس جانب سے اندلس میں آتے تھے اس سے دشمنان اسلام کو بیحد مدد ملی۔

محمد فقیہ کے انتقال کر جانے پر اسکا بیٹا محمد مخلوع عنان حکومت کا مالک ہوا وزیر السلطنت محمد بن محمد بن حکیم لخمی جو کہ رندہ کا رہنے والا اور یہاں کے خاندان وزارت سے تھا محمد مخلوع پر چیرہ دست ہو گیا نام کی بادشاہت محمد مخلوع کی رہی اور سیاہ و سفید کرنے کا اختیار وزیر السلطنت کے قبضہ میں رہا بالآخر ایک مدت کے بعد محمد مخلوع کا بھائی ابو الجیوش نصر بن محمد باغی ہو گیا فوجیں مرتب کر کے محمد مخلوع پر چڑھائی کر دی وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا اور اپنے بھائی محمد مخلوع کو سنہ ۷۰۸ھ میں جبل کی سیر کو بھیجدیا۔

ان دونوں کے باپ سلطان محمد فقیہ نے رئیس ابو سعید بن (عمہ) اسمٰعیل بن نصر کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ مدت دراز سے یہ یہاں پر امارت کر رہا تھا۔ یہ وہی شخص ہے

---

[1] اصل کتاب میں کوئی سنہ نہیں ہے۔

جس نے سبتہ پر قبضہ کر لیا تھا اور عہد حکومت محمد مخلوع میں اسکے اشارہ سے بنو عزقی کے ساتھ اسی سبتہ میں بدعہدی کی تھی جیسا کہ اخبار سبتہ اور دولت بنی مرین میں تحریر کیا جائیگا۔ اسنے اپنی بیٹی کا عقد اس سے (رئیس ابو سعید) کر دیا تھا چنانچہ اسکے بطن سے اسکا ایک لڑکا ابو الولید اسمٰعیل نامی پیدا ہوا تھا۔ پس جب ابو الجیوش نصر نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور اسکی حکومت و ریاست پر جو وہاں بھی قابض و متصرف ہو گیا اسوقت اس نے برے طور اور طریقے اختیار کیے اس کے وزیر ابن حجاج نے بھی کج ادائی بد خلقی شروع کر دی۔ رعایا پر ظلم و ستم ہونے لگا ان اسباب سے سرداران بنی مرین کے دلوں میں کینہ کی تخم ریزی ہو گئی اور رعایا نے بھی انکے ظلم و ستم سے واویلا اور وامصیبتا کا شور مچانا شروع کیا۔ اس زمانہ میں بنو ادریس بن عبد اللہ بن عبد الحق مالقہ میں مجاہدین اور غازیان اسلام کی سرداری پر تھے عثمان بن ابو المعلی نامی ایک شخص انہیں لوگوں میں سے انکا امیر تھا ابو الولید نے اسکو سلطان ابو الجیوش نصر کی مخالفت پر ابھار دیا اور چونکہ عثمان بوجہ کمی اعزہ و اقارب ضعیف و کمزور ہو رہا تھا اسوجہ سے زمام اختیار اسکے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لے لی۔ ادہر ابو الولید نے ان لوگوں کو مرتب اور مسلح کر کے سلطان ابو الجیوش پر چڑھائی کر دی اُدھر ۷۱۳ھ میں رئیس ابو سعید مالقہ سے علم حکومت لئے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں لے کے غرناطہ پر چڑھ آیا اس معرکہ میں ابو الجیوش کی فوج میدان جنگ سے گھونٹ کھا گئی بہت بڑی خونریزی ہوئی مدتوں غرناطہ کا محاصرہ رہا ہزارہا اہل غرناطہ مارے گئے آخرالامر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ ابو الجیوش معہ اہل و عیال کے وادی آش چلا جائے چنانچہ ابو الجیوش غرناطہ کو حسرت و یاس سے اپنے حریف کے قبضہ میں چھوڑ کر وادی آش چلا گیا اور وہاں پہونچکر اپنی جدید حکومت کی بنا ڈالی تا آنکہ ۷۲۲ھ میں مر گیا۔

فتحیابی کے بعد ابو الولید نے غرناطہ میں قیام کیا اور اپنی اور نیز اپنے لڑکوں کے لئے حکومت و سلطنت کی بنا رقائم کی۔ ۷۱۸ھ[1] میں الفنش (الفنسو) عیسائی بادشاہ نے غرناطہ پر یلغار کیا۔ بنو ابو العلا

---

[1] (مترجم) علامہ ابو العباس احمد بن محمد مقری نے کتاب نفح الطیب میں تحریر کیا ہے کہ جسوقت

نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ لیا اور بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے بعدازاں غرناطہ کے باہر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دشمن دین سعد اپنے رفیق کے مارا گیا عیسائی فوجیں کمال ابتری کے ساتھ پسپا ہوئیں

یادگار خاندان ملوک بنو احمر کا قدم سریر حکومت پر جم گیا اور ان کل ممالک اندلس پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے قابض ومتصرف ہو گئے مثلاً جزیرہ، طریف اور رندہ۔ ملوک نصاریٰ نے مجموعی قوت سے ۷۱۹ھ میں غرناطہ پر حملہ کیا۔ یہ ٹڈی دل فوج بطرہ کی جانب سے آئی تھی۔ اسکی تعداد کا صحیح اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پچیس سلاطین عیسائی اس جنگ پر آئے تھے۔ بات یہ تھی کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے دوبارہ عروج سے کینہ پیدا ہوا اور ان کو اس امر کا اندیشہ ہوا کہ مبادا بڑھتے بڑھتے یہ ہم پر منہ نہ ماریں۔ اس خیال سے وہ لوگ متاثر ہو کر پوپ کی خدمت میں گئے اور سجدہ کر کے اس سے استدعا کی کہ آپ دعا کریں کہ ہم لوگ بقیہ مسلمانوں کی بیخ وبن اندلس سے کھود کر پھینک دیں چنانچہ پوپ نے انکے سروں پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور یہ لوگ بیشمار وبے تعداد فوج لیکر غرناطہ پر چڑھ آئے مسلمانان غرناطہ کو بھی خوف پیدا ہوا جھٹ پٹ چند لوگوں کو بغرض استمداد بطور وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان ابوسعید والی فاس کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس دوا سے انکے درد دل کا علاج نہ ہو سکا اور عیسائیوں کا لشکر آپہونچا۔ اہل غرناطہ کی رہی سہی توانائی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ملک وملت کی حمایت پر شمشیر بکف نکل پڑے۔ پس اُسنے جس کے سوا کوئی دوسرا معین وناصر نہیں ہے مسلمانوں کی مدد کی اور عیسائیوں کو ہزیمت دی نامی نامی عیسائی سردار مارے گئے۔ بہت بڑی فتحیابی عساکر اسلامیہ کو نصیب ہوئی۔ یہ دن جیسا کہ مسلمانوں کے لئے مسرت اور خوشی کا تھا ویسا ہی عیسائیوں کے حق میں رنج وہ اور مصیبت کا تھا

اس ہزیمت سے عیسائی سرداروں کے چہروں پر ذرا بل نہ آیا کمال استقلال کے ساتھ خضرا کی جانب بڑھے سلطان ابن احمر نے انکی مدافعت کی جانب توجہ فرمائی کچھ جنگی کشتیاں جنپر کار آزمودہ فوجیں اور سامان حرب بکثرت تھا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ عیسائیوں کو اسکی خبر لگ گئی جزیرہ سے اعراض کر کے طلیطلہ کی طرف آئے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کے استیصال کی

یہ اللہ تعالیٰ کے معجزات سے ایک معجزہ تھا ورنہ اہل غرناطہ کی پامالی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا گیا اس واقعہ کے بعد ابوالولید نے بنفس نفیس عیسائی مقبوضات پر بکرات و مرات جہاد کیا اسکی فوج زناتہ اور اندلس کے مسلمانوں سے تیار کی گئی تھی چونکہ زناتہ کا زمانہ بدویت اور تہیدستی سے بہت قریب تھا اسوجہ سے ان لوگوں نے بڑی دلیری اور بیحد مردانگی سے کام لیا۔ انہیں لوگوں کی اعانت و امداد سے ابوالولید کا جاہ و جلال اس درجہ تک پہونچ گیا تھا کہ اس زمانہ میں دوسرے ملوک کو

قسمیں کھائیں اور باہم دوبارہ عہد و پیمان کر کے بہت بڑے سامان جنگ کے ساتھ پھر غرناطہ پر آ اُترے جس طرف آنکھیں اُٹھتی تھیں عیسائی ہی عیسائی نظر آتے تھے سلطان غرناطہ نے شیخ الغزاۃ شیخ العالم ابوسعید عثمانی بن ابوالعلا مرینی کو عیسائیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ۲۰ ربیع اول ۷۱۹ھ میں فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ شب یکشنبہ میں دشمنان اسلام نے ایک دستہ فوج کو اسلامی لشکر گاہ پر شبخون مارنے کو بھیجا۔ عساکر اسلامیہ سے چند سوار اور تیر انداز انکی روک تھام پر نکلے اور اسقدر تیر برسائے کہ دشمنان اسلام کو لوٹنا پڑا۔ مسلمانوں نے انکا تعاقب کیا صبح تک وہ بھاگتے جاتے تھے اور یہ اپر تیر برساتے تھے اور تعاقب میں تھے۔ یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل غرناطہ کو حاصل ہوئی۔ روز یکشنبہ کو شیخ ابوسعید پانچہزار جنگ آوروں کو مرتب کر کے دشمنان اسلام کے لشکر کی طرف بڑھا۔ عیسائیوں کو اس جماعت قلیلہ کی مردانگی اور دلاوری سے سخت حیرت ہوئی نہایت تیزی سے مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے تین شبانہ روز تک سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی یالآخر چوتھے روز دشمنان اسلام شکست کھا کر کمال ابتری سے بھاگے بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سات ہزار عیسائی گرفتار کئے گئے۔ پچاس ہزار مارے گئے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ عساکر اسلامیہ سے سوائے تیرہ سواروں کے اور کسی نے جام شہادت نہیں نوش کیا۔ اس واقعہ سے عیسائیوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی مصالحت کی درخواست کی سلطان غرناطہ نے اسکو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور مصالحت کر لی۔ دیکھو تاریخ المقری جلد اول صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴۔

خواب میں بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ بعد ازاں اسی کے قرابت مندان بنو نصر سے کسی شخص نے ۷۲۵ھ میں موقع پاکے دھوکے سے جسوقت کہ دربار شاہی سے اٹھکر محلسرا میں جارہا تھا دروازہ محلسرا پر نیزہ رسید کیا زخمی ہوکر گر پڑا لوگ اسکو اسکے محلسرا میں اٹھا لائے۔ قاتل نے عثمان ابی العلی کے مکان میں جاکے پناہ لی عثمان نے گرفتار کرکے اسیوقت اسکو قتل کر ڈالا اور محمد بن رئیس ابوسعید کو جبل سلوباشہ سے نکالکر غرناطہ میں لایا تاج حکومت اسکے سر پر رکھا۔ اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے وزیر السلطنت ابن محروق کو ۷۲۹ھ میں محلسرائے شاہی میں طلب کرکے قتل کرادیا قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ وزیر السلطنت کی شکائتیں حد سے بڑھ گئیں تھیں اور اسکا ذاتی اقتدار شاہ غرناطہ سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ایک روز امور سلطنت میں مشورہ لینے کے حیلہ سے شاہی محل میں طلب کیا جوں ہی محلسرائے شاہی میں داخل ہوا ایک خادم کو اشارہ کردیا اس نے اسقدر خنجر رسید کئے کہ وزیر السلطنت بیدم ہوکر زمین پر گر پڑا۔ اور مر گیا۔ سلطان محمد کو اسکے مارے جانے سے اطمینان ہوا استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا

بعد اسکے عثمان بن ابی العلی سرداری و امارت غزاۃ و زناتہ سے دست کش ہوکر خانہ نشین ہوگیا اور اسی حالت عزلت گزینی میں راہی ملک آخرت ہوا۔ اسکا بیٹا ابوثابت بجائے اسکے امیر مجاہدین اسلام مقرر کیا گیا۔ اس تبدیلی سے عیسائیوں نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مسلمانوں کو ایذائیں پہونچانے لگے۔ سلطان محمد سامان سفر درست کرکے سلطان ابوالحسن کی خدمت میں مغرب پہونچا اور دشمنان اسلام کی زیادتیوں کی شکایت کی امداد کا خواستگار ہوا باوجودیکہ سلطان ابوالحسن اندنوں اپنے بھائی محمد کے فتنہ و فساد کے فرو کرنے میں مصروف تھا مگر پھر بھی بنظر حمیت اسلام سلطان محمد کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں اور اسکو اپنی جانب سے اس لشکر کی امارت ۷۳۲ھ میں عنایت فرمائی۔ بنو عثمان بن ابی العلی کو سلطان محمد کا سلطان ابوالحسن سے ملنا اور سلطان ابوالحسن کا اس معاملہ میں مداخلت کرنا ناگوار گذرا اور اس سے

ان کو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ سبھوں نے مجتمع ہو کر اپنی بابت اس معاملہ میں مشورہ کیا اور پھر موقع پا کر جس روز سلطان محمد شلوبانیہ سے غرناطہ آ رہا تھا ہر چہار طرف سے گھیر کر نیزے تان کر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا۔ بعد ازاں اسکے بھائی ابوالحجاج یوسف کے سر پر تاج شاہی رکھا اس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اور اپنے بھائی سلطان محمد کے خون کے بدلہ لینے پر مستعد ہوا۔ بنو عثمان بن ابی العلیٰ کے سروں پر ادبار کی گھٹا چھا گئی غرناطہ سے جلا وطن کر کے تونس بھیجدیئے گئے۔ غزاۃ اور مجاہدین کی سرداری بجائے ابو ثابت بن عثمان بن ابی العلیٰ کے بنو رحو بن عبداللہ بن عبدالحق میں سے یحییٰ بن عمر بن رحو کو مرحمت ہوئی اسکی ریاست و امارت پر زمانہ دراز تک قائم رہی۔

پھر سلطان ابوالحجاج نے سلطان ابوالحسن والی مغرب کو عیسائیوں کی سرکوبی اور ان کو ہوش میں لانے کی غرض سے اندلس میں بلا بھیجا چنانچہ سلطان ابوالحسن نے جس وقت کہ تلمسان مفتوح ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو عساکر اسلامیہ زناتہ اور متطوعہ (والنٹیرز) کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اندلس کی جانب روانہ کیا۔ پس اس نے عیسائیوں پر متعدد حملے کئے اور ایک مدت کے بعد بہت سا مال غنیمت لے کے ملک مغرب کی طرف مراجعت کی واپسی کے وقت عساکر اسلامیہ پر عیسائیوں نے اپنے ملک کے سرحد پر شبخون مارا۔ بہت سے مجاہد اور غازی شہید ہو گئے اس دلیری اور بزدلانہ حملہ کے بدلہ لینے کی غرض سے سلطان ابوالحسن نے ۷۴۱ھ میں بنفس نفیس چڑھائی کی۔ زناتہ، مغراوہ، فوج نظام اور متطوعہ کی فوجیں رکاب میں تھیں کوچ و قیام کرتا ہوا طریف تک پہونچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ عیسائیوں نے یہ خبر پا کر بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کیں اور مجتمع ہو کر قوت مجموعی سے حملہ آور ہوئے۔ طریف کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف نے صف آرائی کی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر شہید ہو گیا بیگمات اور حریم سلطانی ہلاک ہو گئیں شاہی خیمہ لٹ گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ دن نہایت مصیبت اور آزمائش کا تھا۔

اس واقعہ کے بعد ہی دشمنان اسلام نے قلعہ سرحد غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ خضراء کی جانب بڑھے چنانچہ ۷۴۳ھ میں بصلح و آشتی اسکو بھی لے لیا۔ سلطان ابو الحجاج اسی حالت سے دباو بایا حکومت کرتا رہا تا آنکہ ۷۵۵ھ میں عید کے دن جسوقت کہ صلوٰۃ العید ادا کر رہا تھا سجدہ کی حالت میں کسی نے نیزہ مارا جس سے اسکی موت وقوع میں آئی۔ اسکا بیٹا سریر آرائے حکومت ہوا۔ اسپر اسکے مولیٰ (خادم) رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا حاجب تھا اسکو شاہ شطرنج بنا دیا اور خود امور سلطنت پر متصرف و متغلب ہو کر سیاہ و سفید کرنے کا مختار بن بیٹھا۔ اسکا بھائی اسماعیل قلعہ شاہی حمراء کے کسی محلسرا میں مقید تھا۔ اس سے اور محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابو سعید سے رشتہ مصاہرت کا تھا اسوجہ سے کہ اسکے باپ (عبداللہ) نے اسمٰعیل کی بہن سے عقد کر لیا تھا اسکا دادا محمد بن رئیس ابو سعید وہی ہے جسکو عثمان بن ابی العلی نے جیل سے نکالکر سریر حکومت پر متمکن کیا تھا۔ پس اس محمد (بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابو سعید) نے محلسرائے قلعہ حمراء کے بعض خدام کو ملا کے حاجب رضوان کو خود اسکے مکان میں قتل کرادیا اور اپنے سسرالی رشتہ دار اسماعیل کو قید کی مصیبت سے نجات دیکر ستائیسویں رمضان ۷۶۰ھ کی رات میں سریر حکومت پر بٹھا دیا سلطان محمد مخلوع اسوقت حمراء کے باہر ایک باغ میں مقیم تھا یہ خبر پاکر وادی آس چلا گیا اور آس کو سرحد کی جانب عبور کر کے بادشاہ مغرب سلطان ابو سالم بن سلطان ابو الحسن مرینی کی خدمت میں جا پہونچا۔ سلطان ابو سالم نے اسکی بڑی آو بھگت کی اور اسکے قیام کو استحسان کی آنکھوں سے دیکھا بعد اسکے شیخ الغزاۃ یحییٰ ابن عمر کو دولت بنو احمر کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا غرناطہ سے دار الحرب ہوتا ہوا مغرب پہونچا اور سلطان ابو سالم کی خدمت میں قیام اختیار کیا سلطان ابو سالم نے اسکی بھی قدر افزائی کی اور بجائے اسکے غرناطہ میں فوج مجاہدین پر اپنی جانب سے ادریس بن عثمان بن ابو العلی کو مامور کیا۔ ان دنوں غرناطہ میں رئیس ابو یحییٰ اپنے بھائی اسماعیل کی حکومت و ریاست کا انصرام کر رہا تھا اور یہی امور سیاست کا نگراں اور منتظم تھا بعد چندے رگانے بجانے والوں نے لگا نا بجانا شروع کر دیا رئیس کو عواقب امور کا

خطرہ پیدا ہوا چنانچہ ۷۶۱ھ میں دھوکے سے اسماعیل اور اسکے کل ساتھیوں کو قتل کرکے سریر حکومت پر متمکن ہو گیا۔

رئیس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کے عیسائی سلاطین کے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور جو اسکے متقدمین سلاطین غرناطہ بطور خراج عیسائیوں کو دیتے تھے اسکا بھیجنا بھی بند کر دیا اسوجہ سے عیسائیوں نے فوج کشی پر کمر باندھی اور لشکر آراستہ کرکے چڑھ آئے۔ مسلمانوں نے بھی فوج و سامان جنگ درست اور آلات حرب مہیا کرکے عیسائیوں کے روک تھام کرنے کو کوچ کیا مقام وادی آس میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ عساکر اسلامیہ کی سرداری پر سلطان غرناطہ کے بعض اعزہ مامور تھے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔

بعد اسکے بادشاہ مغرب نے عیسائی سلاطین سے محمد مخلوع کی سریر حکومت پر متمکن کرنے کی سفارش کی اور کشتی پر سوار کرکے عیسائی بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ پس محمد مخلوع نے عیسائی بادشاہ سے ملاقات کی۔ عیسائی بادشاہ نے امداد کا وعدہ کیا باہم یہ شرط قرار پائی کہ جتنے قلعات ممالک اسلامیہ کے مفتوح کیے جائیں وہ سب محمد مخلوع کے مقبوضات میں شمار کیے جائیں پھر عیسائی بادشاہ نے چند قلعات مفتوح کرنے کے بعد بدعہدی کی۔ سلطان محمد مخلوع اس سے علیحدہ ہو کر مغربی سرحد کی طرف چلا گیا اور مملکت بنی مرین میں قیام اختیار کیا۔ بعد ازاں سرحد رندہ سے فوجیں فراہم اور مرتب کرکے ۷۶۵ھ میں مالقہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ مفتوح کر لیا رئیس محمد بن اسماعیل یہ خبر پا کر غرناطہ سے عیسائی بادشاہ کے پاس بھاگ گیا ادریس بن عثمان شیخ الغزاۃ بھی بحالت قید اسکے ہمراہ تھا جو بعد چند دنوں کے قید سے بھاگ نکلا جیسا کہ آئندہ اسکے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا پھر سلطان محمد نے معہ ان لوگوں کے جو اسکے رکاب میں تھے غرناطہ کی جانب قدم بڑھایا۔ رئیس کا حاجب گرفتار ہو کر پیش کیا گیا سلطان محمد نے اسکو اور نیز ان لوگوں کو جنہوں نے اسکے ساتھ ہو کر بازار کارزار گرم کیا تھا قتل کر ڈالا۔ اور فتحیابی کا جھنڈا لیے ہوئے غرناطہ میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا لشکر مجاہدین پر شیخ یحییٰ بن عمر کو متعین کیا اور اسکے بیٹے عثمان کو اپنے مصاحبوں کے زمرہ میں داخل

کر لیا بعد ایک برس کے ان دونوں کے سروں پر ادبار کی گھٹا چھا گئی۔ سلطان محمد نے ان دونوں کو گرفتار کر کے مریہ کے جیل میں ڈالدیا پھر چند سال کے بعد جلا وطن کر دیا اور ان دونوں کے ایک قریبی رشتہ دار علی بن بدر الدین بن محمد بن رحو کو غزاۃ و مجاہدین پر مامور کیا تھوڑے دنوں بعد اسنے وفات پائی تب بجائے اسکے عبدالرحمن بن ابویفلوسن اس خدمت پر مامور کیا گیا سلطان ابو علی بن محمد بادشاہ مغرب کے دربار میں اسکی بڑی قدر و منزلت تھی سلطان محمد مخلوع کی ذات سے بھی تخت حکومت حمرا جگمگا اٹھا اسکے رعب و داب کا سکہ عیسائی ملوک جلالقہ اور سرحدی ملوک مغرب۔ کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اسوقت ان لوگوں کی حکومت میں ایک گونہ کمزوری پیدا ہو چلی تھی جو اکثر سلطنتوں کو لاحق ہوا کرتی ہے۔

جلالقہ نے ۷۶۶ھ میں اپنے بادشاہ بطرہ بن ادفونش سے بغاوت کی پھر بادشاہ بطرہ اور بادشاہ برشلونہ سے لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔ اسوجہ سے جلالقہ نے بطرہ سے سرکشی کی اور اسکے بھائی الفنش کو بلا کے اپنا حکمراں بنا لیا۔ بطرہ نے بلاد اسلامیہ میں جا کے پناہ لی اور سلطان محمد والی غرناطہ سے بمقابلہ اپنے دشمن کے امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمد نے بلاد مقبوضہ الفنش پر یلغار کیا متعدد قلعات کو مفتوح کیا اور بعضوں کو ویران و خراب کر ڈالا مثلاً جبان، ابدہ اور اترہ وغیرہ زبان حال سے حملہ آور فریق کی شکایت اور اپنی بربادی و خرابی کی حکایت بیان کر رہے ہیں علاوہ انکے اندرونی ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ قرطبہ کو بھی جا کر گھیر لیا اور اسکے گرد و نواح کو ویران و برباد کر کے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے مراجعت کی۔ بعد اسکے بطرہ بادشاہ فرانس کے پاس چلا گیا جو کہ شمالی جزیرہ اندلس میں جزیرہ ارکلیطرہ موسوم بہ نسر غالس پر حکمرانی کر رہا تھا اور الفنش کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا اسنے اپنے بیٹے کو فرانسیسی بہادروں کے گروہ عظیم کے ساتھ بطرہ کی کمک پر مامور کیا۔ الفنش کو اسکے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی اور بطرہ نے اپنے پرزور حملوں سے تہ و بالا کر دیا۔ پھر

جب فرانسیسی لشکر نے اپنے ملک کی جانب مراجعت کی تو الفنش نے بطرہ پر پھر فوج کشی کی اس سے دوبارہ ملک کے امن عامہ میں خلل واقع ہوا تمام ملک میں خونریزی کی ہوا چلنے لگی بالآخر الفنش نے اپنے بھائی بطرہ کا جلیقہ کے کسی قلعہ میں محاصرہ کر لیا اور اسکو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اسکے مارے جانے سے الفنش جلالقہ کے ملک پر مستولی ہو گیا اور استقلال کیساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان محمد والی غرناطہ الفنش اور بطرہ کی مخالفت کو غنیمت شمار کر کے اپنی قوت وفوج کے بڑھانے میں مصروف ہوا اور اسنے اس خراج کو بھیجنا موقوف کر دیا جو عیسائی سلاطین مسلمانوں سے اُس زمانہ سے لے رہے تھے جب سے کہ اسکے اسلاف نے عیسائی سلاطین سے معاہدہ صلح کیا تھا ۷۷۱ھ سے والی غرناطہ نے خراج کے نام سے عیسائیوں کو ایک حبہ نہ دیا اور اسی حالت پر قائم رہا۔

بادشاہ فرانس جس نے بطرہ کی کمک پر فوجیں بھیجی تھیں اور جس نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا بطرہ کے قتل سے متاثر ہو کر الفنش سے بدلہ لینے کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ اتفاق سے اسکے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اسکے باپ نے یہ خیال قائم کیا کہ یہ لڑکا حکومت وسلطنت کا الفنش سے زیادہ مستحق ہے اسوجہ سے الفنش اور شاہ فرانس سے لڑائی اور خونریزی کا سلسلہ قائم ہو گیا اور جلالقہ کو اس سبب سے کسی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انکے بہت سے مقبوضہ بلاد انکے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اور ملوک ابن احمر نے بھی خراج کا دینا بند کر دیا جیسا کہ ابھی اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہی حالت اس زمانہ تک موجود و قائم ہے

ملوک مغرب کا یہ حال ہے کہ جسوقت سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے استحکام و استقلال کے ساتھ حکومت وسلطنت کے زینہ پر اپنا قدم جما دیا اور اسکے جاہ و جلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ ان دنوں غازیان اندلس کی سرداری پر عبدالرحمن بن ابی یفلوسن مامور تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں (یہ شخص سلطان کے نسب میں شریک اور ملک و خدمت میں

مرادف تھا) اسوقت اتفاق سے کچھ کاغذات سلطان کے ہاتھ لگ گئے جنکو عبدالرحمن اور اراکین دولت نے ایک دوسرے کے پاس بھیجا تھا اس سے سلطان کو خطرہ پیدا ہوا سلطان ابن احمر کے پاس عبدالرحمن کے قید کر لینے کو لکھ بھیجا پس سلطان ابن احمر نے عبدالرحمن اور نیز امیر مسعود بن ماسی کو اسوجہ سے کہ یہ بھی فتنہ و فساد میں معقول حصہ لیتا تھا اور اس سے اور اہل دولت سے بھی خط و کتابت ہوا کرتی تھی گرفتار کر لیا۔ پھر جب سلطان عبدالعزیز نے ۷۷۴ھ میں وفات پائی اور اسکا بیٹا محمد سعید نافع سریر حکومت پر متمکن ہوا اور اسکے باپ کا وزیر ابوبکر بن غازی امور سلطنت کو انجام دینے لگا اسوقت ابن احمر نے عبدالرحمن بن یفلوسن کو قید سے رہا کر دیا وزیر السلطنت ابوبکر بن غازی کو یہ امر ناگوار گذرا۔ چند روساء قرابت مندان ابن احمر کو مالی اور فوجی مدد دے کے ابن احمر سے لڑنے جھگڑنے کو اندلس روانہ کیا کسی ذریعہ سے ابن احمر تک یہ خبر پہونچ گئی جھٹ پٹ فوجیں فراہم اور مسلح کر کے جبل الفتح پر جا اترا اسکے رکاب میں عبدالرحمن بن ابی یفلوسن اور امیر مسعود بن ماسی بھی تھا ابن احمر نے ان دونوں کو کشتیوں پر سوار کرا کے براہ دریا یلغار کرنے کا اشارہ کیا پس انہوں نے بلاد سبتہ پر پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک مغرب میں ایک تلاطم پیدا ہو گیا۔ اہل جبل الفتح نے شدت حصار اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر امن کی درخواست کی اور ابن احمر کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

سبتہ میں محمد بن عثمان بن کاس ابوبکر بن غازی وزیر السلطنت کا داماد مقیم تھا ابوبکر نے اسکو امیر مسعود کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا جسوقت کہ ابن احمر جبل الفتح کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور طنجہ میں سلطان ابوالحسن کی اولاد زمانہ حکومت سلطان عبدالعزیز سے بخوف دعوائے سلطنت مقید اور محبوس تھی سلطان ابن احمر نے محمد بن عثمان سے خط و کتابت شروع کی اور اسکو خط میں ایک کم سن چھوکرے کی بیعت پر نفرین کرنے لگا جو ہنوز سن بلوغ کے حد تک نہیں پہونچا تھا اور سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے کسی ایک کی بیعت امارت کرنے کی ترغیب دیتا تھا جو

کہ طنجہ میں محبوس اور مقید تھے تھوڑے دنوں بعد جب ان تحریرات سے محمد بن عثمان کے قلب پر ایک خاص اثر پڑا تو سلطان ابن احمر نے مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار اور وعدہ کیا چنانچہ محمد بن عثمان نے سلطان ابوالحسن کی اولاد سے ابوالعباس احمد کو حکومت و سلطنت کے لئے منتخب کیا اور جبل سے نکالکر اسکے ہاتھ پر بیعت امارت کی۔ ان نوجوانوں نے زمانہ محبوسی میں باہم یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم میں سے جب جو شخص حکومت و ریاست کے زینہ تک پہونچ جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ بقیہ لوگوں کو قید کی مصیبت سے رہا کر دے۔ اس عہد و پیمان کے مطابق سلطان ابوالعباس احمد نے اپنی امارت کی بیعت لینے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اسنے اپنے کل ہمراہیوں کو قید کی مصیبت سے نجات دے کے اندلس کی جانب بھیجدیا۔ ان لوگوں نے رہائی پا کے سلطان ابن احمر کے پاس جا کے قیام کیا سلطان ابن احمر نے ان لوگوں کی بیحد عزت و توقیر کی اور ان لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور بہت سا مال و اسباب اور نیز لشکر سلطان ابوالعباس اور اسکے وزیر محمد بن عثمان کے لئے روانہ کیا اور عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کو ان دونوں کی موافقت اور ان کے ہر کام میں انکی ہمدردی کرنے کو لکھ بھیجا پس ان سبھوں نے متفق ہو کر دارالحکومت فاس کو جا کے گھیر لیا تھا تا آنکہ ابوبکر غازی وزیر السلطنت نے سلطان ابوالعباس سے امن کی درخواست کی شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ پس سلطان ابوالعباس محرم ۷۷۶ھ میں مظفر و منصور دارالحکومت میں داخل ہوا۔ عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن اسکے ساتھ مشایعت کی غرض سے مراکش اور اسکے مضافات تک گیا اور جیسا کہ اسکے پیشتر سے باہم عہد و پیمان تھا اسکی حکومت و سلطنت کا انتظام درست کر دیا بعد اسکے سلطان ابوالعباس نے سعید بن عبدالعزیز کو ہدایا اور تحائف لیکے سلطان ابن احمر کی خدمت میں روانہ کیا دونوں میں مسلسل زمانہ دراز تک مراسم اتحاد اور دوستی قائم رہے۔ اسی اثناء میں اس سے اور عبدالرحمٰن والی مراکش سے ان بن ہو گئی بدفعات اسکے محاصرہ اور جنگ کو گیا سلطان ابن احمر کبھی تو اسکو مدد دیتا تھا اور لڑائی میں اسکا

ہاتھ بٹاتا تھا اور کبھی دونوں میں صلح کرا دینے کی کوشش کرتا تھا تا آنکہ سلطان ابوالعباس نے ۷۸۴ھ میں مراکش پھر چڑھائی کی۔ کئی مہینے محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ قلعہ مراکش کو مفتوح کر لیا اور سلطان مراکش کو بار حیات سے سبکدوش کر کے فاس کی جانب واپس آیا۔ بعد ازاں تلمسان کی طرف رخ کیا ابو احمد سلطان بنی عبدالواد والی تلمسان اسکی آمد کی خبر پاکے بھاگ گیا سلطان ابوالعباس بلا جنگ و جدال باطمینان تمام تلمسان میں داخل ہوا۔

انہیں واقعات کے اثناء میں چند لوگوں نے جسکو فتنہ پردازی اور فساد انگیزی میں دخل تام تھا سلطان ابوالعباس اور سلطان ابن احمر سے ناچاقی اور چشمک پیدا کرانے کی کوشش کی اور ایک حد تک کیا کامل طور سے کامیاب ہو گئے سلطان ابن احمر کو سلطان ابوالعباس کی طرف سے اس قدر برہم اور برانگیختہ کیا کہ انہیں لوگوں کے تحریک و اشارہ سے سلطان ابن احمر سلطان ابوالعباس کے نظام سلطنت کے درہم و برہم کر دینے پر آمادہ و مستعد ہو گیا چنانچہ انہیں چیدہ و منتخب اشخاص میں سے جو طنجہ سے اسکے پاس چلے آئے تھے موسیٰ بن سلطان ابو عثمان کو امارت فاس کے لئے منتخب کیا اور مسعود بن ماسی کو اسکی وزارت کا عہدہ عطا فرما کے فوج عظیم کے ساتھ براہ دریا سبتہ کی طرف روانہ کیا اہل سبتہ نے اخلاص مندی کے ساتھ گردن اطاعت جھکا دی اور سلطان موسیٰ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان موسیٰ نے سبتہ سے فاس کی جانب کوچ کیا اور سلطان ابن احمد نے سبتہ پر قبضہ کر کے اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا۔ سلطان موسیٰ نے دارالحکومت فاس پر پہونچ کر محاصرہ ڈالدیا چند دنوں کے حصار کے بعد اہل فاس نے امن کی درخواست پیش کی سلطان موسیٰ نے ان لوگوں کو امن دی اور بمصالحت ۷۸۶ھ میں فاس میں داخل ہو کر سریر حکومت پر متمکن ہو گیا اس واقعہ کی خبر سلطان ابوالعباس کو اسوقت پہونچی جبکہ وہ بقصد ابی حمو اور بنی عبدالواد جہاں پر کہ وہ تھے تلمسان سے روانہ ہو چکا تھا مگر اس خبر کے سنتے ہی فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کرنے لگا جسوقت تازی سے متجاوز ہو کر ابین تازی اور فاس کے پہونچا۔

بنو مرین اور اسکی کل فوجیں علیحدہ ہو کر مع اپنے جھنڈوں کے سلطان موسیٰ سے جا ملیں اور اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان ابو العباس بحال پریشان تازی کی جانب واپس ہوا۔ عامل تازی نے اسکو دم پٹی میں ٹھہرا لیا تھا یہانتک کہ سلطان موسیٰ کا ایلچی فاس سے تازی میں آیا اور اسنے اسکو (ابو العباس) کو گرفتار کر کے فاس کی جانب کوچ کیا۔ سلطان موسیٰ نے اسکو اسی حالت سے اندلس روانہ کر دیا۔ سلطان ابن احمر والی اندلس نے اسکو جیسا کہ اس سے پہلے نظر بند تھا نظر بند رکھا

سلطان ابو العباس کی گرفتاری کے بعد سلطان موسیٰ کو کامل قبضہ ملک مغرب پر حاصل ہو گیا مگر اسکے وزیر مسعود نے اسکا اقتدار شاہ شطرنج سے زیادہ بڑھنے نہ دیا امور سلطنت وسیاست کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار اپنے قبضہ میں رکھا بعد چندے سلطان ابن احمر سے قبضہ سبتہ کا مطالبہ کیا گیا سلطان ابن احمر نے قبضہ سبتہ سے دست کش ہونے سے انکار کیا اس وجہ سے دونوں میں فتنہ وفساد کی بنیاد پڑ گئی وزیر مسعود ابن ماسی نے سازش کر کے سلطان ابن احمر کے ہوا خواہوں اور اسکے خاندان والوں کو بغاوت پر ابھار دیا پس ان لوگوں نے سبتہ کے ایک قصبہ پر قبضہ کر کے اسکو اپنا ملجا و ماوا بنا لیا اتنے میں سلطان ابن احمر کا بیڑہ جنگی کشتیوں کا ساحل سبتہ سے آ لگا۔ سبھوں کا جوش بغاوت فرو ہو گیا۔ امن وامان قائم ہو گیا۔ پھر سلطان ابن احمر کی خدمت میں ایک گروہ اراکین دولت سلطان موسیٰ بطور وفد حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ اُن لوگوں میں سے جو اندلس میں خاندان حکومت فاس کے موجود ہیں کسی کو امیر فاس مقرر فرمائے چنانچہ سلطان ابن احمر نے واثق محمد بن امیر ابو الفضل بن سلطان ابو الحسن کو والی فاس مقرر کر کے ان لوگوں کے ہمراہ روانہ کیا اور خود بھی مشایعت کی غرض سے مع جنگی کشتیوں کے بیڑہ کے سبتہ تک آیا۔ واثق نے سلطان ابن احمر سے رخصت ہو کر غمارہ کا قصد کیا شدہ شدہ اسکی خبر مسعود بن ماسی تک پہونچی پس اسنے بھی فوجیں مرتب اور مسلح کر کے واثق کے روک تھام کی غرض سے خروج کیا اور جبال غمارہ میں اسکا محاصرہ کر لیا اس اثنار میں سلطان موسیٰ بن سلطان ابو عنان کی فاس میں انتقال

کرنے کی خبر مسموع ہوئی مسعود نے محاصرہ اُٹھا کے بہ کمال عجلت فاس کی جانب مراجعت کی۔ اور دارالحکومت میں پہونچ کر کرسی حکومت پر سلطان ابوالعباس کے ایک لڑکے کو جس کو کہ سلطان مذکور فاس میں چھوڑ گیا تھا متمکن کر دیا بعد اسکے سلطان ابو عنان بن امیر ابوالفضل نے پہونچ کر فاس کے سامنے کوہ زرہون پر پڑاؤ کیا مسعود ابن ماسی بھی فوجیں لے کے سلطان ابو عنان کے رو در رو آ اترا۔ سلطان ابو عنان کے امور سلطنت کا منصرم و مہتم احمد بن یعقوب صبیحی تھا کسی وجہ سے اسکے ہمراہیوں کو اس سے کشیدگی اور ملال پیدا ہوا ایک روز انھوں نے موقع پاکر گرفتار کر لیا اور شاہی خیمہ کے رو برو لا کے قتل کر ڈالا اس واقعہ سے سلطان کو سخت دشواری پیش آئی بعد اسکے سلطان ابو عنان اور مسعود بن ماسی سے خط و کتابت شروع ہوئی بالآخر مسعود ابن ماسی نے اس شرط سے کہ عنان حکومت میرے قبضہ میں رہے سلطان ابو عنان کی امارت کی بیعت کر لی چنانچہ سلطان ابو عنان اپنے لشکر گاہ سے نکل کر مسعود ابن ماسی کے پاس گیا اور اسکے ساتھ ساتھ دارالحکومت میں داخل ہوا مسعود ابن ماسی نے پہلے خود بیعت کی بعد ازاں ارا کین دولت و حکومت سے سلطان مذکور کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی۔

سلطان ابو عنان کے رکاب میں سلطان ابن احمر کے لشکر کا بھی ایک حصہ تھا جسمیں سلطان ابن احمر کے خادموں میں سے ایک نامور خادم تھا۔ مسعود نے ان سبھوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ سلطان ابن احمر کو اسکی خبر لگی بیحد بیزار ہوا مگر پھر اپنے دل کو تسکین دیکر ابوالعباس کو بسر افسری ایک فوج کے فاس کی جانب براہ دریا روانہ کیا اور سبتہ تک خود بھی پہونچانے کی غرض سے آیا ابوالعباس نے جوں ہی سبتہ میں قدم رکھا مسعود ابن ماسی کی کل فوج نے جو اسوقت سبتہ میں تھی بطیب خاطر سلطان ابوالعباس کی بیعت کر لی۔ سلطان ابن احمر کو اس سے بیحد مسرت ہوئی دو چار روز قیام کر کے غرناطہ کی طرف مراجعت کی اور سلطان ابوالعباس نے فاس کی جانب قدم بڑھایا۔ مسعود بن ماسی کی فوج نے دامن کوہ غمارہ میں تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا لشکریوں نے سلطان ابوالعباس سے ملجانے کی بابت سرگوشیاں شروع کیں مسعود بن

باسی کو اسکا احساس ہو گیا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا سلطان ابو العباس نے تعاقب کیا اور ایک مقام پر پہونچ کر گھیر لیا تا آنکہ سلطان ابو العباس نے اسکو گرفتار کر کے اسکو اور نیز اسکے سلطان کو قتل کر ڈالا۔ اور بقیہ خاندان ماسی کو بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا کسی کو قتل اور کسی کو قید کیا۔ بنو ماسی کی تباہی کے بعد سارا ملک مغرب سلطان مذکور کا مطیع و منقاد ہو گیا اور سلطان ابو العباس جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان ابن احمر نے سبتہ سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسکی عنان حکومت سلطان ابو العباس کو دوبارہ عنایت کی۔ اسکے بعد سے دونوں میں مراسم اتحاد برابر قائم و جاری رہے۔

ان واقعات کے بعد سلطان ابن احمر بعزت اور توقیر حکومت و سلطنت کرتا رہا اپنے تمام زمانہ حکومت میں پھر کبھی کسی مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں ہوا مگر بہ استثناء اس واقعہ کے جو کہ ہمارے کانوں تک پہونچا ہے یہ ہے کہ اس سے شکایت کی گئی تھی کہ اسکا بیٹا ابو الحجاج یوسف بطمع حکومت حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے اسوقت سلطان ابن احمر اطراف اندلس میں کسی ضرورت سے سفر کر رہا تھا اس خبر کو سنتے ہی اسی وقت ابو الحجاج کو گرفتار کر لیا اور غرناطہ کی جانب واپس آیا بعدہ جب اسکو پورا پورا اور صحیح صحیح حال معلوم ہو گیا اور اسکی بیجرمی ثابت ہو گئی تو فوراً رہا کر دیا اور پہلے سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگا۔ اور ہمکو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جسوقت سلطان ابن احمر غرناطہ سے جبل الفتح کی طرف بغرض دریافت احوال سلطان ابو العباس گیا ہوا تھا اور یہ ان دنوں جبال غمارہ کے دامن میں مسعود ابن ماسی سے تیغ و سپر ہو رہا تھا۔ یہ خبر پہونچائی گئی کہ اسکے بعض حاشیہ نشینوں نے جو اولاد وزراء سے ہیں یعنی[1] ....

ابن مسعود بلنسی[2] .... ابن وزیر ابو القاسم بن حکیم وغیرہم نے دھوکا اور دغا دینے کا قصد کر لیا ہے اور مسعود ابن ماسی نے ان لوگوں کو اس امر پر ابھارا ہے اور باہم چند علامتیں جنکو وہ لوگ جانتے ہیں مقرر کر رکھی ہیں۔ پس سلطان ابن احمر نے ان سبھوں کو

نوٹ [1] [2] اصل کتاب میں اسی طرح جگہ خالی ہے۔

اسی وقت گرفتار کر لیا اور دم بھر کی مہلت اُن کو نہ دی انکو اور نیز ان سبھوں کو جنھوں نے اس معاملہ میں سازش کی تھی سزاے موت دی اور غرناطہ لوٹ آیا۔ بعد ازاں اسی جاہ و جلال سے حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ ۷۹۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اسکا بیٹا ابو الحجاج سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا اراکین دولت اور عوام الناس نے امارت و حکومت کی بیعت کی۔ امور سیاست اسکے باپ کا مولیٰ (ازاد غلام) خالد انجام دینے لگا۔ اسکے بھائیوں سعد، محمد اور نصر کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالا۔ بحالت قید ان سبھوں نے وفات پائی۔ کسی کا کچھ حال نہیں

بعد ازان ابو الحجاج سے خالد کی یہ شکایت کی گئی کہ اس نے بسازش یحییٰ بن صانع یہودی طبیب شاہی امارت پناہ کو زہر دینے کا ارادہ کر لیا تھا ابو الحجاج نے اپنی حکومت کے پہلے یا دوسرے سال خالد کو گرفتار کرکے اپنے روبرو قتل کرا دیا طبیب یحییٰ کو بھی گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اور اسی حالت میں ذبح کر ڈالنے کا حکم دیا ۷۹۴ھ میں یہ بھی رہگراے عالم آخرت ہوا۔ اسکا بیٹا محمد سریر آراے حکومت و امارت ہوا اسکی حکومت و سلطنت کے کاروبار کا انصرام محمد خصاصی سپہ سالار کرنے لگا جو اسکے باپ کا ساختہ و پرداختہ تھا اِسوقت حکومت اندلسیہ اسی طریقہ پر جاری و قائم ہے۔ واللہ غالب علی امرہ۔

دولت امویہ کے حالات جو کہ دولت عباسیہ کی معاصر اور ہم چشم تھی اور نیز اُن ملوک اندلس کے واقعات جو کہ دولت امویہ کے بعد سریر آراے حکومت ہوئے تھے ہم تحریر کر چکے اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر اُن عیسائی سلاطین کے اخبار بھی معرض تحریر میں لائیں جو جزیرہ اندلس میں مسلمانوں کے ہر طرف سے جوار میں تھے لہذا ہم انکے انساب اور دولت کے حالات کو "مشتے نمونہ از خروارے" مجتمع کرکے پیش کرتے ہیں۔

(مترجم) اندلس کا آخری دور
عیسائیوں کا تسلط
مسلمانوں کی جلا وطنی

علامہ عبد الرحمن ابن خلدون مغربی مؤلف کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر کے زمانہ تک سرزمین اندلس میں عربوں کی حکومت کا نام و نشان کسیقدر باقی رہگیا

تھا اسوجہ سے اسکو اندلس کی حکومت اسلامیہ کی تباہی عیسائیوں کی چیرہ دستی اور مسلمانوں کے جلاوطنی کے حالات کے تحریر کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ پس اگر مترجم بھی اصل کتاب کی تقلید کرتا تو بلحاظ اس امر کے کہ مترجم اُس زمانہ میں سیر دنیا کو آیا ہے جبکہ اندلس میں اسلام کا ایک بھی نام لیوا نہیں باقی رہ گیا تھا اور اندلس میں حکومت اسلامیہ پر عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی اور بربادی آچکی تھی ایک بہت بڑا نقص ترجمہ تاریخ میں باقی رہ جاتا اور ناظرین کو اس حسرتناک منظر کے دیکھنے کی تمنا ہی رہ جاتی لہذا مترجم اس کمی اور نقصان کو اور کتب تواریخ سے انتخاب والتقاط کر کے پورا کرتا ہے تاکہ تمہاری آنکھیں اسلام اور اسلامیوں کے اس مدّ جزر کو بھی دیکھ لیں جو سرزمین اندلس میں بحالت غربت ان میں پیدا ہوا تھا۔

ملوک بنو احمر سلاطین غرناطہ کا عہد حکومت اندلس میں مسلمانان عرب کی حکمرانی کی آخری بزم تھی۔ انکے قبضہ میں ملک کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا تھا اور یہ بھی کب اور کیونکر انکے ہاتھوں سے چھن گیا اسکو تم آیندہ پڑھو گے بالفعل تم ایک سرسری نظر سے پہلے اس منظر کو دیکھ لو جس میں کہ بلاد اندلس یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل نکل کے صلیبی علم کے تحت میں چلے جاتے ہیں بعد اسکے عبرت کی نگاہوں سے غرناطہ کی حکومت اسلامیہ کی بربادی اور تباہی کو ملاحظہ کرنا۔

عیسیٰ ابن احمد رازی تحریر کرتا ہے کہ عہد گورنری عجنسہ بن سحیم کلبی میں جسوقت کہ مسلمانوں نے سرزمین اندلس پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور عیسائیوں میں انکی مدافعت کی قوت باقی نہیں رہ گئی تھی اور اسلامیوں کی فتحیابی کا سیلاب اربولہ سرزمین فرانس تک پہونچ گیا تھا بلکہ اونہوں نے جلیقہ سے بلبونہ کو بھی بزور تیغ تسخیر کر لیا تھا اور سوائے پہاڑی تنگ و تاریک دروں کے کوئی شہران حدود میں قبضہ اسلام سے باقی نہ رہا تھا اسوقت ایک بیدین شخص بلالے نامی قوم مفتوح گاتھ کا تین سو آدمیوں کی جمعیت سے اسی قدرتی قلعہ میں جاکر پناہ گزین ہوا لشکر اسلام اس سے برابر تیغ و سپر ہوتا رہا تا آنکہ اسکے ہمراہی شدت گرسنگی سے مر گئے۔ صرف

تیس مرد اور دس عورتوں کی جمعیت اُسکے پاس باقی رہ گئی عساکر اسلامیہ نے اس قلیل جماعت کو حقیر اور بے اصل تصور کر کے انکے استیصال سے ہاتھ کھینچ لیا اور یہ لوگ اوس تنگ و تاریک غار اور قدرتی سنگین قلعہ میں شہد چاٹ چاٹ کر پلتے رہے یہانتک کہ مسلمانوں کو انکی شورش اور سرکشی نے مجبور اور درماندہ کر دیا۔ اور انکی ایسی قوت بڑہی اور ایسی کثرت ہوئی کہ روز روشن کی طرح اسکو لوگوں نے عیاں دیکھ لیا۔ ۱۳۵ھ میں بلاے مذکور انیس ۱۹ سال اس قسم کی زندگی بسر کر کے مرگیا۔ دو برس اسکے بیٹے نے بھی یوں ہی حکومت کی بعد اسکے اوفونش بن بطیر ان بنی اوفونش کا دادا حکمراں ہوا جسکی حکومت کا سلسلہ اسوقت تک چلا آتا ہے پس انہیں عیسائیوں نے رفتہ رفتہ دشوار گذار کمینگاہوں سے نکل نکل کے جسقدر مقبوضات اسلامی انکے بلاد میں تھے اُنکو پھر واپس لے لیا۔

مسعودی بعد ذکر غزوہ سمور عہد خلافت ناصر کے تحریر کرتا ہے کہ ۳۳۲ھ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے قبضہ سے اُن کل بلاد کو معہ اور دیگر شہروں اور قلعات کے نکال لیا جو کہ ملک فرانس اور شہر اربونہ سے متصل اور ملے ہوئے تھے ۳۳۶ھ میں مسلمانوں کے قبضہ میں۔ ملک اندلس کا شرقی حصہ طرطوشہ سے ساحل بحر روم تک اور پھر طرطوشہ سے شمالاً نہر عظیم نہر لارودہ تک باقی رہ گیا تھا۔

سب کے پہلے عیسائیان فرانس نے اندلس کے بڑے شہروں میں سے جس شہر کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے وہ طلیطلہ ہے۔ ادفونش نے اسکو سات برس کے مسلسل محاصرہ کے بعد نصف محرم ۴۷۸ھ تا ۴۷۵ھ میں قادر باللہ ابن ماموں یحیےٰ بن ذی النون حکمراں طلیطلہ سے فتح کیا تھا۔ اوفونس نے طلیطلہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اہل شہر کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ شروع کیا علی الخصوص ان لوگوں کے ساتھ فیاضی کرنے لگا جو بطمع مال و زر عیسائی مذہب قبول کرتے جاتے تھے بعض بعض کو بجبر و تعدی عیسائی بنا لیا۔ اس سے مسلمانوں کے قلوب کبیدہ ہو گئے۔

ربیع الاول ۴۹۶ھ میں جامع طلیطلہ کی ہیئت تبدیل کر کے کلیسہ بنائے جانے کا حکم دیا اسکے شاندار میناروں پر صلیب لگائی گئی۔ توحید کی جگہ تثلیث قائم کی گئی اور اذان کے بجائے ناقوس کی آواز بلند ہوئی۔

واقعہ طلیطلہ سے پیشتر عیسائیوں نے ۴۵۶ھ میں بطرنہ پر یلغار کیا تھا اور اسی سنہ میں بلنسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا۔ جسوقت عیسائیوں نے بلنسیہ کا محاصرہ کیا اور اہل بلنسیہ اپنے ملک و دین کی حمایت پر کمربستہ ہو کر میدان جنگ میں آگئے عیسائیوں نے باظہار اس امر کے کہ ہمکو بلنسیہ کے محاصرہ میں سخت غلطی واقع ہوئی اور ہم میں اہل بلنسیہ کی لڑائی کا یارا نہیں ہے اہل بلنسیہ کو براہ مکر و فریب اپنے لشکرگاہ میں ملنے جلنے کو بلایا اور جب اہل بلنسیہ معہ اپنے امیر عبدالعزیز بن ابی عامر عیسائی لشکر گاہ کے قریب پہونچے تو عیسائیوں نے کمینگاہ سے نکل کر کسی کو قید کسی کو قتل کرنا شروع کیا معدودے چند جنکی موت کا وقت نہیں آیا تھا بچ رہے امیر عبدالعزیز نے بہزار خرابی اپنی جان بچائی مگر بلنسیہ قبضہ اسلام سے نکل کر صلیبی گروہ کے پنجہ میں جا پھنسا بعد اسکے مسلمانوں نے پھر واپس لے لیا تا آنکہ عیسائیوں نے بدفعات زد و بدل کے بعد یوم سہ شنبہ ستر ہویں صفر ۶۳۶ھ میں بلنسیہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد پھر مسلمانوں کو بلنسیہ میں قدم رکھنا نصیب نہیں ہوا۔

ابن حیان لکھتا ہے کہ اردولیش عیسائی نے ۴۵۶ھ میں پر بشتر قصبہ شہر برطانیہ پر جو کہ سرقسطہ کے قریب تھا فوج عظیم سے چڑھائی کی۔ یوسف بن سلیمان بن ہود کسی وجہ سے اسکی حمایت کی طرف مصروف و متوجہ نہو سکا۔ اہل شہر نے اپنی آپ حمایت کرنے پر آمادگی ظاہر کی چالیس یوم تک عیسائی محاصرہ کئے رہے اس اثنا میں بیرونی امداد نہ پہونچنے اور غلہ و رسد کی کمی سے اہل شہر میں نفاق پھیل چلا کسی ذریعہ سے عیسائیوں کو اسکی خبر لگ گئی حصار اور جنگ میں سختی سے کام لینے لگے بالآخر عیسائیوں نے اہل شہر کے باہمی

نفاق اور نزاع سے فائدہ اٹھالیا اور پانچ ہزار زرہ پوش جنگی سواروں سے بیرون بلدہ تک پہونچ گئے اہل شہر پر بیحد خوف طاری و غالب ہوا اندرون شہر میں قلعہ بند ہوگئے دونوں فریق میں گھمسان لڑائی ہوئی پانچ سو عیسائی مارے گئے۔ اتفاق سے قناۃ[۱] میں جسکے ذریعہ سے شہر میں نہر سے زمین کے اندر اندر پانی آتا تھا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گرگیا جسکی وجہ سے پانی کا آنا شہر میں بند ہوگیا اہل شہر نے شدت تشنگی سے تنگ آکر صرف اپنی جانوں کی امان طلب کی چنانچہ عیسائیوں نے امان دی پس جب اہل شہر اپنا کل اثاثہ اور مال و زر چھوڑ کر شہر سے باہر آئے تو عیسائیوں نے بدعہدی سے سبھوں کو کمال بے کسی سے تہ تیغ کیا۔ قائد بن طویل اور قاضی بن عیسیٰ معہ معدودے چند رہسا کے اس خوفناک واقعہ سے جاں بر ہوئے۔ بیشمار مال و اسباب عیسائیوں کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ میں تقریبًا ایک لاکھ مسلمان قتل اور قید کئے گئے عیسائیوں نے کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فروگذاشت نہیں کیا طرح طرح کے وحشیانہ حرکات کئے جن سے تاریخی صفحات آجتک خالی ہیں پھر ۵۱۲ھ کے ماہ رمضان میں چار شنبہ کے دن سرقسطہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

ابن الیسع لکھتا ہے کہ دشمنان اسلام نے شہر نطیلہ اور نیز طرسونہ پر ۵۲۴ھ میں مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا تھا پھر ۶۲۹ھ میں عیسائیوں نے ماردہ کو محمد بن ہود کے قبضہ سے نکالا۔ اسکے عہد میں مصائب اور نوائب کے دروازے کھلے۔ بعدہ ۵۲۶ھ میں جزیرہ میورقہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرلیا ابن ابار تحریر کرتا ہے کہ یہ سانحہ افسوسناک یوم دوشنبہ چودھویں صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا تھا۔ یوم یکشنبہ ماہ شوال ۶۳۳ یا ۶۳۶ھ

---

[۱] القناۃ کظیمۃ تحفر فی الارض یجری فیہا الماء (کظیمۃ اسکو کہتے ہیں جو کہ زمین کے اندر پانی کے اجرا کے لئے بنایا جاوے) اور کظامہ اُس کنوئیں کو کہتے ہیں جو دوسرے کنوئیں کے مقابلہ میں کھودا جاتا ہے اور ان دونوں میں اُسکے اندر اندر پانی آنے جانے کا راستہ رہتا ہے۔ اقرب الموارد

میں دشمنان اسلام نے دارالاسلام قرطبہ کو تاخت و تاراج کیا اور یوم شنبہ دسویں شوال ۶۶۵ھ یا ۶۲۵ھ میں مرسیہ پر قابض ہوئے ۶۳۷ھ میں واقعہ قتندہ پیش آیا بیس ہزار مسلمان کھیت رہے اور عیسائیوں نے قتندہ پر قبضہ کر لیا۔ سورقہ پر قبضہ کر کے عیسائیوں نے جزیرہ سورقہ کی طرف پیشقدمی شروع کی اور تھوڑے دنوں کے جدوجہد سے ۶۲۷ھ میں قابض ہو گئے بعدازاں جزیرہ شقر کو بصلح و امان ۶۳۹ھ میں لے لیا۔ الغرض یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے ماہ رمضان ۶۴۵ھ تک کل بلاد شرقی اندلس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کر لیا کسی پر بہ مکر و فریب قبضہ پایا اور کسی پر بزور تیغ۔ اور کسی پر بہ امان و صلح، امراء اسلام اسوقت خود غرضیوں میں مبتلا تھے ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہ گئی تھی تعلیم قرآن اور ارشادات نبی صلعم کو نسیاً منسیاً کر دیا تھا یہی وجہ تھی اور یہی سبب تھا کہ یہ انہیں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو رہے تھے جسکو انہوں نے قبل اسکے سر کیا تھا۔ اسی ۶۴۵ھ یوم دوشنبہ پانچویں شعبان میں عیسائیوں نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اور ایک برس پانچ ماہ کامل محاصرہ کے بعد بصلح مفتوح کر لیا۔ صلح کیا تھی حقیقت میں دھوکا تھا فریب تھا جسکو صلح کا لباس پہنایا گیا تھا۔

الحاصل جسوقت ملک اندلس کے بڑے بڑے شہروں جو بجائے خود ایک ایک صوبہ تھے مثلاً قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور مرسیہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا اہل اسلام ہر چہار طرف سے سمٹ کر غرناطہ، مریہ اور مالقہ میں چلے آئے۔ مملکت اسلامیہ وسیع ہو جانے کے بعد پھر چھوٹے پیمانے پر ہو گئی اور دشمنان اسلام وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے اسلامی شہروں اور قلعوں کو اپنے حرص و آز کا لقمہ بناتے جاتے تھے۔ اس چھوٹے سے قطعہ ملک پر جو عیسائیوں کے دست برد سے بچ رہا تھا ملوک بنی احمر قابض و متصرف تھے اور وہی اسوقت دشمنان اسلام سے تیغ و سپر ہو رہے تھے۔ ہر وقت ہر لحظہ دشمنوں کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ کبھی شیر وغا ہو کر عیسائیوں سے لڑنے کو میدان جنگ میں آجاتے تھے اور جب کبھی کمزور پڑ لے

تھے تو ملوک فاس بنی مرین سے امداد کے خواستگار ہوتے تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں عیسائیوں نے اس پر بھی دانت لگایا اور فوجیں فراہم کرکے چڑھ آئے سلطان غرناطہ نے شیخ ابو اسحاق بن ابو العاص، شیخ ابو عبداللہ طنجانی اور شیخ ابن الزیات بلشی کو سلطان مغرب بنو مرین کی خدمت میں استمداد کی غرض سے روانہ کیا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر غرناطہ پر آپہونچا۔ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے۔ اتفاق سے سلطان مغرب نے سلطان غرناطہ کی استدعا کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے عیسائیوں کو ہزیمت دی۔ اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے چند دنوں کے لئے اپنے ہاتھ پانوں سمیٹ لئے اور اوس وقت کا انتظار کرنے لگے جو کہ عام طور سے ہر حکومت و سلطنت کو زمانہ مدید کے بعد عارض ہوا کرتا ہے۔

سلطان ابوالحسن[1] علی بن سعد نصری غالبی احمری کے عہد حکومت میں مسلمانان اندلس پھر متفق الکلمہ ہوگئے اگرچہ قبل اسکے کچھ دنوں کے لئے اسکے بھائی ابو عبداللہ محمد بن سعد معروف بہ "زغل" کی امارت و حکومت کی مالقہ میں بیعت لی گئی تھی اور عیسائی سرداروں نے ان دونوں بھائیوں کو بجز کا کر اپنا الّو سیدھا کرنا چاہا تھا مگر زغل ان چالوں کو سمجھ گیا مالقہ سے اپنے بھائی ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ اور اہل مالقہ نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو تسلیم کرلیا۔ آتش فتنہ و فساد جسکو عیسائی امراء مشتعل کررہے تھے فرو ہوگئی۔ سلطان ابوالحسن نے نہایت استقلال کے ساتھ بلاد اندلس کے اسقدر حصہ ملک پر جو مسلمانوں

[1] سلطان ابوالحسن آخری فرمانروائے غرناطہ سلطان ابو عبداللہ کا باپ تھا اور سلطان سعد بن امیر علی بن سلطان یوسف بن سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع بن سلطان ابو الحجاج کا بیٹا تھا۔ سلطان محمد بن سلطان ابو الحجاج تک کے حالات تم ترجمہ تاریخ میں پڑھ آئے ہو۔ سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع سے سلطان ابوالحسن تک کے سلاطین غرناطہ کچھ ایسی حالت میں مبتلا ہے کہ انکا عدم وجود دونوں برابر تھا اسوجہ سے ان لوگوں کے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ ۱۲ منہ

کے قبضہ میں باقی رہ گیا تھا حکمرانی شروع کی۔ فوجیں بڑھائیں دائرہ حکومت وسیع کیا وقتاً فوقتاً دشمنان اسلام پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ چنانچہ قرب وجوار کے عیسائی سلاطین نے بخوف جنگ مصالحت کا پیام دیا۔ اور اسکے رعب و داب سے مرعوب اور خائف ہو گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد ادھر عیسائیوں میں نفاق پیدا ہو گیا بعض نے خود سری کے جوش میں حکومت قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور بعض نے اشبیلیہ کو دبالیا اور بعض نے سرلش کو اپنا دارالحکومت بنالیا ادھر سلطان ابوالحسن بھی لذات دنیا اور تعیش میں منہمک ہو گیا۔ جہاد سے دست کش ہو گیا۔ فوج کی طرف توجہ کم کر دی ملک کا نظم ونسق وزیروں کے حوالہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بدنظمیاں بڑھیں، مظالم بڑھے، خواص اور عوام کو ناراضی پیدا ہو گئی۔ علاوہ بریں اکثر بڑے بڑے جنگ آور سورما سپہ سالاروں کو اس زعم فاسد کے بنا پر کہ اب عیسائی سلاطین بوجہ معاہدہ مصالحت حملہ آور نہوں گے اور آئندہ کسی قسم کی لڑائی نہوگی قتل کر ڈالا اتفاق سے اسی زمانہ میں والی قشتالہ نے بعد تعدد لڑائیوں کے کل بلاد قشتالہ کو سر کر لیا اور اس نااتفاقی اور نفاق کو اسنے دور کر کے پھر سبھوں کو متحد اور متفق الکلمہ بنا دیا اس سے عیسائیوں کی قوت بڑھ گئی اور وہ پھر فتنہ انگیزی اور بلاد اسلامیہ پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ سلطان ابوالحسن کی دو بیویاں تھیں ایک تو اسکے چچا ابو عبداللہ الیسر کی لڑکی تھی جسکے بطن سے محمد اور یوسف دو بیٹے تھے اور دوسری بیوی عیسائی رومیہ عورت تھی اسکے بطن سے بھی لڑکے تھے ابوالحسن کا طبعی میلان اسی دوسری بیوی کی جانب تھا اور اسکو وہ اپنی پہلی بیوی سے جو کہ اسکی بنت العم (چچا کی لڑکی) تھی زیادہ عزیز اور محبوب رکھتا تھا اندیشہ یہ ہوا کہ مبادا سلطان ابوالحسن رومیہ عیسائیہ عورت کی اولاد کو بمحرومی اولاد زوجہ اولیٰ جو کہ مسلمہ اور حرہ ہے سریر وتاج کا مالک نہ بنا دے اس سے امراء دربار میں اسوجہ سے کہ بعض کا میلان دوسری بیوی کی اولاد کی طرف تھا اور بعض کا رجحان

پہلی بیوی کی اولاد کی جانب تھا منافرت اور فتنہ و فساد برپا ہو گیا ان لوگوں کا ایک بربری قبیلہ زوجہ اولیٰ کا طرفدار ہوا اور قرطبہ کا ایک قدیم خاندان بنی سراج رومیہ بیوی کا حامی ہوا۔ دونوں فریق میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی آخر الامر موخر الذکر فرقہ کو اپنے ارادوں میں ناکامی ہوئی اور اسکے سردار و سرغنہ نہایت بیرحمی سے الحمراء کے ایک ایوان میں قتل کئے گئے جو اسوقت تک مقتولین کے نام سے معروف و مشہور چلا آتا ہے عیسائی سلاطین کو ان واقعات کی خبر لگی تو انہوں نے اس نااتفاقی اور دولت اسلامیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانیکی کوشش کی چنانچہ انہوں نے فوجیں فراہم کر کے پہلے حمہ کی جانب قدم بڑھایا اور براہ مکر و فریب زمانہ مصالحت میں والی قاوش کے ہاتھ سے ۸۸۶ھ میں سکو لے لیا بعد ازاں اسکے قلعہ کی طرف بڑھے اور اسپر بھی قبضہ کر کے شہر کا قصد کیا اہل شہر کو اس ٹڈی دل فوج کے آنے کی کوئی خبر نہ تھی اور وہ لوگ خواب غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے۔ عیسائیوں نے ان پر دفعۃً حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا پس جس کی عمر کا لبریز جام ہو گیا تھا اس نے شربت شہادت نوش کیا اور باقی ماندگان اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر شہر سے بھاگ کھڑے ہوئے عیسائیوں نے شہر اور نیز اس پر جو کہ شہر میں تھا بلا تردد قبضہ کر لیا۔ اہل غرناطہ کو اس سانحہ افسوس ناک کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب کمر بستہ ہو کر عیسائیوں کی مدافعت کی غرض سے نکل پڑے۔ ان عیسائیوں کی تعداد جنکا تذکرہ تم اوپر پڑھ آئے ہو دس ہزار تھی جسمیں کچھ سوار تھے اور کچھ پیادہ۔ عیسائی مال و اسباب لیکر شہر سے نکل رہے تھے کہ اتنے میں اہل غرناطہ پہونچ گئے عیسائی لوٹ کر شہر میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا۔ بعد اسکے مسلمانان اندلس یلغار کر کے حامہ دحمہ پر چڑھ آئے۔ رسد و غلہ اور پانی کی آمد و رفت بند کر دی۔ پھر جاسوسوں نے خبر دی کہ عیسائیوں کا جم غفیر ان عیسائیوں کی کمک پر آ رہا ہے جو کہ حامہ میں محصور

ہیں۔ مسلمانوں نے یہ خبر پاکر محاصرہ اٹھالیا اور اس فوج کی جانب بڑھے جو اہل حامہ کی حمایت پر آ رہے تھے عیسائیوں نے یہ سنکر بلا جدال و قتال اُلٹے پاؤں مراجعت کی۔ عیسائیوں کے اس گروہ کا سردار والی قرطبہ تھا۔ اسکے بعد والی اشبیلیہ نے عیسائی مجاہدوں کا ایک بہت بڑا گروہ مجتمع کیا جسکی تعداد کئی ہزار تھی اور ان کو مرتب کرکے عیسائیاں مقیمین حامہ کی مدد کو آپہونچا۔ اسوقت مسلمانوں کا لشکر اسباب جنگ لینے اور رسد و غلہ کے انتظام کی غرض سے غرناطہ میں واپس آگیا تھا۔ نو وارد عیسائیوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقع مل گیا چنانچہ ان لوگوں نے شہر میں داخل ہوکر شہر کو خالی کردینے اور مقام کرنے کی بابت باہم مشورہ کیا اور جب قیام کرنے کی رائے ہوگئی تو کل اُن چیزوں کو کافی طور سے فراہم کرلیا جسکی وقتاً فوقتاً اُن کو ضرورت ہوا کرتی تھی بعدہ والی اشبیلیہ نے اپنے لشکر کو حامہ میں چھوڑ کر مراجعت کی اور ان کو بہت سامال واسباب دے گیا۔ اسکے بعد ہی مسلمانان غرناطہ پھر اسکے حصار کو آئے اور نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ ڈالا۔ اور اُس سمت سے داخل ہونے کا قصد کیا جس طرف سے محصور عیسائی غافل و بے پروا تھے مگر جوں ہی مسلمانوں کا ایک گروہ اس جانب سے داخل ہوا فتحمندی نے ان لوگوں سے منہ موڑ لیا عیسائیوں کو ان لوگوں کی آنے کی خبر ہوگئی مجبوراً مسلمانوں کو لوٹنا پڑا۔ عیسائیوں نے بعضوں کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور اکثر کو قتل کر ڈالا ان لوگوں میں زیادہ بسطہ اور وادی آش کے رہنے والے تھے۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور انکی امیدیں حامہ کی واپسی کی منقطع ہوگئیں۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۸۸۷ھ ۱۴۸۲ء میں یہ خبریں مسموع ہوئیں کہ والی قشتالہ بہت بڑی فوج سے بلاد اسلامیہ پر چڑھ آیا ہے چنانچہ اسلامی فوجیں غرناطہ میں آکر فراہم ہونے لگیں آپسمیں عیسائیوں کے مقابلہ کی بابت صلاح و مشورے ہونے لگے اس اثنا میں یہ اطلاع پہونچی کہ عیسائیوں نے لوشہ پر پہونچ کر محاصرہ ڈالدیا ہے اور اسکو مفتوح کرکے حامہ میں

ملحق کیا چاہتے ہیں عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے عیسائیوں پر حملہ کیا۔ لیکن بہت جلد ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ عیسائیوں نے انہیں سے اکثر کو گرفتار کر لیا۔ بعد ازاں اہل غرناطہ کی ایک دوسری جماعت نے عیسائیوں پر حملہ کیا اور ان سے ایسی چھیڑ چھاڑ کی کہ مجبوراً عیسائیوں کو اپنے لشکر گاہ سے باہر آنا پڑا مسلمانوں نے کمینگاہ سے نکل کر ایسا شدید اور ناقابل برداشت حملہ کیا کہ عیسائی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی بہت سا پکا پکایا کھانا، غلہ اور آلات حرب چھوڑ کر بھاگ نکلی جس پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا یہ واقعہ ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور کا ہے۔ انہیں دنوں امیر ابو عبداللہ محمد اور ابو الحجاج یوسف نے اپنے باپ سلطان ابو الحسن کے خوف سے بھاگ کر وادی آش میں جا کے دم لیا۔ اہل وادی آش نے دونوں شاہزادوں کی امارت کی بیعت کر لی بعد ازاں اہل مریہ، بسطہ اور غرناطہ نے بھی انکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور بوڑھے باپ سلطان ابو الحسن نے مالقہ میں جا کر پناہ لی۔ اس نفاق اور نزاع باہمی کا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ ماہ صفر ۸۸۸ھ میں عیسائی سلاطین نے اسی ہزار کی جمعیت سے مالقہ اور بلش کا قصد کیا سلاطین اشبیلیہ، سریش، استجہ، اور انتیقرہ معہ اپنی اپنی فوجوں کے اس جنگ میں شریک ہونے کو آئے ہوئے تھے مسلمانان بلش اور مالقہ مجتمع ہو کر دشمنان اسلام کی مدافعت کو نکلے اور کمال مردانگی سے ہر مورچہ پر عیسائیوں کو شکست فاش دی سلطان ابو الحسن اسوقت منکب کی طرف چلا گیا تھا اسکا بھائی ابو عبداللہ محمد معروف بہ زغل مالقہ میں موجود تھا۔ اسی کی سپہ سالاری سے نامی نامی سورما میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً تیس ہزار عیسائی قتل اور دو ہزار قید کئے گئے جنمیں والی اشبیلیہ والی شریش اور حکمران انتیقرہ وغیرہم معہ اور تیس سرداروں کے گرفتار ہو آئے تھے بے حد مال و اسباب عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ کے بعد ہی اہل مالقہ نے

بلاد نصاریٰ پر بقصد جہاد فوج کشی کی اس مہم کا ناکامی پر خاتمہ ہوا اکثر سپہ سالاران عرب اندلس شہید ہوئے۔

اسی زمانہ سے غرناطہ کی حکومت دو حصوں پر منقسم ہو گئی۔ نصف پر سلطان ابو عبداللہ بن سلطان ابوالحسن قابض ہوا اسکے قبضہ میں غرناطہ، مریہ، بسطہ اور اسکے مضافات رہے اور سلطان ابوالحسن مالقہ اور بلاد غربیہ پر حکمراں ہوا۔ اگر یہ دونوں باپ اور بیٹے اس قدرتی تقسیم پر قانع ہو کر اپنے کو دشمنان اسلام کے پنجہ غضب سے بچاتے تو عجیب نہ تھا کہ اندلس سے مسلمانوں کی جلاوطنی کی نوبت نہ آتی مگر تقدیر الٰہی اسکے خلاف تھی سلطان ابوالحسن نے منکب اور اسکے اطراف کی جانب قدم بڑھایا اور اسکا بیٹا سلطان ابو عبداللہ غرناطہ اور جہت شرقیہ کی فوجیں لے کے اپنے باپ سے جنگ کرنے کو چڑھ آیا مقام دب میں دونوں فریق نے صف آرائی کی اس معرکہ میں سلطان ابو عبداللہ کو ہزیمت ہوئی بعد اسکے سلطان ابو عبداللہ نے یہ خبر پاکر کہ میرے چچا زغل نے عیسائیوں سے ایک بہت بڑا میدان جیتا ہے اور بیحد مال غنیمت اسکے ہاتھ لگا ہے بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں غرناطہ اور بلاد شرقیہ کے مسلمانوں کو مسلح اور مرتب کر کے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں بلاد عیسائیہ پر چڑھائی کر دی چنانچہ قتل و غارت کرتا ہوا اطراف لشانہ تک پہونچ گیا۔ بہت سے عیسائیوں کو قتل اور بہتوں کو قید کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع عیسائی سلاطین کو ہوئی تو وہ سب کے سب مجتمع ہو کر بسر افسری اپنے نامور بادشاہ قیرہ سلطان ابو عبداللہ اور بلاد اسلامیہ کے درمیان میں حائل ہو گئے۔ مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا ہو گیا نہ تو اپنے ملک میں ان عیسائیوں کے درمیان میں حائل ہو جانے کے سبب سے واپس آ سکتے تھے اور نہ آگے بڑھ سکتے تھے عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے گھیر کر قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ بدنصیبی سے سلطان ابو عبداللہ بھی قید ہو گیا

مگر کسی کو اسکا شعور نہوا ہنگامہ جنگ فرو ہونے پر والی لشانہ نے سلطان ابو عبداللہ کو پہچان لیا بادشاہ قرہ نے والی لشانہ سے سلطان ابو عبداللہ کے لینے کی خواہش کی والی لشانہ مع سلطان ابو عبداللہ کے بادشاہ کسٹائیل (قشتالہ) کے پاس بھاگ گیا بادشاہ قشالہ نے والی لشانہ کی بیحد عزت کی اور اُسکو اپنے کل سپہ سالاروں کی افسری عنایت کی۔ جب کبھی لشکر کشی کرتا تو والی لشانہ کو بطور حُسن تفاول کے اسکو فوج کا سردار مقرر کر کے بھیجتا تھا۔

سلطان ابو عبداللہ کی گرفتاری کے بعد سرداران غرناطہ اور امرایان اندلس مجتمع ہو کر مالقہ میں سلطان ابو الحسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُسکو مالقہ سے غرناطہ میں لائے حکومت و سلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی حالانکہ سلطان ابو الحسن میں اسوقت حکمرانی کی قابلیت باقی نہیں رہ گئی تھی صرع (مرگی) یا صرع کی طرح کوئی عارضہ اُسکو لاحق ہو گیا تھا۔ بصارت بھی جاتی رہی تھی مگر پھر بھی اس آخری دور میں اسنے قلعہ الحمرا کے شاندار برجوں پر اپنی حکومت و امارت کا جھنڈا نصب کیا مگر جب اس سے کام نہ چل سکا تو اپنی معزولی کا اعلان کر کے اپنے بھائی ابو عبداللہ معروف بہ زغل کو تاج و تخت حکومت حوالہ کر دیا اور خود منکب میں جا کے فردکش ہو گیا تا آنکہ بار حیات سے سبکدوش ہو کر راہی ملک آخرت ہوا اور سلطان ابو عبداللہ معروف بہ زغل حکمرانی کرنے لگا اسوقت تک سلطان ابو عبداللہ بن سلطان ابو الحسن بدستور دشمنان اسلام کے یہاں قید میں تھا۔

پھر ماہ ربیع الآخر ۸۹۰ھ ۱۴۸۵ء میں عیسائیوں نے بہت بڑی جمعیت سے اطراف مالقہ پر چڑھائی کی اور ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں رندہ کا قصد کیا۔ انیسویں شعبان سنہ مذکور میں والی غرناطہ نے بعض قلعات کی درستی کی غرض سے کوچ کیا بائیسویں شعبان کو عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں کو ہزیمت ہوئی بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا آلات حرب اور رسد و غلہ کی کوئی انتہا نہ تھی مسلمانوں نے کل مال غنیمت کو قلعہ میں لیجا کر رکھدیا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ رہے۔ ماہ رمضان

تک کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی بعد ازاں عیسائیوں نے قلعہ قنہیل پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا محصوروں نے اس امر کا احساس کرکے کہ اب اس قلعہ کو عیسائیوں سے بچانا دشوار ہے امان طلب کی اور مع اہل و عیال اور مال و اسباب کے قلعہ کو دشمنان اسلام کو حوالہ کرکے نکل کھڑے ہوئے۔ اہل قلعہ کے نکلتے ہی قرب و جوار کے کل باشندوں میں ہل چل سی پڑگئی اور وہ سب بھی اپنا بھرا پرا گھر بار چھوڑکر بخوف جان و عزت بھاگ نکلے۔ دشمنان اسلام نے متعدد قلعات مثلاً قلعہ مشاقہ اور قلعہ بوز وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور بلاد اسلامیہ پر آئے دن طرح طرح کی مصیبتیں ڈالنے لگے۔ اسوقت ایساکوئی شہر نہ تھا کہ یہ اس طرف گئے ہوں اور اسکا استیصال نہ کیا ہو یا جس جانب کا قصد کیا ہو اور اس جانب والوں نے ان کی اطاعت نہ کی ہو۔ اقبال انکے آگے تھا اور فتحمندی انکے رکاب میں تھی۔ باوجود اس قوت و شوکت کے عیسائیوں نے ایک چلتا ہوا فقرہ یہ تصنیف کیا کہ سلطان ابو عبداللہ کو جو انکے قید میں تھا اور کٹھ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر تماشے کرنے لگا تھا مال و اسباب اور خلعت و فوج دیکر شرقی بسطہ کی جانب رخصت کیا اور یہ اعلان کرادیا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص سلطان ابو عبداللہ کے علم حکومت کے تحت میں آجائیگا اور اہل بلاد اسلامیہ سے جو جو اسکے مطیع ہوں گے وہ سب کے سب اس مصالحت اور عہد میں داخل ہوگئے جو مابین سلطان ابو عبداللہ اور عیسائی سلاطین کے ہوا ہے۔ سلطان ابو عبداللہ عیسائی سلاطین سے رخصت ہوکر پہلے بلش کی طرف آیا اہل بلش اس ظاہری مژدہ سے محظوظ ہوکر سلطان ابو عبداللہ کے علم حکومت کے مطیع ہوگئے تمام کوچہ اور بازاروں میں امان کی منادی کرائی گئی۔ لوگ جوق جوق سلطان ابو عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کو آنے لگے رفتہ رفتہ اسکا اثر سرزمین بیازین (غرناطہ کے مضافات) تک پہونچا۔ باشندگان غرناطہ دو فرقہ پر منقسم ہوگئے کچھ لوگوں نے بوجہ صلح پسندی اور حکومت اسلامیہ کے ضعیف ہوجانے کے سلطان

ابو عبداللہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور بعض نے اس سے اختلاف کیا۔ باہم اسقدر نفاق بڑھا کہ ایک دوسرے کی بربادی کی فکریں کرنے لگا۔ اہل قلعہ نے اہل بیازین پر پتھر برسائے اور اہل بیازین نے بھی اسکا جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ غرض ان عاقبت اندیشوں نے باہم کشت و خون کر کے مجموعی قوت کو رفتہ رفتہ سلب کر لیا اور عیسائیوں کو اپنے ملک پر قبضہ کر لینے کا خاصہ موقع دیدیا۔ اس بربادکن واقعہ کی تیسری ربیع الاول ۸۹۱ھ ۱۴۸۶ء سے بناپڑی اور مسلسل نصف جمادی الاولیٰ سنہ مذکور تک یہ فتنہ و فساد جاری قائم رہا۔ اس اثناء میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان ابو عبداللہ جسکے علم حکومت کی اطاعت اہل بیازین نے قبول کی تھی لوشہ کی جانب آیا ہے اور لوشہ میں ابن ایمد سے داخل ہوا ہے کہ اس سے اور اسکے چچا زغل والی قلعہ غرناطہ سے بایں شرط مصالحت ہوجائیگی کہ زمام حکومت اسکے چچا زغل کے قبضہ اقتدار میں رہے اور اسکا بھتیجہ ابو عبداللہ اسکے تحت حکومت اور سایہ عاطفت میں جس مقام پر چاہے یا کہ لوشہ ہی میں حکمرانی کرے اور بمقابلہ دشمنان اسلام دونوں مجموعی قوت سے میدان جنگ میں آئیں۔ اہل غرناطہ اسی خوش کن خیال میں مستغرق تھے کہ والی قشتالہ (کسٹائیل) عظیم فوج لے کے لوشہ پر یلغار کر کے آپہونچا جہاں کہ سلطان ابو عبداللہ آیا ہوا تھا اور نہایت حزم و احتیاط سے محاصرہ کر لیا اہل غرناطہ وغیرہ اس خیال سے کہ مبادا اسمیں کوئی چال نہو اہل لوشہ کی اعانت پر نہ آئے صرف چند لوگ بیازین کے جوکہ پہلے سے بقصد جہاد آئے ہوئے تھے لوشہ کے بچانے کو لوشہ میں موجود تھے اہل لوشہ میں اسقدر قوت کہاں تھی کہ وہ اپنے آپ حفاظت کر سکتے مجبور ہو کر والی قشتالہ سے اپنے جان و مال اور اہل و عیال کی امان حاصل کر کے لوشہ کو فریق محاصر کے حوالہ کر دیا چنانچہ والی قشتالہ نے تجبیسویں جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ ۱۴۸۶ء میں لوشہ پر قبضہ کر لیا اور اہل لوشہ ہجرت کر کے غرناطہ چلے گئے۔ سلطان ابو عبداللہ لوشہ ہی میں مقیم رہا اس سے اہل غرناطہ کو کامل یقین ہوگیا کہ لوشہ پر عیسائیوں کا

قبضہ سلطان ابو عبداللہ کی سازش سے ہوا ہے اور یہ لوشہ میں عیسائیوں کو قبضہ دلانے ہی کی غرض سے آیا تھا۔ اہل بیازین اور غرناطہ والوں سے اس بابت بحث و مباحثہ ہوا جس سے وہ راز جو دلوں میں پوشیدہ تھا ظاہر ہو گیا۔ لوشہ پر قبضہ حاصل کر کے والی قشتالہ معہ سلطان ابو عبداللہ کے اپنے دارالحکومت واپس گیا۔ پندرہویں جمادی الثانیہ سنہ مذکور میں والی قشتالہ نے بیرہ کی جانب قدم بڑھایا۔ اور اسکے شہر پناہ کی فصیل کو ایک جانب سے توڑ ڈالا اہل بیرہ نے گھبرا کر بخوف جان امان طلب کی اور شہر کو والی قشتالہ کو حوالہ کر کے غرناطہ چلے آئے۔ بعد اسکے قلعہ شلین کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اہل قلعہ نے پہلے بہت کچھ ہاتھ پانوں مارے۔ لیکن قضاو قدر کو ان کی فتحیابی منظور نہ تھی اپنے ہر ارادوں میں ناکام رہے اور آخر کار قلعہ کی کنجیاں عیسائیوں کو حوالہ کر کے غرناطہ چلے آئے۔ اہل قلنبیرہ نے بلاجد و جہد بغیر کسی لڑائی کے گردن اطاعت جھکا دی اور حملہ آور فریق کو قلنبیرہ سپرد کر کے غرناطہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ ان مقامات کے مفتوح کر لینے پر دشمنان اسلام سنٹ فریہ پر چڑھ آئے۔ ہر چہار طرف سے گھیر کر آتشباری شروع کر دی۔ لشکریوں کے رہنے کے مکانات جلا دیئے۔ اہل شہر نے امان حاصل کی اور غرناطہ میں ہجرت کر آئے بعد ازاں عیسائیوں نے صخرہ کی طرف کوچ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعدہ والی قشتالہ نے ان قلعات اور مقامات کو آلات حرب، رسد، غلہ اور فوج سے مضبوط اور مستحکم کیا اور محاصرہ غرناطہ کی غرض سے ایک عظیم فوج سواران کی بھرتی کرنے کا حکم دیکر اپنے دارالحکومت میں واپس آیا۔ سلطان ابو عبداللہ بھی اسکے ہمراہ تھا۔ قشتالہ میں واپس آکر والی قشتالہ نے سلطان ابو عبداللہ سے جو اسکے قید میں تھا یہ معاہدہ کیا کہ جو شخص ابو عبداللہ کا مطیع ہو گا' اسکے علم حکومت کی ہوا خواہی کریگا اسکو پورے طور سے امان دیا جائیگا۔ ساتھ ہی

اسکے یہ بھی اعلان کرایا کہ قبل اسکے بلاد اسلامیہ کی جانب جو پیشقدمی کی گئی وہ اس وجہ سے کہ بادشاہ فرانس سے نا چاقی ہو گئی تھی۔ چنانچہ سلطان ابو عبداللہ پھر بلش کی طرف آیا اور اس امر کو ظاہر کرنے لگا کہ جو شخص میرے علم حکومت کا مطیع ہو جائیگا وہ آئندہ عیسائیوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا میرے پاس عیسائی سلاطین کے عہد نامے ہیں۔ مسلمانوں نے عام طور سے اسکو دم پٹی تصور کیا اور کسی نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی مگر معدودے چند مثلاً اہل بیازین وغیرہ اس فقرہ میں آگئے اور انہوں نے ابو عبداللہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اہل بیازین اور اہل غرناطہ سے گفت و شنود شروع ہوئی۔ بظاہر مراسم واتحاد قائم کرنے کی گفتگو ہوتی تھی لیکن دلوں میں کینہ وفساد بھرا ہوا تھا سولھویں شوال ۸۹۱ھ کو بحالت غفلت سلطان ابو عبداللہ بیازین میں چلا آیا اور تمام بازاروں میں صلح کی منادی کرا دی اہل غرناطہ نے پھر بھی اسکو تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ یہ معاہدہ صلح بھی لوشہ کے صلحنامہ کی طرح ہوگا اسوقت سلطان ابو عبداللہ کا چچا" زغل" حمرا میں تھا۔ ہر فریق اپنے بنائے ہوئے بادشاہ کی طرف داری میں بہ کمال جد وجہد مصروف ہو گیا رفتہ رفتہ بحث ومباحثہ نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ والی قشتالہ کو موقع مل گیا۔ اہل بیازین کی امداد کو فوجیں بھیجیں آلات حرب بھیجے، رسد وغلہ روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی کا دروازہ کھل گیا قتل وغارت کی کوئی حد نہ تھی ستائیسویں محرم ۸۹۲ھ / ۱۴۸۶ء تک یہ سلسلہ قائم وجاری رہا آخر الامر اہل غرناطہ نے بزور تیغ جبراً بیازین پر قبضہ کر لینے کا قصد کیا چنانچہ والی غرناطہ نے بسطہ، وادی آش مریہ، منکب، بلش اور مالقہ سے مسلمانوں کو جمع کیا اور سبھوں سے اتفاق اور اتحاد کی قسمیں لیں کہ آئندہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں متحد الکلمہ ہو کر رہیں گے اور ہم میں سے جسکی طرف دشمنان اسلام ذرا بھی قدم بڑھائیں گے سب کے سب متفق ہو کر لڑیں گے۔ والی بیازین (سلطان ابو عبداللہ) کو اس سے خطرہ

پیدا ہوا والی قشتالہ کے پاس یہ واقعات لکھ بھیجے ادھر والی قشتالہ تو ایسے ہی فتنوں کا منتظر تھا فوجیں آراستہ کرکے بلاد اسلامیہ کے پامال کرنے کی غرض سے اطراف بلش کی جانب کوچ کر دیا ادھر والی بیازین نے اپنے وزیر کو مالقہ وقلعہ منشاۃ کی طرف عیسائی سلاطین کے عہد ناموں کو لیکر روانہ کیا۔ چنانچہ اہل مالقہ وقلعہ منشاۃ بخوف والی قشتالہ سلطان ابو عبداللہ کے مطیع ہو گئے بعدازاں سرداران مالقہ اور اہل بلش نے ایک جلسہ میں مجتمع ہو کر سلطان ابو عبداللہ کی اطاعت قبول کرنے پر بحث ومباحثہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا نہ وہ اپنے عہد واقرار سے پھرے اور نہ یہ اسکے مطیع ہوئے۔ ماہ ربیع الثانی ۸۹۲ھ ۱۴۸۷ء میں بادشاہ قشتالہ نے بلش اور مالقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی والی غرناطہ یہ خبر پاکر معہ فوج نظام اور مجاہدین وادی آش کو چھبیسویں ماہ مذکور کو بلش کی حمایت کو آپہونچا مگر دشمنان اسلام عساکر اسلامی کے پہونچنے سے پیشتر بلش پر محاصرہ ڈالدیا تھا اور خشکی ودریا کے راستے روک لئے تھے۔ غازیان اسلام نے ایک پہاڑ پر جو کہ عیسائی لشکر کے سامنے تھا اپنا مورچہ قائم کیا اور بے ترتیبی کے ساتھ جبکہ عیسائیوں نے بلش پر حملہ کیا عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے اتنے میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ اہل غرناطہ نے والی بیازین (سلطان ابو عبداللہ) کی حکومت وامارت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ زغل (سلطان غرناطہ) کی فوج کے ہاتھ کے طوطے اوڑ گئے اور کمال ابتری سے بھاگ کھڑی ہوئی حالانکہ عیسائیوں کو گھر جانے سے سخت تشویش پیدا ہو گئی تھی چونکہ روز ازل سے اس معرکہ میں ہزیمت کھانا مسلمانوں کی قسمت میں لکھ گیا تھا ہزیمت اوٹھا کر غرناطہ کی طرف آئے تو اہل غرناطہ نے سلطان غرناطہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا مجبوراً وادی آش کی جانب چلے عیسائیوں نے اس امر کا احساس کرکے معہ اس فوج کے جسکو اہل غرناطہ اور مجاہدین وادی آش کے مقابلہ کے لئے مرتب کیا تھا بلش پر حملہ کر دیا اور قتل وغارت کرتے ہوئے گھس پڑے

بہت بڑی خونریزی ہوئی اور ناکامی کے ساتھ عساکر اسلامیہ کو ہزیمت نصیب ہوئی اہل بلش نے کمال جدوجہد سے امان حاصل کی اور یوم جمعہ دسویں جمادی الاولی سنہ مذکور کو بلش سے دست کش ہو کر نکل کھڑے ہوئے بلش کے مفتوح ہونے سے کل بلاد شرقی، مالقہ اور قلعہ قمارس عیسائیوں کے دائرہ حکومت میں داخل ہوگئے۔ بعد ازاں دشمنان اسلام نے مالقہ کا محاصرہ کیا۔ اہل مالقہ نے قبل اسکے والی بیازین (سلطان ابو عبداللہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس اعتبار سے گویا صلح میں داخل ہوگئے تھے جسوقت عیسائیوں نے بلش پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اہل مالقہ نے باظہار اخلاصمندی اپنے سپہ سالار کو ہمراہی وزیر والی بیازین ہدایا و تحائف لے کے والی قشتالہ کے پاس روانہ کیا تھا والی قشتالہ نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی وجہ یہ تھی کہ کوہ فارہ جو کہ مالقہ کا قلعہ تھا اسوقت تک والی وادی آش کے علم حکومت کا مطیع تھا۔ والی قشتالہ نے مالقہ پر پہونچکر محاصرہ کر لیا بری اور بحری راستے مسدود اور بند کر دیئے۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا مگر محاصروں کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ نہ انکے سرنگوں اور بروج آتشبار نے کام دیا اور نہ انکے توپخانہ کی گولہ باری نے قلعہ کو سر کیا تمام سرزمین اندلس کے نامی نامی عیسائی جنگ آور اور صف شکن دلاور مالقہ کے شہر پناہ پر مجتمع تھے لیکن یہ قلعہ کسی طرح سر ہوتا تھا آخر کار طول حصار کی وجہ سے غلہ کا وجود مفقود ہو گیا شدت گرسنگی سے محصوروں نے مویشیان، گھوڑے اور خچروں کو کھانا شروع کیا مگر حرف اطاعت زبان پر نہ لائے سرحدی اسلامی سلاطین کو اپنی کمک پر بلایا اپنی زبون حالت لکھی کسی نے کچھ سماعت نہ کی نہ کسی میں ہمدردی کا اثر پیدا ہوا۔ چندے اہل شہر نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کیا اور استقلال کے ساتھ اپنے حریف کے مقابلہ پر اڑے رہے۔ پھر جب ضعف، ناتوانی اور فاقہ کشی سے تنگ آگئے بیرونی مدد کی توقع جاتی رہی تو صلح کا پیام دیا۔ والی قشتالہ

نے کہلا بھیجا "تم نے اسوقت امان طلب کی ہے جبکہ تم اپنا زور ختم کر چکے ہو، فاقہ کشی سے تنگ آگئے ہو، بیرونی امداد سے نا امید ہو گئے اور اپنی موت کا یقین کر لیا ہے لہذا تمہاری سزا یہ ہے کہ تم لوگ بلا کسی شرط کے قلعہ کی کنجیاں ہمارے حوالہ کر دو اور شہر پناہ کے دروازے کھول دو ہم تمہارے اور تمہارے سلطان کے ساتھ معاملہ اچھا کرینگے،" اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ دار نے کنجیاں قلعہ کی حوالہ کر دیں عیسائیوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی براہ دغا جیسا کہ انکا دستور ہے سبھوں کو گرفتار کر لیا یہ واقعہ اواخر ماہ شعبان ۸۹۲ھ؁ ۱۴۸۶ء کا ہے فتحمند گروہ نے اگلے دن باشندگان شہر کی بابت یہ حکم صادر کیا کہ جو کچھ مال و متاع ان کے پاس اسوقت موجود ہے ابھی دیدیں اور اسقدر آٹھ ماہ کے عرصہ میں ادا کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے غلامیت قبول کریں چنانچہ باشندگان شہر کی ایک فہرست تیار کی گئی اور جانچ و پڑتال کرنے کے بعد سب کے سب شہر سے نکال باہر کئے گئے مسلمانان مالقہ کے لئے یہ دن قیامت کے دن کا نمونہ تھا، ضعیف العمر، فاقہ کش مردوں، بیکس و بے پناہ عورتوں کی بہت بڑی جماعت لئے ہوئے قافلہ کی طرح حسرت و یاس سے مالقہ کے در و دیوار کو دیکھتے ہوئے سیوائیل کی جانب نکل گئی اور بعد ختم میعاد جب بقیہ زر فدیہ ادا نہ کر سکے تو بموجب عہدنامہ پندرہ (۱۵) ہزار آدمی ہمیشہ کے لئے نسلاً بعد نسل غلام قرار دیئے گئے۔ ۸۹۳ھ؁ ۱۴۸۷ء میں والی قشتالہ بلش وغیرہ کی جانب بڑھا اہل بلش نے صلح کی حجت پیش کی والی قشتالہ نے صلح کی حجت مان لی اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسقدر فتوحات بزور تیغ یا براہ مکر و فریب حاصل کرنے کے بعد والی قشتالہ اپنے دار الحکومت کو لوٹ گیا، پھر آگلے سال ماہ رجب ۸۹۴ھ؁ ۱۴۸۸ء میں بعض قلعجات بسطہ (بازام) کے سر کرنے کو آیا اور بعد چند لڑائیوں کے فتح کر کے قابض ہو گیا بعد ازاں بسطہ پر حملہ آور ہوا والی وادی آش (زغل) نے

والی قشتالہ کے مورچہ قائم کرنے کے بعد وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات کی فوجوں کو بسر افسری اپنے ایک نامور سپہ سالار کے بسطہ کی حمایت کو روانہ کیا مسلمانوں اور عیسائیوں میں سخت اور خونریز جنگ ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کو بسطہ کے قریب جانا نصیب نہوا اور نہ اسکا محاصرہ کر سکے رجب، شعبان اور رمضان اسی عنوان سے گذر گیا۔ شوال کے مہینے سے دشمنان اسلام نے محاصرہ میں شدت اور جنگ میں سختی شروع کی۔ ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں بڑے بڑے بلے ہوئے اندرون شہر سے اہل شہر محاصروں کی مدافعت کر رہے تھے اور باہر سے والی وادی آش کی فوجیں محاصروں کے حصار پر نرغہ کر رہی تھیں اور محاصرین چونکہ تعداداً زیادہ تھے اسوجہ سے دونوں کا مقابلہ کر رہے تھے آخری ذی الحجہ میں محاصرہ کی تکلیف کے ساتھ کمی غلہ و رسد کی بھی شکایت بڑھی بیرونی آمد و رفت عیسائیوں نے مسدود کر دی محصوروں کا یہ خیال تھا کہ موسم سرما کے آنے پر محاصرین محاصرہ اٹھا کے خود بخود چلے جائیں گے مگر یہ خیال انکا غلط نکلا والی قشتالہ نے قیام کا حکم دیا، اور گرد و نواح کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا انجام کار اہل شہر نے تنگ آ کے مصالحت کی گفتگو شروع کی چند عیسائی سردار شہر کی حالت دیکھنے کو گفتگوے مصالحت کے بہانہ سے شہر میں آئے۔ اہل شہر نے ان کو غلہ وغیرہ کی کمی محسوس نہونے دیا عیسائیوں نے یہ خیال کر کے کہ ابھی اہل شہر میں ہر قسم کی قوت مقابلہ کی ہے صرف اہل بسطہ کو امان دی اور اہل وادی آش منکب، مریہ، اور بشرات کو جنہوں نے انکی امداد و اعانت کی تھی اس شرط سے کہ وہ بلا کسی تحریک کے شہر حوالہ کر دیں امان دی اور اگر ایسا نہ کرینگے تو ان کو امان نہ دیجائیگی۔ اہل شہر نے پہلے تو ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ خط و کتابت کا سلسلہ طول کھنچا پھر اہل شہر نے یہ خیال کر کے کہ مبادا اصلی راز نہ ظاہر ہو جائے شرائط

مذکورہ پر مصالحت کر لی اہل بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب اور شبرات اس معاہدہ صلح کے مطابق دشمنانِ اسلام کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ دسویں محرم ۸۹۵ھ/۱۴۸۹ء یوم جمعہ کو عیسائیوں نے قلعہ بسطہ میں قدم رکھا اور قابض ہو گئے اور منادی کرا دی کہ جو شخص اپنی جگہ پر رہ جائیگا اسکو امن ہے اور جو شخص بلا ہتھیار صرف اپنا مال و متاع لے کے نکلے گا اسکو بھی امن ہے۔ غرض قلعہ بسطہ پر قبضہ کرنے کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کو قلعہ بسطہ سے نکالکر مضافات بسطہ میں آباد کیا۔ اسکے بعد والی قشتالہ نے مریہ کا قصد کیا اہل مریہ نے بھی گردن اطاعت جھکا دی رفتہ رفتہ اسی طرح کل بلاد اسلامیہ پر عیسائیوں کا تسلط ہو گیا۔ والی وادی آش (زغل) جب اس روز افزوں ترقی کو روک نہ سکا تو اسنے بھی والی قشتالہ سے مصالحت کر لی اور اوائل صفر سنہ مذکور میں اپنے کل قلعات کو دشمنان اسلام کو حوالہ کر دیا۔ پس چشم زدن میں اُن کل بلاد پر جو والی وادی آش کے تحت حکومت میں تھے صلیبی پھریرا اُڑانے لگا اسوقت مسلمانوں کے قبضہ میں صرف غرناطہ باقی رہ گیا تھا جسپر سلطان ابو عبداللہ جو عیسائیوں کے اشارہ سے کٹھ پتلی کی طرح حرکات کرتا تھا حکومت کر رہا تھا۔ اور اپنے حریف چچا زغل کی معزولی اور عیسائیوں سے اسکی شکست کھانیکی خبریں سن سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتا تھا کیونکہ اسی نے عیسائیوں کو زغل کے علاقہ کے تاخت و تاراج کرنے پر اُکسایا تھا اور اسی نے اُسکو دست و پا بریدہ بنانیکی کوشش کی تھی مگر یہ مسرت اور خوشی چند روزہ تھی۔ اسی سنہ میں بلاد مذکورہ کے مفتوح کر لینے پر والی قشتالہ (فرڈیننڈ) نے سلطان ابو عبداللہ سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی قلعہ حمرا کو خالی کر دیجئے جسطرح آپ کے چچا نے اپنے مقبوضات میرے حوالہ کر دیئے ہیں بعوض اسکے مجھ سے بہت سا مال و زر لیجئے اور اندلس کے جس شہر میں چاہئے بیٹھکر آرام سے میرے زیر اثر حکومت کیجئے'' مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان ابو عبداللہ نے عہد نامہ میں یہ بھی شرط لکھدی تھی کہ اگر

عیسائی سلاطین تمام علاقہ مقبوضہ زغل پر قبضہ کرلیں گے تو میں بھی بلا کسی حیلہ کے خود بخود غرناطہ سپرد کر دوں گا۔ چنانچہ اسی شرط کے بنا پر والی قشتالہ نے مقبوضات والی وادی آش کے سر کرنے کے بعد بطور یاد دہانی کے یہ تحریک پیش کی اور فوجیں آراستہ کرکے بقصد قبضہ حمرا، خروج کیا۔ اصل یہ ہے کہ سلطان ابو عبداللہ اور بادشاہ قشتالہ میں باہم یہ معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا اسی وجہ سے علی العموم لوگ اسکو کفار کا خیر خواہ، قوم و ملک کا دشمن سمجھتے تھے۔ بہرکیف اصلیت جو کچھ ہو سلطان ابو عبداللہ نے غرناطہ کے رؤساء، امراء، اراکین دولت، سرداران لشکر اور علماء کو ایک جلسہ خاص میں جمع کرکے والی قشتالہ کا پیام ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اس تحریک کا بانی مبانی میرا چچا زغل ہے کیونکہ اس نے عیسائی بادشاہ کی اطاعت قبول کرکے غرناطہ کے قبضہ پر ان کو ابھارا ہے حالت موجودہ میں دو صورتیں ہیں والی قشتالہ کی اطاعت قبول کرنا یا برسر جنگ آنا۔ حاضرین نے بالاتفاق جنگ کی رائے دی اور تیاری جنگ میں مصروف ہوئے۔ اتنے میں والی قشتالہ عیسائی فوجوں کو لیئے ہوئے میدان غرناطہ میں آ اترا اور اہل غرناطہ سے کہلا بھیجا "بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کرو ورنہ تمہاری کھیتیاں اور ہرے بھرے باغ تاخت و تاراج کر دونگا۔" اہل غرناطہ نے جواباً مخالفت کا اعلان کیا اس پر والی قشتالہ نے اپنی فوج کو تمام میدان غرناطہ میں پھیلا دیا جنہوں نے مور و ملخ کی طرح پھیل کر کل کھیتیاں اور میوہ جات کے باغات کو نوچ کھسوٹ کر چٹیل میدان بنا دیا یہ واقعہ ماہ رجب ۸۹۵ھ؁ / ۱۴۸۹ء؁ کا ہے اسکے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں۔ بعض قلعے ان لڑائیوں کے نذر ہو گئے برج ہمدان اور ملاحہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرکے کما ینبغی اسکو فوج و آلات حرب سے مضبوط و مستحکم کرکے اپنے اپنے بلاد کی جانب مراجعت کی۔

اہل شہر کی مردانہ ہمت سے سلطان ابو عبداللہ کی بھی کمر ہمت بندھی آمادہ

بجنگ ہو کر معہ ان لوگوں کے جو اسوقت اسکے رکاب میں تھے شمشیر بکف دشمنان اسلام کے علاقہ کی طرف بڑھا اور بعض قلعات کو جو کہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھے بزور تیغ فتح کرکے عیسائیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ مسلمانوں کو اسمیں آباد کیا اور لوٹ کر غرناطہ آیا پھر تیاری کرکے بشرات کی جانب کوچ کیا اسکے بعض بعض دیہاتوں اور قصبات کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عیسائی اور مرتدین مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ قلعہ اندرش پر جا پہونچا عیسائی پھریرہ اکھاڑ کر پھینکدیا اور اسلامی جھنڈا گاڑدیا۔ اہل بشرات نے یہ رنگ دیکھکر گردن اطاعت جھکادی اسلام اور مسلمانوں کا دور دورہ پھر شروع ہوگیا۔ عیسائیوں کی غلامی اور اطاعت سے مسلمانوں کو آزادی حاصل ہوئی۔ انہیں مقامات میں سے کسی گانوں میں سلطان ابوعبداللہ کا چچا ابوعبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل معہ اپنے چند آدمیوں کے مقیم تھا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں اہل غرناطہ نے اس بنا پر اسکا بھی قصد کیا کہ اس نے بطمع مال و زر کفار سے مصالحت کرکے اپنے مقبوضات کو ان کے حوالہ کردیا تھا۔ زغل نے یہ خبر پاکر مریہ میں جاکے پناہ لی۔ کل مقبوضات بشرات تا حدود برجہ سلطان ابوعبداللہ کے زیر تسلط آگئے۔ اسوقت مسلمانان غرناطہ کا جوش و خروش اور اتفاق بآواز بلند کہہ رہا تھا کہ اگر چندے یہ حالت باقی رہی تو کم از کم غرناطہ کا ایک مرتبہ عالم شباب پھر آنے والا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ ایک سنبھالا تھا جس طرح مدتوں کا بیمار جبکہ تمام قوائے نفسانی اور اعضائے جسمانی پر بیماری کا تسلط ہو جاتا ہے اور طبیعت جو کہ مدبر و سلطان بدن ہے مقاومت مرض سے عاری ہو کر تمام بدن سے سمٹکر قلب میں آجاتی ہے اور تصرف ترک کردیتی ہے قریب موت ذرا سنبھل جاتا ہے چہرہ کی زردی پر سرخی کے خطوط عیاں ہو جاتے ہیں ہنستا ہے بولتا ہے اسکے اعزہ اقارب بظاہر صحیح و تندرست سمجھتے ہیں مگر چند ہی ساعت کے بعد دفعتہً قلب کی حرکت رک جاتی ہے اور

وہ دم توڑ دیتا ہے اسیطرح مسلمانوں کا یہ آخری سنبھلا لاتھا۔ نا اتفاقی اور حسد نے
دلوں میں گھر کر لیا تھا بربادی اور تباہی کی گھنگور گھٹا سر پر چھائی ہوئی تھی اس مرتبہ
سلطان ابو عبداللہ کے چچا زغل نے عیسائیوں کو ابھارا اور ان کے دلوں پر یہ مرتسم
کر دیا کہ اہل غرناطہ کا یہ جوش دودھ کا سا ابال ہے اٹھا اور فرو ہو گیا۔ چنانچہ ماہ
رمضان سنہ مذکور میں عیسائیوں نے قلعہ اندرش کو مسلمانوں کے قبضہ سے پھر نکال
لیا اس مہم میں عیسائیوں کے ساتھ زغل بھی تھا۔ قبل اس واقعہ کے سلطان غرناطہ نے
ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ ہمدان میں اسوقت کسی چیز کی کمی نہ تھی فوج بھی حسب ضرورت
موجود تھی غلہ اور آلات حرب بھی بکثرت تھے اہل غرناطہ نے پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا
قلعہ شکن توپیں لگا دیں برج اول، دوم اور سوم کو توڑ کر قلعہ پر دھاوا کیا قلعہ کی فصیلیں
اگرچہ لوہا لاٹ تھیں مگر مسلمانوں نے اس قدر اس پر گولہ باری کی کہ بہت جلد اس میں ایک
بڑا سا روزن ہو گیا عساکر اسلامیہ نے گھس کر اہل قلعہ کو جسکی تعداد تقریباً دو سو تھی گرفتار
کر لیا مال و اسباب اور آلات حرب جسقدر تھا سب پر قابض ہو گئے پھر آخری ماہ رمضان
سنہ مذکور میں بادشاہ غرناطہ نے بقصد منکب خروج کیا۔ شہر شلوبانیہ پر پہونچتے ہی بعد خفیف
محاصرہ کے قبضہ کر لیا باقی رہا قلعہ وہ برابر لڑتا رہا تا آنکہ براہ دریا مالقہ سے امدادی
فوج آ گئی اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ بادشاہ قشتالہ معہ اپنی فوج کے میدان غرناطہ میں آ گیا
ہے۔ سلطان غرناطہ یہ سنتے ہی قلعہ شلوبانیہ سے محاصرہ اٹھا کر کوچ و قیام کرتا ہوا انیسری
شوال کو عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر پہونچنے کے بعد غرناطہ پہونچا عیسائیوں نے برج ملاحہ
اور ایک اور برج کو منہدم و مسمار کر کے آٹھویں روز وادی آش کا راستہ لیا اور وادی آش
پہونچکر مسلمانوں کو جلاوطن کر دیا ایک شخص بھی اسلام کا نام لیوا کسی گوشہ شہر میں
نہ رہا۔ اسکے ساتھ قلعہ اندرش کو بھی زمین دوز کر کے اپنے ملک کی جانب معاودت کی۔
سلطان زغل یعنی ابو عبداللہ محمد بن سعد نے ان واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر

سرحدی خشکی کا راستہ لیا پہلے تو ہران پہونچا چندے یہاں قیام کر کے تلمسان چلا گیا اور وہیں طرح اقامت ڈالدی اُسکے اہل وعیال بھی وہیں مقیم رہے۔ یہ لوگ بنو سلطان اندلس کے نام سے معروف ومشہور تھے۔ انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان فیض (فاس) نے اسکی آنکھیں نکلوالی تھیں مگر سبب و باعث کچھ تحریر نہیں کرتے اور اسلامی مورخ اسکا ذکر نہیں کرتے اس بابت میں موخرالذکر کو سچا باور کرتا ہوں کیونکہ اہل البیت ادری بما فی البیت۔ اسی وجہ سے میں نے سلطان زغل کے بقیہ حالات زندگی کو قلمبند نہیں کیا۔ وہی مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اسنے اپنی زندگی دریوزہ گری سے بسر کی اور اسکی عبا پر عربی زبان میں لکھا ہوا تھا "میں ہوں اندلس کا بدنصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو" میں نے اِن واقعات کو بھی کسی عربی زبان کی تاریخ میں نہیں دیکھا معلوم نہیں کہانتک یہ روایت صحیح ہے۔

بعد اسکے سلطان غرناطہ نے برشانہ کی جانب قدم بڑھایا اور محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا جسقدر وہاں پر عیسائی موجود تھے سبھوں کو گرفتار کر لیا مگر یہ قبضہ اور کامیابی عارضی تھی اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد عیسائی سلاطین جمہرسٹ یا ندہ کے برشانہ کے چھڑانے کو آ پہونچے چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں سلطان غرناطہ کو اِن مقامات سے دست کش ہونا پڑا اور یہ مقامات مسلمانوں سے ایسے خالی ہوگئے کہ گویا کبھی یہاں نہ تھے بارھویں جمادی الآخر ۸۹۶ھ میں دشمنان اسلام محاصرہ غرناطہ کے قصد سے لشکر آرائی کر کے میدان غرناطہ میں آ پہونچے کھیتیاں پامال کر دیں باغات اور جاڑے دیہاتوں اور قصبات کو ویران کر دیا۔ شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ پر دمدمے اور دُھس بند ہوائے خندقیں کھدوائیں سات مہینے کامل محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم وجاری رہا چونکہ مابین لبشرات اور غرناطہ کوہ شُلیر کی طرف والا راستہ کھُلا تھا اسوجہ سے مسلمانان غرناطہ کو اس طویل حصار سے سوائے روزانہ جنگ کے اور کوئی

خاص تکلیف نہ پہونچی تا آنکہ موسم سرما آ گیا سردی اور برف نے راستہ روک لیا رسد و غلہ کی کمی اس پر روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ اس سے اہل غرناطہ بہ تنگ آ گئے۔ عیسائیوں نے اکثر شہر کے بیرونی حصوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو آمد و رفت اور زراعت وغیرہ سے روک دیا اس سے اہل غرناطہ کا حال اور زیادہ زبوں ہو گیا یہ واقعات اوائل ۸۹۷ھ ۱۴۹۱ء کے ہیں اکثر اہل شہر شدت فاقہ سے گھبرا کر بشرات کی جانب بھاگ گئے ماہ صفر سنہ مذکور میں عیسائیوں نے محاصرہ میں شدت کی حتی الامکان ہر طرف کے راستے روک لئے۔ رسد و غلہ کی کمی قحط اور گرانی کی موجودگی نے مسلمانوں کی رہی سہی قوت فنا کر دی۔ عوام الناس مجتمع ہو کر علماء کی خدمت میں گئے اور انکی وساطت سے اہل دولت، ارباب مشورت اور سلطان سے عرض پرداز ہوئے "دشمنان اسلام کی قوت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے اور ہم لوگ بے یار و یاور ایسی بیکسی میں مبتلا ہیں کہ نہ پائے رفتن اور نہ جائے ماندن کا مضمون ہے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ فصل سرما کے آتے ہی دشمنان اسلام اپنے اپنے شہروں کو واپس جائیں گے مگر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا انہوں نے کھیتیاں شروع کر دی ہیں بازار قائم کر لئے ہیں مکانات بنوا لئے ہیں اور روز بروز ہم سے قریب ہوئے جاتے ہیں ایسی حالت میں ہم اپنے اور نیز اپنی اولاد کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں" سلطان ابو عبداللہ نے ارکین دولت کو ایک جلسہ میں مجتمع کر کے عیسائیوں سے مقابلہ کرنے اور قلعہ حمراء سپرد کر دینے کی بابت مشورہ کیا بالآخر سبھوں نے یہ رائے قائم کی کہ قلعہ حمراء عیسائیوں کو حوالہ کر دیا جائے اور بنظر احتیاط صلح وادی آش کے شرائط سے اسکے شرائط زیادہ سخت اور مضبوط کر دیئے جائیں تاکہ عیسائیوں کو موقع بدعہدی کا باقی نہ رہ جائے پس باتفاق جملہ ارباب مشورہ عہد نامہ لکھا گیا اور اہل غرناطہ کو سنا کے بادشاہ قشتالہ کو دیدیا گیا بادشاہ قشتالہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا

اور سلطان غرناطہ نے حمراء سے اپنا قبضہ اٹھالیا۔ ۲۔ ربیع الاول سنہ مذکور میں عیسائیوں نے بخوف بد عہدی پانچسو سرداران غرناطہ کو بطور ضمانت اپنے لشکر میں نظر بند کیا بعدازاں ہنستے ہوئے مسلمانوں کی حالت پر قہقہہ مارتے ہوئے حمراء میں قدم رکھا۔

عہدنامہ میں سرسٹھ شرطیں تھیں منجملہ انکے ایک شرط یہ تھی کہ ہر خورد و کلاں کو اسکے جان کی اور اسکے مال کی معہ اسکے اہل کے امن دیجائے اور وہ لوگ اپنے اپنے مکانات اور محلوں میں اپنی اپنی جایدادوں پر قابض و متصرف رہیں اور ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانان غرناطہ اپنی شریعت پر قائم رکھے جائیں اُن پر جو حکم کیا جاے وہ اُنھیں کی شریعت کے مطابق ہوا وقاف اور مسجدیں بدستور بحال رکھی جائیں کبھی کوئی عیسائی کسی مسلم کے مکان میں نہ جاے اور نہ مسلمانوں پر کوئی دوسرا شخص سوائے مسلم کے حاکم مقرر کیا جائے۔ غرض اسی قسم کی بہت سی شرطیں تھیں جس سے اہل غرناطہ نے اپنے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہی تھی مگر عیسائیوں نے بعد تسلط ان سب شرائط کو پس پشت ڈالدیا اور اسکو ایسا بھولا دیا کہ گویا کوئی اقرار ہوا ہی نہ تھا جیسا کہ تم آیندہ پڑھو گے۔

اہل غرناطہ کی مصالحت سے مطلع ہوکر اہل بشرات نے بھی انہیں شرائط پر عیسائیوں سے مصالحت کرلی اور اہل غرناطہ کی طرح خط غلامی یا اطاعت لکھدیا۔

اس صلح اور معاہدہ مصالحت میں موسیٰ نے شرکت نہیں کی اور نہ اسکو یہ پسند آیا کہ قلعہ حمراء میں میری آنکھوں کے سامنے عیسائی کونسل اجلاس کرے۔ موسیٰ وہی شخص ہے جس نے اہل غرناطہ کو عیسائیوں کی مخالفت پر اُبھارا تھا اور ان کے مردہ تنوں میں دوبارہ مردانگی کی روح پھونکی تھی۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ اسی غم و غصہ میں سر سے پا تک سلاح جنگ زیب بدن کرکے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا پھر اسکا کچھ پتہ و نشان نہ ملا بعض مورخین کا کلام ہے کہ آگے بڑھ کے دشمنوں کی ایک جماعت سے

مڈبھیڑ ہو گئی سبھوں پر ایک ساتھ موسیٰ نے حملہ کیا۔ اکثر کو تہ تیغ کیا باقی ماندگان میں سے کچھ تو زخمی ہوئے اور کچھ سینہ سپر ہو کر لڑتے رہے آخر کار موسیٰ بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا عیسائیوں نے اسکے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہا جس طرح دلیر اور مغلوب دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مگر موسیٰ نے نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر مونہہ پھیر لیا اور ذرا اٹھ کر ایک عیسائی پر وار کر دیا یہ عیسائی تو سیدھا اپنے مقر کو چلتا پھرتا نظر آیا دوسرا بڑھا اسکا بھی یہی حال ہوا تھوڑے دیر تک موسیٰ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا لڑتا رہا یہاں تک کہ اسکے اعضا نے جواب دیدیا۔ تب موسیٰ نے ایک آخری کوشش کی اور اپنے مقام سے اچھلکر اپنے آپکو دریائے زنیل میں گرا دیا دریائے زنیل نے فوراً اسکو اپنے آغوش میں لے لیا اور حملہ آور عیسائی منہ تک کر رہ گئے۔

عیسائیوں نے حمرا پر قبضہ کرنے کے بعد حسب ضرورت ترمیم شروع کی فصیلوں کو درست کرایا زمانہ محاصرہ اور جنگ میں جو مقامات ٹوٹ گئے تھے انکو از سر نو بنوایا۔ دن کو عیسائی کونسل حمرا میں اجلاس کرتا تھا اور رات کے وقت بخوف بدعہدی اپنے لشکرگاہ میں چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ جب ان کو مسلمانوں کی جانب سے اطمینان ہو گیا تو بےخوف و خطر رہنے لگے شہر میں اپنی جانب سے حکام مقرر کئے۔

غرناطہ اور سلطان ابو عبداللہ کی حکومت کا یہ دم واپسیں تھا۔ بد قسمتی سے یا کسی گھمنڈ پر اہل غرناطہ نے یہ شرط بھی کر لی تھی کہ ایک مدت معینہ کے لئے باہم صلح رہے اگر اس عرصہ میں کوئی بیرونی مدد کہیں سے آجائیگی تو تیغ و سپر ہو کر قسمت کا فیصلہ کرینگے ورنہ قلعہ حمراء کی طرح شہر بھی سپرد کر دیا جائے گا چنانچہ اہل غرناطہ نے سلاطین فاس، ترکی اور حکمران مصر سے امداد کی درخواست کی اور جب وہاں سے صدائے برنخاست کا مضمون ہوا تو عیسائیوں نے تخلیہ شہر کا دباؤ ڈالا اور بہ جبر سلطان ابو عبداللہ کو غرناطہ سے منتقل کر کے بشرات میں لاکے ٹھہرایا پھر بشرات سے یہ دم دیکر اندرش

میں لے آسئے کہ بشرات کی زمام حکومت آپکے قبضہ میں رہے گی مگر بچند وجوہ اندرش میں آپکو قیام کرنا ہوگا سلطان ابوعبداللہ اس پر بھی راضی ہوگیا اور کشاں کشاں لبشرات سے اندرش جا پہونچا۔ سلطان ابوعبداللہ کے نکلتے ہی عیسائیوں نے عساکر اسلامیہ کو بھی غرناطہ سے نکال باہر کیا۔ اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد عیسائیوں نے بحکمت عملی سلطان ابوعبداللہ کو افریقہ کی جانب نکل جانے پر آمادہ کیا اور ایک پروانہ راہداری لکھ کر دیا کہ سلطان ابوعبداللہ سے کوئی شخص متعرض نہو جہاں چاہیں چلے جائیں۔ پس سلطان ابوعبداللہ کشتی پر سوار ہوکر بلیلہ پہونچا چندے قیام کرکے فاس میں جاکے قیام پذیر ہوا زمانہ جلاوطنی میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا ہوا۔ شدت سفر، فاقہ کشی، تہیدستی، اور اس پر مستزاد یہ کہ بدفعات بیمار بھی ہوا مگر تکلیف و مصیبت کے دن اسکو جھیلنے تھے قید حیات سے سبکدوش نہوا فاس میں پہونچ کے سلطان ابوعبداللہ نے دو ایک مکان اندلس کے طرز و انداز کے بنوائے اور سنہ ۹۴۰ھ ۱۵۳۲ء میں اس دار فانی سے رحلت کر گیا اسکے دو لڑکے تھے ایک کا نام یوسف تھا اور دوسرے کا احمد۔ انکی اولاد ۱۰۳۷ھ تک فاس میں موجود تھی جنکی اوقات بسری اوقاف کی آمدنی سے ہوتی تھی۔

بعد اسکے عیسائیوں نے آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے عہدنامہ مصالحت کے شرائط کے خلاف عذری شروع کی آخر کار نوبت اس حد تک پہونچی کہ سنہ ۹۰۴ھ ۱۴۹۸ء میں مسلمانوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا حالانکہ اہل غرناطہ نے جن شرائط پر اطاعت قبول کی تھی ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ باشندگان غرناطہ پر مذہبًا کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائیگا اور وہ بدستور اپنے عقاید مذہبی پر قائم رکھے جائیں گے مگر عیسائی گورنمنٹ نے اس شرط کی طرف مطلق التفات نہ کی۔ ابتداً ہر سنڈو ارکبشپ اور اسکے ماتحت پادریوں نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانوں کو بہ حکمت عملی اور تالیف قلوب سے عیسائی بنانے لگے اور جب اس میں ایک گونہ ان کو کامیابی ہو چلی تو ایک

گشتی فرمان بایں مضمون جاری کیا کہ جن لوگوں کے آبا و اجداد عیسائی تھے وہ جبراً اگرچا
آکر بپتسمہ لےلیں۔ اور مذہب توحید کو چھوڑ کر تثلیثی ملت اختیار کریں پس ایک گروہ
کثیر جنکے مورث عیسائی مذہب رکھتے تھے جبراً عیسائی بنا لئے گئے۔ اسپر مسلمانان
غرناطہ نے کسیقدر چون چرا کیا مگر کمزوری اور کسی قسم کی قوت نہونے کی وجہ سے خاموش
ہو رہے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ بعد ازاں پادریوں اور پُرجوش عیسائیوں نے یہ شیوہ اختیار
کیا کہ علی العموم مسلمانوں کو پکڑ لیتے تھے اور اس سے کہتے کہ تمہارا دادا نصرانی تھا
مسلمانوں نے اسکو مسلم بنا لیا تھا اب تم پھر مذہب عیسائی قبول کرلو اگر اس پر وہ
بحث و مباحثہ کرتا تو بغاوت کا جرم لگا کے اسکو قید کردیتے رفتہ رفتہ عیسائیوں کے
اس جوش نے اسدرجہ ترقی کی کہ بڑے بڑے پکے مسلمان دیندار عیسائیت نہ قبول
کرنے کے سبب سے جرم بغاوت میں گرفتار کرلئے گئے اور مسلمان ہونیکے پاداش میں
انکو سخت سے سخت عقوبت دیجانے لگی۔ اہل بیازین (البسین) کو یہ امر ناگوار گذرا
اپنے مذہب کی حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور عیسائی حکام کو قتل کر ڈالا غرناطہ اور
اسکے مضافات میں بغاوت کا مادہ پھیل گیا۔ ہر کوچہ و بازار میں غدر مچ گیا۔ عیسائیوں
نے اس امر کا احساس کرکے کہ معاملہ طول کھینچا چاہتا ہے بہ نرمی و ملاطفت مسلمانوں
کے جوش کو فرو کیا اور سردست کل تنازعات کو رفع دفع کردیا مگر یہ کارروائی صرف اس
وقت کے لئے کی گئی تھی کارڈی نل زمی نس نے جو اس ہنگامہ کا بانی مبانی ہوا تھا اور
جسکو ملکہ ازابلہ نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے ہرنندوارک بشپ کی مدد
کے لئے بھیجا تھا ملکہ ازابلہ کو سمجھا بوجھا کے ایک فرمان بایں مضمون لکھوایا کہ "پچھلے دنوں
جن لوگوں نے حاکم وقت سے بغاوت کی تھی انکی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں اور اگر وہ
مذہب عیسائی قبول کرلیں گے تو سزائے موت سے نجات مل جائیگی" اس فرمان کے
جاری ہوتے سے اکثر لوگ کیا دیہات کیا شہر والے عیسائی ہوگئے۔ چند لوگوں نے

نصرانیت کے قبول کرنے سے انکار کیا باہر کا نکلنا بند کر دیا خانہ نشین ہو گئے ایسا ہی نفیق اور اندرش کے دیہاتوں اور بعض بعض مقامات کے رہنے والوں نے بھی کیا۔ لیکن کوئی معقول نتیجہ پیدا نہ ہوا دشمنان اسلام نے انکی استیصال و بیخ کنی کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اور ایک سرے سے بہتوں کو قتل کر ڈالا قید کر لیا صرف وہ لوگ اس مصیبت سے محفوظ رہے جنہوں نے کوہ بللنقہ کو اپنا ملجا و ماوا بنا رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی دشمنان اسلام سے بارہا تیغ و سپر ہوئے انہیں لڑائیوں میں والی قرطبہ مارا گیا اس عارضی کامیابی سے مسلمانوں کو بجائے فائدہ پہنچنے کے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا عیسائیوں کی جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی کونٹ آف ٹنڈلا نے قلعہ گوجا کو یلغار کر کے چھین لیا کونٹ آف سیرن نے ایک مسجد کو باروت سے اڑا دیا اس مسجد میں ایک بڑے صوبہ کی عورتیں اور بچے حفاظت کی غرض سے پناہ گزیں اور بند تھے شاہ فرڈی ننڈ نے قلعہ لنجارن کو فتح کر لیا جو تمام کوہستان کا پھاٹک تھا ہزارہا مسلمان ان ہلوں میں کام آ گئے باقی ماندگان نے امان حاصل کی اور مع اپنے اہل و عیال کے فاس کی جانب جلا وطن ہو کر چلے گئے ان جلا وطنوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خفیف مال و اسباب اپنے ہمراہ لیجائیں گرانبہا اسباب اور ذخیروں میں ہاتھ نہ لگائیں۔ چنانچہ ان جلا وطنوں نے کمال یاس و حسرت سے مصر، مراکو اور ترکی کا راستہ لیا اور وہاں پہونچکر صنعت و حرفت کو ذریعہ معاش بنایا۔

ان واقعات سے گویا کوہستان بللنقہ کی منازعت ختم ہو گئی تھی اور ان مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا جنہوں نے وطن کی محبت کو مذہب پر ترجیح دیا تھا مگر صرف ظاہر داری کے لئے عیسائی بنے ہوئے تھے اسکے فرائض کو بجبر و اکراہ کمال بیدلی سے ادا کر رہے تھے۔ اور در پردہ نمازیں پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حاکم وقت کے ظلم سے بچنے کے خیال سے اپنے بچوں کو گرجا میں لیجاتے اور بپتسمہ دلاتے لیکن پادری کی نظروں سے غائب ہو کر یا کم از کم اپنے مکان پر پہونچکر ان کے منہ کو بڑی احتیاط سے دھو ڈالتے تھے۔

علی ہذا پہلے گرجا میں نکاح کراتے پھر اپنے گھر پر آکے بمو جب مذہب اسلام دوبارہ نکاح کرتے غرض اس صورت و حالت سے مسلمانوں نے تقریباً پچاس برس اور گذرانے عیسائیوں کے دلوں میں کینہ اور تعصب کی آگ تو بھری تھی ان مسلمانوں کے دریافت حال کی غرض سے جاسوس اور مخبر مقرر کئے اور جب انکو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ بظاہر عیسائی ہیں اور ان کے دلوں میں اسوقت تک اسلام کی محبت بھری ہوئی ہے ان نرم دل پیروان عیسیٰؑ نے ان میں سے گروہ کثیر کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالکر جلا دیا آلات حرب کا کیا ذکر ہے چھوٹے چاقو کے رکھنے کی ممانعت کر دی مسجدوں کو جبراً بند کر دیا۔ تمام مقامات منہدم اور مسمار کرا دیئے مسلمانوں کے علمی سرمایہ اور لاکھوں کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ان سب وحشیانہ ظلموں سے بڑھکر یہ ستم ڈھایا کہ وضع اور قطع اور نام و لباس تبدیل کر ڈالنے کا عام حکم دیدیا زبان رسم و رواج بھی بدلنے پر مجبور کیا۔ اس نا منصفانہ اور وحشیانہ سلوک کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں نے بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید مجتمع ہو کر عیسائیوں سے کلہ بکلہ لڑنے پر پھر کمر باندھ لی اور اس کوہستان بلنقہ کو اپنا ملجا و ماوا بنا کے دشمنان اسلام سے تیغ و سپر ہونے لگے کئی سال مسلسل یہ سلسلہ جاری و قائم رہا۔ سفاکی غارتگری کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا گیا خونریزیاں اور شدید جسمانی عقوبتوں کے مسلمان نشانہ بنے ہوئے تھے۔ ماں دے کے قتل کرنا وحشیانہ کشت و خون عیسائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کوہستان بلنقہ کے تمام دیہات اور اسکا سارا پُر فضا میدان مسلخ و مذبح بنا ہوا تھا۔ جان بخشی اور عفو تقصیر کا ان لوگوں نے سبق ہی نہیں پڑھا تھا زندوں کو آگ میں ڈالدینا انکے نزدیک کوئی بات نہ تھی عورت، مرد اور بچوں کو انکھوں کے سامنے ذبح کرا دینا معمولی شغل تھا با ایں ہمہ مسلمانوں نے کمال استقلال سے ان سب نا برداشتنی ظلموں اور وحشیانہ سلوک کا مقابلہ کیا اور سینہ سپر لڑتے اور مرتے کھپتے رہے بکرات و مرات اپنے مذہب اور ملک کی حمایت پر اٹھے جسکو شاہ اسپین حد درجہ کی جد و جہد سے رفع و دفع کرتا گیا آخر کار مسلمان اسقدر کمزور ہو گئے کہ ان میں مقابلہ و جنگ کی قوت

باقی نہ رہ گئی اور نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کسی کو انکا مددگار اور معین بنایا یہاں تک کہ عیسائیوں نے ان پس ماندگان کو بھی جنکو بجبر جلاوطنی یا علانیت کے کوئی چارہ کار نہ تھا ۱۰۱۷ھ ۱۶۰۸ء میں جلاوطن کر دیا۔ ہزاروں نے فاس کا راستہ لیا اور ہزاروں تلمسان کی جانب روانہ ہوئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ ٹونس کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ ان غریب جلاوطنوں پر جنھوں نے تلمسان اور فاس کا رخ کیا تھا یہ آفت آئی کہ رہزنوں اور بادیہ نشینوں نے انکو لوٹ لیا جان سے بھی گئے اور مال سے بھی۔ ان میں سے صرف چند لوگ جانبر ہوئے اور جن لوگوں نے ٹونس کی طرف سفر اختیار کیا تھا ان کا اکثر حصہ صحیح و سالم ٹونس پہونچا اور سلطان ٹونس کے حکم سے ان لوگوں نے ویران مقامات کو آباد کیا۔

کہتے ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہلی لڑائیوں میں کام آئے تھے اور تقریباً پچاس ہزار خاص صوبہ بلنقہ میں اس دن تک کھیت رہے تھے جبکہ ڈون جون شاہ فلپ کے سوتیلے بھائی نے عیسائی رسولوں اور شہیدوں کی عزت میں مسلمان قیدیوں کو ذبح کر کے تہوار منایا تھا

خانہ بربادی اور جلاوطنی کے سلسلہ میں غرناطہ کے خاتمہ سے گیارہویں صدی کے عشرہ دوم تک (مطابق سترہویں صدی عیسوی) تیس لاکھ مسلمان جلاوطن اور خانہ برباد کیے گئے انتہیٰ ملخصاً من کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب من صفحہ ۶۷۲ الی صفحہ ۱۸۴ من الباب الثانی من المجلد الثانی للشیخ العلامۃ ابو العباس احمد بن محمد المقری

اندلس میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت گویا ایک خواب تھا کہ جب تک اس عالم میں رہے سب کچھ پیش نظر تھا مگر جوں ہی آنکھیں کھلیں نہ وہ منظر پیش نظر رہا اور نہ وہ عالم باقی رہ گیا۔ یا سراب کی سی کیفیت تھی کہ تشنہ لبوں کو دور سے پانی کا وادی معلوم ہوا اور جب قریب گئے تو سوائے تودہ ریگ کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی حالت بعینہ مسلمانوں کی اندلس میں ہوئی کہ جب تک اس ملک کی زمام حکومت اس قوم کے قبضہ اقتدار میں رہی

اسوقت تک یہ ملک شایستگی اور سچی تہذیب کا سرچشمہ، علوم اور فنوں کا معدن تمام یورپ کا استاد بنا رہا مگر جوں ہی مسلمانوں کو جلاء وطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی اب کوئی شخص ممالک متمدنہ میں اسکو شمار تک نہیں کرتا۔

مسلمانوں پر یہ عام مصیبتیں شاہ فرڈی ننڈ، ملکہ ازابلہ، چارلس پنجم اور فلپ دوم کے ہاتھوں نازل ہوئیں ان لوگوں نے جو سلوک مسلمانان اندلس کے ساتھ کئے اسکو منصفانا یا دانشمندانہ سلوک سے تعبیر کرنا انصاف اور عقل کا خون کرنا ہے انہوں نے ان پر سخت وحشیانہ ظلم کئے اور ان سے حد درجہ کی دغابازی کی اگر عیسائی سلاطین اس عہد نامہ کی شرائط کو پیش نظر رکھتے جو فیما بین انکے اور آخری فرمانروائے غرناطہ کے ہوا تھا تو نہ اسقدر کشت وخوں کی نوبت آتی اور نہ بغاوت کی آگ بھڑکتی۔ ان تمام خونریزیوں اور غارتگریوں کے ذمہ دار یہی نرم دل عیسائی سلاطین ہیں جنہوں نے طرح طرح کے وحشت ناک قوانین اجرا کئے اور بزور تیغ دین عیسائی کی اشاعت کی۔ جسوقت ہم اندلس کے ان دونوں فاتحوں کا مورخانہ حیثیت سے موازنہ کرتے ہیں تو زمین وآسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے جسوقت اندلس کو فتح کیا تھا اسوقت انکی عام حالت بادیہ نشینوں کی سی تھی وہ بادیہ عرب سے نکلکر آئے تھے جہاں پر تھوڑے دنوں پیشتر بات بات پر لڑ جانا اور اس لڑائی کا مدتوں کا قائم رہنا انکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر جب وہ فتحمندی کا جھنڈا لیکر اندلس کی تسخیر کو آئے تھے اسوقت شایستگی تہذیب، ہمدردی انسانی اور مساوات کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے اسکی تعلیم انکو انکے پاک مذہب سے ملی تھی یہی وجہ تھی کہ نہ تو انہوں نے اہل اسپین کی زبان تبدیل کرنے کا قانون جاری کیا تھا اور نہ انہوں نے انکے رسم ورواج بدلے تھے اور نہ انکو جبراً مسلمان کیا تھا انہوں نے نہایت نیک نیتی سے اہل اسپین کے ساتھ باوجودیکہ انکا شمار مفتوحہ اقوام میں تھا بلالحاظ مذہب وملت مساوات اور یگانگیت کا برتاؤ کیا، اور ایسی تالیف

قلوب کی اور اپنے اخلاق حسنہ کا ایسا سکہ جمایا کہ اُنھوں نے خود بخود بلا جبر واکراہ مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا اور بجائے اپنی زبان کے سیکھنے کے عربی کی تعلیم کو باعث فخر وعزت سمجھنے لگے اب بھی سیکڑوں کیا ہزاروں الفاظ عربی کے زبان اسپین میں موجود ہیں اصل یہ کہ ان عربوں نے صرف انکے ملک پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ انکے دلوں پہ انکی زبانوں پر قابض ہو گئے تھے جبر سے نہیں رضامندی سے۔ اور جب عیسائیوں نے بدنصیب و عزبت زدہ مسلمانوں سے اندلس پر قبضہ حاصل کیا تو باوجود عہد و اقرار کے کیا کچھ نہیں کیا مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا۔ رسم ورواج اور نام کے بدلنے پر مجبور کیا۔ انکے بچوں کو گرجا میں لیجانے اور بپتسمہ دلانے کا حکم دیا۔ عیسائیوں کی طرح گرجا میں انکے نکاح پڑھوانے پر زور دیا۔ انکو خوش قطع اور خوش وضع لباس چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور اصل اسپین کی طرح کوٹ پتلون پہننے اور ٹوپیاں دینے کا دباؤ ڈالا۔ انکے حمامات مسمار کرادیئے۔ مسجدوں کو حکماً بند کرادیا اور بعض کو منہدم کرا کے کلیسا بنایا اور کسی کو عدالت کا کمرہ مقرر کیا۔ لاکھوں کتابیں جو مسلمانوں کی عمر بھر کا سرمایہ علمی تھا جلا کر خاکستر کر دیا اور اسپر بھی جب انکے کلیجہ کو ٹھنڈک نہ پہونچی تو انہوں نے اس ملک سے انکا بیخ وبن اکھاڑ کر پھینک دیا یعنی کل مال و اسباب چھین کر جلا وطن کر دیا

+ ببیں تفاوت از کجاست تا بکجا +

مسلمانوں پر یہ آفتیں صرف اسوجہ سے نازل ہوئیں کہ انہوں نے قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا ارشادات نبوی کو پس پشت ڈالدیا تھا۔ انابت الی اللہ دلوں سے جاتی رہی تھی اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں خود غرضی آگئی۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی جاتی رہی اُولوالامر کی طاعت سے سبکدوش ہو گئے۔ عیسائیوں کے دوست اور ہواخواہ بن گئے اور باہم لڑ جھگڑ کر عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہونچایا جسکی سخت ممانعت اور بہت تاکید آئی ہے اللہ تعالی نے ان پر وہ مصائب نازل کئے کہ جسکے سننے سے کلیجہ

منہ کو آتا ہے دوران فتح اندلس میں اللہ جل شانہ نے اپنے قرآن مجید کی آیہ کریمہ وَاَوْرَثَكُمْ
اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (اور تمکو مالک بنایا انکی زمین اور انکے گھر اور انکے مال کا اور ایسی
زمین کا جسپر کبھی تمہارے قدم نہیں پھرے۔ اور ہے اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر) کی
پیشین گوئی پوری کی پھر جب مسلمانوں نے اپنی حالت بدل دی تو بحکم اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ
مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط (بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں تبدیل
کرتا جب تک کہ وہ اپنی حالت آپ نہ بدلیں) طرح طرح کی مصیبتوں میں اللہ تعالےٰ
نے انکو مبتلا کیا اور آخر کار وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ ج وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ہ (نہ مانیں گے اگر تو مار
دیگا انکو دکھ کی مار دنیا و آخرت میں اور نہیں ہے انکا روے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ مددگار)
کی پیشین گوئی کو سچ کر دکھایا کسی نے ذرا بھی انکی مدد نہ کی حالانکہ سلطان مراکو، سلطان
ترکی اہل ٹونس اور خدیو مصر کو بہت زیادہ موقع امداد کا حاصل تھا۔ واللہ یفعل ما یشاء
ویحکم ما یرید انتہی کلام المترجم۔

اخبار ملوک بنو ادفونش از جلالقہ ملوک اندلس و فرانس و بشکنش و برتغال وغیرہم

اسوقت چار سلاطین عیسائی ہر چہار طرف سے بلاد اسلامیہ کو گھیرے ہوئے تھے اور ملت اسلامیہ ان لوگوں کے ساتھ دریا پار مقام کرنے میں عاجز ہو گئی تھی حالانکہ ان لوگوں نے اکثر اُن بلاد کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا تھا جسکو فتوحات اسلامی نے اپنے ابتدا سے دور میں سر کیا تھا

ان چاروں عیسائی سلاطین میں سے بادشاہ قشتالہ (کشتائل) کے مقبوضات وسیع اور بڑے تھے قشتالہ، غلیشیہ اور قرنیترہ وغیرہ۔ اسکے تحت حکومت تھے قرنیترہ میں بسیط قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور جیان وغیرہ شامل تھے جسکی حد جوف جزیرہ سے مغرب سے

مشرق تک پھیلی ہوئی تھی

مغرب کی جانب سے بادشاہ برتغال (پرتگیز) کی سرحد ملتی تھی اسکے مقبوضات کا رقبہ کم تھا صرف اشبونہ پر اسکا قبضہ و تصرف تھا مجھے اسوقت تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ بادشاہ برتغال کا نسب کیا ہے۔ گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ ان سرداروں کے اعقاب (پس ماندگان نسل) سے ہے جنھوں نے گذشتہ زمانہ میں بنو ادفونش کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔ عجب نہیں کہ یہ ان کی اولاد و احفاد سے ہوں اور انکے بہترین نسب سے شمار کئے جاتے ہوں واللہ اعلم۔

بادشاہ قشتالہ کے مقبوضات سے جانب شرق بادشاہ نبرہ کا ملک ملا ہوا تھا اور یہی بادشاہ بشکنش کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اسکے مقبوضات کا بھی رقبہ کم اور چھوٹا تھا صوبجات قشتالہ اور مقبوضات بادشاہ برشلونہ کی درمیانی زمین اسکے قبضہ میں تھی بادشاہ نبرہ کا دارالسلطنت شہر بنبلونہ میں تھا اسکے علاوہ جو بلاد تھے اس پر بادشاہ برشلونہ کا قبضہ تھا اب ہم ان لوگوں کے حالات زمانہ فتح اسلامی سے بیان کیا چاہتے ہیں جس سے تمکو بالتفصیل انکے حالات سے آگاہی حاصل ہو جائیگی۔

جسوقت زمانہ فتح اسلامی میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو ۹۱ھ میں مغلوب کرکے لرزیق (راڈرک) بادشاہ قوط (گاتھ) کو تہ تیغ کیا اور تمام جزیرہ اندلس میں سیلاب کی طرح پھیل گئے اسوقت کل عیسائی گروہ اندرونی بلاد اندلس سے سمٹکر ساحل بحر کی طرف بھاگ نکلے اور قشتالہ کی پرلی طرف کی سرحدوں کو عبور کرکے جلیقیہ میں جاکے مجتمع ہوئے۔ ان لوگوں پر تین شخصوں نے حکومت کی۔ ابن ناقلہ اونیس سال حکومت کرتا رہا ۱۳۳ھ میں اسنے وفات پائی بجائے اسکے قافلہ تخت نشین ہوا دو برس حکومت کرکے یہ بھی مر گیا پس ان لوگوں نے ان دونوں کے بعد ادفونش بن بطرہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اسی ادفونش کی اولاد اسوقت تک حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہے۔ یہ نسباً عجم میں سے جلالقہ کے خاندان سے ہے

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ابن حبان کا یہ گمان ہے کہ یہ قوط کی نسل سے ہے اور میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قوم قوط (گاتھ) تباہ و برباد اور ہلاک ہو گئی اور یہ کم دیکھا گیا ہے کہ کوئی قوم بعد تباہی اور بربادی کے پھر صحیح حالت پر آجائے بلکہ یہ ایک جدید بادشاہ دوسرے گروہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

الغرض ادفونش بن بطرہ نے ان پس ماندگان اور بقیۃ السیف عیسائیوں کو ان بلاد کی حمایت کرنے پر مجتمع اور متفق کیا جو مسلمانوں کے قبضہ و تصرف سے بچ رہے تھے اسوقت اسلامی فتوحات کا سیلاب جلیقیہ تک پہونچ گیا تھا۔ اور جلیقیہ کے فتح کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے تھے کہ اسلامی دلاوروں نے تیغ و سپر رکھ دیا تھا اتنے میں دولت اسلامیہ کے قوائے حکمرانی اندلس میں ضعیف ہو گئے اور عیسائیوں نے اکثر ان بلاد پر جنکو مسلمانوں نے عیسائیوں سے چھین لیا تھا قبضہ حاصل کر لیا۔ اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد ادفونش بن بطرہ نے ۱۴۲ھ / ۷۵۹ء[1] میں وفات پائی اسکا بیٹا فرویلہ حکمراں ہوا اسنے گیارہ سال حکومت کی اسکی شان و شوکت بڑھی قوائے حکمرانی کو مضبوطی ہوئی اسی زمانہ میں اتفاق وقت سے عبدالرحمن داخل کو نظام حکومت کے درستی کی ضرورت پیش آگئی پس فرویلہ نے شہر لک، برتغال، سمورہ، سلمنقہ، شقرنیہ اور قشتالہ وغیرہ کو مسلمانوں کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء میں یہ ہلاک ہو گیا اسکا بیٹا شیلون سریر آرائے حکومت ہوا دس سال تک اسکی حکومت رہی ۱۶۰ھ / ۷۷۶ء میں یہ بھی مر گیا تب عیسائیوں نے ادفونش کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ سمول ناط نامی ایک عیسائی نے اس سے بغاوت کی اور دفعتہً حملہ کر کے اسکو مار ڈالا اور بجائے اسکے سات برس تک حکومت کرتا رہا اس واقعہ کے بعد ہی امیر عبدالرحمن کی حکومت اندلس میں ایک طاقت ور حکومت ہو گئی اسکی فوجوں نے سرزمین

[1] ہمارے نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہے بجائے ۱۴۲ھ کے ۱۵۳ھ / ۷۶۹ء ہونا چاہئے کیونکہ ۱۳۳ھ میں ابن فافلہ نے وفات پائی تھی اور ۲ برس تک اسکا بیٹا فافلہ حکمراں رہا اس حساب سے ۱۳۵ھ میں ادفونش سریر حکومت پر متمکن ہوا اٹھارہ برس اس نے حکومت کی پس اس لحاظ سے ادفونش کا انتقال ۱۵۳ھ میں ہوا نہ کہ ۱۴۲ھ میں

جلیقیہ پر جہاد کیا۔ متعدد قلعات بزور تیغ مفتوح کئے ہزارہا قیدی اور بہت سا مال غنیمت عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آیا۔ بعد سمول کے انہیں عیسائیوں میں سے اوفونش نامی ایک دوسرے شخص نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

ابن حیان نے تحریر کیا ہے کہ رذمیر کی حکومت ۳۱۹ھ/۹۳۱ء عہد حکومت ناصر میں تھی خلیفہ ناصر نے اس پر بقصد جہاد فوج کشی کی تھی تا آنکہ غزوہ خندق میں مسلمانوں کو بمقابلہ عیسائی جنگ اوروں کے پسپا ہونا پڑا یہ واقعہ ۳۲۷ھ/۹۳۸ء کا ہے غزوہ خندق شہر سنت ماکس کے قریب ایک میدان میں ہوا تھا جیسا کہ اپنے موقع پر ذکر کیا گیا بعدہ ۳۳۳ھ/۹۴۴ء میں رذمیر عیسائی بادشاہ مرگیا اسکا بھائی سانجہ (سانکو) سریر حکومت پر متمکن ہوا اسکی دلیری اور مردانگی غیر معمولی تھی نہایت چالاک اور ہوشیار تھا مگر بایں ہمہ اراکین و سرداران دولت کے ہاتھوں اسکی حکومت کو بحد نقصان اٹھانا پڑا اس کی حکومت کا شیرازہ درہم و برہم ہوگیا اسکے بعد شواد فونش کو جلالقہ میں پھر حکومت کرنا نصیب ہوا لیکن بعد زمانہ طوائف الملوکی پھر اسکا دور دورہ ہوا اس کا ذکر اوپر کیا گیا۔

ابن حیان نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ کی بادشاہت میں فردلند (فرڈیننڈ) بن عبد شلب سردار البتہ وقلاع کے ہاتھوں انقلاب پیدا ہوا یہ ان کل عیسائی سرداروں سے معظم و محترم تھا جو بڑے عیسائی بادشاہ کی طرف سے مختلف صوبوں کی گورنری پر مامور تھے پس اسنے صوبہ البتہ میں سانجہ کی مخالفت کا اظہار کیا اور اپنی کمک پر بمقابلہ سانجہ کے بادشاہ بشکنش کو لے آیا۔ سانجہ ان واقعات سے مطلع ہو کر خلیفہ ناصر کی خدمت میں فریادی بنکر دربار قرطبہ میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ ناصر نے اسکو مالی اور فوجی مدد دی اس امداد و اعانت کے بدولت خلیفہ ناصر کو سمورہ پر قبضہ مل گیا اور اسنے وہاں پر مسلمانوں کو ٹھہرایا۔ سانجہ اور فرولنڈ میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری و قائم رہا تا آنکہ فرولند انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا پھر بادشاہ بشکنش اور سانجہ میں اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ فرولند بن عبد سلب اسکا قیدی اسکے پاس بھیجدیا جائے چنانچہ سانجہ نے اسکو رہا کر دیا۔ بعد اسکے ۳۱۵ھ/۹۲۷ء میں اردون اوفونش (اورڈونو) خلیفہ مستنصر

کی خدمت میں فریادی صورت بنائے ہوئے حاضر ہوا اور بمقابلہ سانچہ کے امداد و اعانت کی درخواست کی مستنصر نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنے نامور سپہ سالار غالب کو اسکی کمک پر مامور کیا۔ اس واقعہ کے بعد ادہر سانچہ بادشاہ ادفونش مقام بطلیوس میں مر گیا۔ اسکا بیٹا رذمیر بجائے اسکے ان لوگوں پر حکومت کرنے لگا ادُہر فرولند بن عبد شلب سردار البتہ بھی راہ نورد بادیہ ہلاک ہوا اسکا بیٹا غرسیہ اس صوبہ کا مالک و سردار بنایا گیا۔ اسنے میں خلیفہ حکم مستنصر نے وفات پائی اور رذمیر نے سرحدی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا رفتہ رفتہ اسکی بدمعاملگی اور ایذا رسانی بڑہتی گئی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی سرکوبی پر منصور بن عامر حاجب خلیفہ ہشام موید کو مامور کیا پس اسنے رذمیر کے مقبوضات پر خوب حملے کئے بکرات و مرات بقصد جہاد اسپر فوج کشی کی کئی بار سمورہ میں اسکا محاصرہ کیا بعدہ لیون کی جانب بڑہا اور اُسکو بھی اپنے محاصرہ میں لے لیا اس واقعہ سے کچھ دنوں پہلے غرسیہ نے فرولند والی البتہ پر بھی یلغار کیا تھا بادشاہ بشکنش اسکی کمک پر آیا ہوا تھا منصور نے اپنے پُرزور حملوں سے ان دونوں کو فاش شکست دی بعدازاں یہ دونوں متفق ہوکر رذمیر کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر آئے مقام سنت ماکس پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی منصور نے اس میدان کو بھی جیت لیا اور ان سب عیسائی سلاطین کو ہزیمت دیکر سنت ماکس پر قبضہ کر لیا اور بعد فتحیابی کے اسکے قلعہ کو منہدم اور شہر کو ویران کر ڈالا۔ ان پے درپے ہزیمتوں سے جلالقہ کے چھکے چھوٹ گئے رذمیر کو بداقبال اور شوم کہنے لگے اسکے چچا برمند بن اردون اسکے برخلاف علم مخالفت بلند کرکے حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا عیسائیوں میں نفاق اور باہمی کینہ کی آگ بھڑک اٹھی بعد اسکے رذمیر نے ۳۷۴ھ میں منصور کی اطاعت قبول کر لی اور اسکے بعد ہی مر گیا اسکے مرنے پر اسکی ماں بھی منصور کی مطیع و فرمانبردار رہی اور جلالقہ بالاتفاق برمند بن اردون کو اپنا بادشاہ بنائے رہے منصور نے جلالقہ پر پھر چڑہائی کر دی برمند کو یہ امر نہایت شاق گذرا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ بن نہ آئی اور منصور نے حیون کو بزور تیغ فتح کرکے سمورہ کی جانب قدم بڑہایا

برمند سمورہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا اہل سمورہ نے شہر کو منصور کے حوالہ کر دیا پس منصور نے سمورہ کو تاخت و تاراج کر کے چٹیل میدان بنا دیا اس مقام کے سر ہونے سے جلالقہ کے قبضہ میں بجز چند کوہستانی قلعات کے اور کوئی قلعہ باقی نہ رہا جو کہ انکے ملک اور بحر اخضر کے درمیان میں حائل تھے بعدہ برمند کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی مطیع اور فرمانبردار ہو جاتا تھا اور کبھی بدعہدی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیتا تھا منصور اس پر بنفسہ یلغار کرتا رہتا تھا بالآخر برمند نے اپنی ناکامی کا یقین کر لیا اور ۳۸۵ھ/۹۹۵ء میں منصور کے دربار میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی اور اپنے کل مقبوضات کی زمام حکومت منصور کو حوالہ کر دی منصور نے اسکے ساتھ فیاضانہ سلوک کیے اسکو اسکے مقبوضات کی سند حکومت عنایت کی اور اپنا باجگذار بنا کے پھر اسکے ملک کو واپس فرمایا۔ ۳۸۹ھ/۹۹۹ء میں بنظر حفاظت بلاد سرحدی مسلمانوں کے ایک گروہ کو سمورہ میں آباد کیا اور ابو الاحوض معن بن عبدالعزیز تجیبی کو اسکی سند حکومت عطا کی۔

چونکہ غرسیہ بن فرولند نے مخالفین منصور کی اعانت کی تھی اسوجہ سے منصور نے اسکی گوشمالی کی طرف توجہ کی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے شہر اشبونہ دار السلطنت غلیسیہ (گلیسیا) پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اسپر قابض ہو کر ویران اور خراب کر ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد غرسیہ کا انتقال ہو گیا اسکا بیٹا سانجہ سریر حکومت پر متمکن ہوا منصور نے ان سب سلاطین پر جزیہ قائم کیا اور کل اہل جلیقیہ کو اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا یہ لوگ منصور کے شاہی اقتدار کو اسی طرح تسلیم کرتے تھے جسطرح کہ گورنران صوبجات اپنے بادشاہ کی شاہی جاہ و جلال کو مانا کرتے ہیں۔ صرف برمند بن اردون اور مسد بن عبد شلب والی غلیسیہ اس اثر سے محفوظ رہا کیونکہ یہ دونوں خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے بایں ہمہ مسد بن عبد شلب نے مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی کو ۳۸۳ھ/۹۹۳ء میں منصور کی خدمت میں بطور کنیز خدمت کرنے کو بھیجا پس منصور نے اسکو آزاد کر کے اپنے حبالہ نکاح میں داخل کر لیا۔ بعد چندے برمند نے سرکشی کی منصور کو اس کی خبر لگی توفوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے سینٹ یاقب (سینٹ یعقوب) پایا گیا

تک پہونچ گیا جہاں پر کہ ہر سال عیسائیوں کا جم غفیر حج و زیارت کو آتا تھا اور یعقوب حواری کی قبر تھی یہ مقام غلیسیہ کے انتہائی سرحد پر واقع ہے عیسائیوں نے منصور کی آمد کی خبر پاکر اس مقام کو خالی کر دیا تھا منصور نے سینٹ یعقوب کو منہدم کرا دیا اسکے دروازوں کو دارالحکومت قرطبہ میں اٹھا لایا اور جامع قرطبہ میں اس طریقہ کے مطابق کہ ہر حکمراں کچھ نہ کچھ اسکی عمارت میں اضافہ کرتا چلا آتا تھا بطور اپنی یادگار کے لگا دیا۔ برمند بن اردون نے منصور کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر مصالحت اور نیز شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے اپنے بیٹے بلانہ کو معن بن عبدالعزیز والی جلیقہ کے ہمراہ بارگاہ خلافت قرطبہ کی جانب روانہ کیا۔ منصور نے اپنی فیاضی اور سیرچشمی سے برمند کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس سے مصالحت کر لی پس بلانہ نے کامیابی کے ساتھ اپنے باپ کی طرف مراجعت کی۔ بعدہ منصور نے عیسائی امراء میں سے ارغوس کے سر کرنے پر کمر ہمت باندھی جو اطراف جلیقہ میں مابین سمورہ و قشتیلہ حکمرانی کر رہا تھا اسکا دارالحکومت سنٹ بریہ میں تھا۔ پس ۳۸۵ھ؁ ۹۹۵ء؁ میں کمال مردانگی سے فتح کر کے دائرہ حکومت اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ پھر برمند بن اردون بادشاہ جلیقہ نے بادیہ ہلاکت کا سفر اختیار کیا اسکا بیٹا اذفونش حکمراں ہوا اسنے خود مختاری حکومت کا اعلان کیا مند بن عبد شلب آڑے آیا اس نزاع کے فیصلہ کرنے کو عبدالملک بن منصور کو حکم مقرر کیا منصور نے اصبع بن سلمہ قاضی نصاریٰ کو ان دونوں کی خصومت کے فیصلہ کرنے پر تعین فرمایا اصبع نے مند بن عبد شلب کے حق میں فیصلہ کیا پس اذفونش بن برمند اس زمانہ سے مند بن عبد شلب کی نگرانی و ظل حکومت میں حکمرانی کرتا رہا تاآنکہ ۳۹۶ھ؁ ۱۰۰۶ء؁ میں اذفونش نے براہ فریب و مکر مند کو مار کر اسکی حکومت کو نیست و نابود کر دیا اور اپنے باپ کے عہد حکومت کے امراء سے اور نیز ان لوگوں سے جو اسکی قوم کے تھے مراسم شاہی کے بجا لانے کا خواستگار ہوا چنانچہ اذفونش کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی اس نے اپنی جانب سے ان لوگوں کو مامور کیا جو اسکے پاس رہتے تھے اور جن پر اسکو اعتماد تھا رفتہ رفتہ اسکے زمانہ میں بنی ارغوس اور بنی فرولند وغیرہ کا ذکر و

تذکرہ نسیاً منسیا ہو گیا جنکے حالات اوپر تحریر کر لئے ہیں۔ ان لوگوں کی حکومتیں بنی اذفونش میں سے سانچہ بن زدمیر کے زمانہ حکمرانی میں تھیں۔ اذفونش نے ان سب چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو ایک جا کر کے متفقہ قوت سے عبدالملک مظفر بن منصور کے مقابلہ کی تیاری کی بادشاہ بشکنش نے فوجی اور مالی مدد دی قلونیہ کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اس نے انکو ہزیمت دی اور بصلح قلعہ کو مفتوح کر لیا۔

ان واقعات کے بعد منصور اور اسکے بیٹوں کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا چوتھی صدی کے شروع میں بربریوں کے فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی۔ سانچہ بن غرسیہ والی البتہ کو مسلمانوں سے بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ ہمیشہ ایک نہ ایک گروہ کو دوسرے کے خلاف ابھار دیتا اور اسکی مدد کرتا تھا یہاں تک کہ اسکی بعض امیدیں حاصل ہو گئیں اسی اثناء میں بادشاہ بشکنش نے اس کو ۴۰۶ھ ۱۰۱۵ء میں مار ڈالا اور عیسائیوں نے آہستہ آہستہ ان بلاد کو جو کہ قشتالہ اور جلیقیہ میں واقع تھے اور جہاں پر یہ اس سے پیشتر مغلوب ہو چکے تھے دبا لیا۔ اذفونش برابر جلیقیہ اور اسکے صوبوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی کے خاندان میں سلسلہ حکومت قائم و جاری رہا تا آنکہ اندلس میں طوائف الملوکی کا زمانہ آگیا اور لمتونہ ملوک مغرب میں سے مرابطیون نے ملوک الطوائف اندلس پر غلبہ و استیلاء حاصل کر کے کل ملک اندلس کو اپنے علم حکومت کا ماتحت و مطیع بنا لیا۔ اور عربوں کی حکومت ملک اندلس سے منقطع اور منقرض ہو گئی۔

تواریخ اور حالات لمتونہ میں لکھا ہوا ہے کہ جس بادشاہ قشتالہ نے ملوک الطوائف اندلس پر ۴۵۰ھ ۱۰۵۸ء میں خراج قائم کیا تھا وہ بیطبین تھا بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سانچہ بن امرک پر جو کہ اندنوں بنی اذفونش کا بادشاہ تھا مستولی اور متغلب تھا اور یہ انکے اخبار میں مذکور ہے۔ اور جب یہ مرگیا تو زمام حکومت اسکے بیٹوں فرولند اور غرسیہ اور ذدمیر نے اپنے اپنے ہاتھوں میں لی مگران سبھوں کا نگراں اور انکے کاموں کا منصرم فرولند تھا۔ اس نے سنت بریہ اور اکثر صوبجات ابن افطس پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر یہ سانچہ، غرسیہ اور الفنش کو چھوڑ کر مرگیا۔ ان لوگوں

میں نااتفاقی پیدا ہوگئی لڑنے جھگڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت وسلطنت پر الفنش تن تنہا قابض ومتصرف ہوگیا اسی کے زمانہ میں ظاہر اسماعیل بن ذی النون نے ۴۶۷ھ؍۱۰۷۴ء میں وفات پائی۔ اور اسی نے ۴۷۸ھ؍۱۰۸۵ء میں طلیطلہ پر قبضہ کر لیا تھا اندنوں جزیرہ اندلس میں اسکے قبضہ سے اسکی بڑی عزت تھی۔ اسکے بطارقہ اور سرداران دولت سے برہانس ملقب بہ انبنذر تھا اسکے معنی وہ ملک الملوک کے ہیں اس سے اور یوسف بن تاشفین سے مقام زلاقہ میں مڈبھیڑ ہوئی تھی اس لڑائی میں اسکی ہزیمت ہوئی تھی۔ یہ واقعہ ۴۸۱ھ؍۱۰۸۸ء کا ہے۔ اس نے ابن ہود کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا چونکہ اسکے چچا زاد بھائی رذمیر سے اور اس سے اَن بن تھی اس نے میدان خالی دیکھ کے طلیطلہ پر چڑھائی کردی اور پہونچتے ہی محاصرہ ڈالدیا مگر کامیابی نصیب نہوئی۔ اسی زمانہ میں قمرنے بلیہ کا۔ غرسیہ نے مریہ کا، برہانس نے مریہ کا اور قسطون نے شاطبہ وسرقسطہ کا محاصرہ کر لیا بعد ازاں ۴۸۹ھ؍۱۰۹۵ء میں الفنش نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا پھر مرابطیون نے ملوک الطوائف اندلس پر مستولی اور غالب ہو کر بلنسیہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ ۵۰۱ھ؍۱۱۰۷ء میں الفنش مرگیا۔ چلاقہ کی زمام حکومت الفنش کی بیوی نے اپنے ہاتھ میں لی اور رذمیر سے اپنا عقد کر لیا مگر بعد چندے اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے قیدیوں میں سے ایک قیدی کے ساتھ زن وشوئی کا تعلق پیدا کیا۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکو عیسائی سلیطین کے نام سے موسوم کرتے تھے ۵۰۳ھ؍۱۱۰۹ء میں ابن رذمیر اور ابن ہود سے سرقسطہ کے باہر وہ لڑائی ہوئی جسمیں ابن ہود عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہوا ابن رذمیر نے سرقسطہ کے قلعہ پر اپنے اقبال کا جھنڈا گاڑ دیا۔ عماد الدولہ اور اسکا بیٹا روطہ کی طرف بھاگ گیا مدتوں وہیں مقیم رہا تاآنکہ سلیطین نے بمصالحت اپنے پاس بلا کے قشتالہ کی جانب روانہ کیا۔ بعد اسکے رذمیر اور اہل قشتالہ میں لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں کے سلسلہ میں برہانس ۵۰۸ھ؍۱۱۱۴ء میں مرگیا یہ واقعہ لمتونہ میں مرابطیون کے آخری دور حکومت میں واقع ہوا۔ پھر ان لوگوں کی حکومت وسلطنت موحدین کے ہاتھوں نیست ونابود ہوگئی۔ زمانہ حکومت منصور یعقوب بن امیر المومنین یوسف بن عبد المومن میں عیسائیوں کی حکومت انکے تین بادشاہوں

الفنش، ببیوح اور ابن الرند میں محدود تھی ان میں سے الفنش بنظر طاقت و قوت اور بلحاظ ملک و دولت پچھلے دو سے بڑا تھا یہی عیسائی لشکر اور عیسائی امراء کا جنگ ارک میں جسمیں منصور کو ان پر فتحیابی نصیب ہوئی تھی ۵۹۱ھ ۱۱۹۴ء میں سردار اور میدان جنگ کا سپہ سالار تھا۔ ببیوح والی لیون وہ ہے جس نے عام العقاب میں ناصر کے ساتھ بدعہدی کی تھی۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ببیوح نے خط و کتابت کر کے ناصر سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور باظہار دوستی ناصر کے پاس آیا مشفقانہ نصیحت کی۔ ناصر نے براہ عزت افزائی بہت سا مال عنایت کیا بعد ازاں ببیوح نے اپنے دارالحکومت میں واپس آکر ناصر کے مراسم و اتحاد کو دور سے سلام کر کے رخصت کر دیا۔ معرکہ آرائی کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ عقاب میں اسکو دوبارہ ہزیمت اوٹھانا پڑی۔ بعد اسکے ناصر نے وفات پائی مستنصر سریر حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور بنی عبدالمومن کی ہوا بگڑ گئی۔ الفنش نے ان قلعات اور مقامات پر قبضہ کر لیا جس پر مسلمانوں کا پھریرہ لہرا رہا تھا بعدہ الفنش بھی صحرائے ہلاکت کا رہ نورد ہوا۔ اسکا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا۔ یہ احول (بھینگا) تھا اور اسی لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ کو بنو ہود کے قبضہ اقتدار سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کیا تھا اسی کے عہد حکومت میں بادشاہ ارغون نے بلاد اسلامیہ اندلسیہ پر فوج کشی کی تھی جس سے تمام بلاد شرقی اندلس میں ایک عام ہل چل پڑ گئی تھی۔ شاطبہ، دانیہ، بلنسیہ، سرقسطہ اور کل سرحد شرقی کے بلاد مسلمانوں کے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اور مسلمانوں نے ہر چہار طرف سے سمٹ کر ساحل بحر کو اپنا ملجا و ماوائے بنایا پس ان بقیہ مسلمانوں پر بعد ابن ہود کے ابن احمر حکمراں ہوا۔ پھر ہراندہ مر گیا اسکا بیٹا سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ اور جب یہ بھی مر گیا تو اسکا بیٹا ہراندہ ثانی عیسائی گورنمنٹ کے عنان حکومت کا مالک و وارث ہوا۔ اسکے زمانہ حکومت میں سلطان بنو مرین سلطان ابن احمر کی امداد و اعانت کو اندلس آیا تھا ان دنوں اسکا بادشاہ یعقوب بن عبدالحق تھا۔ عیسائی فوجوں سے ایک وسیع وادی میں معرکہ آرائی ہوئی عیسائی لشکر پر بنی اذفونش کے غلاموں میں سے ایک سفلہ

سپہ سالاری کر رہا تھا جو عیسائیوں کا نہایت معتمد علیہ اور مایہ ناز و فخر تھا۔ سلطان یعقوب بن عبدالحق نے اسکو ہزیمت دی جس سے عیسائیوں کی جماعت منتشر ہوگئی مگر سلسلہ فتنہ و فساد برابر جاری و قائم رہا۔ سلطان یعقوب نے کبھی اور کسی وقت اندلس کو اپنا مقر حکومت یا دارالقرار نہیں بنایا ہمیشہ اپنے ملک اور دارالحکومت میں بیٹھا ہوا وقتاً فوقتاً عیسائیوں کے مقبوضات پر تاخت و تاراج کرتا تھا اور اپنے آئے دن کے جہاد اور فوج کشی سے سرکش عیسائیوں کی سرکوبی میں مصروف رہا تاآنکہ عیسائی سلاطین نے مصالحت کا پیام دیا۔ اور باہم مصالحت ہوگئی۔ اسی زمانہ میں ہراندہ بادشاہ قشتالہ اور اسکے بیٹے سانجہ میں باہم مخالفت پیدا ہوگئی۔ ہراندہ بطور وفد کے سلطان یعقوب کی خدمت میں اپنے بیٹے سانجہ کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کو حاضر ہوا اور دست بوسی کے بعد امداد و اعانت کی درخواست کی۔ سلطان یعقوب نے اپنی فیاضی اور دریا دلی سے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا مالی اور فوجی مدد دی ہراندہ نے مال کے بدلے اپنے تاج کو جو کہ اسکے اسلاف کے زمانہ سے مخزون چلا آتا تھا بطور رہن کے بارگاہ سلطانی میں حاضر کیا یہ تاج سلاطین بنی عبدالحق حکمرانان بنی مرین کے خزانہ شاہی میں اسوقت تک موجود ہے۔ اسکے بعد ہراندہ ۶۸۳ھ / ۱۲۸۴ء میں مرگیا اسکا بیٹا سانجہ مستقل طور سے حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد سانجہ بھی بارگاہ سلطانی میں درخواست مصالحت پیش کرنے کو حاضر ہوا چنانچہ سلطان یوسف بن یعقوب نے اس سے مصالحت کرلی۔ مگر سانجہ نے ایفاء عہد نہ کیا خلاف صلحنامہ کے آتش جنگ کو مشتعل کرکے طریف کا محاصرہ کرلیا اور قابض ہوگیا ۶۹۳ھ / ۱۲۹۴ء میں یہ بھی راہی عدم ہوا اسکا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا اور ۷۱۲ھ / ۱۳۱۲ء میں بار حکومت سے سبکدوش ہوکر ملک عدم کی رہ نوردی اختیار کی اسکا بیٹا بطرہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ یہ ایک نو عمر چھوکرا تھا اسکے چچا جیران نے اسکی نگرانی اور اسکے حکومت و سلطنت کا انصرام اپنے ہاتھ میں لیا جسوقت عیسائیوں نے غرناطہ پر ۷۱۸ھ / ۱۳۱۸ء میں چڑھائی کی تھی تو یہ دونوں چچا اور بھتیجہ بھی آئے ہوئے تھے بطرہ کے بعد اسکا بیٹا ہنشہ تخت نشین ہوا یہ بھی صغیر السن تھا اسکی کفالت اسکے اراکین دولت نے کی جب سن شعور کو پہنچا تو بذات خاص

حکمرانی کرنے لگا۔ اسنے سلطان ابو الحسن پر جبکہ وہ طریف کا ۷۵۱ھ میں محاصرہ کئے ہوئے تھا فوج کشی کی تھی اور حملہ آور ہوا تھا اتفاق سے طاعون جارف میں مرگیا تب اسکا بیٹا بطرہ وارث تاج وتخت ہوا بطرہ اور قمط برشلونہ سے چل گئی بطرہ نے کئی بار قمط پر فوج کشی کی اور اس کے صوبجات پر قبضہ کرلیا۔ بلنسیہ کا بھی بکرات و مرات محاصرہ کیا بالآخر ۷۶۳ھ؁ ۱۳۶۱ء میں قمط کو فتحیابی ہوئی اکثر بلاد قشتالہ پر قبضہ کرلیا عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں نے بھی بوجہ ظلم وجور بطرہ قمط کی اعانت کی بطرہ گھبرا کر فرانس کے اس گروہ میں چلا گیا جو کہ قشتالہ کے اس پار اندرونی حصہ میں لیمانیہ و قرطانیہ کے اطراف میں ساحل بحر اخضر اور جزیرہ تک آباد تھے پس اسکے بادشاہ بلنس غالس نے ایک بہت بڑی فوج بطرہ کی کمک کو مرتب کرکے قشتالہ پر فوج کشی کی چنانچہ قشتالہ اور قرنتیرہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور بطرہ کو ان بلاد کی عنان حکومت سپرد کرکے اپنے بلاد کی جانب مراجعت کی۔ ان لوگوں کے واپسی سے چند دنوں قبل ایک وبا عظیم ان لوگوں میں پھیل گئی تھی جس سے ان کا گروہ کثیر ہلاک ہوگیا تھا۔ بعد اسکے بطرہ اور اسکے بھائی قمط میں جنگ وجدال کا سلسلہ مسلسل جاری وقائم رہا یہاں تک کہ قمط کو فتحیابی نصیب ہوگئی اور بطرہ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوگیا بعد چندے جسوقت بطرہ کو اس امر کا احساس ہوگیا کہ قمط عنقریب مجھکو گرفتار کرے گا خفیہ طور سے اپنے کسی ہوا خواہ کو لکھ بھیجا کہ میں تمہارے جوار میں پناہ گزیں ہوا چاہتا ہوں اس نے اقراری جواب دیا اتفاق سے قمط کو اسکی خبر لگ گئی پس قمط نے اسی ہواخواہ کے مکان میں بطرہ کو ۷۸۲ھ؁ ۱۳۸۰ء میں حملہ کرکے قتل کر ڈالا اور بنوادفونش کے کل مقبوضہ بلاد پر مستولی و متصرف ہوگیا بطرہ کا بیٹا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد مع اپنے وزیر کے قرمونہ میں پناہ گزیں اور قلعہ نشین ہوگیا تھا قمط نے بحکمت عملی اسکو قرمونہ سے اُتار لیا اور اس طور سے آہستہ آہستہ قشتالہ کی حکومت پر مستولی ہوگیا۔ بلنس غالس بادشاہ فرانس نے اس لڑکے کے ذریعہ سے جو کہ بطرہ کی بیٹی کے بطن سے تھا قمط سے جھگڑا شروع کیا جیسا کہ نوسول کی وراثت کی بابت عجمیوں کی عادت ہے چنانچہ قمط اور بلنس غالس میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ

جاری اور قائم رہا جسکی وجہ سے وہ لوگ مسلمانوں سے غافل و بے پرواہ ہو گئے اور ان لوگوں نے اس خراج کا دینا بند کر دیا جو عیسائیوں نے ان پر بوجہ کمزوری کے قائم کر لیا تھا بعد ۷۹۱ھ ۱۳۸۹ء میں قمط مر گیا اسکا بیٹا سانجہ سریر حکومت پر متمکن ہوا اسکا دوسرا بیٹا غرمس غرناطہ کی طرف بھاگ گیا بعد چندے اطراف قشتالہ کی جانب لوٹ آیا۔ اسوقت (آٹھویں صدی ہجری میں) مملکت قشتالہ کی یہی کیفیت ہے اور اسی صورت سے وہاں کی حکومت جاری و قائم ہے اور افرنش بادشاہ فرانس کے ساتھ ان کی منازعت چلی جا رہی ہے اسی وجہ سے انکی دشمنی سے مسلمانان اندلس محفوظ ہیں واللہ من وراہم محیط۔

بادشاہ برتغال کا رقبہ حکومت جسکی سلطنت غربی اندلس اطراف اشبونہ میں ہے بہ نسبت بادشاہ قشتالہ کے کم ہے صرف صوبجات جلیقہ قبضہ وتصرف میں ہیں بایں ہمہ اسکا بادشاہ اسوقت خود اختیاری حکومت و سلطنت کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اور نسباً ابن اوفونش کا شریک ہے میں نہیں سمجھتا کہ اسکا نسب کس طرح بنو اوفونش سے جا ملتا ہے۔

بادشاہ برشلونہ جسکی حکومت کا سکہ شرقی اندلس میں چلتا ہے یہ ایک وسیع حکومت اور عظیم مملکت کا مالک ہے۔ ارغون، شاطبہ، سرقسطہ، بلنسیہ، جزیرہ دانیہ، میورقہ اور منورقہ وغیرہ اسکے علم حکومت کے مطیع ہیں۔ نسباً ان کو فرانس سے تعلق ہے۔ اسکے بادشاہ کا حال جیسا کہ ابن حیان نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ قوم قوط (گاتھ) جن لوگوں کی حکومت اس سے پہلے اندلس میں تھی وہی لوگ مملکت فرانس کے قدیمی بادشاہ تھے۔ پھر اہل فرانس اور قوم قوط میں مخالفت پیدا ہوئی ان لوگوں نے انکے عہد و اقرار ناموں کو غیر قابل العمل تصور کر کے داخل دفتر کر دیا برشلونہ مملکت فرانس کا ایک صوبہ تھا پس جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو آفتاب اسلام کی روشنی سے منور کیا اور فتوحات اسلامیہ کا سیلاب تمام بلاد اندلس میں چشم زدن میں پھیل گیا تو اسی عداوت کی وجہ سے فرانس نے قوط کی اعانت و مدد نہ کی۔ مسلمانوں نے قوم قوط کے سر کرنے کے بعد فرانس پر دھاوا کیا اور برشلونہ کو ان کے قبضہ

سے نکال کر دونوں حکومت اسلامیہ میں شامل کر لیا پھر فرانس کے سرحدوں سے مجبور ہوکر اس
ث ہونے پر شہر پر بھی قابض ہوگئے اور فرانس کے دارالحکومت جزیرہ ناربونہ کو بھی فرانس سے
چھین لیا نیز وہ ملک اندلس پر بھی قابض ہوگئے اور اسکے بعد بھی فرانس سے قبضہ لیا
تھا اس اطراف سے ہٹ گئے تھے۔ بعد اسکے جسوقت مشرق میں دولت امویہ کا خاتمہ ہوا اور
دولت عباسیہ نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اسوقت اندلس میں عربوں پر
بھی مصیبتیں نازل ہوئیں باہم خانہ جنگیوں میں مصروف ہوگئے فرانس نے موقع پاکر اپنے
بلاد کو جنپر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا تھا برشلونہ تک پھر واپس لے لیا اور تقریباً ہجرت کی دوسری
صدی میں اس پر قابض ہوگئے ان لوگوں نے اس صوبہ پر اپنی طرف سے ایک عیسائی امیر مقرر
کیا جو بادشاہ روما فرانس کا مطیع اور ماتحت تھا اسوقت وہاں کا بادشاہ قارلہ اکبر تھا یہ بہت بڑا
جابر اور سرکش تھا بعد چندے اسکے ملوک کے ضعف اور اختلاف کی وجہ سے انمیں بھی اختلاف
ومناقشہ پیدا ہوگیا جیسا کہ مسلمانوں میں اسلامی سلاطین کے ضعف کی وجہ سے مخالفت بھی
اور چھوٹی چھوٹی متعدد حکومتیں قائم اور پیدا ہوگئی تھیں پس گورنران صوبجات نے اپنے اپنے
مقبوضہ ممالک کو دبا لیا اور خود سرحکومت کے دعویدار ہوگئے ازانجملہ ملوک برشلونہ تھے انہوں
نے بھی اپنے مقبوضہ صوبہ کو اپنا ملک سمجھکر خود اختیاری حکومت کی بنا ڈالدی۔ اور ملوک بنی
امیہ ابتداً ملوک برشلونہ سے مصلحتاً مصالحت اور اتحاد کا برتاؤ اسوجہ سے رکھتے تھے کہ مبادا
بادشاہ روما یا بادشاہ قسطنطنیہ دوسری جانب سے ان لوگوں کا معین وحامی نہو جائے۔
پھر جب منصور بن ابی عامر کا دور حکومت آیا تو اسکو عیسائیوں کا تسلط برشلونہ پر پسند
نہ آیا فوجیں تیار کیں آلات حرب سے انکو آراستہ کیا اور خود امیر لشکر ہوکر ان پر بقصد جہاد
فوج کشی کردی چنانچہ ملوک برشلونہ کے بلاد کو تاخت و تاراج کرتا ہوا برشلونہ تک پہونچ گیا
اور اسکو بھی فتح کرکے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑدیا۔ اندنوں اسکا بادشاہ بردیل بن طیر تھا اسکی
حالت اسوقت ویسا ہی تھی جیسا کہ اور ملوک نصاریٰ کی تھی۔ بردیل نے وقت وفات میں

بیٹے چھوڑے۔ قلبہ، بہمند داور اومنقود۔ پھر اومنقود نے عبدالملک بن منصور سے بدعہدی کی عبدالملک نے اس پر جہاد کیا اور اسکے بلاد میں سے کسی شہر کی سرحد میں اسکو گرفتار کر لیا۔ اسکے بعد بربریوں کے فتنہ کی گرم بازاری ہوئی اومنقود اس فتنہ میں بربریوں کا شریک اور انکا ہوا خواہ تھا۔ انہیں لڑائیوں میں اومنقود نے سنہ ۴۰۴ھ میں بادیہ ہلاکت کا سفر اختیار کیا بہمند تنہا برشلونہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ سنہ ۴۱۰ھ میں یہ بھی رہگرائے ملک عدم ہوا اسکا بیٹا یلتنیفر تخت نشین ہوا چونکہ یہ کم سن تھا اسکی ماں امور سیاست کی نگراں ہوئی۔ اس سے اور اور ملوک طوائف اندلس یحییٰ بن منذر سے لڑائی ہوئی تھی یہ وہی عیسائیہ ملکہ ہے جس نے سرحد طرطوشہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ سلسلہ حکومت بہمند ہی کے نسل میں قائم رہا۔ موحدوں کے آخری دور حکومت میں اسکا بادشاہ جامعہ بن بطیرہ بن اوفونش بن بہمند تھا اسی نے بلنسہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے اندنوں (یعنی آٹھویں صدی ہجری میں) ان کے بادشاہ کا نام بطرہ ہے مجھے اسکے نسب سے کوئی ذاتی اطلاع نہیں ہوئی کہ کس طرح پر اسکا نسب اسکی قوم سے ملتا ہے اس صدی (آٹھویں) کے تیسویں سال میں اس نے سریر حکومت پر قدم رکھا تھا اور اسوقت تک یہ زندہ ہے اسکا بیٹا بوجہ اسکے ضعیف و معمر ہونے کے اسپر غالب ہے واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

اخبار حکمرانان عرب جنہوں نے زیر اثر دولت عباسیہ بلاد اسلامیہ پر حکومت کی

ان حکمرانان عرب میں سے جنہوں نے علم خلافت عباسیہ کے زیر اثر بلاد اسلامیہ پر حکمرانی کی پہلے ہم بنو اغلب والیان افریقہ کے حالات معرض تحریر میں لاتے ہیں اور انکے ابتداء حکومت اور جملہ احوال کو لکھنا چاہتے ہیں۔

عہد خلافت عثمانؓ بن عفان کے تذکرہ میں عبداللہ بن ابی سرح کے ہاتھوں افریقہ کی فتح کی کیفیت ہم تحریر کر آئے ہیں کہ یہ بیس ہزار صحابہ اور سرداران عرب کی جمعیت سے افریقہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ عیسائیوں کے اس گروہ کو جو کہ وہاں پر فرانس، روم اور

بربر کا موجود تھا منتشر و پراگندہ کیا تھا انکے دار السلطنت سبیطلہ کو منہدم و مسمار کر کے انکے مال و اسباب چھین لئے تھے ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنالیں تھیں۔ انکے حکومت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا تھا سواران عرب نے افریقہ کے میدانوں کو اپنا جولانگاہ بنا لیا اور اہل کفر کو اس سختی سے قتل و قید کرنا شروع کیا کہ اہل افریقہ نے عبداللہ بن ابی سرح فاتح افریقہ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ تین سو قنطار سونا آپ ہم سے لیکر معہ عرب کے اپنے ملک کو واپس جائیں چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ۲۷ھ میں مصر کی جانب معاودت کی۔

معاویہ بن خدیج ۳۴ھ میں معاویہ بن ابی سفیان نے معاویہ بن خدیج کونی گورنر مصر کو افریقہ پر جہاد کرنے کی ہدایت کی پس معاویہ بن خدیج نے فوجیں آراستہ کر کے افریقہ کی طرف قدم بڑھایا۔ جلولاء پر پہونچکر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا رومیوں کے اُس لشکر سے مقابلہ ہوا جسکو بادشاہ قسطنطنیہ نے افریقہ کی حمایت کی غرض سے روانہ کیا تھا مقام قصر احمر میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دی اور کمال ابتری کے ساتھ انکو انکے ملک کی جانب لوٹا دیا جلولاء پر اسلامی جھنڈا نصب کر دیا گیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اطراف و جوانب کو جی کھولکر تاخت و تاراج کیا اور واپس آئے۔

عقبہ بن نافع ۴۵ھ میں معاویہ بن ابی سفیان نے عقبہ بن نافع بن عبداللہ بن قیس فہری کو افریقہ کے سر کرنے پر مامور کیا اور معاویہ بن حدیج کے قبضہ سے اسکی عنان حکومت نکال لی پس عقبہ بن نافع نے قیروان کو آباد کیا بربریوں سے معرکہ آرا ہوئے اور ان کے ملک کو معقول طور سے پامال کیا۔

ابو المہاجر پھر معاویہ بن ابی سفیان نے مصر اور افریقہ کی حکومت پر مسلمہ بن مخلد کو مامور کیا اسنے عقبہ کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اپنے غلام ابو المہاجر دینار کو ۵۵ھ میں اسکی

سند حکومت عطا کی۔ ابو المہاجر نے مغرب پر جہاد کیا فتح کرتا ہوا تلمسان تک پہونچا عقبہ نے قیروان کو اپنی معزولی کی وجہ سے خراب و ویران کر ڈالا۔ مگر ابو المہاجر کی ترقی کو نہ روک سکا اسکے ہاتھ پر متعدد لڑائیوں کے بعد جسمیں اسکو فتحیابی نصیب ہوئی تھی کسیلہ اوربی مشرف باسلام ہوا۔

عقبہ بن نافع کی دوبارہ گورنری جسوقت یزید بن معاویہ نے عنان حکومت وسلطنت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اسوقت عقبہ بن نافع نے ۶۲ھ میں افریقہ کی جانب مراجعت کی چنانچہ عقبہ نے افریقہ میں داخل ہو کر بربریوں کو مرتد پایا۔ پس اس نے ان لوگوں پر حملہ کی تیاری کی۔ زہیر بن قیس بلوی کو مقدمہ (ہراول) پر متعین کیا۔ رومی اور فرانسیسی لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد ان کے قلعات ملبس اور باغایہ کو فتح کر لیا زاب کے دارالسلطنت اذنہ پر بھی بزور تیغ قابض ہو گیا اسکے بادشاہ کو جو کہ بربری نسل سے تھا قید کر لیا۔ بیحد مال غنیمت ہاتھ لگا بعد ازاں طنجہ کی جانب کوچ کیا بلیان بادشاہ غمارہ اور والی طنجہ نے علم حکومت اسلام کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ہدایا اور تحائف پیش کئے بلاد بربر اور اسکے اس پار مغرب کے سر کرنے کی بھی رہنمائی کی دلیلی، صنہ، رہدن، بلاد مصامدہ اور بلاد سوس وغیرہ کے فتح کرنے کی راہیں تبلائیں۔ یہ لوگ اسوقت تک مجوسی مذہب کے پابند تھے، عیسائی مذہب میں داخل نہیں ہوئے تھے چنانچہ عقبہ نے ان بلاد کی جانب قدم بڑھایا۔ بہت بڑی اور نمایاں فتح نصیب ہوئی۔ ہزاروں مردوں اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا بیحد مال واسباب ہاتھ آیا۔ حد سے زیادہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آیا فتح کرتا ہوا سوس پہونچا۔ مسوفہ اہل شام سے سوس کے سرحد پر لڑائی ہوئی شکست مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ عقبہ نے بحر محیط پر چندے قیام کر کے مراجعت کی اور اپنی فوج ظفر موج کو قیروان میں آملنے کی ہدایت فرمائی۔

چونکہ کسیلہ بادشاہ اروبہ اور برانس بربری کو بوجہ محاصرہ اور جنگ کے عقبہ بن نافع کی جانب سے دلی کینہ پیدا ہو گیا تھا ان لوگوں نے بوقت مراجعت موقع پا کر مقام تہودا میں

عساکر اسلامیہ سے چھیڑ چھاڑ کی عقبہ معہ تین سو کبار صحابہ اور تابعین کے کھیت رہا اسی لڑائی میں محمد بن اوس انصاری معہ چند مسلمانوں کے قید کر لیا گیا تھا جس کو والی قفصہ نے۔ ہاکر کے معہ ان لوگوں کے جو اسکے ہمراہ تھے قیروان بھیجدیا۔ اسی اثنار میں زہیر بن قیس بھی قیروان واپس آیا ان واقعات کو سن کے آگ بگولا ہو گیا اور بربرانس کی سرکوبی کے قصد سے فوج کی درستی کا حکم دیا حنش بن عبداللہ صنعانی نے اس لڑائی سے مخالفت کی اور اسکے لشکر سے علیحدہ ہو کر مصر کا راستہ لیا۔ چند لوگوں نے اسکی متابعت کی مجبوراً زہیر کو بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلنا پڑا برقہ میں پہونچکر با نتظار امداد قیام پذیر ہوا۔ ہیرو کے چلے آنے کی وجہ سے ان لوگوں نے جو اسوقت قیروان میں تھے کسیلہ سے امن کی درخواست کی کسیلہ نے ان لوگوں کو امن دی قیروان میں آیا اور یہ لوگ اسکے ظل حمایت میں مقیم رہے۔

زہیر بن قیس بلوی جسوقت عبدالملک بن مروان نے عنان خلافت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اسوقت اسنے برقہ میں زہیر بن قیس بلوی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور بربریوں کے میدان جنگ کا زہیر کو افسر اعلیٰ مقرر کیا پس زہیر نے ۶۷ھ میں افریقہ پر حملہ آور ہوا مقام میس اطراف قیروان میں کسیلہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سخت اور خونریز لڑائیوں کے بعد زہیر نے کسیلہ کو ہزیمت دی اور اثنار گیر و دار میں اسکو قتل کر ڈالا علاوہ اسکے اور بہت سے سرداران بربر اور انکے نامی نامی جنگجو کھیت رہے۔ بعد اسکے زہیر نے مشرق کی جانب مراجعت کی اور یہ کہا کہ میں اس اطراف میں جہاد کی غرض سے آیا تھا۔ مگر اب مجھے یہ خوف پیدا ہوا ہے کہ میرا نفس دنیا کی جانب مائل ہو رہا ہے چنانچہ مصر کی طرف کوچ کیا سواحل برقہ پر بادشاہ قسطنطنیہ کی جنگی کشتیوں کے بیڑے نے مزاحمت کی جو زہیر کے روک تھام کو روانہ کیا گیا تھا زہیر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا۔ عیسائیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ میں شہادت نصیب ہوئی۔

حسان بن نعمان غسانی پھر عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر کی شہادت

اور مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد حسان بن نعمان غسانی کو افریقہ پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور عظیم فوج سے اسکی مدد کی چنانچہ حسان بن نعمان قیروان میں داخل ہوا اور بزور تیغ قرطاجنہ کو مفتوح کرکے ویران کر ڈالا جسقدر رومی اور فرانسیسی قرطاجنہ میں تھے صقلیہ اور اندلس کی جانب بھاگ گئے بعد ازاں پھر عیسائیوں نے صطفورا اور بنزرت میں متفق ہو کر عساکر اسلامیہ کا مقابلہ کیا حسان نے اس معرکہ میں بھی ان لوگوں کو ہزیمت دی عیسائیوں نے باجہ اور بونہ میں جا کے پناہ لی بعدہ حسان نے کاہنہ ملکہ جراوہ کے قصد سے کوہ اوراس کی طرف قدم بڑھایا اُن دنوں ملوک بربر میں سے اسکی قوت و شوکت بہت بڑھی چڑھی تھی اس سے اور عساکر اسلامیہ سے لڑائیاں ہوئیں۔ کمیت بربریوں کے ہاتھ رہا مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا بعد خاتمہ جنگ کاہنہ نے سوائے خالد بن یزید قیسی کے سبھوں کو رہا کر دیا۔ اِن کو اپنے دو لڑکوں کے ساتھ دودھ پلایا اور ان کو انکا رضاعی بھائی بنایا اور عرب کو افریقہ سے نکال دیا۔

حسان نے شکست کھا کے برقہ میں پہونچکر دم لیا خلیفہ عبد الملک کا فرمان پہونچا لکھا تھا کہ جب تک دار الخلافت سے امدادی فوجیں نہ پہونچیں تم برقہ میں قیام پذیر رہو۔ چنانچہ ۷۴ھ میں دار الخلافت دمشق سے امدادی فوجیں وارد برقہ ہوئیں پس حسان نے سامان جنگ درست کرکے افریقہ کی جانب کوچ کیا اور خالد بن یزید سے درپردہ خط و کتابت کرکے ملا لیا اور اوراسکو کاہنہ کے خلاف ابھار دیا پس ایک روز بحالت غفلت خالد نے کاہنہ کا کام تمام کر دیا حسان نے کوہ اوراس پر پہونچکر قبضہ کر لیا اور اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرکے قیروان کی جانب مراجعت کی اس واقعہ کے بعد سے بربریوں کو جان و مال کی امان دی گئی اُن پر اور رومیوں اور فرانسیسیوں پر جان کے ساتھ تھے خراج مقرر کیا گیا اور یہ شرط لکھا لی گئی کہ بارہ ہزار بربر جوان ہمیشہ ہر جہاد میں عساکر اسلامیہ کے ہمرکاب رہا کریں خلیفہ عبد الملک نے حسان کی واپسی کے بعد عساکر اسلامیہ میں سے صالح نامی ایک شخص کو بجائے حسان کے افریقہ پر مامور و متعین کیا۔

موسیٰ ابن نصیر ولید بن عبد الملک نے سریر خلافت پر متمکن ہو کر اپنے چچا عبد اللہ کو

جو کہ مصر کا گورنر تھا (بعضے کہتے ہیں کہ عبدالعزیز کو) لکھ بھیجا کہ موسیٰ ابن نصیر کو جہاد کی غرض سے افریقیہ کی جانب روانہ کرو۔ موسیٰ کا باپ نصیر معاویہ کا محافظ (باڈی گارڈ) تھا چنانچہ عبداللہ نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا قیروان پہونچا۔ قیروان میں صالح گورنری کر رہا تھا جسکو حسان کے بعد خلیفہ عبدالملک نے مامور کیا تھا۔ موسیٰ نے اسکو بھی فوج کے ایک حصہ کا سردار مقرر کیا۔ بربریوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ ان لوگوں نے عہد واقرار کو نسیاً منسیاً کر کے بلاد اسلامیہ پر دانت لگا یا تھا۔ موسیٰ نے ملک افریقہ میں اپنی فوج کو پھیلا دیا جزیرہ میورقہ کی جانب اپنے بیٹے عبداللہ کو براہ دریا حملہ کرنے کو روانہ کیا بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا تب اسکو دوسری جانب بڑھنے کا حکم دیا اسی طرح اپنے دوسرے بیٹے مروان کو ایک سمت کی طرف حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جانب کو بڑھا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزاروں کو گرفتار کر کے غلام بنا لیا مال غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اس میں ستر ہزار قیدی تھے۔ موسیٰ نے ان اطراف سے ایک گونہ فراغت حاصل کر کے طنجہ پر فوج کشی کی درعہ اور صحراسے تافیلالت کو مفتوح کیا اور اپنے بیٹے کو اس کی جانب روانہ کیا۔ بربریوں کو اسکی شوکت وجلالت اور جنگ وجدال سے اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا سبھوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں مصامدہ نے بطور ضمانت اپنے سرداروں اور امیروں کے لڑکوں کو عساکر اسلامیہ کے حوالہ کر دیا موسیٰ نے ان لوگوں کو طنجہ میں ٹھہرایا یہ واقعہ ۸۸ھ کا ہے بعد ازاں موسیٰ نے طنجہ کی گورنری پر طارق بن زیاد لیثی کو مامور کیا۔ طارق نے طنجہ سے اندلس کی طرف اقدام بڑھایا۔ اندلس کے فتح کی بلیان (جولین) بادشاہ غمارہ (والی قلعہ سیوٹا) نے طارق کو ترغیب دی تھی چنانچہ ۹۰ھ میں اندلس مفتوح ہوا اسکے بعد ہی موسیٰ بن نصیر بھی اندلس جا پہونچا اور اسکی فتح کی تکمیل کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بعد فتح اندلس موسیٰ بن نصیر نے افریقہ پر بجائے اپنے عبداللہ اپنے بیٹے کو اور اندلس پر اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو مامور کر کے مشرق کی جانب مراجعت کی۔ اتنے میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان

نے سریر خلافت پر ۹۶ھ میں قدم رکھا۔ اس نے موسیٰ سے ناراض ہو کر قید کر دیا۔

محمد بن یزید سلیمان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد موسیٰ کو قید کر دیا اور اسکے بیٹے عبداللہ کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے بجائے اسکے محمد بن یزید (قریش کے غلام) کو سند حکومت عطا کی پس محمد بن یزید ہی گورنری افریقہ پر رہا تا آنکہ سلیمان نے وفات پائی۔

اسماعیل بن مہاجر سلیمان کی وفات کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے عبائے خلافت زیب بدن کیا انھوں نے افریقہ کی گورنری پر اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر کو متعین کیا یہ شخص نہایت نیک دل خلیق اور عادات حسنہ کا مخزن تھا اسی کے زمانہ گورنری میں کل بربری مشرف باسلام ہوئے

یزید بن ابی مسلم یزید بن عبدالملک نے سریر خلافت پر متمکن ہو کر افریقہ کی سند حکومت یزید بن مسلم (یہ حجاج کا غلام اور نیز سکریٹری تھا) کو عطا کی ۱۰۱ھ میں یزید بن ابی مسلم وارد افریقہ ہوا اپنے بربریوں کے ساتھ بڑی بدخلقی کی کج ادائی سے پیش آیا۔ آدمیوں پر باوجود دائرہ اسلام میں داخل ہو جانے کے جزیہ مقرر و قائم کیا جیسا کہ حجاج نے عراق میں کیا تھا۔ بربریوں نے اسکی حکومت کے ایک مہینہ بعد قتل کر ڈالا اور محمد بن یزید کو جو کہ اسماعیل کے پہلے گورنر تھا اپنا امیر حکمران بنایا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت یزید بن ابی مسلم کے قتل کر ڈالنے کی معذرت لکھی یزید بن عبدالملک نے انکی معذرت کو قبول فرمایا اور محمد بن یزید کو گورنری افریقہ پر بحال و قائم رکھا۔

بشیر بن صفوان کلبی بعد ازاں یزید بن عبدالملک نے افریقہ کی گورنری پر بشیر بن صفوان کلبی کو متعین کیا چنانچہ ۱۰۳ھ میں بشیر بن صفوان افریقہ میں وارد ہوا۔ نظام حکومت کو درست کر کے بغاوتوں اور خود سریوں کو رفع دفع کیا اور بنفسہ ۱۰۹ھ میں صقلیہ پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہوا

عبیدہ بن عبدالرحمن پھر ہشام بن عبدالملک نے بشیر بن صفوان کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے بجائے اسکے عبیدہ بن عبدالرحمن سلمی برادر زادہ ابوالاعور کو سند حکومت عطا کی پس ۱۱۰ھ میں عبیدہ وارد افریقہ ہوا

عبیداللہ بن حجاب بعد چندے عبیدہ بن عبدالرحمن مذکور کو ہشام بن عبدالملک تاجدار خلافت اموریہ نے معزول کر کے عبیداللہ بن حجاب (بنو سلون کے غلام) کو گورنری افریقہ پر مامور کیا عبیداللہ بن حجاب مصر کا والی تھا ہشام نے اسکو افریقہ کی گورنری پر جانے کا حکم دیا۔ پس عبیداللہ نے مصر پر اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اپنا قائم مقام بنا کر افریقہ کی جانب کوچ کیا ۱۱۴ھ میں افریقہ پہنچا جامع تونس تعمیر کرائی، جنگی وبحری مرکبوں کے بنانے کے لئے ایک دارالصناعہ بنایا۔ طنجہ کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مامور کیا اور عمر بن عبیداللہ بن مرادی کو اسکے ہمراہ بھیجا۔ اندلس کی امارت عقبہ بن حجاج قیسی کو دی اور حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو ملک مغرب پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ حبیب بن عبیدہ جہاد کرتا ہوا اقصائے سوس اور سرزمین سودان تک پہونچ گیا بہت سا مال غنیمت از جنس سیم وزر لونڈی غلام لے کے مراجعت کی۔ تمام بلاد مغرب اور قبائل بربر کو زیر وزبر کر دیا۔ بعد ازاں دوبارہ براہ دریا ۱۲۲ھ میں صقلیہ پر جہاد کیا اس مہم میں عبدالرحمن بن حبیب بھی اسکے ہم رکاب تھا سرقوسہ پر پہونچ کے پڑاؤ کر دیا جو کہ صقلیہ کا بہت بڑا شہر تھا نہایت سختی سے کل جزیرہ پر تاخت وتاراج کا ہاتھ بڑھایا آخرالامر اہل صقلیہ نے جزیہ دینا قبول کیا۔

چونکہ محمد بن عبداللہ والی طنجہ نے بربریوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی تھی اور ان میں سے جو لوگ مشرف باسلام ہوگئے تھے اُن پر بھی جزیہ قائم کرنے کا بایں گمان فاسد قصد کر لیا تھا کہ یہ مال غنیمت ہے اسوجہ سے بربریوں کو اشتعال پیدا ہوا اور سب کے سب متفق ہو کر بغاوت کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ لشکر اسلام بسر کردگی حبیب بن عبیدہ صقلیہ پر جہاد کرنے کو گیا ہوا ہے میسرہ مظفری صفریہ خوارج کے علم حکومت کا مطیع ہو کر طنجہ پر چڑھ آیا اور محمد بن عبداللہ کو قتل کر کے طنجہ پر قابض ہوگیا بربریوں نے بھی اسکی اطاعت کا غاشیہ اپنے گردنوں پر رکھ لیا اور اسکی حکومت وخلافت کی بیعت کر کے "امیرالمومنین" کے لقب سے مخاطب کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ باتیں تمام قبائل افریقہ میں پھیل گئیں۔ عبداللہ بن حجاب نے

ان واقعات سے مطلع ہو کر خالد بن حبیب فہری کو بسر افسری باقیماندہ لشکر اسلام جو اسوقت اسکے ساتھ تھا اس طوفان بے امتیازی کے روک تھام کو روانہ کیا اور حبیب بن عبیدہ کو معہ اس لشکر اسلام کے جو اسکے رکاب میں تھا طلب کر کے خالد کی روانگی کے بعد ہی بطور کمک افریقہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ اطراف طنجہ میں میسرہ اور بربریوں سے عساکر اسلامیہ کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر آپ ہی آپ فریقین جنگ سے ہاتھ کھینچ کر علیحدہ ہو گئے میسرہ نے طنجہ کی جانب مراجعت کی بربر نے میسرہ کی کج ادائی کی وجہ سے میسرہ پر پلٹ کر حملہ کر دیا اور اسکو قتل کر کے بجائے اسکے خالد بن حبیب زناتی کو اپنا امیر بنایا کل بربر نے اسکی امارت کو تسلیم کیا۔ اتنے میں خالد بن حبیب لشکر عرب اور فوج ہشام لئے ہوئے پہونچ گیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا اس معرکہ میں ان لوگوں کو ہزیمت ہوئی خالد بن حبیب اور عرب کا ایک گروہ کھیت رہا اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام غزوۃ الاشراف رکھا گیا۔ ان واقعات سے عبید اللہ بن حجاب سے افریقہ باغی ہو گیا۔ اسکی خبر اندلس میں پہونچی تو اہل اندلس نے اپنے گورنر عقبہ بن حجاج کو معزول کر کے عبد الملک بن قطن کو اپنا امیر بنا لیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔

کلثوم بن عیاض جسوقت ہشام بن عبد الملک کے دربار خلافت میں مغرب میں عساکر اسلام کی ہزیمت اور عبید اللہ بن حجاب سے افریقہ کی بغاوت خبر موصول ہوئی تاجدار خلافت اموی نے عبد اللہ بن حجاب کو واپس آنے کو لکھا اور افریقہ کی حکومت پر ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض کو متعین فرمایا۔ اسکے مقدمۃ الجیش (ہراول) پر بلج بن بشر قشیری تھا کلثوم نے قیروان میں پہونچکر اہل قیروان میں پہونچکر اہل قیروان کے ساتھ برے برتاؤ کئے اہل قیروان نے حبیب بن عبیدہ سے شکایت کی حبیب اسوقت تلمسان میں مقیم تھا اور بربریوں کا موافق اور ہوا خواہ تھا چنانچہ حبیب نے کلثوم بن عیاض کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور آیندہ ایسے افعال کے ارتکاب سے منع کیا اور کسیقدر دھمکی بھی دی۔ کلثوم بن عیاض نے معذرت کی اور قیروان پر عبد الرحمن بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے براہ سبتہ کوچ کیا رفتہ رفتہ تلمسان پہونچا۔ حبیب بن عبیدہ سے مڈبھیڑ ہوئی

دو دو ہاتھ دونوں لڑ گئے پھر متفق ہو کر دونوں خود کردہ پر پشیمان ہو کر لشکر اسلام کی طرف لوٹے بربریوں نے ان لوگوں پر وادی طنجہ یعنی وادی سبو میں حملہ کیا بلج کو جو کہ ہراول کا افسر تھا شکست ہوئی بھاگ کر کلثوم کے پاس پہونچا۔ بربری بھی تعاقب کناں پہونچ گئے نہایت سختی سے لڑائی ہونے لگی۔ کلثوم اور حبیب بن عبیدہ کام آئے لشکر اسلام کا اکثر حصہ کھیت رہا اہل شام نے معہ بلج بن بشیر کے سبتہ میں جاکے پناہ لی۔ بربریوں نے پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا محصورین نے عبدالملک بن قطن امیر اندلس سے اندلس میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی عبدالملک نے ان لوگوں کو صرف ایک برس قیام کی اجازت دی اور اس امر پر ان سے ضمانت لے لی۔ انقضائے مدت کے بعد عبدالملک نے ان لوگوں سے ایفاء وعدہ کا مطالبہ کیا ان لوگوں نے پہلے کچھ حیلہ حوالہ کیا جب اس سے کام نہ چلا تو ایک روز ان لوگوں نے اسکو قتل کر ڈالا اور بلج نے اندلس پر قبضہ کر لیا عبدالرحمن بن حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع بھی جسوقت اسکا باپ حبیب کلثوم کے ساتھ مارا گیا اور بلج نے اندلس میں پہونچ کے قبضہ کر لیا اس امید موہوم پر کہ کبھی نہ کبھی میں بھی حکومت اندلس پر قابض ہو جاؤں گا اندلس چلا گیا اور اسی فکر میں ڈوبا رہا پس جب ابوالخطار منجانب حنظلہ امیر اندلس ہو کر وارد اندلس ہوا تو عبدالرحمن حکومت اندلس سے ناامید ہو کر سنہ ۱۲۶ھ میں تونس کی جانب واپس آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہشام نے وفات پائی تھی اور ولید بن یزید سریر خلافت پر متمکن ہو چکا تھا پس عبدالرحمن حکومت و سلطنت کا دعویدار ہو گیا اور قیروان کی طرف کوچ کر دیا۔ حنظلہ نے یہ سنکر عبدالرحمن کے روک تھام کے لئے اپنے لشکر کے چند سرداروں کو عبدالرحمن کے پاس بھیجا۔ عبدالرحمن نے بلطائف الحیل ان لوگوں سے ملاقات تک نہ کی اور نہایت تیزی سے قیروان کی جانب سفر کرنے لگا حنظلہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب مسلمانوں میں باہم خونریزی کا سلسلہ جاری ہوا چاہتا ہے سنہ ۱۲۷ھ میں افریقہ سے مغرب کی جانب مراجعت کی اور عبدالرحمن نے دارالامارت میں داخل ہو کر افریقہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور مروان بن محمد کو اپنی جانب سے افریقہ کی گورنری پر مامور کیا۔ بعد اسکے خوارج

ہر چہار طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے۔ عمر بن عطاب ازدی نے طبیناش میں عروہ بن ولید صفری نے تونس میں ثابت صنہاجی نے باجہ میں اور عبدالجبار بن حرث نے طرابلس میں علم مخالفت وپیکار بلند کیا۔ یہ لوگ فرقہ اباضیہ سے تھے۔ عبدالرحمٰن نے ۱۳۱ھ میں ثابت اور عبدالجبار پر فوج کشی کی اور ان دونوں کو ہزیمت دے کے اثنار جنگ میں دونوں کو ملک عدم کی طرف چلتا کیا۔ اسی زمانہ میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کو عمر بن عطاب کی گوشمالی کی غرض سے طبنیاس روانہ کیا تھا الیاس نے بھی عمر کو ہزیمت دے کے مار ڈالا بعد ازاں عبدالرحمٰن نے عروہ کی سرکوبی کو تونس پر چڑھائی کی اور اسکا بھی کام تمام کر دیا۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے خوارج کی جمعیت منتشر ہوگئی۔

پھر ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن نے بربر سے جنگ کرنے کو اطراف تلمسان پر چڑھائی کی بربر کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی عبدالرحمٰن نے کامیابی کے ساتھ مراجعت کی بعدہ ایک فوج کو براہ دریا صقلیہ کی طرف روانہ کیا اور دوسری فوج کو سردانیہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ فرانسیسیوں سے بہت سخت لڑائی ہوئی خوب خوب ان کو نیچا دکھایا تاآنکہ عیسائیان فرانس نے جزیہ دینا قبول و منظور کیا۔ ان واقعات کے بعد بنو عباس کی حکومت کا دور آگیا عبدالرحمٰن نے اظہار اطاعت کی غرض سے خلیفہ سفاح کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی بعد اسکے ابوجعفر منصور کے دربار میں بھی اطاعت فرمانبرداری کی عرضی بھیجی۔ بنو امیہ کا ایک گروہ کثیر افریقہ چلا آیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جو کہ افریقہ میں اسکے پاس چلے آئے تھے قاضی و عبدالمومن پسران ولید بن یزید تھے ان کے ہمراہ ان کی چچازاد بہن بھی چلی آئی تھی عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کا عقد اس سے کر دیا۔ بعد چندے عبدالرحمٰن تک یہ خبر پہونچائی گئی کہ قاضی و عبدالمومن حکومت و سلطنت کے دعویدار ہیں عبدالرحمٰن نے یہ سنتے ہی ان دونوں بھائیوں کو قتل کرا دیا عبدالرحمٰن کے اس فعل سے مقتولوں کی چچازاد بہن کو بیحد ناراضی پیدا ہوئی اپنے شوہر الیاس کو اسکے بھائی عبدالرحمٰن کی جانب سے برانگیختہ کر دیا اور کینہ و عداوت کا بیج اسکے دل میں کافی طور سے بو دیا۔ اتفاق سے

انہیں دنوں عبدالرحمن نے تھوڑے سے تحائف ایک معذرت نامہ کے ساتھ خلیفہ ابوجعفر منصور کی خدمت میں روانہ کیا تھا خلیفہ منصور نے معذرت کو قبول نہ فرمایا اس پر عبدالرحمن نے خلیفہ منصور کو بُرے الفاظ سے مخاطب کیا منصور نے تہدیدآمود فرمان تحریر کیا اور خلعت بھیجی عبدالرحمن نے بغاوت کا اظہار کردیا اور برسر منبر اسکی خلعت پھاڑ ڈالی۔ اسکے بھائی الیاس کو جس مقصد کے حاصل کرنے کا متلاشی تھا موقع مل گیا سرداران لشکر کو ملا جلا کے عبدالرحمن کی مخالفت اور خلیفہ منصور کی دوبارہ حکومت و خلافت تسلیم کرنے پر اُبھار دیا اس معاملہ میں اپنے بھائی عبدالوارث کو شریک اور رازدار بنا لیا۔ عبدالرحمن کو ان دونوں کے ارادہ سے آگاہی ہوگئی الیاس کو ٹونس جانے کا حکم دیا روانگی کے وقت رخصت کرنے کی غرض سے آیا اسکے ساتھ اسکا بھائی عبدالوارث بھی تھا پس الیاس و عبدالوارث نے عبدالرحمن کو مار ڈالا یہ واقعہ ۱۳۷ھ میں عبدالرحمن کی حکومت کے دسویں سال واقع ہوا۔

حبیب بن عبدالرحمن عبدالرحمن کے مارے جانے کے بعد اسکا بیٹا حبیب ٹونس کی طرف بھاگ گیا الیاس اور عبدالوارث نے ہر چند اسکی تلاش کی قصر امارت کے دروازے بند کرالئے مگر حبیب ہاتھ نہ آیا اسکا چچا عمران بن حبیب ٹونس میں تھا۔ الیاس نے حبیب کا تعاقب کیا عمران اور الیاس میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں بالآخر اس پر مصالحت ہوگئی کہ قفصہ، قصطیلہ اور نفزاوہ حبیب کو دیا جائے۔ ٹونس، صطفورہ یعنی تبرزو اور جزیرہ پر عمران کا قبضہ رہے باقی بلاد افریقہ الیاس کے زیر حکومت تصور کیا جائے اس صلح کی تکمیل ۱۳۸ھ میں ہوئی۔ چنانچہ حبیب نے اپنے بلاد کی طرف جو کہ بروئے صلحنامہ اسکو ملے تھے کوچ کیا اور الیاس نے معہ اپنے بھائی عمران کے ٹونس کا راستہ لیا۔ اثنار راہ میں الیاس نے عمران کے ساتھ دغا کی اسکو معہ ایک گروہ شرفاء کے مار کر قیروان کی جانب لوٹ آیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضداشت معرفت عبدالرحمن بن زیاد بن انعم قاضی افریقہ دربار خلافت ابوجعفر منصور میں روانہ کی بعد اسکے حبیب نے ٹونس پہونچکر قبضہ کرلیا الیاس کو اسکی خبر لگی تو اسنے ٹونس میں پہونچ کے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا حبیب نے میدان خالی دیکھ کر

چپکے سے قیروان کا راستہ لیا اور پہونچتے ہی قابض ہو گیا جبل کے دروازہ کھولدیئے۔ الیاس اس واقعہ سے مطلع ہو کر بہ تلاش حبیب قیروان کی طرف لوٹا۔ اسکے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر حبیب سے جا ملے پس جسوقت دونوں چچا بھتیجہ ایک دوسرے کے مقابلہ پر آیا حبیب نے اپنے چچا الیاس کو جنگ کی غرض سے للکارا چنانچہ دونوں شمشیر بکف میدان میں آ گئے حبیب نے نہایت تیزی سے اپنے چچا کا کام تمام کر دیا اور مظفر و منصور قیروان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا یہ واقعہ آخری ۱۳۸ھ کا ہے اسکا دوسرا چچا عبدالوارث بربر کے قبائل سے قبیلہ وربجومہ میں جا کے پناہ گزیں ہوا اس قبیلہ کا سردار ان دنوں عاصم بن جمیل نامی ایک شخص تھا۔ اسکو کہانت میں ید طولیٰ حاصل تھا اسنے دعوئ نبوت کیا تھا عبدالوارث کو اسی نے امن دی تھی حبیب نے یہ خبر پاکر ان لوگوں پر چڑھائی کی ان لوگوں نے حبیب کو قابس کی جانب ہزیمت دی اس سے ان لوگوں کی حکومت مستقل اور مستحکم ہو گئی۔ قیروان کے عربوں نے عاصم بن جمیل کو قیروان پر حکومت کرنے کے لئے لکھ بھیجا مگر شرط یہ کی کہ خلیفہ منصور کی حکومت تسلیم اور اسکی دولت کی حمایت کرنا ہو گی عاصم نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ فوجیں آراستہ کر کے قیروان پر چڑھ آیا عربوں کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی۔ کمال ابتری سے پسپا ہوئے۔ عاصم نے مسجدوں کو ویران و مسمار کر دیا اور انکی بے توقیری کی۔ بعد ازاں بقصد حبیب بن عبدالرحمٰن قابس کی طرف بڑھا دونوں حریف میں لڑائی ہوئی میدان عاصم کے ہاتھ رہا حبیب شکست کھا کے کوہ اوراس چلا گیا اہل کوہ اوراس نے اسکو اپنے یہاں پناہ دی اتنے میں عاصم آپہونچا دونوں میں لڑائی ہوئی میدان اہل جبل اور اسکے ہاتھ رہا ایک گروہ اسکے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ اسکے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالملک نامی ایک شخص حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کر کے حکومت وربجومہ اور قیروان پر قابض و متصرف ہو گیا الیاس کی حکومت افریقہ پر ڈیڑھ سال رہی اور حبیب کی امارت تین سال۔

عبدالملک بن ابی الجعد وربجومی	عبدالملک بن ابی الجعد نے حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کر کے قبائل وربجومہ میں قیروان کی طرف مراجعت کی اور پہونچتے ہی قیروان پر قابض ہو گیا

کی۔ اغلب نے حسن کو ہزیمت دے کے قیروان کی طرف قدم بڑھایا۔ حسن نے پلٹ کر قیروان کے باہر اغلب پر پھر حملہ کر دیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اثنار جنگ میں اغلب کو ایک تیر آ لگا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا اسکے ہمراہیوں نے ابوالمخارق عغار طائی کو اپنا امیر بنایا جو کہ طرابلس کی حکومت پر تھا اور نہایت مردانگی سے حسن پر حملہ آور ہوئے حسن شکست کھا کے ٹونس کی جانب بھاگا اور جب وہاں بھی اسکو پناہ نہ ملی تو کتامہ میں جا کے دم لیا اور سواران ابوالمخارق اسکے تعاقب میں تھے دو مہینے بعد کتامہ سے پھر ٹونس کی طرف مراجعت کی شاہی لشکر نے گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اغلب کے ہمراہیوں نے اسکو اس مقام پر قتل کیا تھا جہاں پر کہ اغلب مارا گیا تھا۔ ان واقعات کے بعد ابوالمخارق عغاری طائی افریقہ پر حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ وہ حوادث پیش آئے جسکو ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

عمر بن حفص ہزار مرد خلیفہ ابوجعفر منصور نے اغلب بن سالم کے مارے جانے کی خبر سنکر بجائے اسکے افریقہ پر عمر بن حفص ہزار مرد کو مامور کیا۔ عمر بن حفص قبیصہ بن ابی صفرہ برادر مہلب کی اولاد سے تھا۔ چنانچہ ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص وارد افریقہ ہوا۔ تین برس تک کمال انتظام سے حکومت کرتا رہا بعد ازاں شہر طبنہ کی بنا کی غرض سے طبنہ کی طرف روانہ ہوا اور قیروان پر بجائے اپنے ابوحازم حبیب بن حبیب مہلبی کو مامور کر گیا عمر بن حفص کی روانگی طبنہ کے بعد بربریوں نے افریقہ میں یورش کی۔ اہل افریقہ کو دبا لیا قیروان کی طرف بڑھے۔ ابوحازم سے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے ابوحازم کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بربر اباضیہ نے طرابلس میں مجتمع ہو کر ابوحاتم یعقوب بن حبیب اباضی کو اپنا امیر مقرر کیا ابوحاتم بنی کندہ کا خادم تھا۔ ان دنوں طرابلس کی حکومت پر جنید بن یسار اسدی عمر بن حفص کی طرف سے مامور تھا عمر بن حفص نے اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابوحاتم سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابوحاتم نے شاہی لشکر کو ہزیمت دیکر قابس میں ان پر محاصرہ ڈالدیا اس واقعہ سے تمام افریقہ میں بغاوت پھیل گئی پھر بربریوں نے فوجیں فراہم کر کے طبنہ کی جانب کوچ کیا اور عمر بن حفص کا اسمیں محاصرہ کر لیا۔ محاصرین میں

ابو قرہ یعقوبی چالیس ہزار صفریہ کی جمعیت سے عبدالرحمٰن بن رستم پندرہ ہزار اباضیہ کے ساتھ اور مسوز زناتی دس ہزار اباضیہ کو لیکر آیا ہوا تھا علاوہ انکے بہت سے خوارج صنہاجہ، زناتہ اور ہوارہ کے آئے ہوئے تھے جو شمار اور تعداد سے باہر تھے۔ عمر بن حفص نے نہایت دانائی سے ان لوگوں کی مدافعت کی ان کے سرداروں کو مال و زر دیکر انکی مجموعی قوت اور اتحاد کو توڑ دیا۔ ابو قرہ کے ہمراہیوں کو بھی ایک مقدار کثیر مرحمت کیا یہ لوگ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑے ہوئے مجبوراً ابو قرہ نے بھی انکی متابعت کی۔ عمر بن حفص نے اس امر کا احساس کر کے ایک فوج عبدالرحمٰن بن رستم کے مقابلہ پر بھیجدی یہ اسوقت مقام تھوذا میں تھا بس عبدالرحمٰن شکست کھا کے تاہرت کی جانب بھاگا۔ عبدالرحمٰن کی شکست اور ہزیمت سے اباضیہ پر طبنہ کا محاصرہ قائم رکھنا دشوار ہو گیا۔ بدرجہ لاچاری محاصرہ اٹھالیا۔ ابو حاتم نے قیروان میں پہونچ کے محاصرہ ڈالدیا۔ آٹھ مہینے تک نہایت شدت سے محاصرہ کئے رہا۔ عمر بن حفص نے یہ خبر پاکر کوچ کیا اور طبنہ کی محافظت کے لئے فوجیں بھیجدیں۔ ابو قرہ اس سے مطلع ہو کر طبنہ پر آپہونچا اہل طبنہ نے اس کو ناکامی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ ابو حاتم اور اسکے ہمراہی جو کہ قیروان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے یہ خبر پاکر کہ عمر بن حفص انکی طرف آرہا ہے بقصد جنگ و مقابلہ عمر بن حفص کی جانب بڑھے عمر بن حفص کو جاسوسوں نے حریف کے نقل و حرکت سے مطلع کر دیا پس عمر بن حفص اربس سے ٹونس کی طرف جھک پڑا اور وہاں سے ایک غیر متعارف راستہ طے کر کے قیروان پہونچ گیا اور ہر چہار طرف سے اسکو گھیر لیا ابو حاتم اور بربر بھی اسکے پیچھے پیچھے قیروان آپہونچے اور عمر بن حفص کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ اسوقت قیروان ایک نقطہ کی طرح دو دائروں کے درمیان میں تھا۔ محصوروں اور محاصروں کی قوتیں ایک دوسرے کے حصار اٹھا دینے میں صرف ہو رہی تھیں آخر کار عمر بن حفص مرنے پر کمر بستہ ہو کر ابو حاتم کے حصار اٹھانے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا کھیت ابو حاتم کے ہاتھ رہا عمر بن حفص عین معرکہ میں مارا گیا یہ واقعہ آخری ۱۵۴ھ کا ہے بجائے اسکے اسکا مادری بھائی حمید بن صخر امیر لشکر ہوا۔ اس سے اور

ابو حاتم سے اس شرط سے کہ قیروان میں خلافت عباسیہ کا شاہی اقتدار تسلیم کیا جائے مصالحت ہوگئی چنانچہ شاہی لشکر کا حصہ کثیر طبنہ چلا آیا۔ ابو حاتم نے قیروان کے دروازہ کو جلا دیا اور شہر پناہ کو توڑ ڈالا

یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب

جس وقت خلیفہ منصور تک یہ خبر پہونچی کہ اہل افریقیہ نے عمر بن حفص گورنر افریقیہ کے خلاف بغاوت کردی ہے اور طبنہ میں بعدہ قیروان میں اسکا محاصرہ کرلیا ہے تو خلافت پناہی نے ساٹھ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو عمر بن حفص کی کمک پر روانہ کیا۔ اسکی خبر عمر بن حفص تک پہونچی تو اسی غرہ پر یہ مرنے پر کمر بستہ ہوکر میدان جنگ میں آگیا تا آنکہ مارا گیا۔ اسکے بعد یزید بن حاتم قریب قیروان پہونچا اسوقت ابو حاتم یعقوب بن حبیب قیروان پر قابض تھا پس اپنے قیروان پر بجائے اپنے عمر بن عثمان فہری کو مامور کیا اور فوجیں آراستہ کرکے یزید کے مقابلہ کے قصد سے طرابلس کی جانب بڑھا۔ جوں ہی ابو حاتم نے قیروان سے کوچ کیا عمر بن عثمان نے علم مخالفت بلند کرکے اسکے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ اسی اثناء میں ابو المخارق عفار بھی موقع پاکر نکل کھڑا ہوا ابو حاتم کو مجبوراً اُن لوگوں کی طرف مراجعت کرنا پڑی یہ دونوں آمد کی خبر سنکر قیروان سے نکل بھاگے سواحل کتامہ سے ساحل جیجل پر جاکے پناہ لی ابو حاتم انکا تعاقب چھوڑ کر قیروان کی طرف جھکا اور عبدالعزیز بن سبیع مغافری کو قیروان پر مامور کرکے یزید کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ یزید کو اسکی خبر لگی تو اس نے طرابلس کا راستہ لیا۔ ابو حاتم کوچ و قیام کرتا ہوا جبال نفوسہ تک پہونچا۔ یزید کی فوجوں نے پیچھا کیا ابو حاتم نے انکو شکست دیدی تب یزید بنفسہ ابو حاتم کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بربر کی فوج میدان جنگ سے کھونگھٹ کھاگئی ابو حاتم معہ تین ہزار ہمراہیوں کے کھیت رہا۔ یزید بعوض خون عمر بن حفص ہزیمت خوردہ گروہ کا دور تک قتل کرتا ہوا تعاقب کرتا چلا گیا بعد ازاں قیروان کی جانب روانہ ہوا ۱۵۵ھ کے نصف دور تمام ہوتے ہوتے قیروان پہونچا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن فہری ابو حاتم کے ساتھ تھا خاتمہ جنگ کے بعد اسنے کتامہ میں جاکے

پناہ لی۔ یزید نے اسکی گرفتاری و جستجو پر چند دستہ فوج کو مامور کیا پس انہوں نے اسکا کتامہ میں محاصرہ کر لیا اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے کتامہ میں گھس پڑے عبدالرحمن بھاگ گیا۔ کل وہ لوگ جو اس کے ہمراہ تھے مارے گئے۔

ان مہمات سے فارغ ہو کر یزید انتظام و انصرام حکومت کی طرف متوجہ ہوا پس ابوالخارق عفار کو زاب پر متعین کیا اور خود طلبنہ میں قیام پذیر ہوا متعدد لڑائیوں میں جو اسکو ورجومہ کے ساتھ پیش آئیں بربریوں کو خوب خوب ما مال کیا تا آنکہ عہد خلافت ہارون الرشید ۱۷۰ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔ عنان حکومت اسکے بیٹے داؤد نے اپنے ہاتھ میں لی۔ بربر نے اس پر خروج کیا۔ یہ بھی اُن پر حملہ آور ہوا بعدہ واپس ہو کر قیروان آیا بقیہ اسکے حالات ہم آیندہ تحریر کریں گے۔

روح بن حاتم یزید بن حاتم کے مرنے کی خبر خلیفہ رشید تک پہونچی تو اُسکے بھائی روح بن حاتم کو جو کہ فلسطین کا گورنر تھا دارالخلافت میں طلب کر کے اسکے بھائی یزید کی ماتم پرسی کی اور سند حکومت افریقہ عنایت فرما کے روانگی کا حکم دیا۔ ۱۷۱ھ کے نصف میں روح وارد افریقہ ہوا۔ داؤد بن یزید نے دارالخلافت بغداد کا راستہ لیا۔ چونکہ یزید نے خوارج کو بیحد ذلیل اور حد درجہ پامال کیا تھا اور اپنے رعب وداب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا لیا تھا اسوجہ سے روح کا زمانہ حکومت نہایت سکون اور امن سے گذرا۔ صرف ایک عبدالوہاب بن رستم وہبیہ سے خطرہ کا اندیشہ تھا اس سے بھی مصلحتاً مصالحت کر لی بعدازاں ماہ رمضان ۱۷۴ھ میں اسنے وفات پائی۔ اس سے پیشتر خلیفہ رشید نے روح کے عزیزوں میں سے نصر بن حبیب کو حکومت افریقہ کی سند خفیہ طور سے عنایت کر دی تھی اس نظر سے بعد روح کے نصر نے عنان حکومت افریقہ اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ فضل کو افریقہ کی گورنری مرحمت ہوئی۔

فضل بن روح جسوقت روح بن حاتم نے وفات پائی بجائے اسکے نصر بن حبیب حکمرانی کرنے لگا، روح کا بیٹا فضل سیدھا دارالخلافت چلا گیا خلیفہ رشید نے اسکو بجائے اسکے باپ روح کے افریقہ کی سند حکومت عطا کی پس فضل ماہ محرم ۱۷۷ھ میں قیروان واپس آیا۔ تونس کی حکومت

پر مغیرہ اپنے بھائی بشیر بن روح کے بیٹے کو مامور کیا۔ چونکہ مغیرہ ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں نے حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور فضل سے ان لوگوں کو اسکی بد خلقی اور ظالمانہ حرکات کی وجہ سے منافرت پیدا ہوئی فضل نے بھی ان لوگوں پر نصر بن حبیب کی محبت اور ہوا خواہی کا الزام لگایا۔ اتنے میں اہل ٹونس نے مغیرہ سے مستعفی ہونے کی تحریک کی مغیرہ نے اس سے انکار کیا اس پر اہل ٹونس نے علم مخالفت بلند کر کے مغیرہ کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن جارود کو اپنا امیر بنا لیا۔ عبداللہ بن جارود عبدربہ انباری کے نام سے مشہور و معروف تھا اہل ٹونس نے بغرض اظہار اطاعت اسکے ہاتھ پر بیعت کر کے مغیرہ کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ اور براہ چاپلوسی فضل کو لکھ بھیجا، جسکو آپ چاہیئے ٹونس کی حکومت پر مقرر فرمائے" اہل ٹونس پر اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا چنانچہ عبداللہ فضل سے رخصت ہو کر ٹونس کی جانب روانہ ہوا جوں ہی ٹونس کے قریب پہونچا عبداللہ بن جارود نے ایک گروہ کو عبداللہ بن یزید سے ملنے اور ٹونس آنے کی وجہ دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ ان لوگوں نے براہ کینہ عبداللہ بن جارود کے خوش کرنے کو عبداللہ بن یزید کو مار ڈالا۔ اسوجہ سے عبداللہ بن جارود کو مخالفت کا اظہار مجبوراً کرنا پڑا۔ عبداللہ بن یزید کے قتل کا محرک سپہ سالاران خراسانیہ میں سے محمد بن فارسی ہوا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے اظہار مخالفت کے بعد تمام بلاد کے سپہ سالاروں اور عمال کو فضل کی مخالفت پر ابھار دیا سب کے سب فضل سے باغی اور منحرف ہو گئے عبداللہ بن جارود کی جمعیت بڑھ گئی۔ فضل نے اس طوفان کے روک تھام کی غرض سے خروج کیا مگر پہلے ہی حملہ میں ہزیمت کھا کر بھاگ نکلا عبداللہ بن جارود نے تعاقب کیا قریب قیروان پھر مقابلہ ہو گیا عبداللہ بن جارود نے بجائے جنگ کے چند لوگوں کو فضل اور نیز اسکے اہل و عیال پر قابس تک پہونچا دینے کے لیئے مامور کر دیا پھر اسکو اثناء راہ سے واپس کر کے ۱۷۸ھ کے نصف دور تمام ہوتے ہوتے قتل کر ڈالا۔ اب عبداللہ بن جارود کو پورے طور سے جمعیت حاصل ہو گئی تھی لوٹ کر ٹونس آیا مگر آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا لشکر کے ایک حصہ کو جسکا سردار مالک ابن منذر تھا فضل کے واقعہ قتل سے برہمی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ کینہ اور عداوت کے

حد تک پہونچی۔ ایک روز متفق ہوکر قیروان کو یورش کر کے لے لیا عبداللہ بن جارود نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر تونس سے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہونچتے ہی ان سبھوں کو مع مالک بن منذر کے قتل کی سزادی علاوہ انکے چند نامی سرداروں کو بھی قتل کرادیا باقی ماندگان نے اندلس میں جاکے پناہ لی اور اپنی سرداری وحکومت پر صلت بن سعید کو مامور کیا پھر بعد چندے قیروان کی طرف واپس آئے اور افریقہ میں بغاوت کا ایک طوفان برپا ہوگیا۔

ہرثمہ بن اعین خلیفہ رشید نے فضل بن روح کے مارے جانے اور افریقہ میں بغاوت پھوٹ نکلنے سے مطلع ہوکر بجائے فضل کے ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت عنایت کی اور عبداللہ بن جارود کے پاس یحییٰ بن موسیٰ کو باوجہ سے کہ اہل خراسان کی آنکھوں میں اسکی عزت وتوقیر تھی علم خلافت کی اطاعت کا پیام لیکے روانہ کیا بعضوں کا بیان ہے کہ یقطین کو بھیجا تھا عبداللہ بن جارود نے علاء بن سعید کے مہم سے فارغ ہونے کی شرط پر علم خلافت کے مطیع ہونے کا اقرار کیا یقطین (یا یحییٰ) تاڑ گیا کہ عبداللہ بن جارود مغالطہ دے رہا ہے فوراً عبداللہ بن جارود کے دوست ومصاحب محمد بن فارسی سے سازش کرنے کی بناء ڈالدی اور بہت سا مال دینے کے وعدہ پر ملالیا عبداللہ بن جارود کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی گھبرا کر اپنی حکومت کے ساتویں مہینے ماہ محرم ۱۷۹ھ میں بخوف علاء بن سعید قیروان سے نکل بھاگا۔ محمد بن فارسی اسکے ساتھ تھا دونوں نے قیروان سے نکل کر بقصد جنگ درستی سامان وفراہمی فوج کی جانب توجہ کی۔ ایک روز عبداللہ بن جارود نے محمد بن فارسی کو تنہائی میں مشورہ کی غرض سے بلایا۔ فریق مخالف نے پہلے ہی سے اسکے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو ان دونوں کے قتل پر مامور کر رکھا تھا اس شخص نے محمد بن فارسی کو مار ڈالا باقی رہا عبداللہ بن جارود اور اسکے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ علاء بن سعید اور یقطین قیروان کی طرف بڑھے علاء بن سعید پہلے پہونچا اور قابض ہوگیا عبداللہ بن جارود کے ہمراہیوں کو گرفتار کرنا شروع کردیا۔ عبداللہ بن جارود بھاگ کر ہرثمہ کے پاس پہونچا ہرثمہ نے اسکو خلیفہ رشید کی خدمت میں بھیجدیا اور یہ لکھ بھیجا کہ علاء بن سعید نے

اسکو قیروان سے نکالا ہے خلیفہ رشید نے علاء کے بھیجنے کا فرمان روانہ فرمایا چنانچہ ہرثمہ نے علاء کو بہمراہی یقطین دربار خلافت کی طرف روانہ کیا خلیفہ رشید نے عبداللہ بن جارود کو جیل میں ڈال دیا اور علاء کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا تا آنکہ مصر میں اسنے وفات پائی

ان واقعات کے بعد ہرثمہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا ۱۸۰ھ میں وارد قیروان ہوا۔ لوگوں کو امن دی آتش بغاوت فرو ہوگئی۔ اپنے آنے کے ایک برس بعد قصر کبیر مقام منستیر میں تعمیر کرایا اور طرابلس کا شہر پناہ دریا کے متصل بنوایا۔ اسوقت ابراہیم بن اغلب زاب اور طبنہ کی گورنری پر تھا اس نے ہرثمہ کی خدمت میں ہدایا اور تحائف بھیجے ملاطفت آمیز اور خوشامدانہ خطوط لکھے۔ ہرثمہ نے اسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا۔ پس اس نے نہایت خوبی سے اپنی خدمت کو انجام دیا رعایا کے ساتھ عادلانہ برتاؤ کئے

بعد چندے ہرثمہ کی مخالفت پر عیاض بن وہب ہواری اور کلیب بن جمیع کلبی اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے متفق ہو کر بہت بڑا لشکر مجتمع کر لیا۔ ہرثمہ نے ان دونوں کی سرکوبی پر سپہ سالاران خراسان میں سے یحییٰ بن موسیٰ کو مامور کیا یحییٰ کی حسن کارگذاری سے عیاض اور کلیب کی جمعیت منتشر ہوگئی اسکے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ اور آتش بغاوت فرد کر کے قیروان کی جانب مراجعت کی ہرثمہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ افریقہ میں آئے دن میری مخالفت پر علم بلند ہوا کرتا ہے حکومت افریقہ سے استعفا پیش کیا خلیفہ رشید نے استعفا منظور فرما لیا۔ ہرثمہ افریقہ سے اپنی حکومت و گورنری کے ڈھائی برس بعد عراق لوٹ آیا

محمد بن مقاتل کعبی بعد اسکے خلیفہ رشید نے افریقہ کی گورنری پر محمد بن مقاتل کعبی کو مامور کیا محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا ساختہ پرداختہ تھا ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں وارد قیروان ہوا۔ چونکہ محمد بن مقاتل میں خصائل خسیسہ اور عادات رذیلہ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے لشکریوں نے اس سے مخالفت کا اعلان کر کے مخلد بن مرہ ازدی کو اپنا سردار بنایا محمد بن مقاتل نے اسکے روک تھام کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ مخلد کو ہزیمت ہوئی اور اثنا دار و گیر میں مارا گیا بعد ازاں

۱۸۳ھ میں تمام بن تمیم تیمی نے تونس میں علم مخالفت بلند کیا عوام الناس کا جم غفیر مجتمع ہو گیا تمام نے سبھوں کو فوجی لباس پہنا کر قیروان کی جانب کوچ کیا۔ محمد بن مقاتل اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریف کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا میدان جنگ تمام کے ہاتھ رہا محمد بن مقاتل شکست کھا کے قیروان کی جانب بھاگا تمام تعاقب کرتا ہوا قیروان پہنچ گیا بالآخر تمام نے محمد بن مقاتل کو افریقہ چھوڑ کر چلے جانے کی شرط سے امان دی چنانچہ محمد بن مقاتل نے افریقہ کو خیر آباد کہکر طرابلس کا راستہ لیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ابراہیم بن اغلب تک زاب میں پہونچی محمد بن مقاتل کے اس فعل سے بیحد ناراض ہوا فوراً فوجیں آراستہ کر کے قیروان کی طرف بڑھا۔ تمام مقابلہ سے جی چرا کر تونس کی طرف بھاگا ابراہیم نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور محمد بن مقاتل کو طرابلس سے طلب کر کے آخری ۱۸۳ھ میں قیروان کی امارت دوبارہ عنایت کی تمام نے سامان جنگ درست کر کے ان لوگوں پر پھر حملہ کیا ابراہیم بن اغلب معہ اپنے سرداران لشکر کے مقابلہ پر آیا تمام کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی ابراہیم تعاقب کناں تونس تک پہونچا تمام نے امن کی درخواست کی ابراہیم نے اسکو امن دی اور معہ اسکے قیروان آیا اور قیروان سے بغداد کی طرف روانہ کر دیا خلیفہ رشید نے جیل میں ڈالدیا۔

ابراہیم بن اغلب جس وقت محمد بن مقاتل نے قیروان کی عنان حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لی اہل ملک کو اسکی حکومت سے ناراضی پیدا ہوئی۔ نامہ و پیام کر کے ابراہیم بن اغلب کو خلیفہ رشید سے سند حکومت افریقہ کی درخواست دینے پر آمادہ کیا پس ابراہیم نے دربار خلافت میں حکومت افریقہ کی اس شرط سے درخواست کی کہ ایک لاکھ دینار جو مصر سے افریقہ بغرض انتظام روانہ کیا جاتا ہے موقوف کر دیا جائے علاوہ بریں چالیس ہزار دینار سالانہ افریقہ سے بطور خراج دربار خلافت میں بھیجا کرونگا کسی ذریعہ سے خلیفہ رشید کو اسکی دولتمندی اور تمول کا حال بھی معلوم ہو گیا اپنے مصاحبوں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا ہرثمہ نے ابراہیم بن اغلب کی درخواست منظور کر لینے اور سند حکومت افریقہ عطا فرمانے کی رائے دی چنانچہ خلیفہ رشید نے نصف ۱۸۴ھ میں سند حکومت

افریقہ لکھ کر ابراہیم کے پاس روانہ کردیا ابراہیم سند حکومت افریقہ حاصل کرکے کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا انتظام ملکی اور فوجی کو معقول طور سے سنبھالا محمد بن مقاتل افریقہ سے مشرق چلا آیا تمام ملک مغرب میں ابراہیم بن اغلب کی گورنری سے امن وچین کی منادی پھر گئی قیروان کے قریب عباسیہ نامی ایک شہر آباد کیا اور مع اپنے جملہ اراکین حکومت کے عباسیہ میں اٹھ آیا ۱۸۹ھ میں حمدیس نامی ایک شخص نے سرداران عرب سے ٹونس میں علم خلافت کے خلاف خروج کیا سیاہ پھریرہ اتار کر پھینکدیا۔ ابراہیم بن اغلب نے عمران بن مجالد کو بسر افسری افواج شاہی حمدیس کے مقابلہ پر روانہ کیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد حمدیس کو ہزیمت ہوئی تقریباً اسکے دس ہزار ہمراہی کھیت رہے اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے اپنی توجہ وہمت کو المغرب الاقصیٰ کے نظم و نسق کی جانب مصروف کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اس ملک میں دعوت علویہ بذریعہ ادریس بن عبداللہ ظاہر ہو چکی تھی عبداللہ نے پیک اجل کو لبیک کہکر ملک عدم کا راستہ لیا تھا اور بربریوں نے اسکے چھوٹے بیٹے کو اسکا قائم مقام بنایا تھا اسکا غلام راشد اسکی کفالت ونگرانی کر رہا تھا تا آنکہ ادریس بڑا ہوا اور اسکی حکومت کو راشد کی وجہ سے استحکام واستقلال حاصل ہو گیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ بربریوں کو مال وزر دے کے ملاتا چلاتا رہتا تھا آخر کار راشد مارا گیا اور اسکا سر اُتار کر ابراہیم کے پاس لایا گیا۔ راشد کے مارے جانے کے بعد ادریس کی حکومت وریاست کا انتظام سرداران بربر سے بہلول بن عبدالرحمن مظفری نے کیا اس نے بھی نہایت دانائی سے حکومت وسلطنت کے نظام کو درست کیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ اسکو بھی اپنے عاملانہ تدابیر اور حکمت عملیوں سے ملاتا رہا۔ خطوط اور تحائف برابر بھیجتا رہا بہلول آخر انسانی ہی تھا کہانتک ابراہیم کے احسانات کو فراموش کرتا دعوت ادارسہ سے اعراض کرکے علم حکومت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کردیا ادریس نے اس سے مطلع ہو کر اس سے مصالحت کرلی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ذریعہ سے اسکے لطف وعنایت کا خواستگار ہوا پس وہ اسکی ایذا رسانی سے باز رہا۔

بعد اسکے اہل طرابلس نے ۱۸۹ھ میں ابراہیم بن اغلب سے مخالفت کا اظہار کیا اور اسکے

گورنر سفیان بن مہاجر کو حملہ کر کے دارالامارت سے مسجد کی طرف نکال دیا اور اسکے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا پھر اسکو طرابلس چھوڑ کر چلے جانے کی شرط پر امان دی چنانچہ سفیان اپنی حکومت کے چند مہینے بعد طرابلس سے نکل کھڑا ہوا اہل طرابلس نے اپنی سرداری و حکومت پر ابراہیم بن سفیان تمیمی کو مامور کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر فوجیں روانہ کیں۔ شاہی فوج نے ابراہیم بن سفیان کو ہزیمت دیدی اور بزور و جبر طرابلس میں داخل ہو گئی۔ طرابلس میں داخل ہوکر ابراہیم بن سفیان کو حاضر کرنے پر اہل طرابلس کو مجبور کیا۔ تھوڑی سی ردوکد کے بعد آخری سنہ ذی الحجہ مذکور میں اہل طرابلس نے ابراہیم کو پیش کیا ابراہیم بن اغلب نے اسکی اور نیز اہل طرابلس کی خطائیں معاف کر دیں اور انکے وطن کی جانب ان لوگوں کو واپس کر دیا۔

پھر ۱۹۵ھ میں عمران بن مجالد ربعی نے تونس میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس بغاوت میں قریش بن تونسی بھی شریک تھا۔ نہایت قلیل مدت میں ان دونوں کی جمعیت بڑھ گئی عمران نے قیروان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہوگیا قریش بھی تونس سے قیروان آ رہا۔ ابراہیم نے عباسیہ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں ڈھس اور دمدمے بندھوا کے قلعہ نشین ہوگیا عمران اور قریش برے ایک سال تک ابراہیم کا محاصرہ کئے رہے ابراہیم اور عمران و قریش سے متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن فتحمندی کا سہرہ ابراہیم بن اغلب کے سر رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عمران اسد بن فرات قاضی کو بھی بغاوت پر ابھار رہا تھا مگر اسد نے اس سے انکار کیا اسی اثناء میں خلیفہ رشید نے بہت سا مال و زر ابراہیم کے پاس بھیجدیا ابراہیم نے داد دہش شروع کر دی جسکی وجہ سے بہت سے ہمراہیان عمران اسکے پاس چلے آئے اور عمران کا کارخانہ درہم و برہم ہوگیا۔ پریشان ہوکر زاب چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہانتک کہ ابراہیم ابن اغلب نے وفات پائی۔

ابراہیم بن اغلب نے اس مہم سے فارغ ہوکر اپنے بیٹے عبداللہ کو ۱۹۶ھ میں طرابلس کی حکومت پر روانہ کیا۔ لشکریوں نے بغاوت کی اور دارالامارت میں اسکا محاصرہ کر لیا پھر اس شرط پر کہ طرابلس چھوڑ کر عبداللہ چلا جائے عبداللہ کو امان دی چنانچہ عبداللہ نے طرابلس کو چھوڑ دیا

[illegible]

نے حکومت و امارت کے نظام کو معقول طور سے درست اور مضبوط کر دیا تھا۔ فی نفسہ یہ شخص ظالم اور جابر تھا تا آنکہ اسکا زمانہ وفات آگیا کہا جاتا ہے کہ اہل حمو داور مہریک کے اولیاء صالحین سے حفص بن حمید کی دعوت کے زمانہ میں اسکی موت وقوع میں آئی تھی یہ ایک جماعت کے ساتھ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) عبداللہ کی خدمت میں عبداللہ کے جور و ستم کی شکایت کرنے کو آیا ہوا تھا عبداللہ نے کچھ سماعت نہ کی حفص نے عبداللہ کے دربار سے نکل کر عبداللہ کے خلاف لوگوں کو ابھارنا شروع کیا اتفاق سے اسی زمانہ میں عبداللہ کے کان میں ایک زخم ہو گیا جسکے وجہ سے ماہ ذی الحجہ سنہ ۲۰۱ھ میں اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کر کے مر گیا۔

زیادۃ اللہ کی حکومت

ابوالعباس عبداللہ کے مرنے پر اسکا بھائی زیادۃ اللہ حکمران ہوا خلیفہ مامون کی جانب سے تقرری کا فرمان صادر ہوا اور یہ لکھ بھیجا کہ منبروں پر عبداللہ بن طاہر کے حق میں دعا کی جائے۔ زیادۃ اللہ کو اس سے بیحد ملال پیدا ہوا شاہی قاصد کے ساتھ چند دینار جو کہ ادارسہ کے سکوک کئے ہوئے تھے دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ اس سے اس امر کا اظہار مقصود تھا کہ آئندہ ہم خلافت عباسیہ کے علم حکومت کے مطیع نہ رہیں گے۔ بلکہ حکمرانان ادارسہ کے علم حکومت کے سایہ میں رہنا پسند کریں گے۔ بعدہ اسکے اعزہ واقارب سے اغلب کے بھائیوں اور اسکے بھائی ابوالعباس محمد کے بیٹے اور ابو محمد مہر اور ابراہیم ابوالاغلب وغیرہم نے حج کرنے کی اجازت طلب کی زیادۃ اللہ نے ان لوگوں کو سفر حج کی اجازت دیدی چنانچہ وہ لوگ بعد ادائے فرض حج واپس ہو کر مصر میں مقیم ہوئے تا آنکہ زیادۃ اللہ اور فوج میں ان بن ہوگئی باہم لڑائیاں شروع ہوگئیں پس زیادۃ اللہ نے اپنے اعزہ واقارب کو جو مصر میں مقیم تھے بلا بھیجا اور اپنے بھائی اغلب کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی ہر امیر نے ایک ایک صوبہ کو دبا لیا اور اسپر قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اسپر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی سب کے سب مجتمع ہو کر قیروان پر حملہ آور ہوئے اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ سب سے پہلے بغاوت اور مخالفت کا بانی مبانی اور آتش فساد کا مشتعل کرنے والا زیاد بن سہل بن صقلبہ تھا سنہ ۲۰۲ھ میں اس نے

خروج کیا تھا اور شہر باجہ پر محاصرہ ڈالا تھا پس زیادۃ اللہ نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں چنانچہ زیادۃ اللہ کی فوج نے زیاد کو ہزیمت دی اور اثناء دار وگیر میں گرفتار کرکے مار ڈالا اسکے ساتھ اسکے بہت سے ہمراہی بھی مارے گئے تھے۔ بعد اسکے منصور ترمذی نے طبنہ میں سر اٹھایا فوجیں آراستہ کرکے تونس پر چڑھ آیا اور قابض ہو گیا۔ تونس کا گورنر اسمٰعیل بن سفیان نامی ایک شخص تھا منصور نے اسکو قتل کرکے لشکریوں کو پھر اپنا مطیع بنالیا۔ زیادۃ اللہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج کو بسرافسری اپنے چچازاد بھائی غلبون کو جو اسکا وزیر بھی تھا اور جسکا نام اغلب بن عبداللہ بن اغلب تھا روانہ کیا اور چلتے چلتے بتاکید کہہ دیا کہ اگر تم لوگ میدان جنگ سے ہزیمت اٹھا کے اوگے تو تمہاری جان کی خیر نہیں میں تم لوگوں کو قتل کرڈالونگا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ منصور نے ان لوگوں کو ہزیمت دیدی۔ ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خطرہ ہوا۔ چنانچہ بخوف جان ان لوگوں نے وزیر غلبون کی رفاقت ترک کردی بلاد افریقہ میں پھیل گئے باجہ، جزیرہ، صطفورہ اور رابس وغیرہ پر قابض ومتصرف ہو گئے تمام افریقہ میں بے امنی پھیل گئی پھر یہ سب منصور کے پاس جا کر مجتمع ہوئے منصور نے ان لوگوں کو مرتب وسلح کرکے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہونچتے ہی قابض ہو گیا زیادۃ اللہ کا عباسیہ میں چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا۔ قیروان کی شہر پناہ بنوائی جسکو ابراہیم بن اغلب نے خراب ومسمار کرادیا تھا۔ بعد اسکے زیادۃ اللہ نے اس پر فوج کشی کی دونوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر منصور کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر تونس پہونچا زیادۃ اللہ نے قیروان کا شہر پناہ منہدم کرادیا۔ سپہ سالاران لشکر نے بھاگ بھاگ کر ان شہروں میں جاکے دم لیا جس پر قابض ومتصرف ہو گئے تھے۔ چنانچہ عامر بن نافع ازرق سبطہ میں جاکے قلعہ نشین ہوا۔ زیادۃ اللہ نے سنہ ۲۰۹ھ میں ایک فوج بسرکردگی محمد بن عبداللہ بن اغلب، عامر کی سرکوبی کو روانہ کی عامر نے اس فوج کو ہزیمت دیدی فوج واپس آئی۔ منصور نے بھی تونس کی جانب مراجعت کی اسوقت زیادۃ اللہ کے زیر حکومت افریقہ میں صرف تونس، ساحل، اطرابلس اور نفزاوہ باقی رہ گئے تھے۔ باغی فوج نے زیادۃ اللہ کے

پاس کہلا بھیجا کہ "اگر تم افریقیہ سے کوچ کر جاؤ تو تم کو امان دیجائے" زیادۃ اللہ نے اسکا کچھ جواب نہ دیا پھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ نفزاوہ کے بربریوں کے بلانے پر عامر بن نافع نفزاوہ کی جانب بڑھ رہا ہے پس زیادۃ اللہ نے دو سو جنگ آوروں کو عامر بن نافع کے روک تھام کی غرض سے نفزاوہ کی طرف روانہ کیا عامر یہ خبر پاکر نفزاوہ سے لوٹ آیا اور اُسکو قسطیلیہ کی جانب بھیج دے کے پھر واپس آیا پھر نفزاوہ سے نکل کھڑا ہوا۔ سفیان نے قسطیلیہ پر قبضہ کرکے شیرازہ حکومت کو درست و مرتب کر لیا یہ واقعات ۲۰۹ھ کے ہیں۔ بعد اسکے زیادۃ اللہ نے قسطیلیہ، زاب اور طرابلس پر قبضہ حاصل کرکے حکومت و امارت کے نظام کو درست کیا۔

پھر منصور طنبذی اور عامر بن نافع میں باہم مخالفت پیدا ہوگئی۔ منصور ہمیشہ عامر کو حسد کی آنکھوں سے دیکھتا اور ہر کام میں اُسکو دباتا تھا عامر نے اس امر کا احساس کرکے لشکر کو ملا لیا ایک روز سب کو مجتمع کرکے منصور کا اسکے قصر میں جو کہ طنبذہ میں تھا محاصرہ کر لیا تا آنکہ منصور نے اس شرط پر کہ افریقیہ چھوڑ کر میں مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا امن کی درخواست کی عامر نے یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ منصور طنبذہ سے نکل کر مشرق کی جانب روانہ ہوا پھر کچھ سوچ سمجھ کر لوٹا عامر نے دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ تا آنکہ منصور دوبارہ سپہ سالاران لشکر میں سے بذریعہ عبدالسلام بن مفرح سپہ سالار، امن کا خواستگار ہوا عبدالسلام نے عامر کی خدمت میں منصور کی درخواست امن پیش کی عامر نے باین شرط امن دی کہ منصور افریقیہ چھوڑ کر کشتی پر سوار ہو کر مشرق چلا جائے۔ اس شرط کے مطابق عامر نے منصور کو اپنے چند معتمد علیہ سرداروں کے ہمراہ ٹونس کی جانب روانہ کیا اور در پردہ اپنے بیٹے کو کہلا بھیجا کہ جسوقت منصور تمہارے پاس ہو کر گزرے براہ فریب موقع پاکر مار ڈالنا۔ پس عامر کے بیٹے نے منصور اور اسکے بیٹے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا اسکا اور اسکے بیٹے کا سر اوتار کر اپنے باپ عامر کی خدمت میں بھیجدیا۔ اس واقعہ کے بعد عامر بن نافع شہر ٹونس ہی میں مقیم رہا یہانتک کہ ۲۱۴ھ میں انتقال کیا۔ عبدالسلام بن مفرح باجہ کی طرف لوٹ آیا اور وہیں طرح اقامت ڈالدی۔ تا آنکہ فضل بن ابی العین نے جزیرہ شریک میں

۲۱۸ھ میں علم بغاوت بلند کیا عبدالسلام بن مفرج ربعی فضل کی کمک کو روانہ ہوا اسی اثناء میں زیادۃ اللہ کی فوجیں بھی پہونچ گئیں۔ دونوں کے مقابلہ میں جی توڑ کر لڑیں عبدالسلام مارا گیا فضل ٹونس کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں جا کے قلعہ نشین ہوگیا۔ زیادۃ اللہ کی فوجوں نے ٹونس میں پہونچ کر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اس کو مفتوح کر لیا۔ ہزارہا اہل ٹونس مارے گئے بہتیرے بھاگ گئے۔ خاتمہ جنگ کے بعد زیادۃ اللہ نے امن کی منادی کرادی اہل ٹونس پھر اپنے اپنے مکانات میں آ کے رہنے لگے۔

۲۱۹ھ میں اسد بن فرات نے صقلیہ کو بزور تیغ لڑ کر مفتوح کیا صقلیہ صوبجات روم سے تھا اسکا حکمران بادشاہ قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا۔ ۲۱۱ھ میں ایک بطریق جسکا نام قسنطیل تھا صقلیہ کا حکمران مقرر کیا گیا اس نے ایک رومی سپہ سالار کو جو نہایت شجاع اور دلیر تھا بحری فوج کا سردار بنایا۔ پس اس سپہ سالار نے سواحل افریقہ پر لوٹ مار شروع کر دی۔ نظام حکومت کو درہم و برہم کر دیا ایک مدت کے بعد بادشاہ روم نے قسنطیل کو اس سپہ سالار کے گرفتار کر لینے اور قتل کر ڈالنے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے اسکی خبر سپہ سالار تک پہونچ گئی فوراً بغاوت کا اظہار کر دیا۔ اسکے ہمراہیوں کو بھی یہ سن کے جوش اور تعصب پیدا ہوا سامان جنگ اور سفر درست کر کے صوبہ صقلیہ کے شہر سرقوسہ کی طرف کوچ کر دیا اور پہونچتے ہی قابض ہوگیا۔ قسنطیل اس واقعہ سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا لڑائیاں ہوئیں۔ کھیت سپہ سالار کے ہاتھ رہا قسنطیل شکست کھا کر بھاگا۔ سپہ سالار کی فوج نے تعاقب کیا شہر قطانیہ میں پہونچکر گرفتار کر لیا گیا اور وہیں مار ڈالا گیا سپہ سالار نے صقلیہ میں پہونچکر قبضہ کر لیا اور شاہی لقب سے اپنے کو ملقب کیا' اطراف جزیرہ کی حکومت بلاطہ نامی ایک شخص کو دی۔ اسکا چچازاد بھائی میخائیل شہر بلیرم میں حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اور اسکے چچازاد بھائی نے سپہ سالار مذکور سے مخالفت کا اظہار کیا بلاطہ نے سرقوسہ کو دبا لیا۔ سپہ سالار جنگی کشتیوں کا بیڑہ مرتب اور درست کر کے زیادۃ اللہ کی خدمت میں استمداد کی غرض سے افریقہ میں حاضر ہوا زیادۃ اللہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا اور ایک عظیم فوج اسکی کمک پر روانہ کیا اس فوج

اور مہم کی افسری اسد بن فرات قاضی قیروان کو مرحمت کی ماہ ربیع ۲۱۲ھ میں یہ مہم روانہ ہوئی اسد کوچ و قیام کرتا ہوا شہر مازر میں پہونچکر قیام پذیر ہوا بعدہ فوج کو درست و مرتب کرکے بلاطہ پر حملہ کیا۔ بلاطہ کے رکاب میں رومیوں کا بہت بڑا لشکر تھا اور روم کے بہت سے نامی نامی سپہ سالار سورما اسکی کمک پر آئے ہوئے تھے بلاطہ کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی رومی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی بہت سا مال غنیمت فتحمند گروہ کے ہاتھ لگا۔ بلاطہ نے بھاگ کر قلوریہ میں دم لیا۔ مگر اس جاں باختہ کو وہاں بھی پناہ نہ ملی مارا گیا۔ عساکر اسلامیہ نے جزیرہ کے متعدد قلعات پر قبضہ کر لیا اور جوش کامیابی میں فتح کرتے ہوئے قلعہ کرات تک پہونچ گئے۔ قلعہ کرات میں بہت سے رومی گرد و نواح کے آ آکے مجتمع ہوگئے تھے پہلے توان لوگوں نے قاضی اسد بن فرات کو صلح اور اداے جزیہ کا دہوکا دیا مگر جب قرائن سے امادہ بجنگ نظر آئے تو قاضی اسد نے محاصرہ کا حکم دیا۔ عیسائیوں نے شہر پناہ اور قلعہ کے دروازے بند کرلئے قاضی اسد نے نہایت ہوشیاری سے حصار کرکے قرب وجوار کے شہروں پر تاخت و تاراج کی غرض سے اپنی فوج کو متعدد دستوں پر منقسم کرکے پھیلا دیا۔ مال غنیمت کی بیحد کثرت ہوئی بعدازاں اسلامی لشکر نے سرقوسہ کا براً و بحراً محاصرہ کر لیا سرقوسہ کو افریقہ سے اچانک مدد پہونچ گئی۔ اہل افریقہ نے بلیرم کو اپنی حفاظت میں لیکے عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا عساکر اسلام اسوقت سرقوسہ کا محاصرہ تھا۔ رومیوں نے محاصرہ اُٹھادینے کی بلیغ کوشش کی مگر ناکامیاب رہے اسلامیوں نے نہایت مضبوطی اور احتیاط سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر اتفاق وقت سے عساکر اسلام میں وبائی بیماری پھیل گئی جس سے ایک گروہ کثیر نے جاں بحق تسلیم کردی۔ اسد بن فرات امیر افواج اسلامیہ نے اسی زمانہ میں وفات پائی شہر قصریانہ میں مدفون ہوا اسی اسلامی فوج میں وہ سپہ سالار بھی تھا جسکی کمک پر اسلامی لشکر آیا ہوا تھا اہل قصریانہ نے اسکو دھوکا دیکر مار ڈالا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ سے ایک تازہ دم فوج عیسائیوں کی کمک پر آگئی۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہوگیا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ بقیۃ السیف نے قصریانہ کی جانب پناہ گزین ہونے کی غرض سے

قدم بڑھایا۔ بعدازاں احمد بن حواری امیر عساکر اسلامیہ نے وفات پائی بجائے اسکے زہیر بن عوف امیر افواج اسلامی مقرر کیا گیا۔ رومیوں اور مسلمانوں سے پھر معرکہ آرائی شروع ہوئی رومیوں نے بکرات ومرات عساکر اسلام کو ہزیمت دی اور انہیں کے لشکر گاہ میں انکا محاصرہ کر لیا طول جنگ اور شدت حصار سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو چلا۔ اسی اثناء میں اُن مسلمانوں نے جو کبر کیب میں تھے فصیلوں اور شہر پناہ کی دیواروں کو منہدم کر کے مازر کی جانب کوچ کیا مگر عیسائی فوجوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے محصور بھائیوں تک پہونچ سکے۔ لشکر اسلام اسی حالت میں ۲۱۴ھ تک مبتلا رہا۔ ہلاکت کی نوبت پہونچ گئی تھی کہ چند جنگی کشتیاں افریقہ سے بطور کمک کے آگئیں اور اندلس کا ایک بیڑہ جنگی جو بقصد جہاد نکلا ہوا تھا آپہونچا لشکر اسلام کو محاصرہ میں دیکھ کے تین سو کشتیاں ساحل جزیرہ سے لگادی گئیں ہزبران اسلام خشکی پر اوتر پڑے رومیوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ محاصرہ اٹھا کے چلتے پھرتے نظر آئے۔ مسلمانوں نے ۲۱۶ھ میں شہر بلیرم کو امان کے ساتھ فتح کر لیا بعدہ ۲۱۹ھ میں شہر قصریانہ پر دھاوا کیا چنانچہ ۲۲۰ھ میں رومیوں کو ہزیمت دے کے قصریانہ پر بھی قابض ہو گئے۔ پھر طرمیس کی طرف ایک دستہ اسلامی فوج کا بھیجا گیا۔ دوسرا دستہ زیادۃ اللہ نے بسرافسری فضل بن یعقوب سرقوسہ پر شبخون مارنے کو روانہ کیا۔ یہ دونوں دستے بہت سامال غنیمت لے کے کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اسکے بعد ایک اور سریہ[1] روانہ کیا گیا۔ بطریق صقلیہ نے اس سے مزاحمت کی مسلمانوں نے ایک میدان میں جسکے ارد گرد بہت بڑا دلدل تھا پناہ لی بطریق نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہوا خائب وخاسر ہو کر واپس ہوا جوں ہی بطریق نے مراجعت کی اہل سریہ نے حملہ کر دیا۔ بطریق اس حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اثناء دار وگیر میں گھوڑے سے گر پڑا۔ ایک مسلمان سپاہی نے نیزہ مار ادیا بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا۔ آلات جنگ، مال واسباب اور بہت سی مویشیاں لیکے اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے ان واقعات کے بعد زیادۃ اللہ نے بسرافسری افواج اسلامی ابراہیم بن

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شبخون مارنے کی غرض سے رات کے وقت غنیم کی طرف روانہ کیجائے۔ مترجم

عبداللہ بن اغلب کو صقلیہ کی جانب روانہ کیا اور اسکی سند حکومت بھی اسکو عطا کی۔ نصف رمضان سنہ مذکور میں ابراہیم نے صقلیہ کی طرف کوچ کیا۔ ابراہیم کی روانگی کے بعد ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا براہ دریا روانہ کیا گیا رومیوں کی جنگی کشتیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ بہت سے رومی مارے گئے بیحد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ پھر ایک دوسرا بیڑہ جنگی کشتیوں کا قصورہ کی جانب روانہ کیا۔ رومیوں کا بیڑہ مقابلہ پر آیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں شکست نصیب ہوئی۔ مسلمانوں نے اسکو بھی لوٹ لیا اس سے بھی کسیقدر مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ایک سریہ جبل النار اور اُن قلعوں کی طرف روانہ کیا جو اسکے گرد و نواح میں تھے۔ ہزارہا قیدی ہاتھ آئے مال غنیمت کا کوئی حد و شمار نہ تھا۔ انہیں دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب نے ۲۲۱ھ میں ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ پس اس نے بھی بہت سا مال غنیمت لیکے معاودت کی۔ علاوہ اسکے دو سریہ اور بھیجے ایک کو قلطبانۃ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور دوسرے کو قصریانہ پر شبخون مارنے کا اشارہ کیا۔ ان دونوں سریوں میں مسلمانوں کو مصائب اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسکے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جس میں فتحمندی کا جھنڈا مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومیوں کے بیڑہ سے نو کشتیاں عساکر اسلام کے ہاتھ لگیں بعد ازاں ایک مسلمان سپاہی کو قصریانہ کے ایک چور دروازہ کا پتہ لگ گیا اس نے اپنے امیر کو بتلایا امیر عساکر اسلام نے اسلامی فوج کو اسی راہ سے شہر میں داخل کر دیا۔ رومیوں نے شہر کو چھوڑ کر قلعہ میں پناہ لی دو چار روز تک لڑتے رہے بالآخر امن کے خواستگار ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قصریانہ اور نیز قلعہ پر قبضہ کر کے بہت سا مال غنیمت لئے ہوئے شہر بلیرم کی جانب مراجعت کی تا آنکہ ان لوگوں کو زیادۃ اللہ کے مرنے کی خبر موصول ہوئی۔ ابتداً تو ہمت ہارے لیکن پھر اپنے دلوں کو مضبوط کر کے صبر و تحمل کا پتھر اپنے اپنے کلیجوں پر رکھ کے جہاد میں مصروف ہو گئے۔

زیادۃ اللہ کی وفات ۲۲۳ھ کے نصف میں جبکہ اسکی حکومت نے ساڑھے اکیس سال پورے کر لئے تھے وقوع میں آئی۔

ابو عقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب

زیادۃ اللہ بن ابراہیم کے مرنے کے بعد اسکا بھائی اغلب حکمران ہوا اسکی کنیت ابو عقال تھی۔ اس نے لشکریوں کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے۔ زیادتیاں اور مظالم موقوف کر دئیے۔ عمال کی تنخواہیں بڑھا دیں رعایا پر ظلم و ستم کرنے سے ان کو روک دیا۔ بعد چندے قسطیلہ میں خوارج زادعہ، لواتہ اور بسکاسہ نے ابو عقال کی مخالفت پر کمر باندھی اسکے گورنر کو مار کر قابض و متصرف ہو گئے۔ ابو عقال نے ان لوگوں کی سرکوبی پر فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو عقال کی فوج نے کل باغیوں کا قلع و قمع کر دیا۔ بعد اسکے ۲۲۴ھ میں ابو عقال نے ایک سریہ صقلیہ کی طرف روانہ کیا۔ بہت سا مال غنیمت لے کے مظفر و منصور واپس آیا۔ ۲۲۵ھ میں صقلیہ کے چند قلعات نے مسلمانوں سے امن کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے ان کو امن دی اور بصلح و امان انکو مفتوح کر لیا۔ پھر مسلمانوں کا ایک بیڑا جنگی کشتیوں کا قلوریہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ قلوریہ بھی سر ہو گیا بادشاہ قسطنطنیہ کا بیڑہ قلوریہ کی حمایت پر آیا مسلمانوں نے اسکو بھی ہزیمت دیدی۔ پھر ۲۲۶ھ میں مسلمانوں کا سریہ قصریانہ مضافات صقلیہ کی طرف روانہ کیا گیا بعدہ قلعہ قیروان کی جانب بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے اسکے گرد و نواح کو جی کھولکر پامال کیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرنے والے ہیں

ان واقعات کے تمام ہونے پر ابو عقال اغلب بن ابراہیم نے ماہ ربیع ۲۲۶ھ میں اپنی حکومت و امارت کے دو برس سات مہینے پورے کر کے انتقال کیا۔

ابو العباس محمد بن اغلب بن ابراہیم

ابو عقال اغلب کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ابو العباس محمد حکمرانی کی عبا پہنکر کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ اہل افریقہ نے اسکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ۲۲۷ھ میں شہر تاہرت کے قریب ایک شہر جدید موسوم عباسیہ آباد کیا۔ جسکو افلح بن عبدالوہاب ابن رستم نے جلا دیا تھا اور والی اندلس کی خدمت میں اس کامیابی کی خوشخبری بھیجی تھی والی اندلس نے ایک لاکھ درہم بطور صلہ مرحمت کئے تھے

اسکے زمانہ میں بعد معزولی ابن جواد ۲۳۴ھ میں سحنون عہدہ قضا کا متولی ہوا اور ابن

جواد کو درے پٹوائے جسکے صدمہ سے وہ مرگیا پھر ۲۴۰ھ میں سحنون بھی مرگیا۔

بعد ازاں ابو العباس پر اسکے بھائی ابو جعفر نے خروج کیا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ابو العباس کو دبا لیا۔ اور اسکے وزراء وارکین دولت کو قتل کرا دیا اسی حالت سے ایک مدت گذری۔ پھر ابو العباس خواب غفلت سے بیدار ہو کر نظام حکومت کے درست کرنے کی جانب متوجہ ہوا۔ خفیہ طور سے فوجیں مرتب کیں الات حرب فراہم کئے اور ۲۴۳ھ میں اعلان جنگ کر کے اپنے بھائی ابو جعفر کے مقابلہ پر آگیا اور اسکی حکومت وریاست کو نیست ونابود کر کے اسکے امارت کے سولہویں مہینے افریقہ سے مصر کی جانب نکال باہر کیا۔

ابو ابراہیم احمد ابو العباس محمد بن ابی عقال کی وفات کے بعد اسکا بیٹا ابو ابراہیم احمد حکمران ہوا اس نے نہایت نیک نیتی اور حسن سیرتی سے حکومت شروع کی۔ لشکریوں کی تنخواہیں بڑھائیں عمارات کے بنوانے کا بیحد شائق تھا افریقہ میں تقریباً دس ہزار قلعے سنگ بنوائے جس کے دروازے لوہے کے تھے۔ غلاموں کی ایک افواج تیار کی۔ اطراف طرابلس میں بربر کے خوارج نے اس پر خروج کیا اور اسکے گورنر کو دبا لیا۔ اُن دنوں اسکی گورنری پر اسکا بھائی عبداللہ بن محمد بن اغلب تھا پس اس نے ان لوگوں کی سرکوبی پر اپنے دوسرے بھائی زیادۃ اللہ کو روانہ کیا چنانچہ زیادۃ اللہ نے پہونچتے ہی ان لوگوں کو زیر کر کے اپنے بھائی ابراہیم کو اس فتح کی خوشخبری لکھ بھیجی

اسی کے زمانہ حکومت ماہ شوال ۲۴۷ھ میں صقلیہ کے شہروں میں قصریانہ مفتوح ہوا۔ نامہ بشارت فتح خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کیا اور وہاں کے چند قیدیوں کو بطور ہدیہ دربار خلافت میں بھیجا بعدہ ابو ابراہیم اپنی حکومت وریاست کے آٹھ سال پورے کر کے ۲۴۹ھ میں بار حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

زیادۃ اللہ اصغر بعد وفات ابو ابراہیم اسکا بیٹا زیادۃ اللہ زمام حکومت کا مالک ہوا یہ زیادۃ اللہ اصغر کے نام سے موسوم تھا۔ اس نے اپنے اسلاف کا رویہ اختیار کیا۔ اسکا زمانہ حکومت دراز نہیں ہوا اپنے حکومت کے ایک ہی برس بعد انتقال کر گیا۔

ابو الغرانیق بن ابی ابراہیم بن احمد	بعد انتقال زیادۃ اللہ اسکا بھائی محمد ملقب بہ ابو الغرانیق کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا۔ حکمران ہوتے ہی لہو ولعب میں مصروف و منہمک ہو گیا

اسکے زمانہ میں فتنہ وفساد اور لڑائیوں کے دروازے کھل گئے۔ جزیرہ مالطہ ۲۵۵ھ میں مفتوح ہوا۔ رومیوں نے جزیرہ صقلیہ کے اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ تب محمد نے ساحل بحر پر مغرب میں برقہ سے پندرہ یوم کی مسافت پر جانب غرب چند قلعے اور محافظت کی غرض سے متعدد مینارے بنوائے جو اسوقت (یعنی مورخ ابن خلدون کے زمانہ) تک موجود ہیں۔ گیارہ برس اسنے حکومت کی نصف ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

بقیہ اخبار صقلیہ ۲۲۵ھ میں فضل بن جعفر ہمدانی براہ دریا فوجیں لے کے روانہ ہوا سینہ کے گھاٹ پر پہونچکر کشتی سے خشکی پر اوتر پڑا اور اسکا محاصرہ کر لیا اہل شہر نے قلعہ بندی کر لی فضل نے اپنی فوج کے چند دستوں کو شبخون مارنے کی غرض سے اسکے اطراف وجوانب میں پھیلا دیا۔ پس بہت سا مال غنیمت لے کے یہ واپس آئے بعد ازاں اثنار جنگ میں اپنے رکاب کی فوج سے ایک گروہ کو علیحدہ کر کے حکم دیا کہ اُس پہاڑ سے گزر کر شہر پر حملہ آور ہو جسکے دامن میں یہ آباد تھا چنانچہ اس دستہ فوج نے ایسا ہی کیا۔ حریف کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ کمال ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے کامیابی کے ساتھ شہر کو فتح کر کے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ پھر ۲۳۲ھ میں فضل نے شہر لسی کا محاصرہ کیا اہل شہر نے بطریق صقلیہ کی خدمت میں یہ حالات لکھ بھیجے امداد کی درخواست کی۔ بطریق صقلیہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور یہ ہدایت کی کہ جسوقت تم لوگ پہاڑ پر آگ روشن کرو گے فوراً ہم عساکر اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور اسی وقت تم بھی حملہ کر دینا دو طرفہ جنگ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور بات کی بات میں ہم اُن پر فتحیابی حاصل کر لیں گے فضل کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ فضل نے اسی سمت میں جس طرف سے بطریق حملہ کرنے والا تھا متعدد کمینگاہوں میں نامی نامی جنگ آور سورما کو بٹھلا دیا اور پہاڑ پر آگ روشن کرا دی بطریق صقلیہ نے آگ کو روشن دیکھ کر فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے لشکر اسلام پر

حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا جوں ہی کمینگاہ سے آگے بڑھا ہزبران اسلام نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کر دیا جس سے معدودے چند جانبر ہوئے ورنہ سب کے سب کھیت رہے اور اہل شہر پر فضل نے حملہ کر دیا اہل شہر نے گھبرا کر امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے فضل نے قبضہ کر لیا اور ۲۳۳ھ میں مسلمانوں نے ملک انکبروہ بر اعظم کی جانب قدم بڑھایا اور اسکے شہروں میں سے ایک شہر پر قبضہ حاصل کر کے وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ ۲۳۴ھ میں زغوش نے مصالحت کا پیام دیا اور امان حاصل کر کے شہر کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اہل اسلام اسکے مال واسباب کو اٹھا لائے اور شہر کو منہدم وخراب کر دیا۔ قبل اس واقعہ کے ۲۳۲ھ میں امیر صقلیہ محمد بن عبداللہ بن اغلب کا انتقال ہو چکا تھا اور مسلمانوں نے متفق ہو کر عباس بن فضل بن یعقوب کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ چنانچہ محمد بن اغلب نے اس تقرری کو پسند کر کے صقلیہ کی سند حکومت عباس کے پاس بھیجدی تھی۔ سند حکومت کے آنے سے پیشتر عباس جہاد کرتا اور فوجوں کو شبخون مارنے کی غرض سے بھیجتا تھا جو اکثر اوقات مال غنیمت لیکر واپس آتی تھیں۔ پھر جسوقت سند حکومت آگئی تو بنفسہ جہاد کی غرض سے نکلا۔ اسکے مقدمۃ الجیش پر اسکا چچا رباح تھا۔ اطراف صقلیہ کو خوب خوب تاخت و تاراج کیا۔ متعدد فوجیں اور سرایا روانہ کئے قسطانیہ، سرقوسہ، ابوطیف اور غوریس اسکے لشکر ظفر پیکر کا جولانگاہ بنا ہوا تھا عساکر اسلام نے ان مقامات سے بیحد مال غنیمت حاصل کیا۔ شہروں کو ویران وخراب کر کے جلا دیا۔ چند قلعات مفتوح کئے۔ اہل قصریانہ کو انہیں معرکوں میں ہزیمت دی۔ ان دنوں اس شہر کو بادشاہ صقلیہ کے دار السلطنت ہونے کا شرف حاصل تھا اور قبل اسکے بادشاہ مذکور سرقوسہ کو اپنا قصر حکومت بنائے ہوئے تھا جب مسلمانوں نے اسکو فتح کر لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بادشاہ مذکور نے قصریانہ کو اپنا دار الحکومت بنایا۔

قصریانہ کے مفتوح ہونے کے یہ حالات ہیں کہ عباس ایام گرمی وموسم سردی میں سرقوسہ اور قصریانہ پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہتا تھا۔ پس یہ فوجیں عیسائیوں پر فتحیابی حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کے واپس آیا کرتی تھیں ایک مرتبہ ایام سرما کے جہاد میں چند قیدی

گرفتار ہوئے۔ جسوقت ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے پیش کیا ایک قیدی نے جسکے چہرہ سے آثار ہیبت و ریاست نمایاں تھے گذارش کی "اے امیر مجھے آپ قتل نہ کیجئے میں آپ کو قصریانہ پر قبضہ دلادوں گا"۔ عباس نے اسکے قتل سے ہاتھ روک لیا اس قیدی نے شہر قصریانہ کے خفیہ راستہ کو بتلادیا۔ چنانچہ اسلامی دلاور رات کے وقت اس راہ پر آئے قیدی ان لوگوں کو ایک چھوٹے دروازے سے شہر میں لے گیا جوں ہی وسط شہر میں پہونچے اور تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ دو چار سپاہیوں نے لپک کے شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے عباس بھی معہ اپنی رکاب کے فوج کے شہر میں قتل وغارت کرتا ہوا گھس پڑا۔ عیسائی جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا بطریقوں کی لڑکیوں کو قیدی بنایا۔ اور اسقدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے اس واقعہ سے صقلیہ میں رومیوں کو ہزیمت اور ذلت نصیب ہوئی۔ بادشاہ روم نے براہ دریا عظیم فوج ایک ایک بطریق کی ماتحتی میں صقلیہ کی حمایت کو روانہ کی ساحل سرقوسہ پر پہونچکر کشتیوں نے لنگر کیا۔ عباس کو اسکی خبر لگی تو وہ بھی فوجیں آراستہ کرکے بلیرم سے آپہونچا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عباس نے عیسائیوں کو ہزیمت دی بقیۃ السیف کشتیوں پر سوار ہوکر اپنے ملک کی طرف بھاگے مسلمانوں نے اُن کی کشتیوں میں سے تین کشتیاں یا تین سے زائد کشتیاں معہ مال واسباب کے لوٹ لیں یہ واقعہ ۲۴۳ھ کا ہے بعد اس واقعہ کے عباس نے صقلیہ کے متعدد قلعات بزور تیغ مفتوح کئے۔ رومی عیسائیوں کی کمک پر قسطنطنیہ سے فوجیں آئیں اسوقت عباس قلعہ روم کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس عیسائی فوجیں سرقوسہ میں اتر پڑیں۔ عباس نے اسی مقام سے جہاں پر کہ محاصرہ ڈالے ہوئے تھا عیسائی فوجوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں انکو پسپا کرکے قصریانہ کی جانب واپس گیا اور اسکی قلعہ بندی کرکے محافظت کی غرض سے ایک جری فوج کو اسمیں ٹھہرادیا۔ پھر ۲۴۷ھ میں سرقوسہ پر چڑھائی کی بہت سا مال غنیمت لے کے مراجعت کی اثناء راہ میں علیل ہوا سنہ مذکور کے نصف میں وفات پائی اور اطراف سرقوسہ میں دفن کیا گیا۔ عیسائیوں نے اسکی نعش کو قبر سے نکال کے جلادیا یہ واقعہ اسکے امارت کے گیارہویں سال وقوع پذیر ہوا۔

ان واقعات کے بعد صقلیہ پر برابر جہاد کیا اور فتحیابی کی جوش میں لشکر اسلام حملہ آور ہوتا رہا چنانچہ سرحد روم کو شمال کی جانب عبور کر گیا۔ سرزمین قلوریہ اور انکبردہ پر جہاد کیا اور اس کے متعدد قلعات کو مفتوح کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا۔

عباس کے مرنے پر مسلمانوں نے متفق ہو کر اسکے بیٹے عبداللہ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور والی افریقہ کو اطلاعی رپورٹ بھیجدی۔

عبداللہ نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد متعدد سرایا سرحدی عیسائی امراء کے ملکوں کی طرف روانہ کئے کئی قلعہ بزور تیغ مفتوح ہوئے۔ عبداللہ کی حکومت کے پانچویں مہینہ خفاجہ بن سفیان نصف ۲۴۸ھ میں افریقہ سے وارد صقلیہ ہوا اور اپنے بیٹے محمود کو ایک سریہ کا افسر مقرر کر کے سرقوسہ کی جانب روانہ کیا پس محمود اطراف سرقوسہ میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کرنے لگا۔ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر محمود نے فتحمندی کے ساتھ مراجعت کی بعد ازاں شہر نوطوس کو ۲۵۰ھ میں فتح کر کے سرقوسہ اور جبل النار پر پھر چڑھائی کی اہل طرمیس نے گردن اطاعت جھکادی امن کے خواستگار ہوئے لیکن بعد چندے عہد شکنی کی بغاوت کا اعلان کیا پس خفاجہ اپنے بیٹے محمد کو بسرافسری افواج اسلامیہ اہل طرمیس کے سر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ محمد نے اہل طرمیس کو بزور تیغ پھر زیر کیا اور بہت سے مرد اور عورتوں کو قید کر لایا بعد اسکے خفاجہ نے غوش پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا اور نہایت مردانگی سے اسکو فتح کر لیا۔ اسی اثناء میں خفاجہ نے ایک مرض میں مبتلا ہو کر بلیرم کی جانب مراجعت کی پھر ۲۵۲ھ میں سرقوسہ اور قطانیہ پر حملہ آور ہوا۔ اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے وہاں کی زراعت کو بھی پامال اور خراب کر ڈالا۔ متعدد سرایا سرزمین صقلیہ کی جانب روانہ کئے لشکر اسلام کے ہاتھ مال غنیمت سے پُر ہو گئے۔

۲۵۳ھ میں قسطنطنیہ سے ایک بطریق اہل صقلیہ کی کمک پر آیا مسلمانوں سے صف آرائی کی نوبت آئی مسلمانوں نے اسکو ہزیمت دی اور خفاجہ نے اطراف سرقوسہ کو جی کھول کر

لوٹ کے بلیرم کی جانب مراجعت کی۔ پھر ۲۵۵ھ میں اپنے بیٹے محمد کو بسر گروہی عساکر اسلامیہ طرمیں کی طرف روانہ کیا۔ کسی جاسوس نے چور دروازہ کا پتہ بتلا دیا عساکر اسلامیہ کا ایک گروہ اس دروازہ سے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت میں مصروف ہو گیا دوسری جانب سے محمد بن خفاجہ بقیہ لشکر اسلام لئے ہوئے شہر میں بزور تیغ گھس پڑا۔ شور وغل سے کانوں کے پردے پھٹے پڑتے تھے گرد و غبار کی وجہ سے کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا لشکر اسلام کا سابق گروہ ان کو دشمنان اسلام کا معین و مددگار تصور کر کے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خفاجہ بھی ان لوگوں کو واپس ہوتا دیکھکر لوٹ پڑا بظاہر یہ ایک سبب طرمیں کے سر نہ ہونے کا ہوا۔

بعدہ خفاجہ نے فوجیں آراستہ کر کے سرقوسہ پر جہاد کیا اور اسکا محاصرہ کر کے اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے مراجعت کی اثناء راہ میں اسی کے لشکر میں سے کسی نے براہ مکر و فریب اسکو مار ڈالا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔ لوگوں نے اس کے بیٹے محمد کو اپنا امیر مقرر کیا اور محمد بن احمد امیر افریقہ کو اطلاعاً لکھ بھیجا پس اس نے محمد کو اسکی سرداری پر بحال رکھا اور سند حکومت تحریر کر کے بھیجدی۔

ابراہیم بن احمد برادر ابوالغرانیق

ابوالغرانیق کی وفات پر اسکا بھائی ابراہیم عنان حکومت افریقہ کا مالک ہوا۔ ابوالغرانیق نے اپنے بیٹے ابو عقال کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اور اپنے بھائی ابراہیم سے بحلف یہ اقرار لیا تھا کہ میرے بیٹے ابو عقال سے حکومت و امارت کے لئے لڑائی جھگڑا نہ کرنا اور نہ اس سے کسی قسم کا مخالفانہ تعرض کرنا بلکہ بطور نائب کے اسکے کاموں کو انجام دینا یہانتک کہ ابو عقال سن شعور کو پہونچ جائے۔ پس جب ابوالغرانیق کا انتقال ہو گیا تو اہل قیروان نے براہ عداوت ابراہیم کو بوجہ اسکے حسن سیرت و عدالت کے امارت پر ابھارنا شروع کیا پہلے ابراہیم نے انکار کیا مگر جب اہل قیروان کا اصرار زیادہ ہوا تو انکی درخواست کو منظور کر کے ابوالغرانیق کی وصیت کو جو در بارہ اپنے بیٹے ابو عقال کے اسکو کر گیا تھا۔ پس پشت ڈالدیا۔ اپنے مکان سکونہ سے اٹھکر قصر امارت میں چلا آیا اور نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے امارت کرنے لگا۔ عادل، عالی حوصلہ

بلند خیال اور نہایت دلیر تھا۔ بغاوت اور فساد کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینکدی مظلوموں کی داد فریاد سننے کو دربار عام کرتا تھا۔ تمام ملک میں امن وامان ہوگیا سواحل بحر پر بہت سے قلعے اور تحفظ کی غرض سے منارہ بنوائے۔ ساحل سبتہ پر دشمنان اسلام کے ڈرانے کو آگ روشن کیجاتی تھی اور اس کی روشنی اسی شب میں اسکندریہ تک پہونچ جاتی تھی۔ اسی نے سوسہ کا شہرپناہ بنوایا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ والی مصر سے مخالف ہو کر ۲۶۵ھ میں علیحدہ ہوگیا تھا اور برقہ پر محمد بن قہرب سپہ سالار ابن اغلب کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا تھا بعد اسکے بعدہ پر قابض ہوا پھر طرابلس کا محاصرہ کیا محمد بن قہرب نے نفوسہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہ اسکی کمک پر آئے۔ عباس بن احمد بن طرطون سے قصر حاتم میں ۲۶۷ھ میں لڑائی ہوئی۔ عباس کو ہزیمت ہوئی شکست کھا کر مصر کی جانب مراجعت کی۔

بعد اسکے وزداجہ نے علم مخالفت بلند کیا اور فعل ضمانی دینے سے انکار کیا انکی دیکھادیکھی ہوارہ بعدہ لواتہ نے بھی ایسا ہی کیا محمد بن قہرب انہیں بغاوتوں اور لڑائیوں میں مارا گیا ابراہیم نے اپنے بیٹے ابو العباس عبداللہ کو ۲۶۹ھ میں ایک فوج عظیم کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ۲۸۰ھ میں خوارج نے بکثرت خروج کیا ابراہیم نے اپنی فوجوں کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی امن وامان قائم ہوگیا مصلحت وقت کے لحاظ سے سوڈانی غلاموں کو فوج سواروں میں بھرتی کر لیا جسکی تعداد دس ہزار تھی۔ اور ۲۸۱ھ میں تونس چلا آیا اور وہیں محلسرا بنوائی پھر ۲۸۳ھ میں ابن طولون سے جنگ کرنے کی غرض سے مصر کی جانب کوچ کیا اثناء راہ میں نفوسہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی بس اس نے ان کو ہزیمت دے کے سرت تک پامال کرتا ہوا چلا گیا۔ جب دشمنوں کی جمعیت منتشر ہوگئی تو مراجعت کی بعد واپسی اپنے بیٹے ابو العباس عبداللہ کو ۲۸۰ھ میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا ایک سو ساٹھ کشتیوں کا بیڑہ لیے ہوئے صقلیہ پہونچا طرابیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بلیرم اور کبرکیت نے عہد شکنی کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں باہم ان لوگوں میں نفاق کا مادہ پھیل گیا ابو العباس نے ایک کو دوسرے کے مقابلہ پر

اُبھارنا شروع کر دیا مگر بعد چندے وہ سب کے سب ابوالعباس سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے اہل بلیرم نے براہ دریا ابوالعباس پر حملہ کیا۔ ابوالعباس نے ان کو پہلے ہی حملہ میں پسپا کر کے ان کے مال و اسباب اور آلات حرب کو لوٹ لیا اور ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اپنے باپ کی خدمت میں بھیجدیا۔ باقی ماندگان میں سے کچھ سرداروں نے قسطنطنیہ کا راستہ لیا اور کچھ لوگ طریس کی جانب بھاگے۔ ابوالعباس نے ان لوگوں کا تعاقب کیا اور اسکے اطراف وجوانب کو تاخت و تاراج کر کے مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالامال کر دیا۔ بعدازاں اہل قطانیہ کے محاصرہ کو بڑھا اہل قطانیہ نے قلعہ بندی کر لی ابوالعباس نے مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے محاصرہ اُٹھا لیا پھر ۲۸۷ھ میں بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں و مقس پھر سیمنی پر فوج کشی کی بعدہ براہ دریا ربو کی طرف بڑھا اور اسکو بزور تیغ مفتوح کر کے اپنی کشتیوں کو مال غنیمت سے ربو کے پر کر کے سیمنی کی جانب لوٹ آیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم و مسمار کرا دیا اتنے میں طینیہ سے چند جنگی کشتیاں اہل ربو کی کمک پر آئیں ابوالعباس نے انکو بھی ہزیمت دی اور انکی تیس کشتیاں گرفتار کر لیں۔ بعدازاں ابوالعباس نے روم کی سرحد کی جانب قدم بڑھایا اور دریا کے پار فرانسیسیوں کے گروہ پر حملہ آور ہوا دو چار حملے کر کے صقلیہ کی جانب مراجعت کی۔

اسی سنہ میں خلیفہ معتضد کا قاصد اہل ٹونس کی شکایت کی وجہ سے امیر ابراہیم کی معزولی کا پیام لایا۔ امیر ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو صقلیہ سے بلا لیا اور جب یہ آگیا تو وہ باظہار جلاوطنی صقلیہ کی جانب روانہ ہو گیا ابن الرفیق نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امیر ابراہیم ظالم، خونریز، اور تند خو تھا۔ آخر عمر میں اسکو مالیخولیا ہو گیا تھا جسکے سبب سے اس نے بیحد خونریزی کی اپنے بہت سے خدام، لونڈیاں اور اپنی عورتوں اور بیٹوں کو قتل کر ڈالا تھا اور اپنے بیٹے ابوالاغلب کو محض ایک شک سے جو اسکو اسکی جانب سے پیدا ہو گیا تھا مار ڈالا۔ ایک روز اسکی سندیل گم ہو گئی اسکے پاداش میں تین سو خادموں کو قتل کرا دیا۔ یہ بیان ابن الرفیق کا ہے لیکن ابن اثیر نے اسکے عقل و داد اور حسن سیرت کی تعریف و توصیف کی ہے اور یہ تحریر کیا

ہے کہ اسکے زمانہ حکومت میں جعفر بن محمد امیر صقلیہ کے ہاتھ سے سرقوسہ مفتوح ہوا تھا۔ نو ماہ یہ اسکا محاصرہ کئے رہا۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے محصوروں کی کمک کو براہ دریا فوجیں روانہ کیں اُس نے ان کو بھی ہزیمت دی اور شہر کو بزور تیغ فتح کرکے جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔

سبھوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ افریقہ سے براہ دریا صقلیہ آیا تھا اور طرانیہ پر اوترکر بلیرم کی جانب گیا تھا پھر دمقش گیا اور اسکا سترہ یوم تک محاصرہ کئے رہا بعدہ مسینی کو مفتوح کیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا پھر آخر شعبان ۲۸۹ھ میں طرمیس پر قابض و متصرف ہوا انہیں دنوں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ میں پہونچکر اسکو مفتوح کیا تھا پھر اس نے اپنے پوتے اور اپنے بیٹے ابو العباس عبداللہ کے بیٹے زیادۃ اللہ کو قلعہ بیقش کی جانب روانہ کیا اور دوسرے بیٹے ابو محرز کو رمطہ کی طرف بھیجا۔ پس زیادۃ اللہ نے قلعہ بیقش کو فتح کیا اور ابو محرز نے اہل رمطہ سے جزیہ لیکر مصالحت کر لی بعد ازاں دریا کو عبور کرکے فرانس کے مقبوضات بری میں داخل ہوا قلوریہ کو بزور تیغ مفتوح کیا بہت سے فرانسیسی قتل و قید کیے گئے۔ اہل فرانس کے دلوں پر اسکے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔

ان پیہم کامیابیوں کے بعد ابراہیم نے صقلیہ کی جانب مراجعت کی۔ عیسائیوں نے جزیہ دیکر مصالحت کی درخواست پیش کی لیکن اس نے انکی بد عہدیوں، عہد شکنیوں کی وجہ سے انکی درخواست منظور نہ کی فوجیں آراستہ کرکے کنسہ کی طرف بڑھا اور اسکا محاصرہ کر لیا اہل کنسہ نے امن کی درخواست کی اس نے قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا اور اسی حالت محاصرہ میں اپنی امارت کے اٹھائیسویں سال آخری ۲۸۹ھ میں انتقال کر گیا۔ اہل لشکر نے ابراہیم کے پوتے ابو مضر کو حفاظت لشکر و مقابلہ دشمنان اسلام کی غرض سے عارضی طور پر اسکے بیٹے ابو العباس کے آنے کے زمانہ تک کے لئے اپنا امیر بنا لیا۔ ابو العباس ان دنوں افریقہ میں تھا۔ ابو مضر نے اہل کنسہ سے جزیہ لیکر مصالحت کر لی ان میں کسی کو اپنے دادا ابراہیم کے مرنے کی خبر کانوں کان خبر نہونے دی اور چند دنے قیام کرکے جبکہ اہل سرایا واپس آگئے محاصرہ اٹھا کر کوچ کر آیا اپنے

دادا ابراہیم کے نعش کو بلیرم میں لاکے مدفون کیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قیروان میں لاکے ابراہیم کی نعش کو دفن کیا۔

کتامہ میں شیعی کا ظہور

اسی کے زمانہ حکومت میں ابو عبداللہ شیعی کتامہ میں ظاہر ہوا اور لوگوں کو بظاہر اہل بیت کی محبت کی دعوت دینے لگا مگر درپردہ پسران اسماعیل میں سے عبیداللہ مہدی کی حکومت کی بنا ڈال رہا تھا۔ کتامہ نے اسکی ترغیب وتحریک سے اسکی اتباع کی اور یہ وہ امور تھے جسکی وجہ سے شیعی کو توبہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور مجبوراً صقلیہ کی جانب جانا پڑا موسیٰ بن عباس والی صقلیہ نے شیعی کی نقل وحرکت سے مطلع ہونے کی غرض سے جاسوس مقرر کیے ابراہیم نے بھی ایک سفارت تہدید آمود شیعی کے پاس انکجان میں روانہ کی۔ مگر شیعی نے اسکی طرف ذرا توجہ نہ کی اور ایسا جواب دیا کہ جس سے ابراہیم کو بیحد ناراضی پیدا ہوئی۔ پس جب شیعی کے کامیابی کا زمانہ قریب آیا اور خلیفہ معتضد کا فرمان ابراہیم کے پاس آیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو شیعی نے توبہ کا اظہار کیا اور صقلیہ کی جانب چلا گیا۔ اسکے بعد افریقہ میں ابو عبداللہ شیعی کی لڑائیاں قبائل کتامہ کے ساتھ ہوئیں تا آنکہ شیعی ان پر مستولی ہو گیا اور ان لوگوں نے اسکی اتباع کر لی۔

ابراہیم نے درپردہ اپنے بیٹے ابو العباس کو شیعی سے جنگ کرنے کی ممانعت کی تھی اور صقلیہ میں اسکے پاس چلے جانے کی بھی ہدایت کی تھی۔

ابو العباس عبداللہ بن ابراہیم برادر ابو الغرانیق

۲۸۹ھ میں ابراہیم کے انتقال کر جانے پر جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسکا پوتا زیادۃ اللہ امیر لشکر بنایا گیا اور اسکا بیٹا ابو العباس عبداللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ افریقہ کی حکومت کا انتظام کیا مالی حالت درست کی تمول اور دولتمندی کی زیادتی ہوئی۔ تمام عمال کے نام گشتی فرامین روانہ کیے جو علی رؤس الاشہاد پڑھے گئے عدل وانصاف کے کرنے اور نرمی وملاطفت سے پیش آنے اور جہاد کرنے کا وعدہ کیا تھا چونکہ زیادۃ اللہ لذات وتعیش اور لہو ولعب میں مصروف اور منہمک ہو گیا تھا اور باوجود اپنے باپ

پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اسوجہ سے ابو العباس (اسکے باپ) نے اسکو قید کر دیا بجائے اسکے صقلیہ کی حکومت پر محمد بن سرقوسی کو تعین کیا۔

ابو العباس نہایت نیک سیرت، عادل اور فنون جنگ سے واقف تھا اسکا زمانہ حکومت بہترین زمانہ سے شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے ٹونس کو اپنے قیام کے لئے منتخب و پسند کیا تھا پھر جب اس نے وفات پائی تو ابو عبداللہ شیعی کتامہ پر متغلب و مستولی ہو گیا ایک گروہ کثیر نے اسکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ میلہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر لیا۔ موسیٰ بن عیاش کو بار حیات سے سبکدوش کیا۔ اہل کتامہ سے فتح بن یحییٰ امیر مسالہ مدتوں ابو عبداللہ سے لڑتا رہا۔ پھر اس نے اسکو مغلوب کر دیا اور اپنی قوم پر مستولی ہو گیا پس فتح نے ابو العباس کے پاس سفارت روانہ کی اور بکیز ابو حول کو شیعی کے جنگ پر بھیجنے کی ترغیب دی چونکہ بکیز دیکھنے کے وقت اپنی آنکھ دبا لیتا تھا اسوجہ سے اسکو لوگ احول کہتے تھے چنانچہ ابو العباس نے ٹونس سے ۲۸۹ھ میں اس پر چڑھائی کی پہلے سطیف میں داخل ہوا بعد ازاں بلزمہ پر جا پہونچا اور کل ان لوگوں کی گردنیں ماردیں جو اسکی دعوت میں شریک نہوئے تھے۔ ابو عبداللہ شیعی فوجیں فراہم کرکے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کے تاوزرت سے انکجان کی جانب بھاگا۔ ابو حول نے شیعی کے قصر کو منہدم کرا دیا بعد اسکے ایک شبانہ روز پھر لڑائی ہوتی رہی ابو حول کی فوج میدان جنگ سے گھوم کھا گئی۔ ابو حول نے ٹونس میں جا کے دم لیا اور معہ کتامہ کے ان کے جائے سکونت پر واپس آیا۔

جسوقت ابو حول اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دوبارہ فوجیں مرتب کرکے ابو عبداللہ شیعی کی جنگ پر روانہ کیا کوچ و قیام کرتا ہوا سطیف پہونچا پھر وہاں سے بقصد جنگ ابو عبداللہ کوچ کیا ابو عبداللہ نے یہ خبر پا کر ابو حول پر حملہ کر دیا۔ ابو حول کو اس غیر متوقع حملہ سے ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا لوٹ کر سطیف آیا اور فوجیں درست کرکے پھر حملہ آور ہوا اسی اثناء میں زیادۃ اللہ نے اپنے باپ کے ملازموں کو ملا لیا چنانچہ ان ناحق شناسوں نے ماہ شعبان ۲۹۰ھ بحالت خواب ابو العباس کا کام تمام کر دیا۔ پھر کیا تھا زیادۃ اللہ کو قید سے رہائی مل گئی۔

ابو مضر زیادۃ اللہ زیادۃ اللہ کی رہائی کے بعد اہل دولت اور اراکین سلطنت نے حکومت وامارت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی اس نے اُن غلاموں کو جنہوں نے اسکے باپ کو قتل کیا تھا سزائے موت دی۔ لذات وعیش پرستی لہو ولعب اور مسخروں گویوں کی صحبت میں پڑ گیا۔ کاروبار نظم ونسق سلطنت کو یکقلم ترک کر دیا اور اپنے بھائی ابو حول کو محبت آمیز خط لکھکر بلا بھیجا اور جب وہ آگیا تو اسکی گردن مار دی اور نیز اپنے چچاؤں بھائیوں کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان وجوہات سے ابو عبداللہ شیعی کے کاروبار کو استقلال اور استحکام حاصل ہوگیا۔ زیادۃ اللہ نے شب کے وقت شیعی کی مخالفت کی غرض سے رقادہ کی جانب کوچ کیا اور شیعی نے شہر سطیف کو فتح کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔ زیادۃ اللہ نے اس سے جنگ کرنے کو فوجیں روانہ کیں اور اپنے خادموں میں سے ابراہیم بن حبشی نامی ایک خادم کو ان افواج کی سرداری عنایت کی چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے ابراہیم نے شیعی کے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا مقام قسطیلہ میں پہونچکر قیام پذیر ہوا چھ ماہ تک ٹھہرا رہا۔ ایک لاکھ فوج اس کے رکاب میں مجتمع ہوگئی پہلے اس نے کتامہ پر حملہ کیا مگر اتفاق وقت سے اسکی فوج کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر باغایہ پہونچا پھر وہاں سے قیروان چلا آیا۔ ابو عبداللہ نے شہر طبنہ کو مفتوح کر کے فتح بن یحییٰ مسالتی کو بارحیات سے سبکدوش کر دیا یہ ان دنوں وہیں موجود تھا بعد ازاں بلزمہ کو مفتوح کیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم کرا کے زمین دوز کرا دیا۔ بعدہ امراء کتامہ سے عروبہ بن یوسف باغایہ پہونچا اور اس فوج پر جو کہ زیر حکومت ہارون بن طبنی بنظر حفاظت وہاں مقیم تھی حملہ آور ہوا انہی دنوں ابو عبداللہ شیعی نے بھی تیجس کے محاصرہ کو فوجیں روانہ کیں جسکو بعد چندے بصلح وآشتی اس نے مفتوح کیا۔ انہیں ایام میں قیروان میں بازاریوں اور اوباشوں کی کثرت ہوگئی تھی زیادۃ اللہ نے داد دہش کا دروازہ کھولدیا فوجیں آراستہ کیں آلات حرب سے سبکو مسلح کر کے ۲۹۵ھ میں فرانس کی جانب کوچ کیا جسوقت قریب اربس پہونچا شیعی کا رعب اسکے دل پر غالب ومستولی ہوا اسکے خاندان والوں نے واپس جانے کی رائے دی پس اس نے رقادہ کی جانب مراجعت کی اور اپنے خاندان کے

سر برآوردہ اشخاص سے ابراہیم بن ابی اغلب کو اپنی فوج کی سرداری عنایت فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد ابو عبداللہ نے باغایہ پر فوج کشی کی اور بصلح وامان اسکو مفتوح کرلیا اسکا گورنر بھاگ گیا۔ بعدہ ابو عبداللہ نے اپنی فوجوں کو آراستہ کرکے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا بعانہ تک پہونچا اور قبائل مغرہ پر حملہ کیا۔ تیفاش پر قابض ہوگیا ابراہیم بن ابی اغلب تیفاش پر چڑھ آیا اہل تیفاش نے ابراہیم کو شہر میں داخل نہونے دیا اور اسکے ہراول کو لڑکر شکست دیدی مگر ابراہیم نے پہونچتے ہی بزور تیغ مفتوح کرلیا اور جسقدر فوج حریف وہاں موجود تھی سب کو تہ تیغ کیا۔ بعدہ ابو عبداللہ شیعی لشکر کتامہ آراستہ کرکے باغایہ کی طرف بڑھا پھر سکایہ بعدہ سبیبہ اور حمودہ کی جانب کوچ کیا اور یکے بعد دیگرے ان مقامات پر قابض ومتصرف ہوگیا اور یہاں کے رہنے والوں کو امن دی۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے ان واقعات سے مطلع ہوکر اربس سے کوچ کردیا۔ پھر ابو عبداللہ نے قسطیلہ اور قفصہ پر دھاوا کیا اور ان لوگوں کو امن دی وہ لوگ اسکی دعوت میں داخل ہوگئے۔ اس نے باغایہ کی جانب معاودت کی پھر باغایہ سے انکجان چلا آیا ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھکر باغایہ پر حملہ کیا اہل باغایہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں ناکامی کے ساتھ اربس واپس آیا پھر ابو عبداللہ نے جمادی الاول ۲۹۶ھ میں اربس پر چڑھائی کی اور فتح کرتا ہوا ماریہ ہوکر گزرا اور اہل قمودہ کو امان دیدی۔

روانگی زیادۃ اللہ بجانب مشرق

جسوقت زیادۃ اللہ کو قمودہ تک ابو عبداللہ شیعی کے پہونچنے کی خبر موصول ہوئی اپنا مال و اسباب لادپھاند کر بقصد مشرق طرابلس چلا آیا اور ابو عبداللہ شیعی نے میدان خالی دیکھکر افریقہ کی طرف رخ کیا اسکے مقدمۃ الجیش پر عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر تھا ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رفادہ پہونچا اہل قیروان اس سے ملنے کو آئے اور سبھوں نے عبداللہ مہدی کی امارت وخلافت کی بیعت کی جیسا کہ انکے حالات اور حکومت کے ضمن میں بیان کرآئے ہیں۔

زیادۃ اللہ نے سترہ دن طرابلس میں قیام کرکے مراجعت کی اسکے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب

بھی تھا۔ چونکہ اسکی نسبت لوگوں نے زیادۃ اللہ سے یہ جڑ رکھا تھا کہ اس نے قیروان سے روانہ ہونے کے بعد اپنی حکومت و ریاست کی بناء ڈالنے کی فکر کی تھی اسوجہ سے زیادۃ اللہ نے اس سے علیحدہ ہو کر مصر کی جانب کوچ کیا رفتہ رفتہ مصر کے قریب پہونچا والی مصر عیسیٰ بر شدی نے بلا اجازت خلیفہ شہر میں داخل ہونے دیا آٹھ روز تک شہر کے باہر ٹھہرا رکھا۔ تب زیادۃ اللہ مجبور ہو کر ابن فرات وزیر خلیفہ مقتدر کی خدمت میں گیا اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی وزارت پناہ نے تا صدور حکم خلافت مآب رقہ میں قیام کرنے کو لکھ بھیجا۔ ایک برس تک رقہ میں مقیم رہا بعد ازاں خلیفہ مقتدر کا فرمان صادر ہوا جسمیں خلافت مآب نے زیادۃ اللہ کو افریقیہ کی جانب واپس جانے اور افریقیہ میں خلافت عباسیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے نوشری کو مالی اور فوجی مدد دینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ زیادۃ اللہ رقہ سے مصر آیا مصر میں پہونچکر اسکو ایک مرض مزمن لاحق ہو گیا جس سے اسکے بال گر گئے بیان کیا جاتا ہے کہ اسکو زہر دیا گیا تھا بہر کیف مصر سے اس نے بیت المقدس کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہونچکر راہی عدم ہو گیا اسکے مرنے سے کل بنو اغلب متفرق اور منتشر ہو گئے اور انکا دور حکومت منقطع ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

بقیہ حالات صقلیہ و دولت بنی ابی الحسن کلبی مستبدین حکومت بعلیدین

جسوقت عبید اللہ مہدی کو افریقیہ پر استیلاء و تصرف حاصل ہو گیا اسوقت اسنے صوبجات افریقیہ پر عمال مقرر کئے جزیرہ صقلیہ پر حسن بن محمد بن ابی خنزر کو مقرر کیا جو کہ سرداران کتامہ سے ایک نامور شخص تھا پس حسن ۲۹۷ھ میں معہ اپنی فوج کے مازر پہونچا۔ اپنے بھائی کو کبر کیت کا حاکم بنایا اور صقلیہ کے عہدہ قضا پر اسحاق بن منہال کو مقرر کیا پھر ۲۹۸ھ میں دمشق پر حملہ آور ہوا اور اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس آیا۔ اہل صقلیہ کو اسکی بدخوئی اور ظلم کی شکایت پیدا ہوئی مجتمع ہو کر سبھوں نے اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ بعدہ عواقب امور کا خیال کر کے عبید اللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرضداشت روانہ کی مہدی نے انکی معذرت

قبول کرلی اور احمد بن قہرب کو انکا امیر مقرر کر کے روانہ کیا اس نے ایک سریہ سرزمین قلوریہ کی جانب بھیجا اس سریہ نے قلوریہ کو جی کھول کر پامال کیا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے مراجعت کی۔ پھر سنہ ۳۰۳ھ میں اپنے بیٹے علی کو قلعہ حرمین جدید کی طرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اسکو اہل صقلیہ کی آیندہ سرکشی و بغاوت کے زمانہ میں اپنا ماویٰ و ملجاء بنا رکھے پس اسکا بیٹا چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رہا بعدہٗ اسکے فوج نے اس سے بغاوت کردی اسکے خیموں کو جلا کر خاک و سیاہ کردیا اسکے قتل پر مستعد و آمادہ ہوئے۔ اہل عرب نے اس فعل سے انکو باز رکھا۔ پھر اس نے لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی اطاعت کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسکو منظور کرلیا۔ مہدی کے نام کا خطبہ موقوف کردیا قلعہ کے برجوں پر خلافت عباسیہ کے پھریرے چڑھا دیئے گئے پھر اس نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ مہدی کے بیڑہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ مہدی کا امیر البحر حسن ابی خزر تھا۔ احمد بن قہرب کے بیڑہ کو اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی مہدی کا بیڑہ جلا دیا گیا اور حسن بن ابی خزر مار ڈالا گیا۔ کامیابی کے بعد احمد بن قہرب کا بیڑہ صفاقس کی جانب روانہ ہوا ساحل پر پہونچتے ہی ویران و خراب کردیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر طرابلس میں لنگر زن ہوا رفتہ رفتہ اسکی خبر قائم بن مہدی تک پہونچی۔ سنکر دم بخود ہوگیا۔ پھر دار الخلافت بغداد سے فرمان خوشنودی مزاج خلافت آب مع خلعت اور پھریرے کے صادر ہوا احمد بن قہرب مارے خوشی کے پھولے نہ سمایا۔ بعدہ ایک بیڑہ قلوریہ کی طرف روانہ کیا تمام سرزمین قلوریہ میں لوٹ مار کا بازار گرم ہوگیا۔ اسکے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کر کے مراجعت کی۔ پھر دوبارہ ایک دوسرا بیڑہ افریقہ کی جانب بھیجا۔ اس معرکہ میں مہدی کے بیڑہ کو کامیابی حاصل ہوئی اس سے احمد بن قہرب کا شیرازہ حکومت درہم برہم ہوگیا۔ اہل کبرکیت اس سے باغی ہوگئے مہدی سے خط و کتابت کر کے سازش کرلی۔ رفتہ رفتہ مادہ بغاوت اسقدر ترقی پذیر ہوا کہ آخری سنہ ۳۰۴ھ میں لوگوں نے احمد بن قہرب کو گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیجدیا مہدی نے حکم دیا کہ اسکو مع اسکے خاص مصاحبین کے حسن بن ابی خزر کے قبر پر لیجا کر قتل کر ڈالو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

احمد بن قہرب کے قتل کے بعد مہدی نے صقلیہ کی حکومت پر ابو سعید بن احمد کو مقرر کیا اور ایک فوج کتامہ کی اسکے ہمرکاب روانہ کی چنانچہ ابو سعید نے براہ دریا صقلیہ کی جانب کوچ کیا طرابنہ میں پہونچ کے قیام پذیر ہوا۔ اہل صقلیہ نے اس سے سرکشی کی قلعہ نشین ہو کر لڑنے لگے اہل کرکیت اور طرابنہ والے بھی اہل صقلیہ کے دیکھا دیکھی بغاوت و سرکشی پر آمادہ ہو گئے باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو سعید نے اپنی مردانہ ہمت سے ان سبھوں کو ہزیمت دی اور اثناء دار و گیر میں ہزاروں کا وارا نیارا کر دیا۔ اہل طرابنہ نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی ابو سعید نے امن دی مگر اسکے شہر پناہ کے دروازوں کو توڑ ڈالا۔ مہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے اہل طرابنہ کی عفو تقصیر کا ابو سعید کو حکم دیا۔

پھر مہدی نے بعد ابو سعید کے سالم بن ارشد کو صقلیہ کی حکومت مرحمت کی اور ۳۱۳ھ میں عظیم فوج کے ساتھ صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ سالم نے دریا کو عبور کر کے سرزمین انکبردہ میں قدم رکھا اور جی کھول کر اسکو تاخت و تاراج کیا۔ متعدد قلعات مفتوح کر کے مراجعت کی پھر دوبارہ اسی سرزمین کی طرف قدم بڑھایا اور شہر اورنت کا مدتوں محاصرہ کئے رہا اہل اورنت سو قع پا کر شہر خالی چھوڑ کر چلے گئے۔ پس سالم بھی جو کچھ ہاتھ لگا اسکو لے کے چلتا پھرتا ہوا غرض اہل صقلیہ ہمیشہ اُن شہروں پر جو جزیرہ صقلیہ اور قلوریہ کے رومیوں کے قبضہ اقتدار میں تھے لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے رہتے تھے اور اسکے گرد و نواح کو اپنے ترکتازی کا جولانگاہ بنائے رکھتے تھے۔

۳۲۲ھ میں مہدی نے ایک فوج بسر کردگی یعقوب بن اسحاق براہ دریا جنوہ کی جانب جہاد کی غرض سے روانہ کی۔ یعقوب نے مردانہ وار سرزمین جنوہ میں داخل ہو کر اپنے پُرزور حملوں سے اہل جنوہ کو مجبور کر کے مراجعت کی۔ پھر آئندہ سال مہدی نے ایک دوسرا لشکر جنوہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے شہر جنوہ کو مفتوح کر کے سردانیہ کی طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ سردانیہ کی چند کشتیاں جلا کر خاک و سیاہ کر کے مظفر و منصور مراجعت کی۔

۳۲۵ھ میں اہل کبرکیت نے اپنے امیر سالم بن راشد سے بغاوت کی اور اسکی فوج سے معرکہ آرا ہوئے

سالم بذاتہ انکی سرکوبی کو روانہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اہل کبرکیت کو سالم نے ہزیمت دی اور اسکا اسکے شہر میں محاصرہ کرلیا۔ قائم سے امداد کی درخواست کی۔ قائم نے بسرافسری خلیل بن اسحاق اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں جسوقت خلیل صقلیہ میں وارد ہوا اہل صقلیہ نے سالم بن راشد کی شکایتیں پیش کیں۔ عورتیں بچے اور بوڑھے فضل و رحم کے خواستگار ہوئے۔ اہل کبرکیت اور اہل صقلیہ نے بھی اسی قسم کی درخواستیں گذرانی۔ خلیل کا دل ان لوگوں کی فریاد اور شکایتوں سے بھر آیا۔ سالم کو کسی ذریعہ سے ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے بحکمت عملی ان لوگوں کو یہ سوجھادیا کہ خلیل تم لوگوں سے تمہاری اس دلیری کے انتقام لینے آیا ہے جو تم لوگوں نے شاہی لشکر کے ساتھ کیا ہے۔ اہل صقلیہ یہ سنتے ہی پھر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور وہی ہنگامہ بغاوت و سرکشی دوبارہ گرم کرنے پر تل گئے اسی اثنا میں خلیل نے شہر کبرکیت کے گھاٹ پر ایک جدید شہر موسوم بہ خالصہ کے تعمیر کی بنا ڈالی اس سے اہل شہر کو سالم کے کہنے کا یقین ہوگیا جنگ پر تیار ہوگئے۔ خلیل نے ان لوگوں سے جنگ کرنے کی غرض سے نصف ۳۲۶ھ میں کوچ کیا آٹھ ماہ کامل محاصرہ کئے روزانہ جنگ کرتا رہا تا آنکہ موسم سرما آگیا محاصرہ اٹھا کر خالصہ چلا آیا۔

بعد واپسی اہل صقلیہ نے پھر مخالفت پر کمر باندھی۔ ادھر اہل صقلیہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی بادشاہ قسطنطنیہ نے فوجی اور مالی مدد دی۔ اُدھر قائم کو مدد کے لئے لکھ بھیجا قائم نے اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ پس خلیل نے ابی ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کرکے قلعہ بلاطنو پر محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ ۳۲۷ھ منقضی ہوگیا خلیل نے قلعہ بلاطنو سے محاصرہ اٹھاکے کبرکیت کو جاکے گھیرا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو بسرافسری ابی خلف بن ہارون اسکے محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کرگیا۔ اس محاصرہ کا سلسلہ ۳۲۹ھ تک قائم و جاری رہا۔ اکثر اہل شہر طول حصار اور روزانہ جنگ سے گھبراکر روم کی طرف بھاگ گئے باقی ماندگان نے امن کی درخواست کی۔ ابی خلف نے قلعہ حوالہ کردینے کی شرط پر اہل شہر کو امان دی۔ مگر جسوقت اہل شہر نے قلعہ کے دروازے کھولدیئے اور اسکو ابی خلف کے حوالہ کردیا اسوقت ابی خلف نے

ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی۔ اس سے گرد و نواح کے کل قلعہ والے کانپ اٹھے اور بخوف جان اطاعت کی گردن جھکا دی۔ خلیل نے آخری ۳۲۹ھ میں افریقہ کی جانب مراجعت کی اسکے ہمراہ علیحدہ ایک کشتی میں بہت سے سرداران اہل کبر کیت بھی افریقہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ خلیل نے کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کشتی کے ڈبو دینے کا اشارہ کر دیا پس سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔

خلیل کے بعد صقلیہ کی زمام حکومت عطاف ازدی کو مرحمت ہوئی پھر ابو یزید کا جھگڑا پیش آ گیا قائم اور منصور اسکے رفع کرنے میں مصروف و مشغول ہوئے تا آنکہ ابو یزید کا فتنہ فرو ہو گیا تب منصور نے صقلیہ کی حکومت پر حسن بن ابی الحسن کلبی کو جو کہ اسکا پروردہ اور ساختہ اور اسکے نامی سرداروں سے تھا مامور کیا اسکی کنیت ابو القاسم تھی۔ اراکین دولت و اعیان سلطنت اسکو توقیر کی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ ابو یزید کی مدافعت میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔

اسکی گورنری کا یہ سبب ہوا کہ اہل بلیرم نے عطاف ازدی کو اسکی کمزوری طبیعت کی وجہ سے بے دبا لیا تھا اور دشمنان اسلام نے اسکی معذوری اور اہل شہر کی سرکشی کے باعث سے اہل شہر کو کمزور کر رکھا تھا ان وجوہ سے اہل شہر بلیرم نے ۳۳۵ھ میں عید الفطر کے دن عطاف پر حملہ کر دیا۔ اس بغاوت و شورش کے بانی مبانی اہل بلیرم میں بنو الطبر ہوئے تھے۔ عطاف کسی صورت سے اپنی جان بچا کے قلعہ میں پناہ گزیں ہو گیا اور منصور کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر کے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا پس منصور نے حسن بن علی مذکور کو صقلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی چنانچہ حسن سامان سفر درست کر کے براہ دریا مازر کی طرف روانہ ہوا۔ ساحل مازر پر پہونچ کر لنگر زن ہوا اہل مازر میں سے کوئی شخص بر سر مقابلہ نہ آیا۔ رات کے وقت ایک گروہ اہل کتامہ کا ملنے کو آیا اور معذرت کی کہ ہم لوگ بنو الطبر کے خوف سے دن کو نہیں آ سکے۔ بنو الطبر نے جاسوسوں کو حسن کی خبر گیری پر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے واپس ہو کر بنو الطبر کو حسن کے جلال و شوکت اور کثرت فوج سے ڈرایا اور انکو حسن سے ملنے اور معذرت کرنے پر تیار کیا۔ بنو الطبر اسی ادھیڑ بن میں پڑے ہوئے تھے کہ حسن معہ اپنے رکاب کی فوج کے شہر میں گھس پڑا۔ حاکم شہر اور عمال ملنے کو آئے بنو الطبر کو اس سے ایک

گونہ اضطراب پیدا ہوا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا اتنے میں انکا سردار اسماعیل ان لوگوں کے پاس آگیا اور جو لوگ ان لوگوں سے منحرف ہو گئے تھے وہ بھی اس سے آملے ۔ایک خاصہ گروہ مجتمع ہو گیا۔ اسماعیل نے اس خیال سے کہ حسن اپنے خادم کو سزا نہ دیگا اور اس سے اہل شہر برانگیختہ اور بد دل ہو جائیں گے یہ چال پھیلایا کہ اپنے کسی غلام سے حسن کے ایک خادم پر یہ دعویٰ کرادیا کہ کل آپکا فلاں غلام میری بیوی کو غیر مشروع فعل کرنے پر مجبور کر رہا تھا حسن اس چال کو تاڑ گیا مدعی کو طلب کر کے اسکے دعوے پر قسم کھلوائی اور بعد ثبوت لینے کے اپنے خادم کو سزا کما حقہ دی عوام الناس اس انصاف سے بیحد خوش ہوئے ۔ طیری اور اسکے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اس سے اسماعیل کا گروہ ٹوٹ گیا۔ بنو الطیر متفرق اور منتشر ہو گئے حسن نے خوشی اور خوش اسلوبی سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور عمدگی کے ساتھ نظم و نسق کرنے لگا۔ رومیوں نے اسکے رعب وداب سے متاثر ہو کر تین برس کا جزیہ ادا کر دیا۔

ان واقعات کے بعد بادشاہ روم نے ایک بطریق کو بسر افسری عظیم فوج براہ دریا صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ پس یہ بطریق اور سرو غرس مجتمع ہو کر صقلیہ پر حملہ آور ہوئے حسن نے منصور کو اس سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی منصور نے سات ہزار سوار اور ساڑھے تین ہزار پیادوں کو اسکی کمک پر روانہ کیا۔ حسن نے اپنی فوج کو ہر چہار طرف سے مجتمع کر کے براہ دریا و خشکی رومیوں کے روک تھام کی غرض سے کوچ کیا اور متعدد مرایا سرزمین قلوریہ کی طرف بھیجے۔ ابراجہ میں پہونچ کر پڑاؤ کر دیا اور چاروں طرف سے اسکا محاصرہ کر لیا۔ رومی یہ خبر پاکر چڑھ آئے مگر اپنی فتحیابی سے مایوس ہو کر تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی بعد اسکے حسن نے رومیوں کے ایک قلعہ پر فوج کشی کی رومی بلا جنگ و جدال قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے پھر حسن نے قلعہ نیشانہ پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا ایک ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اہل قلعہ نے جزیہ اور تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی۔ حسن معہ اپنے بیڑہ جنگی کشتیوں کے لوٹ کر مسینی چلا آیا اور وہیں پر ایام سرما کو منقضی کیا۔ اسی مقام پر منصور کا فرمان مشعر واپسی بجانب قلوریہ صادر ہوا چنانچہ حسن نے دریا کو خرچہ

کی جانب عبور کیا رومی اور سردعرس مقابلہ پر آئے حسن نے ان کو ہزیمت دے کے مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا۔ یہ واقعہ یوم عرفہ ۳۴۰ھ کا ہے۔ بعد ازاں خراجہ پر پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا تا آنکہ بادشاہ روم قسطنطین نے زر نقد دیکر مصالحت کر لی۔ حسن نے ربو کی جانب مراجعت کی ریو میں پہونچکر وسط شہر میں ایک مسجد بنوائی اور رومیوں سے یہ شرط کر لی کہ رومیوں میں سے کوئی شخص آئندہ کسی قسم کا مسجد سے تعرض نہ کرے اور جو شخص قیدیوں میں سے اس میں داخل ہو وہ امن سمجھا جائے

منصور کے مرنے پر اسکا بیٹا معز حکومت پر متمکن ہوا۔ حسن نے صقلیہ پر اپنے بیٹے احمد کو مقرر کر کے معز کی طرف کوچ کیا۔ معز نے احمد کو لکھ بھیجا کہ صقلیہ میں جسقدر رومیوں کے قلعہ باقی رہ گئے ہیں انکو بہت جلد فتح کر لو۔ پس احمد نے اس حکم کے مطابق رومیوں کے مقبوضہ قلعات پر جہاد کیا ۳۵۱ھ میں طرمین وغیرہ کو فتح کر کے رمطہ کی طرف بڑھا مدتوں اسکا محاصرہ کئے رہا قسطنطنیہ سے چالیس ہزار فوج اسکی حمایت و اعانت کو آئی احمد نے بھی معز سے امداد طلب کی معز نے بہت سا مال و اسباب اور ایک عظیم لشکر اسکے باپ حسن کے ساتھ اسکی کمک پر روانہ کیا۔ رومیوں کا امدادی لشکر مسینہ کے گھاٹ پر اترا ہوا تھا مسلمانوں نے رمطہ پر یلغار کیا۔ زمانہ حصار میں لشکر اسلام کا سردار حسن بن عمار اور حسن بن علی کا بیٹا تھا۔ رومیوں نے پہونچکر محاصرہ کر لیا رمطہ اسوقت نقطہ کی طرح دو دائروں سے گھرا ہوا تھا۔ رمطہ کو اسلامی لشکر محاصرہ میں لئے ہوئے تھا اور اسلامی لشکر پر رومی فوجیں محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں۔ ادہر اہل شہر شہر پناہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اُدہر رومیوں نے باہر سے عساکر اسلامیہ پر دھاوا کیا مسلمانوں پر یہ وقت نہایت آزمائش اور امتحان کا تھا پہلے سبھوں نے مرنے اور مر جانے کا عہد و پیمان کیا بعد ازآں مجموعی قوت سے رومیوں پر دھاوا کیا پہلے ہی حملہ میں رومیوں کے سپہ سالار منویل کے گھوڑے کو مار کر گرا دیا منویل سنبھل نہ سکا زمین پر آرہا ایک سپاہی نے پہونچکر سر اتار لیا۔ اسکے ساتھ ایک گروہ بطریقوں کا مارا گیا رومی لشکر ہزیمت کھا کر بھاگا۔ لشکر اسلام قتل و غارت کرتا ہوا تعاقب میں بڑا مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گیا۔ رومیوں کی ہزیمت کے بعد مسلمانوں نے بزور تیغ

رمطہ کو مفتوح کر لیا۔ اور جو کچھ اس میں تھا سب کو لوٹ لیا رومیوں کا بقیۃ السیف گروہ صقلیہ اور جزیرہ رفق سے کشتیوں پر سوار ہو کر روم کی طرف بھاگا امیر احمد نے اپنے بیڑہ کو تعاقب کا حکم دیا اور خود ایک کشتی پر سوار ہو کر رومیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ زیادہ مسافت طے نہ ہونے پائی تھی کہ رومی کشتیوں کو مسلمانوں نے گرفتار کر کے جلادیا عیسائیوں کا ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ اس واقعہ کو جنگ مجاز کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۳۵۴ھ میں لڑائی ہوئی تھی حریف کے ایک ہزار نامی سردار اور ایک سو بطریق گرفتار کئے گئے تھے عام قیدیوں کا کوئی شمار نہ تھا مال غنیمت کی کوئی حد نہ تھی۔ امیر احمد ان سب کو لئے لادے شہر بلیرم پہونچا صقلیہ میں اسکی خبر لگی تو حسن جوش مسرت میں استقبال کو نکلا اثناء راہ میں فرط مسرت سے بخار آ گیا اور اسی حالت میں جان بحق تسلیم کر دی مسلمانوں کو حسن کی اس شادی مرگ سے بیحد ملال ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا صبر و شکر کر کے اہل صقلیہ نے بالاتفاق اسکے بیٹے احمد کو اسکا جانشین بنایا۔ اس جانشینی کے بعد معز نے اہل صقلیہ کی حکومت پر یعیش (حسن کے خادم) کو مقرر کیا۔ اس سے حکومت و امارت کا بار اٹھ نہ سکا کتامہ اور دوسرے قبائل میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا جو اسکے دبانے سے نہ دب سکا یوماً فیوماً بڑھتا گیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر معز تک پہونچی تو اس نے صقلیہ کی گورنری پر ابوالقاسم علی بن حسن کو بہ نیابت اسکے بھائی احمد کے متعین کیا۔ پھر ۳۵۹ھ میں احمد نے طرابلس میں وفات پائی اسکا بھائی ابوالقاسم علی مستقل طور سے حکمراں ہو گیا۔ یہ زندہ دل اور نیک سیرت شخص تھا۔ ۳۷۱ھ میں عظیم فوج کے ساتھ بادشاہ فرانس نے ابوالقاسم پر فوج کشی کی قلعہ رمطہ پر محاصرہ ڈالا اور اسکو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ میں عساکر اسلامیہ کو نقصان اٹھانا پڑا امیر ابوالقاسم یہ خبر پا کر بقصد مقابلہ شاہ فرانس بلیرم سے روانہ ہوا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا بلا جدال و قتال امیر ابوالقاسم لوٹ کھڑا ہوا۔ فرانسیسی فوجیں اپنے جنگی بیڑہ سے امیر ابوالقاسم کی واپسی کو دیکھ رہی تھیں فوراً بادشاہ بردویل کو اس مطلع کیا بادشاہ بردویل نے تعاقب کا حکم دیدیا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے امیر ابوالقاسم کو جا کر گھیر لیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی امیر ابوالقاسم

شہید ہو گیا مسلمانوں کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ مگر پھر مرنے پر کمر بستہ ہو کر فرانسیسیوں سے ہم برد ہوئے اور لڑ کر انکو بہت بری طور سے شکست دی۔ بردویل بہزار خرابی اپنی جان بچا کر مع اسکے سرکے اپنے خیمہ میں پہونچا اور کشتی پر سوار ہو کر روسہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلمانوں نے امیر ابو القاسم کے بعد اسکے بیٹے جابر کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا جابر نے اسی وقت لشکر اسلام کو واپسی کا حکم دیا مال غنیمت کی فراہمی کی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی۔

امیر ابو القاسم نے ساڑھے بارہ برس حکمرانی کی عادل نیک سیرت اور ہوشیار شخص تھا۔

اور جب اسکا چچازاد بھائی جعفر بن محمد بن علی بن ابو الحسن جو کہ عزیز کے وزیروں اور مصاحبوں سے تھا حکمران ہوا تو کل بدنظمیاں رفع و دفع ہو گئیں۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ یہ شخص علم دوست اور قدردان اہل علم تھا ۳۷۵ھ میں اس نے وفات پائی اسکا بھائی عبداللہ بجائے اسکے حکمران ہوا اس نے اپنے بھائی مرحوم کی روش اختیار کی ۳۷۹ھ میں اسکا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا ثقۃ الدولہ ابو الفتوح یوسف بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابو الحسن کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے گذشتہ بزرگوں کا رویہ اختیار کیا انہیں کے قدم بقدم چلتا رہا تا آنکہ ۳۸۸ھ میں بعارضہ فالج مبتلا ہوا بدن کا نصف حصہ بائیں جانب والا نقل و حرکت سے بیکار ہو گیا۔ اسکے بیٹے تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے حکمرانی کرنے لگا۔ اسکے بھائی علی نے ۴۰۵ھ میں بربریوں اور غلاموں سے سازش کر کے مخالفت کا علم بلند کیا۔ تاج الدولہ نے۔ یہ خبر پا کر اس کی سرکوبی پر کمر باندھی دونوں بھائیوں میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخر کار تاج الدولہ کو فتح نصیب ہوئی۔ علی مارا گیا بربری اور غلام نکال باہر کیے گئے۔ فساد و بغاوت کا مادہ مستاصل و منقطع ہو گیا بعد چندے پھر اسکی حکومت میں اختلال واضطراب پیدا ہوا اسکا کاتب (سکریٹری) اور اسکا وزیر حسن بن محمد باغانی اس فساد و بغاوت کا بانی مبانی تھا۔ اس نے عوام الناس کو تاج الدولہ کے خلاف ابھار کر بغاوت کا علم بلند کیا۔ اور شاہی قصر کا محاصرہ کر لیا۔ تاج الدولہ نے ہنگامہ بغاوت فرو کرنے کی غرض سے ابو الفتوح ثقۃ الدولہ کو

پالکی میں سوار کرا کے محل سے باہر نکالا ثقۃ الدولہ نے ان لوگوں کو بہ نرمی و ملاطفت مخاطب کیا۔ اس سے انکا جوش فرو ہو گیا۔ ثقۃ الدولہ نے باغانی کو گرفتار کر کے بلوائیوں کے حوالہ کر دیا ان لوگوں نے اسکو اور نیز اسکے پوتے ابو رافع کو مار ڈالا اور اُسکے بیٹے جعفر کو معزول کر کے ابن جعفر کو ۴۱۰ھ میں حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اسد الدولہ بن تاج الدولہ کا خطاب لیا "اکحل" کے نام سے معروف و مشہور تھا۔ جعفر نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔

اکحل کے حکمران ہوتے ہی فتنہ و فساد جاتا رہا نظم حکومت جیسا کہ چاہئے درست ہو گیا۔ اسنے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اپنے بیٹے جعفر کو دیدیا تھا جو چاہتا تھا کر گذرتا تھا۔ اسنے کج ادائی اور ظلم کا برتاؤ شروع کر دیا۔ اہل صقلیہ کو ہر امر میں دبانے اور اہل افریقہ کو انکے مقابلہ میں بڑھانے لگا۔ لوگوں کو اس سے شکایت کا موقع مل گیا۔ معزوالی قیروان کی خدمت میں وفود (ڈیپوٹیشن) بھیجے اور اسکی شکایت کی اور اسکی حکومت و امارت کی اطاعت کا اظہار کیا۔ معز نے ایک بیڑہ کشتیوں کا جسمیں تین سو سوار تھے بسر گروہی اپنے بیٹوں عبداللہ اور ایوب کے صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ اہل صقلیہ نے انکے ہمراہ ہو کر اپنے امیر اکحل کا محاصرہ کر لیا اور اسکو قتل کر کے سر اتار کر ۴۱۷ھ میں معز کے پاس بھیجدیا۔ تھوڑے دنوں بعد اہل صقلیہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی رفع ندامت کی غرض سے سب کے سب مجتمع ہو کر اہل افریقہ پر ٹوٹ پڑے۔ ان میں سے تقریباً تین سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ باقی ماندگان کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اور صمصام برادر اکحل کو اپنا امیر بنایا۔ نظام سلطنت پھر درہم و برہم ہو گیا بازاری اوباش شرفاء اور امراء پر غالب ہو گئے۔ اہل بلیرم یہ رنگ دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور صمصام کو معزول اور اپنے شہر سے نکال کر کے سرداران لشکر سے ابن الثمنہ نامی ایک شخص کو اپنا امیر و سردار بنایا۔ اس نے "القادر باللہ" کا لقب اختیار کیا

قبل اس واقعہ کے مازر میں اکحل کا بیٹا عبداللہ مستقل طور سے حکمران ہو گیا تھا مگر ابن الثمنہ نے عنان حکومت پر قابض ہوتے ہی ابن اکحل (عبداللہ) کو مغلوب کر دیا اور بہ حکمت عملی اس کو

قتل کر کے جزیرہ کی حکومت پر استقلال کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا یہاں تک کہ یہ جزیرہ اسکے قبضہ سے نکال لیا گیا۔

ابن الثمنہ نے صقلیہ کی حکومت پر مستقل طور سے متمکن ہونے کے بعد میمونہ بنت جراس سے نکاح کیا۔ پھر اس سے کسی معاملہ میں مشتبہ و مشکوک ہو کر زہر دیدیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر طبیبوں کو طلب کر کے معالجہ کرایا۔ صحت یاب ہو گئی۔ ابن الثمنہ نے میمونہ سے معذرت کی خود کردہ پر پشیمان ہوا میمونہ نے معذرت قبول کر لی۔ اور اپنے بھائی سے ملنے کی غرض سے قصریانہ جانے کی اجازت طلب کی ابن الثمنہ نے اجازت دیدی۔ میمونہ نے اپنے بھائی کے پاس پہونچکر کل واقعات بتلائے اسکے بھائی نے میمونہ کے نہ بھیجنے کی قسم کھائی۔ اس سے ابن جراس (میمونہ کے بھائی) اور ابن الثمنہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہونچی ابن الثمنہ کو ہزیمت ہوئی۔ بھاگ کر رومیوں کے پاس پہونچا اور ان سے امداد کا خواہاں ہوا قمص اور جاز بن نبقر بن جزہ معہ اپنے سات بھائیوں اور فرانس کے ایک گروہ کے صقلیہ کی طرف آیا۔ ابن الثمنہ نے ان لوگوں سے صقلیہ پر قبضہ دلا دینے کا اقرار کیا پس ان سبھوں نے پہلے قصریانہ پر چڑھائی کی۔ ابن جراس اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابن الثمنہ شکست کھا کے افریقیہ میں عمر بن خلف بن کمی کے پاس چلا آیا۔ ٹونس میں قیام اختیار کیا اور اسکے عہدۂ قضاء کا متولی ہوا۔

اسوقت سے رومیوں نے صقلیہ کے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ کل شہروں اور مشہور مقامات پر قابض ہو گئے صرف قلعات اور دشوار گزار گھاٹیاں باقی رہ گئیں۔ آخر کار ۴۶۴ھ میں ابن جراس معہ اہل و عیال اور مال کے بصلح و امان قلعات کو دشمنوں کے حوالہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور رجار نے سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن جراس کے نکلتے ہی کلمۃ الاسلام اس ملک سے منقطع اور دولت و حکومت کلبیین کا خاتمہ ہو گیا پچانوے برس کی مدت میں ان میں دس شخصوں نے حکومت کی۔

زجار نے قلعہ بلیطو سرزمین قلعہ قلوریہ ۲۹۲ھ میں بادیہ ہلاکت کا راستہ اختیار کیا اس کا بیٹا زجار ثانی حکمراں ہوا۔ اسکا دور حکومت طول وطویل گزرا۔ اسی کے لئے شریف ابو عبداللہ ادریسی نے کتاب تربتہ المشارق فی اخبار الافاق تالیف کی اور بنظر شہرت قصار زجار کے نام سے موسوم کیا واللہ مقدر اللیل والنہار۔

حالات جزیرہ اقریطش و حکومت بنو بلوطی تاآنکہ دشمنان اسلام نے اس پر پھر قبضہ حاصل کیا۔

جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ مابین صقلیہ اور قبرس مقابلہ پر اسکندریہ کے واقع ہے قرطبہ کے غربی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے کے رہنے والوں نے اس جزیرہ کو آباد کیا تھا۔ ان لوگوں کا محلہ حکم ابن ہشام کے قصر سے متصل تھا ان لوگوں نے ۲۰۲ھ میں بغاوت کی حکم نے ان کی سرکوبی کی جانب توجہ کی چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی حکم نے انکے محلہ کو سماء ومنہدم کرا دیا انکی مسجدیں ویران کر دیں اور باقی ماندگان کو قرطبہ سے جلا وطن کر کے سرحد کی جانب نکالدیا پس یہ لوگ فاس وغیرہ میں مقیم ہوئے اور کچھ جلاوطنوں نے اسکندریہ کا راستہ لیا اسکندریہ میں پہونچکر متفرق طور پر یہ لوگ قیام پذیر ہوگئے۔ بعد چندے انہیں سے ایک شخص اسکندریہ کے ایک بازاری شخص سے لڑ پڑا۔ باہم گتھ گئے اس شخص نے کسی طرح اپنے کو چھوڑا کر اپنے ہم وطنوں سے جاکر فریاد کی وہ لوگ اسکی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ اکثر اہل شہر کو لوٹ لیا۔ باقی ماندگان اہل شہر سے نکال کر ناکہ بندی کر لی اور ابو حفص عمر بن شعیب بلوطی معروف بہ ابو الفیض نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر عبداللہ بن طاہر تھا۔ یہ خبر پاکر فوجیں آراستہ کر کے باغیان اسکندریہ پر حملہ آور ہوا اور چہار طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی بالآخر ان لوگوں نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے ان کو امن دی مگر اسکندریہ سے نکال کر جزیرہ اقریطش کی جانب بھیجدیا پس ان لوگوں نے اس غیر آباد جزیرہ کو آباد کیا۔ اسوقت بھی انکا امیر و سردار ابو حفص بلوطی تھا۔ اسکے بعد اسکی اولاد تقریباً ایک سو برس یا کہ اس سے کچھ زاید دنوں تک حکمراں رہی تاآنکہ ارمانوس بن قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ نے اسکی اولاد میں سے عبدالعزیز

بن شعیب کے قبضہ سے اس جزیرہ کو ۵۰۳ھ میں نکال لیا اور مسلمانوں کو یہاں سے جلا وطن کرا دیا۔ واللہ یعید الکرۃ و یذہب آثار الکفرۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

اخبار یمن و دول اسلامیہ جو کہ یہاں پر عباسیوں اور عبیدیوں اور کل ملوک عرب کی تھی۔ ابتداً اسکے حالات اجمالاً تحریر کیے جائیں گے بعد ازاں انکے بعد دیگرے اسکے شہروں اور ملکوں کے حالات تفصیلاً لکھے جائینگے

ہم اوپر اخبار سیر نبویہ کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں کہ ملک یمن دائرہ حکومت اسلامیہ میں یوں داخل ہوا تھا کہ اسکا گورنر باذان جو کسرائے فارس کی جانب سے یہاں کا حکمران تھا دعوت اسلام میں شامل ہوا اسکے اسلام لانے سے اہل یمن بھی علم اسلام کے مطیع اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کو یمن اور اسکے کل گرد و نواح کی حکومت عطا فرمائی۔ باذان کا دارالحکومت مقام صنعاء تھا جو کسی زمانہ میں ملوک تبابعہ کے دارالسلطنت ہونے کا اعزاز رکھتا تھا جب بعد حجۃ الوداع باذان نے وفات پائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو ان صوبوں پر منقسم فرمایا جنپر اس سے پیشتر تقسیم تھا اور صنعاء کی عنان حکومت شہربان بن باذان کو مرحمت فرمائی۔ بعد اسکے ہم نے اسود عنسی کے حالات تحریر کیے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ کیونکر اسود نے عمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے نکال دیا تھا اور صنعاء پر حملہ کر کے اس پر قابض ہو گیا تھا اور شہربان بن باذان کو قتل کر کے اسکی بیوی کو اپنی زوجیت میں داخل کر لیا تھا اور یمن کے اکثر شہروں پر مستولی ہو گیا تھا۔ اس سے اکثر اہل یمن مذہب اسلام سے پھر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب اور عمال اور ان لوگوں کے پاس خطوط روانہ کیے۔ جو مذہب اسلام پر ثابت قدم رہ گئے تھے۔ ان لوگوں نے زوجہ شہربان بن باذان سے جس کو اسود عنسی نے اپنی بیوی بنا لی تھی اسود عنسی کے معاملہ میں بذریعہ اسکے چچا زاد بھائی فیروز کے سازش کر لی۔ اس مہتم بالشان امر کا منصرم قیس بن عبد یغوث مرادی ہوا تھا پس اس نے اور

فیروز نے . . . . باجازت اسکی بیوی (زوجہ شہربان بن باذان) اسکے گھر میں گھس کر مار ڈالا اسکے مارے جانے سے عمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے صوبجات پر پھر حکمرانی کرنے لگے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند ہی دنوں پیشتر واقع ہوا تھا قیس نے صنعار پر قبضہ کرلیا اور اسود کے بقیۃ السیف لشکر کو مجتمع کرکے اپنی فوج درست کرلی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیقؓ نے یمن کی حکومت پر فیروز کو مامور کیا اور لوگوں کو اسکی اطاعت کا حکم دیا پس اس سے اور قیس بن مکشوح سے معرکہ آرائی ہوئی اس نے اسکو ہزیمت دی۔ بعد اسکے ابو بکر صدیقؓ نے مہاجر بن امیہ کو یمن کی عنان حکومت عطا کی اس نے یمن کے مرتدوں سے لڑائی کی اور اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے کیا۔ پھر عبید اللہ بن عباس اور انکے بھائی عبد اللہ بن عباس مامور کئے گئے بعد اسکے معاویہ نے صنعار پر فیروز دیلمی کو متعین کیا ۵۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ پھر عبد الملک نے یمن کو حجاج کی گورنری میں شامل کردیا جبکہ اسکو ۷۲ھ میں جنگ عبد اللہ بن زبیر پر روانہ کیا تھا پھر جب دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو سفاح نے اپنے چچا داؤد بن علی کو یمن کی حکومت پر مامور کیا۔ جب ۱۳۳ھ میں اس نے وفات پائی تو بجائے اسکے محمد بن یزید بن عبید اللہ بن عبد الملک بن عبد الدار حکمراں ہوا غرض تاجداران دولت عباسیہ کی جانب سے یمن پر یکے بعد دیگرے گورنر حکمرانی کرتے رہے اور یہ لوگ صنعار کو اپنا دار الحکومت بناتے رہے تا آنکہ سلسلہ خلافت خلیفہ مامون تک منتہی ہوا اور ممالک اسلامیہ کے اطراف وجوانب میں طالبیوں کے ایلچیوں کا ظہور رہا اور عراق میں ہوشیبان میں سے ابو السرایا نے محمد بن ابراہیم طبا طبا بن اسماعیل بن ابراہیم برادر مہدی النفس الزکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن کی امارت کی بیعت کی اسوقت امن عامہ میں خلل پڑ گیا۔ اور طالبیوں نے اپنے عمال کو ہر چہار طرف پھیلا دیا۔ پھر یہ مارا گیا اور محمد بن جعفر صادق کی امارت کی بیعت حجاز میں لی گئی۔ یمن میں ابراہیم بن موسیٰ کاظم نے ۲۰۰ھ میں حکومت کا دعویٰ کیا مگر یہ فائز المرام نہوا چونکہ ابراہیم ظالم اور خونریز تھا "جزار" کے لقب سے ملقب

تھا خلیفہ مامون نے شاہی فوجیں بغاوت یمن کے فرو کرنے کو روانہ کیں چنانچہ اس نے یمن کے کل گرد و نواح کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا نامی نامی رئیسوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد بھیجدیا۔ بغاوت و سرکشی کا مادہ منقطع ہوگیا امن وامان کی منادی پھر گئی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کرینگے۔

حکومت ابن زیاد زیراثر خلافت عباسیہ ہرگاہ سرداران یمن میں محمد بن زیاد بھی تھا جو کہ عبداللہ بن زیاد بن ابی سفیان کے اولاد سے تھا بطور وفد دارالخلافت بغداد میں خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خلافت مآب ان لوگوں کے ساتھ بکمال اعزاز و تلطف پیش آئے اور زیاد کو علویوں کے ہاتھ سے یمن کے بچانے کی خدمت سپرد کی چنانچہ سند حکومت عطا فرما کے زیاد کو یمن کی جانب واپس کیا پس زیاد ۲۰۳ھ میں وارد یمن ہوا اور تہامہ یمن کو بزور تیغ مفتوح کیا یہ وہ شہر ہے جو کہ ساحل عربی بحر عرب پر واقع ہے۔ زیاد نے یہاں پر ایک شہر زبید نامی آباد کرنے کی بنیاد ڈالی اور بعد تعمیر اور آباد کرنے کے اسکو اپنے دارالحکومت ہونے کی عزت دی اپنے غلام جعفر کو جبال کی حکومت پر مامور کیا۔ تہامہ کو اس دلیر نے متعدد لڑائیوں کے بعد عرب سے فتح کیا تھا اور عرب تہامہ سے یہ شرط کر لی تھی کہ وہ آئندہ خیل (گھوڑوں) پر سوار نہوں گے۔ نہایت قلیل مدت میں اس نے پورے ملک یمن پر تصرف و قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ صوبجات حضرموت، شحر اور دیار کندہ اسکے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے حکومت و سلطنت میں اسکا رتبہ ملوک تبابعہ کا ہم پلہ تھا۔ صنعاء دارالحکومت یمن میں بقیہ ملوک تبابعہ میں سے بنو جعفر حمیری زیراثر حکومت دولت عباسیہ حکمرانی کر رہے تھے صنعاء کے علاوہ بحان الجران اور حرش میں بھی انہیں کی حکومت کا جھنڈا اڑ رہا تھا۔ بنو جعفر کا بھائی اسعد بن یعفر بعدہ اسکا بھائی حکومت کر رہا تھا ان لوگوں نے محمد بن زیاد کے علم حکومت کے آگے اپنا سرنگوں کر لیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا ابراہیم پھر اسکا بیٹا زیاد بن ابراہیم پھر اسکا بھائی ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم یکے بعد دیگرے حکمران رہا۔ ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم

کی حکومت طول طویل ہوئی۔ اسنے بہت بڑی عمر پائی اسی مرحلے عمر کے اس نے طے کیے۔ عمارہ کا بیان ہے کہ اسنے یمن، حضر موت، اور جزائر بحریہ پر اسی سال حکومت کی تھی۔ (اور جب اس کو خلیفہ متوکل کے مارے جانے، خلیفہ مستعین کی معزولی اور غلاموں، خانہ زادوں کے خلفاء پر متولی ہونے کی خبر پہونچی تو اس نے شاہی کا دعویٰ کیا۔ سلاطین عجم کی طرح مظلہ میں سوار ہوا۔ اسکے زمانہ حکومت میں یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی ابن ابراہیم طبا طبا نے زیدیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ زیدیہ اسکو سندھ سے بلانے آئے تھے۔ اسکا دادا قاسم ابو سرایا کے ساتھ اپنے بھائی محمد کے خروج وقتل کے بعد سندھ چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا وہاں پہونچکر اسکی نسل سے حسین ہوا اور حسین سے یحییٰ اجلوہ میں آیا جس نے ۲۸۸ھ میں یمن میں خروج کیا۔ صعدہ میں مقیم ہوا۔ زیدیہ کی حکومت کی بناڈالی۔ صنعاء پر فوج کشی کی اور اسعد بن یعفر کے قبضہ سے نکال لیا پھر بنو اسعد نے صنعاء کو اس سے چھین لیا۔ تب یہ صعدہ کی جانب لوٹ آیا۔ اسکے گروہ والے اسکو امام کا لقب سے یاد کرتے تھے اسکی پچھلی نسلیں اسوقت تک وہاں موجود ہیں انکے حالات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسی ابوالجیش اسحاق کے زمانہ میں عبیدیوں کی حکومت کا بھی یمن میں ظہور ہوا۔ ۲۹۳ھ میں محمد بن فضل لاعہ اور جبال یمن پر جبال مدیجرہ تک قابض ہوگیا ابوالجیش کے قبضہ میں سرجہ سے عدن تک بیس منزلیں اور مخلافہ سے صنعاء تک پانچ منزلیں ملک یمن میں باقی رہ گئی تھیں پھر جسوقت محمد بن فضل نے اس دعوت کے ذریعہ ابوالجیش کو دبا لیا۔ تو حکم انان اطراف و جوانب خود مختاری کے مدعی ہوگئے۔ بنی اسعد بن یعفر صنعاء میں، سلیمان بن طرف عثرہ میں اور امام رسی صعدہ میں خود سر حکومت کا دعویدار بن بیٹھا ابوالجیش نے بنظر دور اندیشی ان لوگوں کے ساتھ مصالحت کا رویہ اختیار کیا۔ بعدازاں ۳۷۱ھ میں انتقال کر گیا۔

ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اسکے ملک کے خراج کی تعداد چار کروڑ بیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار دینار عشریہ تھا علاوہ اسکے سندھ کی کشتیوں اور عنبر پر جو کہ باب سندب اور عدن میں آتا تھا اور موتیوں کے مغائص پر جو محصول تھا اسکی بھی بہت بڑی تعداد تھی اور جزیرہ دہلک

کا خراج ان سب سے علیحدہ تھا۔ ملوک حبشہ جو کہ دریا اس پار تھے اس سے مصالحت اور رسم اتحاد رکھتے تھے۔

ابو الجیش نے بوقت وفات ایک چھوٹا لڑکا چھوڑا تھا جسکا نام عبداللہ تھا بعضے ابراہیم اور بعضے زیاد بتلاتے ہیں اسکی بہن اور اسکے آزاد غلام رشید حبشی نے اسکی پرورش اور اسکے ملک کا انتظام کیا کاروبار سلطنت میں رشید حبشی بھوں کو دبائے رہا تا آنکہ انکی دولت و حکومت ۴۰۷ھ میں منقطع و منقرض ہوگئی یہ لڑکا مر گیا تب بنی زیاد سے ایک دوسرے لڑکے کو جو پہلے لڑکے سے بھی کمسن تھا حکمراں بنایا ابن سعید کہتا ہے کہ عمارہ یعنی عمارہ مورخ یمن بوجہ اسکے کہ حجاب اسکے متولی تھے اسکے نام سے واقف نہیں ہو سکا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس آخری لڑکے کا نام ابراہیم تھا۔ اسکی پھوپھی نے اسکی پرورش و پرداخت کی تھی۔ اور مرجان نامی ایک شخص جو کہ حسن بن سلامہ کے آزاد غلاموں سے امور سلطنت کا منصرم و منتظم تھا یہی انکے دولت و حکومت پر مستولی ہو گیا تھا۔ اسکے دو کارپرداز تھے ایک کا نام قیس تھا دوسرے کا نام نجاح۔ بادشاہ کا لڑکا اسی کی کفالت و نگرانی میں دیا گیا اور اسکے ساتھ زبید میں ٹھہرایا گیا نجاح نے آہستہ آہستہ کل صوبجات خارج زبید پر قبضہ کر لیا از انجملہ کرارہ اور لحم تھا۔ قیس اور نجاح میں باہم انہیں اسباب سے چشمک پیدا ہوگئی۔ قیس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی نجاح کی طرف مائل ہے اور اسکو اپنا کاتب (سکرٹری) بنایا ہے قیس یہ سن کے آگ بگولا ہو گیا موقع پاکر باجازت اپنے آقا مرجان بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی کو گرفتار کرکے زندہ دفن کرا دیا اور خود سر حکومت کا مدعی ہو کر منظلہ میں سوار ہوا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ نجاح اس سے مطلع ہو کر باغی ہو گیا فوجیں آراستہ کرکے قیس پر چڑھ آیا قیس بھی مقابلہ کی غرض سے فوجیں مرتب کرکے نکل پڑا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر قیس کو ہزیمت ہوئی معہ پانچ ہزار فوج کے کھیت رہا۔ نجاح نے ۴۱۲ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا اور قیس کو دفن کرا کے حکومت کرنے لگا۔ اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا دربار خلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت روانہ کی پس اسکو حکومت یمن کی سند بھیجدی گئی اسیوقت سے یہ تہامہ کا مالک مستقل تسلیم کیا گیا اہل جبال اسکے نام سے تھراتے تھے بعد چندے حسن بن سلامہ کے دائرہ

حکومت سے کل جبال کو نکال لیا۔ سرحدی ملوک اسکے صولت و جبروتیت سے ڈرتے تھے تاآنکہ اسکو صلیحی نے جو حکومت عبیدیوں کا بانی مبانی تھا ۴۵۲ھ میں ایک لونڈی بھیجکر قتل کرا دیا۔ اسکے بعد زبید میں اسکا غلام کہلان حکمراں ہوا پھر صلیحی نے زبید کو اسکے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

اخبار حکمرانان صلیحی جو یمن میں حکومت عبیدیوں کے قائم کرنے والے تھے

قاضی محمد بن علی ہمدانی صلیحی حران صوبہ ہمدان کا رئیس تھا۔ نسباً بنی یام کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اسکا ایک بیٹا علی نامی پیدا ہوا ان دنوں صاحب دعوت عامر بن عبداللہ زواحی[1] تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے پاس ایک کتاب علم جفر کی تھی جو اسکے زعم میں اسکے موروثوں کے ذخیروں سے تھی اس نے یہ خیال قائم کیا کہ علی بن قاضی کا اس کتاب میں تذکرہ ہے۔ پس اس داعی (ایلچی) نے اس کتاب کو قاضی کو پڑھکر سنایا قاضی نے اس مضمون کو ذہن نشین کر لیا جس وقت علی سن شعور کو پہونچا تو داعی (عامر) نے اسکا نام جفر میں دکھلا کر اسکے اوصاف بتلائے اور اسکے باپ قاضی سے کہا کہ اپنے بیٹے کی کامل حفاظت و نگرانی کرنا یہ لڑکا یمن کا بادشاہ و حکمراں ہوگا چنانچہ علی نے فقیہانہ صلاحیت کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کی۔ پندرہ برس تک براہ طائف و سروات لوگوں کے ساتھ حج کرتا رہا۔ اس سے اسکی بڑی شہرت ہوئی اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال مرتسم کر دیا کہ یہ سلطان یمن ہے۔ اتنے میں داعی (ایلچی) عامر زواحی نے وفات پائی بوقت وفات علی کے حق میں اپنی کتابوں کی وصیت کر گیا اور اس سے دعوت عبیدیہ کے قائم رکھنے کا اقرار لے لیا۔ بعد اسکے علی اپنی عادت کے مطابق ۴۲۸ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کرنے کو گیا ایک جماعت اسکی قوم ہمدان کی اسکے ساتھ تھی اس نے ان لوگوں کو اپنی امداد اور اسپر قائم رکھنے کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسکو منظور و قبول کیا اور اسکے ہاتھ پر اس امر کی بیعت کر لی یہ لوگ اسکی قوم کے سرداروں میں سے تھے اور تعداد ساٹھ نفر تھے۔ بعد معاودت علی نے مسار بن قیام

[1] زوایہ ایک گانوں حران کے علاقہ میں تھا جہاں کا یہ رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اسکی جانب منسوب ہوا۔ منہ رحمۃ اللہ

اختیار کیا۔ یہاں ایک قلعہ تھا جو دامن کوہ حرام میں نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا علی نے اس قلعہ کو اپنا مامن و مسکن بنایا اور اسکی ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کرلی۔ اسوقت سے اسکا رعب و داب بڑھنے لگا۔ مستنصر والی مصر سے خط و کتابت کرکے اظہار دعوت کی اجازت حاصل کرلی چنانچہ دعوت عبیدیہ کا اعلان کرکے یمن پر قبضہ کرلیا۔ اور قلعہ مسار سے صنعاء میں جاکر قیام پذیر ہوا محلسرائیں بنوائیں۔ حکمرانان یمن جسکو انسے دبالیا تھا وہیں آ آکے رہنے لگے۔ بنو طرف ملوک عنزہ و تہامہ کو ہزیمت دی۔ نجاح جو بنوزیاد کا غلام اور زبید کا بادشاہ تھا اُسکے مار ڈالنے کی فکر کی بڑی جد و جہد سے ایک لونڈی کے ذریعہ سے اسکو نجاح کے قتل میں کامیابی ہوئی اس لونڈی کو اس نے نجاح کے پاس بطور تحفہ روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر ۴۵۲ھ میں بیان کر آئے ہیں

ان واقعات کے بعد علی باجازت مستنصر والی مصر مکہ معظمہ کی طرف دعوت عباسیہ کے مٹانے اور امارت حسینیہ کے نیست و نابود کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور صنعاء پر اپنے بیٹے مکرم کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی کے وقت اپنے ہمراہ اپنی بیوی اسماء بنت شہاب کو بھی لیتا گیا۔ اتفاق سے اُس پر سعید بن نجاح نے شبخون مارا اور اسماء کو قید کرلیا۔ اس نے اپنے بیٹے مکرم کو لکھ بھیجا کہ میں ایک بھنگی غلام سے حاملہ ہوگئی ہوں تم کو لازم ہے کہ قبل وضع حمل میری خبر لو ورنہ یہ وہ داغ ہوگا جسکو زمانہ محو نہ کرسکے گا۔ مکرم یہ سنکر ۴۵۵ھ میں صنعاء سے تین ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ بیس ہزار حبشی مقابلہ پر آئے لیکن کھیت مکرم کے ہاتھ رہا حبشیوں کو بڑی ہزیمت ہوئی سعید بن نجاح بھاگ کر جزیرہ دہلک پہونچا مکرم اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے جسمیں صلیحی اور اسکے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے مکرم نے ان سروں کو اوتار کر دفن کرایا اور اپنے ماموں اسعد بن شہاب کو صوبہ تہامہ پر جیسا کہ وہ اس سے پیشتر تھا مقرر کیا زبید میں قیام کرنے کی ہدایت کی۔ اور اپنی ماں کو لیکے صنعاء کی جانب کوچ کیا۔ یہ عورت نہایت دانشمند اور مدبر تھی مکرم کے ملک کا یہ انتظام اور انصرام کرتی تھی۔ بعد چندے اسعد بن شہاب نے تہامہ کا کل مال جمع کرکے اپنے وزیر احمد بن سالم کی معرفت صنعاء روانہ کیا اسماء نے اسکو وفود عرب پر تقسیم کردیا۔ پھر ۴۷۹ھ

بن اسمار نے وفات پائی۔ زبید مکرم کے قبضہ سے نکل گیا ۴۶۱ھ میں سعید بن نجاح نے اسکو مکرم سے بزور واپس لے لیا۔ تب مکرم ۴۶۷ھ میں ذی جبلہ چلا آیا اور صنعار پر عمران بن فضل ہمدانی کو متعین کیا عمران صنعار کو دبا بیٹھا اور وراثتہً اسکی آئندہ نسلیں اس ملک کی حکمراں ہوئیں اسکے بعد اسکا بیٹا احمد حکمراں ہوا۔ اس نے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کیا پس یہ اسی لقب سے مشہور و معروف ہوا اسکے بعد اسکے بیٹے حاتم بن احمد نے حکومت کی کرسی پر اجلاس کیا اسکے بعد صنعار میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جسکا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا تا آنکہ بنو سلیمان نے جبکہ انکو ہواشم نے مکہ میں مغلوب کیا تھا صنعار پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ انکے حالات میں بیان کیا گیا۔

جب مکرم صنعار سے ذی جبلہ چلا آیا تو اسکی ماں اسمار کے بعد اسکی بیوی سیدہ بنت احمد حکومت وسلطنت کا انتظام کرنے لگی۔ یہ ذی جبلہ وہی شہر جسکو عبداللہ بن محمد صلیحی نے ۴۵۸ھ میں آباد کیا تھا۔ مکرم نے اپنی بیوی کے اشارہ و ہدایت کے مطابق صنعار چھوڑ کر ذی جبلہ کی سکونت اختیار کی تھی یہاں پر اس نے دار العز نامی ایک بہت بڑا محلسرا بنوایا۔ سعید بن نجاح کے قتل کی تدبیریں اور حیلہ نکالے بالآخر اسمیں اسکو کامیابی ہوئی جیسا کہ نجاح کے حالات میں ہم بیان کرینگے۔

مکرم جب تک زندہ رہا لذات دنیا میں مصروف اور اپنی بیوی کی حسن آرائی میں مشغول رہا۔ جسوقت اسکا ۴۸۴ھ میں زمانہ وفات قریب آیا تو اپنے ابن عم منصور بن احمد مظفر بن علی صلیحی والی قلعہ اشیح کو اپنا ولیعہد بنایا۔ بعد انتقال مکرم منصور اسی قلعہ میں مقیم رہا اور سیدہ بنت احمد ذی جبلہ میں ٹھہری رہی۔ منصور نے اس سے اپنے نکاح کا پیام دیا اس نے انکار کیا اس بنا پر اس نے اسکا ذی جبلہ میں محاصرہ کیا۔ سلیمان بن عامر (سیدہ کا رضاعی بھائی) یہ سنکر ذی جبلہ میں آیا اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ مستنصر والی مصر نے تمہارا عقد منصور سے کر دیا ہے اور اُسکے اس حکم سے اسکو مطلع کر کے آیہ کریمہ "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ" کی تلاوت کی اور یہ کہا کہ امیر المومنین نے تمہارا نکاح اپنے داعی منصور ابی حمیر سبا بن مظفر بن علی صلیحی سے بعوض مہر ایک لاکھ دینار اور پچاس ہزار تحائف وہدایا

کے کر دیا پس عقد نکاح منعقد ہو گیا چنانچہ منصور قلعہ اشیح سے ذی جبلہ میں آیا ہے سیدہ یہ سنکر راضی ہو گئی منصور اُس سے دار العز میں ہم خواب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ اپنی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کا لباس پہنکر منصور کے سرہانے کھڑی ہو گئی اور تمام شب کھڑی رہی منصور نے اسکی طرف آنکھ تک نہ اٹھائی۔ صبح ہوتے ہی اپنے قلعہ کا راستہ لیا اور سیدہ ذی جبلہ میں رہ گئی۔

سیدہ کے کاروبار سلطنت کا متولی و منصرم مفضل بن ابی البرکات نامی ایک شخص تھا جو صلیحی کا ہوا خواہ اور قبیلہ یام سے تھا۔ اس نے اپنے کنبہ والوں کو طلب کر کے ذی جبلہ میں ٹھہرایا اور انکے ذریعہ سے حکومت و سلطنت کی نگرانی کرنے لگا۔ سیدہ موسم گرمی میں تعکر چلی جاتی تھی یہاں اسکا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تھا پھر جب سردی کے ایام آجاتے تو ذی جبلہ واپس آتی۔ ایک مرتبہ مفضل بقصد جنگ نجاح الکیلا روانہ ہوا قلعہ تعکر میں فقیہ ملقب بہ جل کو فقہار کی ایک جماعت کے ساتھ چھوڑ گیا انہیں فقیہوں میں ابراہیم بن زید ابن عم اور عمارہ شاعر تھا ان لوگوں نے جل کے ہاتھ پر دعوت و حکومت امامیہ کے محو و نیست و نابود کرنے کی بیعت کی کسی ذریعہ سے مفضل کو اسکی خبر لگ گئی اثنار راہ سے لوٹ آیا اور ان سب کا محاصرہ کر لیا خولان بھی یہ سُن کے محصوروں کے کمک کو پہونچ گیا۔ مفضل نے روزانہ جنگ سے محصوروں کو تنگ کرنا شروع کیا ہنوز کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ ۵۰۴ھ میں بحالت محاصرہ مفضل کا انتقال ہو گیا اسکے بعد سیدہ آ گئی اور اس نے محصوروں کو ایک اقرار پر قلعہ کے دروازہ کھولنے پر راضی کیا۔ چنانچہ محصوروں نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے لڑائی موقوف ہو گئی۔ سیدہ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور مفضل کے لڑکوں کی کفیل ہوئی۔ اسی زمانہ سے قلعہ تعکر پر عمران بن ذر خولانی اور اسکا بھائی سلیمان قابض و متصرف ہوا اور عمران بجائے مفضل کے سیدہ پر مستولی ہو گیا پھر جب یہ مر گئی تو عمران اور اسکا بھائی سلیمان قلعہ تعکر کا مستقل مالک بن بیٹھا منصور بن مفضل بن ابی برکات نے ذی جبلہ پر قبضہ کر لیا تا آنکہ اس نے اسکو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ فروخت کر ڈالا

جیسا کہ آیندہ تم پڑھو گے اور قلعہ اشیح میں جاکر بیٹھ رہا جسپر داعی منصور سبا بن احمد کا قبضہ تھا اور یہ یوں ہوا کہ ۴۸۶ھ میں منصور کے مرنے پر اسکے لڑکوں میں مخالفت کا مادہ پھیلا۔ انمیں سے علی نامی ایک لڑکے نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ مفضل بن ابی البرکات اور سیدہ سے لڑنے لگا بالآخر یہ لوگ اسکی فتنہ انگیزی اور مدبرانہ چالوں سے تنگ آگئے مفضل سے کچھ بن نہ آئی تو بہی میں زہر رکھکر بطور تحفہ اسکے پاس بھیجا جسکے کھانے سے وہ مرگیا اور ان لوگوں کو اسکے شر و فساد سے نجات مل گئی۔ بنو ابی البرکات نے اشیح اور اسکے قلعوں کو بنو مظفر سے چھین لیا۔ پھر اس نے قلعہ ذی جبلہ کو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار پر فروخت کر ڈالا اور ہمیشہ یکے بعد دیگرے قلعات کو فروخت کرتا گیا یہاں تک کہ اسکے قبضہ میں سوائے قلعہ تعکر اور کوئی قلعہ باقی نہ رہ گیا جسکو اسّی برس کی حکومت کے بعد علی بن مہدی نے اس سے بزور لے لیا۔ اس نے سو برس کی عمر پائی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

اخبار دولت بنی نجاح
حکمرانان زبید موالی بنی زیاد

ہر گاہ صلیحی نے کہلان کو ایک لونڈی کے ذریعہ سے ۴۵۲ھ میں زہر دیکر مار ڈالا جسکو اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس نے اسکے پاس بھیجا تھا اور زبید پر کامیابی کے ساتھ اس بزدلانہ حیلہ سے قبضہ حاصل کر لیا۔ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ نجاح کے تین لڑکے تھے۔ مبارک، سعید اور جیاش۔ مبارک نے اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد خودکشی کر لی۔ سعید و جیاش نے جزیرہ دہلک میں جاکر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر ہوکر لوگوں کو قرآن اور دیگر علوم کی تعلیم دینے لگے بعد چندے اپنے بھائی جیاش سے رنجیدہ ہوکر زبید چلا آیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ بناکر رہنے لگا۔ پھر اسکا غصہ فرو ہوا تو اپنے بھائی جیاش کو بلا بھیجا جیاش نے بھی زبید میں پہونچ کے اسی تہ خانہ میں قیام کیا۔ بعد اسکے مستنصر خلیفہ مصر کی حکومت کو ہواشم میں سے محمد بن جعفر امیر مکہ نے مکہ سے منقطع کر دیا مستنصر نے صلیحی کو محمد بن جعفر سے جنگ کرنے کی تحریک کی اور اسکو مکہ میں دوبارہ حکومت علویہ قائم کرنے کو لکھا۔ اس حکم کے مطابق صلیحی فوجیں آراستہ کر کے صنعا سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا سعید اور

اسکے بھائی جیاش کو موقع مل گیا تہ خانہ سے نکل کر ظاہر ہو گئے کسی ذریعہ سے اسکی خبر صلیحی تک پہونچی صلیحی نے ایک فوج جسمیں پانچہزار سوار تھے سعید اور جیاش کے زیر کرنے اور قتل کر ڈالنے کی غرض سے روانہ کی۔ مگر سعید اور جیاش تہ خانے سے نکل کر صلیحی کے تعاقب میں بہ کمال سرگرمی کوچ کر چکے تھے رفتہ رفتہ اسکے لشکر کے قریب پہونچ گئے مقام لجم میں صلیحی پر ان دونوں بھائیوں نے شبخون مارا صلیحی کو اسکی خبر تک نہ تھی اور وہ مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ساری فوج تتر بتر ہو گئی صلیحی اثنار دار و گیر میں مارا گیا۔ جیاش نے خود اپنے ہاتھ سے ۴۷۳ھ میں اسکی زندگانی کا خاتمہ کیا بعد اسکے عبداللہ صلیحی برادر علی معہ ایک سو ستر ممبران خاندان صلیحی مارا گیا۔ علی کی بیوی اسمار بنت عمہ شہاب اور ایک سو پینتیس ملوک قحطانیہ جنکو اس نے یمن میں مغلوب کر دیا تھا گرفتار کر لیے گئے خاتمہ جنگ کے بعد ایک دستہ فوج اُس لشکر کے زیر کرنے کو روانہ کیا گیا جسکو صلیحی نے سعید اور جیاش سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا صلیحی کے اس لشکر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ہتھیار ڈالدیا اور سعید و جیاش کے علم حکومت کے آگے اپنا سر جھکا دیا بعد ازاں سعید نے زبید کی جانب کوچ کیا اسوقت زبید کی حکومت پر اسعد بن شہاب برادر زوجہ صلیحی مامور تھا اسعد یہ خبر پاکر زبید چھوڑ کر صنعار کی طرف بھاگ گیا سعید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے زبید میں داخل ہوا اسمار زوجہ صلیحی اسکے آگے آگے ایک ہودج میں تھی اور صلیحی اور اسکے بھائی کا سر اسمار کے روبرو ہودج میں رکھا ہوا تھا۔ سعید نے زبید میں پہونچ کر اسمار کو اسی کے مکان میں اتارا اور صلیحی اور اسکے بھائی کے سروں کو مکان کے ایک طاق میں جسکے قریب اسمار بیٹھی تھی رکھدیا۔ لوگوں کے قلوب سعید کے جلال و رعب سے کانپ اُٹھے۔ اس نے اپنے کو نصیر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا اور جسقدر قلعات صلیحی کے گورنروں کے قبضہ میں تھے سبھوں پر بزور تیغ قبضہ کر لیا اسمار نے ان واقعات سے اپنے بیٹے مکرم کو مطلع کیا مکرم نے ایک سرحدی قلعہ دار کو ملا کے سعید کے پاس بھیجا اس قلعہ دار نے سعید کو صنعار پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اور فتح کرا دینے کا ذمہ دار ہوا چنانچہ سعید نے بیس ہزار حبشیوں کی جمعیت سے صنعار کے فتح کی امید میں کوچ کیا۔ مکرم بھی صنعار سے اسکی جانب بڑھا۔ دونوں سے مڈبھیڑ ہو گئی اتفاق یہ کہ

سعید کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی میدان جنگ سے بھاگا زبید دونوں کے درمیان حائل ہو گیا مجبور ہو کر سعید نے جزیرہ دہلک کا راستہ لیا۔ مکرم فتحمندی کے ساتھ زبید میں داخل ہوا اپنی ماں کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے۔ اور طاق میں صلیحی اور اسکے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے اُتار کر دونوں سروں کو دفن کرایا۔ اور اپنے ماموں اسعد کو ۴۶۰ھ میں زبید کی حکومت پر مامور کیا۔

اس مہم سے فارغ ہو کر مکرم نے عبداللہ بن یعفر والی قلعہ شعر کو لکھ بھیجا کہ تم سعید کو مکرم کے قبضہ سے ذی جبلہ کے نکال لینے کی ترغیب دو اور اسکو یہ دم دو کہ مکرم اپنی خواہشات نفسانی میں مصروف ہے اور اسپر اسکی بیوی مستولی ہو رہی ہے وہ تمہارا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا۔ چنانچہ عبداللہ بن یعفر نے سعید کو کہہ سن کے ذی جبلہ کے قبضہ پر تیار کر دیا۔ سعید تیس ہزار حبشی فوج کے ساتھ ذی جبلہ کے جانب بڑھا۔ مکرم نے قلعہ شعر کے نیچے اپنی فوج کو کمینگاہ میں بٹھا دیا جوں ہی سعید کمینگاہ سے بڑھا مکرم کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ کر دیا سعید کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی سعید مارا گیا۔ مکرم نے اسکا سر کاٹ لیا اور اسی طاق میں لا کر رکھا جسمیں اسکے باپ صلیحی کا سر رکھا گیا تھا۔ سعید کے مارے جانے سے مکرم کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا حبشیوں کے حکومت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ جیاش مع خلف بن ابی الطاہر مروانی کے جو اسکے بھائی کا وزیر تھا بھاگ کر عدن پہونچا اور جب عدن میں پناہ کی صورت نہ دیکھی تو دونوں ہندوستان چلے گئے۔ چھ ۶ ماہ تک وہیں ٹھہرے رہے۔ وہیں ایک کاہن سے ملاقات ہوئی جو سمرقند سے آیا ہوا تھا اس کاہن نے ان لوگوں کی آیندہ بہبودی کی خوشخبری دی پس یہ دونوں پھر لوٹ کر یمن آئے وزیر خلف نے زبید میں پہلے سے پہونچ کے موت کی خبر مشہور کر دی اور اپنی ذات خاص کے لئے امن کی درخواست کی اسکے امن حاصل کرنے کے بعد ایک روز شب کے وقت بہ تبدیل لباس جیاش بھی آپہونچا دونوں ایک مدت تک چھپے رہے ان دنوں زبید کی گورنری پر اسعد بن شہاب (مکرم کا ماموں) مامور تھا اور اسکی نیابت میں علی بن قم وزیر مکرم تھا۔ اسکو کسی وجہ

سے مکرم اور اسکی حکومت سے بیزاری تھی وزیر خلف نے اس سے مطلع ہو کر اسکے بیٹے حسین سے راہ ورسم پیدا کی لہو ولعب میں اسکا شریک رہنے لگا۔ فرصت کے وقت دونوں شطرنج کھیلا کرتے تھے رفتہ رفتہ اسکی آمدو شد حسین کے باپ (علی بن قم) کے پاس بھی شروع ہوگئی ایک نے دوسرے سے اپنے دلی منشار کا اظہار کیا چونکہ علی کے دل میں بھی آل نجاح کی ہوا خواہی سمائی ہوئی تھی باہم دونوں نے قسمیں کھائیں۔ اس اثناء میں جیاش اپنے حبشی ہوا خواہوں کو مجتمع کر رہا تھا اور ان لوگوں کو مال وزر دیا جاتا تھا تا آنکہ اسکے پاس پانچہزار حبشی مجتمع ہو گئے پس جیاش نے ۴۸۱ھ میں ان لوگوں کی پشت گرمی سے زبید پر حملہ کر دیا اور دارالامارت پر قبضہ کرکے وہیں سکونت پذیر ہو گیا۔ اسعد بن شہاب کو بوجہ اسکے کہ کسی زمانہ میں مراسم تھے رہا کر دیا اسوقت سے زبید میں پھر عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور صلیحی خلفاء عبیدین کا خطبہ پڑھتے تھے اور مکرم ہمیشہ عرب کو زبید پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجتا رہتا تھا یہاں تک کہ جیاش نے پانچویں صدی کے شروع میں وفات پائی اسکی کنیت "ابن القطاعی" تھی عدل وانصاف کی صفت سے متصف تھا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا فاتک امیر بنایا گیا۔ یہ ہنوز بالغ نہیں ہوا تھا محض ایک کم سن چھوکرا تھا۔ اراکین دولت اسکے ملک کا انتظام کرنے لگے۔ اسکا چچا ابراہیم اس سے جنگ کرنے کو آیا۔ دونوں حریف کی فوجیں سرگرم پیکار ہوئیں عبدالواحد نے شہر پر حملہ کیا منصور (فاتک کے وزیر) نے فضل بن ابی البرکات والی تعکر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ فضل معہ اپنی فوج کے اسکی کمک پر آیا مگر اثناء راہ سے یہ خبر پا کر کہ اہل تعکر نے بغاوت کر دی ہے لوٹ گیا۔ منصور اسوقت سے برابر زبید میں حکمرانی کرتا رہا بالآخر ۵۱۷ھ میں ابو منصور عبیداللہ نے اسکو زہر دیکر مار ڈالا اور امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگا مگر در پردہ آل نجاح کی بیخکنی استیصال کرتا جاتا تھا تھوڑے دنوں بعد فاتک کی ماں بخوف جان بھاگ گئی اور بیرون شہر کا ہنگامہ فساد فرو ہو گیا۔ ابو منصور ایک جوانمرد اور شجاع صاحب عزیمت شخص تھا۔ دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ تیغ وسپر ہوتا رہا۔ ابن نجیب سفیر علویہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے زبید میں فقہ کا مدرسہ قائم کیا تھا اور حاجیوں کی آسانی کے لئے کئی تدبیریں نکالیں تھیں بعدہ مفارک بنت جیاش سے اس نے بحیلہ و مکر اپنا عقد

کر لیا اس نے موقع پاکر اسکے عضو تناسل پر زہر آلود کپڑہ سے مس کر دیا سارا گوشت سڑ کر گر گیا اور اس نے جان بحق تسلیم کر دی یہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے۔

اسکے مرنے پر فاتک کے قلمدان وزارت کا زریق مالک ہوا جو نجاح کا آزاد غلام تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ یہ شخص بھی شجاع، دلیر اور جنگ آور تھا۔ اور فاتک کی ماں کے آزاد غلاموں سے اور اسکے مخصوص آدمیوں سے تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ ۵۳۱ھ میں فاتک بن منصور نے وفات پائی اسکے بعد اسکا ابن عم حکمراں ہوا۔ اسکا قلمدان وزارت قائم کو سپرد کیا گیا یہی اسکے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک تھا اور دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ یہ اکثر اوقات مسجد میں رہتا تھا۔ علی بن مہدی خارجی نے سازش اسکو مسجد میں جبکہ یہ نماز پڑھ رہا تھا جمعہ کے دن بارہویں صفر ۵۵۱ھ میں قتل کرا دیا سلطان نے قاتل سے اس کے قصاص لینے کی طرف توجہ کی چنانچہ اہل مسجد کی ایک جماعت کو قتل کرا دیا پھر آپ بھی اسی ہنگامہ میں مار ڈالا گیا۔ حکومت و سلطنت میں اضطراب پیدا ہو گیا علی ابن مہدی خارجی اس سے مطلع ہو کر چڑھ آیا اور بکرات و مرات ان لوگوں سے معرکہ آرا ہوا زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ محصوروں نے شریف منصور احمد بن حمزہ سلیمانی بادشاہ صعدہ سے امداد کی درخواست کی شریف منصور نے اس شرط سے کہ یہ لوگ اسکو زبید پر قبضہ دیدیں اور اپنے بادشاہ فاتک بن محمد کو مار ڈالیں مدد دی پس ان لوگوں نے فاتک بن محمد کی زندگی کا ۵۵۳ھ میں خاتمہ کرا دیا اور شریف منصور کو اپنا حکمراں تسلیم کر لیا۔ اتفاق سے یہ بھی علی بن مہدی کی مقاومت مقابلہ سے مجبور ہو گیا اور رات کے وقت چھپکر زبید سے اپنا منہ کالا کر گیا۔ پس علی بن مہدی نے ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا اور آل نجاح کی حکومت کا سلسلہ زبید سے منقطع ہو گیا۔ والملک للہ

اخبار دولت بنی زریع جو عدن میں عبیدین یمن کے سفیر تھے از ابتدا تا آخر

عدن ملک یمن کے عمدہ اور محفوظ ترین مقامات سے بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے۔ عہد حکومت تبابعہ سے یہ شہر ہمیشہ تجارت کی منڈی ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ اس شہر کے اکثر مکانات پتھر اور گچ کے ہیں اسی وجہ سے اسکے راستے گرم زیادہ رہتے ہیں۔ شروع زمانہ اسلام میں یہ شہر ملوک بنی معن کا دار السلطنت تھا بنی

معن نسباً معن بن زائدہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں یہ لوگ اس شہر پر عہد خلافت ماموں میں حکمران ہوگئے تھے اور بنی زیاد سے ان لوگوں نے اپنی حکومت علیحدہ کرلی تھی بنی زیاد نے ان سے خطبہ اور سکہ پر فقط قناعت کی تھی اور جب علی بن محمد صلیحی داعی مستولی ہوا تو اس نے ان لوگوں کی رعایت کی اور عربی ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جسکو یہ لوگ ادا کیا کرتے تھے بعد اسکے یہاں سے اسکے بیٹے احمد مکرم نے ان لوگوں کو نکال دیا اور اس شہر پر بنی مکرم حکمراں ہوئے جو کہ جثم بن یام ہمداں کے خانداں سے تھے اور اسکے نزدیک و قریب تر عزیزوں سے تھے۔ ایک مدت تک یہ شہر انکے علم حکومت کے سایہ میں رہا بعد ازاں ان لوگوں میں فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا ہوگیا۔ پس یہ لوگ دو گروہ پر منقسم ہوگئے ایک گروہ بنی مسعود بن مکرم کے نام سے مشہور ہوا دوسرا بنی ذریع بن مکرم کہلایا جانے لگا۔ مگر بنی ذریع متعدد لڑائیوں اور جنگ عظیم کے بعد بنی مسعود پر غالب آگئے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ سب کے پہلے ان میں سے ابن مسعود بن ذریع داعی وہ شخص ہے جو بعد بنی صلیحی کے حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا اور اسکی آیندہ نسلیں اس سے وراثۃً حکومت و سلطنت کی مالک ہوئیں۔ اس سے اور اسکے ابن عم علی بن ابی الغارات بن مسعود بن مکرم صاحب عارج سے لڑائیاں ہوئیں پس اس نے عدن کو اسکے قبضہ سے متعدد حروب اور بیشمار خرچ کے بعد نکال لیا مگر اس فتح کے ساتویں مہینے ۵۳۳ھ میں مرگیا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا متمکن ہوا۔ یہ قلعہ دملوہ میں رہا کرتا تھا جہاں پر کسی کے ارادہ کا بھی گزر بہ آسانی نہ ہوسکتا تھا اسکے بعد ابن بلال بن زریع نے جو اسکے حاشیہ نشینوں سے تھا اس شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا محمد بن سبا بخوف جان منصور بن مفضل بادشاہ جبال صلیحی کے پاس ذی جبلہ بھاگ گیا اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد اعز مرگیا تب بلال نے محمد بن سبا کو ذی جبلہ سے بلا بھیجا چنانچہ چند دنوں بعد محمد بن سبا عدن میں آپہونچا۔ اسی زمانہ میں مصر سے سند حکومت اعز کے نام آئی ہوئی تھی بلال نے اسکا نام محکوک کرکے محمد بن سبا کا نام لکھدیا اسکے القاب میں "الداعی المعظم المتوج المکنی بسیف امیر المومنین"

وغیرہ الفاظ تعظیماً لکھے جاتے تھے بلال نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا اور جس قدر مال وزر خزانہ شاہی میں تھا اسکو جہیز میں دیا تھا۔ اسکے بعد بلال نے بہت اور بیشمار مال چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا محمد بن سبا اسکا مالک و وارث ہوا اس نے سب مال وزر کو داد و دہش اور سخاوت میں صرف کیا۔ منصور بن مفضل بن ابی البرکات سے قلعہ ذی جبلہ کو خرید لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسپر قابض و متصرف ہوگیا یہ قلعہ ملوک صلیحی کا کسی زمانہ میں دارالحکومت تھا۔ بعد خریداری ذی جبلہ سیدہ بنت عبداللہ صلیحی سے عقد کیا اور ۵۴۸ھ میں راہی ملک آخرت ہوا اسکا بیٹا عمران بن محمد بن سبا نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یاسر بن بلال اسکی حکومت و سلطنت کا منصرم ہوا ۵۶۰ھ میں اسنے وفات پائی دو لڑکے چھوٹے چھوڑ گیا ایک نام محمد تھا اور دوسرے کا نام ابو السعود۔ یاسر نے ان دونوں کو قصر امارت میں قید کر دیا اور حکومت و سلطنت پر مستولی و متصرف ہوگیا یاسر کے مزاج میں سخاوت کا مادہ زیادہ تھا شعراء کو جو اسکی مدح کرتے اور اسکے پاس بطور وفد حاضر ہوتے بہت جی کھول کر روپیہ دیتا تھا ابن قلاقس شاعر اسکندریہ نے مدح کی تھی اسکے ان قصائد سے جو اس نے اسکی مدح میں کہے تھے ایک شعر یہ ہے۔

سافر اذا حاذلت قدرا صار الھلال فصار بدرا

یہ ملوک ذریعین کا آخری یادگار تھا جس وقت سیف الدولہ برادر صلاح الدین (فاتح بیت المقدس) یمن میں ۵۶۹ھ میں داخل ہوا تھا اور اسپر قابض و متصرف ہو کر عدن کی جانب آیا تھا اور اس پر بھی قابض ہوا تو یاسر بن بلال کو قید کر لیا۔ اسی زمانہ سے دولت بنی ذریع کا سلسلہ جاتا رہا اور یمن علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہوگیا اور اسکے گورنران بنو ایوب اسکی طرف سے اس ملک پر حکومت کرنے لگے جیسا کہ ہم آئندہ انکے حالات میں بیان کرینگے۔

شہر جدہ جو عدن کے قریب واقع ہے اسکو ملوک ذریعین نے آباد کیا تھا پس جب دولت بنی ایوب کا دور آیا تو وہ لوگ اسکو چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے جیسا کہ آئندہ تم پڑھو گے۔

اخبار بنو مہدی خارجی حکمرانان | یہ شخص خاندان سواحل زبید سے تھا۔ علی بن مہدی حمیری کے نام

یمن تا زمانہ انقراض
سے موسوم تھا اسکا باپ مہدی نیکی، دینداری اور تقویٰ اور زہد میں مشہور زمانہ تھا اسکا بیٹا اسی کے طریقہ مذہب پر نشو و نما پذیر ہوا گوشہ نشینی اختیار کی اور تقوی و زہد میں بہت بڑا نام پیدا کیا پھر حج کرنے کو گیا۔ علماء عراق سے ملاقات کی۔ انکے واعظین سے فیض صحبت حاصل کیا اور لوٹ کر یمن آیا حسب دستور سابق گوشہ گزیں ہو کر وعظ و پند کرنے لگا۔ حافظ، فصیح اور بلیغ تھا۔ حوادث زمانہ کی پیشین گوئیاں کرتا اور اس میں پورا اترتا تھا۔ اسوجہ سے لوگوں کا میلان طبع اسکی جانب زیادہ ہوا اور اس کو ایک متبرک شخص تصور کرنے لگے۔ ۵۶۱ھ میں حج کرنے کو گیا۔ تمام بیابانوں اور دیہاتوں میں وعظ کرتا پھرا پس جب موسم حج آیا تو اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو وعظ و پند سنایا۔

پھر جب مادر فاتک بنی جیاش پر اپنے بیٹے فاتک بن منصور کے زمانہ حکومت میں مستولی ہوئی تو اسکا حسن اعتقاد علی بن مہدی کی جانب اور بڑھ گیا۔ رشتہ دامادی پیدا کر لی۔ جس سے اسکی حالت تبدیل ہو گئی۔ صاحب اثر تسلیم کیا جانے لگا۔ لوگوں کو وعظ میں کہا کرتا تھا "اب وقت قریب آ گیا ہے،" اس فقرہ سے وہ اپنے ظہور کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں مشہور ہو گئیں۔ چونکہ مادر فاتک اپنے اہل دولت وارکین حکومت کو اسکے خدمت میں حاضر ہونے کی ہدایت کیا کرتی تھی اسوجہ سے ۵۴۵ھ میں اسکے مرنے پر اہل جبال علی بن مہدی کی خدمت میں آئے اور اسکی امداد و نصرت کی قسمیں کھائیں۔

۵۴۵ھ میں علی نے تہامہ سے خروج کیا کو داکی جانب بڑھا مگر ہزیمت اٹھا کے جبال کی جانب واپس آیا اور وہیں ۵۴۱ھ تک مقیم رہا بعد ازاں مادر فاتک اسکو اسکے وطن میں پھر واپس لائی اور ۵۴۵ھ میں خود مر گئی تب علی نے ہوازن کی طرف خروج کیا اور ان میں سے ایک بطن میں جو حیوان کے نام سے موسوم تھا اسکے ایک قلعہ موسوم بہ شرف میں قیام پذیر ہوا۔ یہ قلعہ ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع تھا اسکی چڑھائی بیحد مشکل تھی دن بھر میں بھی کوئی شخص اسپر چڑھ نہ سکتا تھا اثناء راہ میں بڑے بڑے عمیق غار تنگ اور تاریک وادیوں میں تھے اسنے ان لوگوں کو انصار کا خطاب دیا اور جو لوگ اس کے ہمراہ تہامہ سے گئے ہوئے تھے انکو اسنے مہاجرین کہنا شروع کیا۔ انصار میں سے ایک شخص کو جس کا

نام سبا تھا اور مہاجرین میں سے ایک دوسرے شخص کو جسکا نام شیخ الاسلام تھا (اسکا نام نوبہ تھا) عہدہ حجابت عنایت کیا انکے سوا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ مگر آئے دن سرزمین تہامہ پر قتل وغارتگری کا ہاتھ بڑھاتا رہا۔ اطراف زبید کی ویرانی اور بربادی نے اسکو معقول طور سے مدد دی چنانچہ اس نے اسکے قرب وجوار کو لوٹ لیا اور کل راستوں کو مخدوش حالت میں چھوڑ دیا۔ اس لوٹ مار کا اثر آہستہ آہستہ قلعہ واثر تک پہونچ گیا جو زبید سے نصف منزل پر تھا۔ تب اسنے سرور کے قتل کی فکریں شروع کیں جو دولت بنی نجاح کا وزیر تھا اور اسمیں کامیاب بھی ہو گیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ مسرور کے قتل کرانے کے بعد اہل زبید کو اپنے حملوں اور غارتگری سے تنگ کرنے لگا۔ عمارہ کہتا ہے کہ اسنے زبید پر ستر حملے کئے تھے اور ایک زمانہ دراز تک اہل زبید کا محاصرہ کئے ہوئے رہا اہل زبید نے شریف احمد بن حمزہ سلیمانی والی صعدہ سے امداد طلب کی شریف احمد نے انکی امداد پر کمر ہمت باندھی مگر اسکے سردار فاتک کے مار ڈالنے کی شرط کر لی تھی پس ان لوگوں نے اپنے بادشاہ فاتک کو ۵۵۴ھ میں مار ڈالا اور شریف احمد کو اپنی بادشاہت کی کرسی پر متمکن کیا۔ شریف احمد زبید کو دشمنوں کے حملوں سے نہ بچا سکا۔ تنگ آکر بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ علی بن مہدی نے ماہ رجب ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا تین مہینے حکومت کرکے بار حیات سے سبکدوش ہو گیا یہ اپنے کو "الامام المہدی امیر المومنین قامع الکفرۃ والملحدین" کے لقب سے مخاطب کرتا تھا۔ خوارج کے مذہب کا پابند تھا امیر المومنین عثمانؓ و علیؓ سے بیزاری ظاہر کرتا تھا۔ گناہ کے ارتکاب پر کفر کا قائل تھا علاوہ اسکے بہت سے قواعد اور اصول اسنے اپنے مذہب کے بنائے تھے جسکے ذکر سے لاحاصل طوالت ہوگی شراب نوشی کے جرم پر قتل کرا دیتا تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ جو شخص اہل قبلہ میں سے اسکی مخالفت کرتا تھا اسکو مار ڈالتا اسکی عورتوں کو جائز اور حلال سمجھتا اور انکے لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنا لیتا تھا۔ اسکے پیروان اور معتقدین اسکے معصوم ہونے کے معتقد اور قائل تھے انکے مال و اسباب اسکے قبضہ میں رہتے جسکو یہ ان کی ضرورت کے وقتوں میں صرف کرتا تھا اسکی موجودگی میں وہ لوگ نہ تو کسی مال کی مالک ہوتے اور نہ کسی گھوڑے اور ہتھیار کے۔ ہمراہیوں میں سے جو شخص میدان جنگ سے بھاگ نکلتا اسکو مار ڈالتا تھا

زانی، شراب خوار اور راگ سننے والوں کو سزائے موت دیتا تھا۔ جو شخص نماز جماعت سے تاخیر کرتا اور جو شخص اسکے وعظ دوشنبہ اور پنجشنبہ میں حاضر نہ ہوتا یا پیچھے رہ جاتا اُسکو بھی سزائے موت تجویز کرتا تھا فروعات میں حنفی المذہب تھا اسکے مرنے پر اسکا بیٹا عبد النبی حکمراں ہوا۔ عبد النبی نے زبید سے نکل کر پورے ملک یمن پر قبضہ کرلیا ان دنوں یمن میں بائیس خودسر حکومتیں تھیں۔ عبد النبی نے ان سبھوں کو اپنا مطیع بنالیا صرف عدن باقی رہ گیا تھا اس پر بھی اس نے خراج قائم کر رکھا تھا۔ پھر جب شمس الدولہ توران شاہ (برادر سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس) نے ۵۶۶ھ میں یمن کی طرف آیا اور اس حکومت وسلطنت پر جو اسوقت یمن میں تھی مستولی اور قابض ہوا تو عبد النبی کو گرفتار کرلیا اور طرح طرح کی اسکی آزمائش کی اور اس سے بیحد مال وزر وصول کیا اور عدن کی طرف بھیجدیا پس اس نے عدن پر قبضہ کرلیا پھر زبید میں آکر قیام پذیر ہوا اور اُسکو اپنا دارالحکومت بنایا پھر اُسکو ناپسند کرکے پہاڑوں میں ایسے مقام کی تلاش میں جہاں کی آب و ہوا عمدہ اور صحیح ہو پھرتا رہا اسکے ساتھ ساتھ اطباء کا ایک گروہ اسی غرض کے لئے تھا۔ چنانچہ طبیبوں نے بالاتفاق مقام تعز کو منتخب کیا پس اس نے وہاں پر شہر آباد کیا اور وہیں قیام پذیر ہوگیا اسوقت سے اس مقام نے اسکے دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل کیا اسکے بیٹوں اور اسکے خادموں بنی رسول نے بھی اسکو اپنا مقر حکومت بنا رکھا جیسا کہ آئندہ انکے حالات میں بیان کیا جائیگا۔

بنی مہدی کی حکومت وسلطنت منقرض ہونے سے عرب کی حکومت کا یمن میں خاتمہ ہوگیا غزا اور ان کے غلاموں کے قبضہ میں یہاں کی عنان حکومت چلی گئی۔ اب ہم یمن کی دارالحکومتوں اور اسکے شہروں کے حالات یکے بعد دیگرے معرض تحریر میں لایا چاہتے ہیں جیسا کہ ابن سعید نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔

یمن جزیرہ عرب کا ایک ٹکڑہ ہے۔ جو سات صوبوں پر بادشاہ کی طرف سے منقسم تھا انہیں میں سے تہامہ وجبال تھا۔ تہامہ میں دو حکومتیں تھیں ایک مملکت زبید دوسری مملکت عدن۔ تہامہ سے بلاد یمن کا وہ حصہ مراد ہے جو دونوں برّوں سے مع ساحل بحر کے نشیب

ہیں واقع ہے جسکی ایک سمت حجاز سے ملی ہوئی ہے اور دوسری جانب آخر عمل عدن دورہ بحر ہند سے ملتی ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب اقلیم اول میں ہے جنوب کی طرف سے اسکو بحر ہند گھیرے ہوئے ہے اور اسکے مغرب میں بحر سویس واقع ہے اور شرق کی طرف بحر فارس ہے۔ زمانہ قدیم میں ملک یمن تبابعہ کا تھا۔ ملک حجاز سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے۔ اسکے اکثر باشندہ قحطانی ہیں۔ علاوہ ان کے عرب وائل کی اولاد بھی یہاں رہتی تھی۔ ان دنوں اسکی عنان حکومت بنی رسول خدام بنوایوب کے قبضہ اقتدار میں ہے انکا دارالحکومت تعز میں ہے پہلے یہ حرد میں رہتے تھے۔ اور صعدہ یمن اور نیز زبید میں بامیہ زید یہ حکمراں ہیں زبید مملکت یمن کا ایک حصہ ہے اسکے شمال میں ملک حجاز ہے جنوب میں بحر ہند اور مغرب کی طرف بحر سویس واقع ہے۔ محمد بن زیاد نے عہد حکومت خلیفہ مامون ۲۰۴ھ میں اسکو آباد کیا یہ ایک شہر شاداب تھا جسکے چاروں طرف شہر پناہ کی بلند دیواریں کشیدہ قامت کھڑی ہوئی تھیں وسط شہر میں ایک نہر جاری تھی یہ شہر اسوقت ممالک بنی رسول میں داخل ہے۔ اس شہر پر ملوک بنی زیاد اور انکے خدام کا قبضہ تھا پھر بنو صلیحی نے انکو مغلوب کر دیا۔ ان لوگوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے۔

عثر، جلی اور سرجہ صوبجات زبید سے اسکے شمال میں واقع ہیں صوبہ ابن طرف کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ سرجہ سے جلی تک کی مسافت سات یوم کی ہے اور مکہ تک کی آٹھ یوم کی مسافت ہے۔ اور عثر جو کہ والی ملک کا دارالحکومت ہے لب دریا آباد ہے سلیمان بن طرف نے اس شہر پر زمانہ موجودگی ابوالجیش محاصرہ ڈالا تھا اسوقت اسکی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی۔ چندے ابوالجیش نے سلیمان کی علم حکومت کی اطاعت قبول کی اور اسکے نام کا خطبہ پڑھا اور بہت سا مال و متاع بطور نذرانہ کے پیشکش کیا پھر اس مملکت پر سلیمانیوں کا قبضہ ہو گیا جو کہ اولاد حسن کے تھے اور مکہ میں امارت کر رہے تھے جسوقت کہ ان کو ہواشم نے مکہ سے نکال دیا تھا اسوقت انہوں نے یہاں پر پہنچ کے اپنی حکومت و امارت کی بنا ڈالی۔ غالب بن یحییٰ جو کہ انہیں میں سے تھا والی زبید کو خراج دیا کرتا تھا اسی سے محمد مفلح فاتکی نے سرور کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی تھی اسکے مرجانے پر اسکے بیٹوں

میں سے عیسیٰ ابن حمزہ حکمراں ہوا اور جب غزنے یمن پر قبضہ حاصل کیا تو یحییٰ نے عیسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا برادر عیسیٰ نے بحیلہ فریب اپنے کو قید سے نجات دیکر یمن کے جانب مراجعت کی اور اپنے بھائی عیسیٰ کو قتل کر کے ہجم پر جو کہ صوبجات زبید سے تھا بجائے اسکے قابض ہو گیا۔

سریر تہامہ یمن کے آخری صوبجات سے ہے یہ بھی کنارہ بحر پر آباد ہے شہر پناہ اسمیں نہیں ہے مکانات معمولی حالت کے ہیں۔ راجح بن قتادہ بادشاہ مکہ نے ۶۵۰ھ میں اسپر قبضہ حاصل کیا تھا اسکا ایک قلعہ شہر سے نصف منزل کے فاصلہ پر تھا۔

زرائب زبید کے صوبجات شمالیہ سے ابن طرف کے مقبوضات سے تھا اس شہر میں ابن طرف کے پاس بیس ہزار حبشی مجتمع رہتے تھے جو ہر وقت اسکے ساتھ مرنے اور مرجانے پر تیار رہتے تھے۔

ابن سعید صوبجات زبید کے تذکرہ میں تحریر کرتا ہے "اور وہ صوبجات جو درمیانی راستہ میں مابین بحر و جبال ہیں وہ زبید کے محاذ میں شمالی جانب واقع ہیں اور وہ جادہ ہے مکہ تک" عمارہ نے لکھا ہے کہ یہی جادہ سلطانیہ ہے اس سے دریا تک ایک دن یا اس سے کم کی مسافت ہے اور ایسا ہی جبال تک کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے۔ درمیانی اور ساحلی دونوں راستے سریر میں آ کے مجتمع ہو جاتے ہیں اور یہیں سے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں۔

عدن ممالک یمن سے زبید کے وسط میں واقع ہے۔ اور وہی اس صوبہ کا دار الحکومت ہے دہانہ بحر ہند پر یہ شہر آباد ہے۔ یہ شہر زمانہ حکومت تبابعہ سے تجارت کا مرکز بنا ہوا تھا اسکا بُعد خط استوار سے تیرہ درجہ ہے۔ نہ تو یہاں کسی قسم کی زراعت ہوتی ہے اور نہ یہاں کوئی درخت ہے یہاں کے رہنے والوں کی عام خوراک مچھلی ہے۔ یمن سے ہند کے جانے کا یہی راستہ ہے سب کے پہلے بنی معن بن زائدہ نے اسپر قبضہ حاصل کیا تھا یہ لوگ بنی زیاد کو خراج دیا کرتے تھے اور پھر جب صلیحیوں نے اسکو دبا لیا تو داعی نے اسکو اسکی حکومت پر بحال رکھا پھر اسکے بیٹے احمد مکرم نے انکو یہاں سے نکال دیا اور جشم بن یام میں سے بنی مکرم کو اسکی عنان حکومت عطا کی پھر ان لوگوں میں سے بنی زریع نے اس ملک کو عدل و انصاف سے خوب خوب آراستہ کیا اور وہ لوگ ان سے خراج لینے پر

اکتفا کرتے تھے تا آنکہ شمس الدولہ بن ایوب نے اس شہر کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

عدن ابین مشہور مقامات سے بحر کے سمت میں ہے۔

زعزاع، ابن ایوب کے وادیوں میں ایک رہائش کا مقام ہے۔ بنی مسعود بن مکرم کے قبضہ میں تھا جو کہ بنی زریع کے مدمقابل تھے۔

جوہ ملوک زریعیین نے عدن کے قریب آباد کیا تھا ابن ایوب نے اسکو اپنا فرودگاہ بنایا تھا پھر یہاں سے تعز کی طرف چلے گئے تھے۔

قلعہ ذی جبلہ اُن قلعات سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے مختلف موسموں میں جایا کرتا تھا۔ اسکو عبداللہ صلیحی برادر داعی نے سنہ ۴۵۸ھ میں آباد و تعمیر کرایا تھا اور اسکا بیٹا مکرم قلعہ صنعار سے اسی قلعہ میں آکر اقامت گزیں ہوا تھا اور سیدہ بنت احمد سے جو کہ اس قلعہ پر مستولی ہو رہی تھی عقد کر لیا تھا۔ یہ وہی عورت ہے جو سنہ ۵۰۰ھ میں اس قلعہ پر حکمراں ہوئی تھی الغرض مکرم نے مرتے وقت عنان حکومت اور دعوت سبا بن احمد بن مظفر صلیحی کے سپرد کیا یہ اسوقت اشیح کے جیل میں قید تھا۔ سیدہ نے جنب کے گرد و نواح میں سر اوٹھایا اتنے میں ابن نجیب الدولہ داعی مصر سے آپہونچا اور شہر جند میں فروکش ہو گیا۔ ہمدان کو ملا کے اپنی قوت بڑھائی۔ سیدہ نے اس سے جنب اور خولان میں معرکہ کارزار گرم کیا تا آنکہ ابن نجیب براہ دریا کشتی پر سوار ہو کر بھاگا اور ڈوب کر مرگیا سیدہ کے امور سلطنت کا انتظام اسکے شوہر مکرم کے مرنیکے بعد مفضل بن ابی البرکات کرتا تھا اور یہی اس پر مستولی ہو گیا تھا۔

تعکر بھی ان مقامات سے ہے جہاں کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا یہ بھی صلیحی کے مقبوضات سے تھا پھر ان کے بعد سیدہ کے قبضہ میں چلا گیا بعد ازاں مفضل بن ابی البرکات نے سیدہ سے درخواست کر کے لے لیا اور وہیں جا کے سکونت اختیار کر لی بعد چندے زبید کی طرف گیا اور بنی نجاح کا وہاں پر محاصرہ کیا اس محاصرہ و جنگ کے وجہ سے مفضل کو زیادہ دنوں تک تعکر سے غیر حاضر رہنے کا اتفاق پڑ گیا اسوجہ سے تعکر میں فقہاء نے بغاوت کر دی اور اسکے نائب کو قتل

کر کے انہیں میں سے ابراہیم ابن زیدان کی امارت کی بیعت کر لی ابراہیم بن زیدان عمارہ شاعر کا چچا تھا۔ مفضل نے اس سے مطلع ہو کر مراجعت کی اور ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا جیسا کہ اس واقعہ کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

قلعہ خدد عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ میں تھا یہ بھی جعفر کے تبدیل آب وہوا کے مقامات سے تھا۔ مفضل نے خولان سے حصون[1] مخلاف میں بنی بحر، بنی ملبنہ، رواح اور شعب کے ایک گروہ کو لیجا کر ٹھہرا دیا تھا۔ پس جب مفضل مر گیا اور اسکی نگرانی و حفاظت میں سیدہ تھی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو مسلم بن ذر نے خولان سے قلعہ خدد پر فوج کشی کی اور بزور تیغ عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ سے نکال لیا۔ عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود بھاگ گیا۔ قلعہ مصدود کو سیدہ نے مفضل کے لئے پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا اور شہر جند اور یمن سے اپنے اراکین دولت کو قلعہ مذکور میں طلب کر لیا تھا۔

قلعہ مصدود بھی ان قلعات سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب وہوا کی غرض سے جاتا تھا جن قلعات میں جعفر بغرض تبدیل آب ہوا جاتا تھا وہ پانچ تھے از آنجملہ ذوجبلہ، تعکر اور قلعہ خدد تھا۔ جسوقت مسلم بن ذر نے قلعہ خدد کو عبداللہ بن یعلی صلیحی سے چھین لیا اور عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود میں جا کر پناہ گزیں ہوا اسوقت انہیں میں سے زکریا بن شکیر بجری نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا بنو صلیحی کے پہلے یمن میں بنو کردی حمیری کے حکومت کا سکہ چل رہا تھا بنو صلیحی نے انہیں کے قبضہ سے اس ملک کو نکالا تھا انہیں قلعات میں ان لوگوں کے مخلاف تھے۔ معافر اور لشکر کا مخلاف قلعہ سمندان تھا پھر یہ قلعات منصور بن مفضل بن ابی البرکات کے مطیع ہو گئے جو بنی زریع سے بذریعہ تیغ حاصل کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

صنعاء ملوک تبابعہ کا اسلام سے پیشتر دارالسلطنت تھا یمن میں سب کے پہلے اسی شہر کی تعمیر کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ جیسا کہ روایت کیجاتی ہے اسکو عاد نے آباد کیا تھا۔ انکی زبان میں اوال من

---

[1] حصون جمع ہے حصن کی قلعہ کو کہتے ہیں مخلاف ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں پر امراء و سلاطین موسم گرما یا سرما میں بغرض تبدیل آب ہوا جایا کرتے ہیں۔

الاولیہ کے لقب سے یہ شہر مشہور کیا جاتا ہے۔ اور قصر غمدان اسی شہر کے قریب منجملہ ان سات مکانات کے ہے جسکو ضحاک نے زہرہ کے نام پر بنوایا تھا ایک عالم اس مکان کے حج کو آتا تھا۔ عثمان نے اسکو منہدم اور مسمار کیا تھا۔ یمن کے شہروں میں اس کو خاص قسم کی شہرت اور عزت حاصل تھی اور یہ جیساکہ بیان کیا جاتا ہے بلحاظ آب ▪ ہوا کے معتدل ہے۔ اول مائۃ رابعہ میں تبابعہ سے بنو یعفر یہاں پر حکمرانی کر رہے تھے۔ انکا دارالحکومت کحلان میں تھا۔ کحلان کو تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص شہرت اور عزت حاصل نہیں ہوئی تاآنکہ صلیحی آکر آباد ہوئے۔ پھر زیدیہ نے انکے قبضہ سے اسکو نکال لیا پھر بعد بنی صلیحی کے سلیمانیوں نے اسپر قبضہ کیا۔

قلعہ کحلان مضافات صنعاء سے بنو یعفر تبابعہ کے قبضہ میں تھا ابراہیم نے اسکو صنعاء کے قریب تعمیر کرایا تھا۔ صعدہ ▪ اور بحران بھی انہیں کے زیر حکومت تھا مگر بنو یعفر اسی قلعہ کحلان کو اپنا ملجا اور ماوا بنائے ہوئے تھے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ قلعہ کحلان کا سردار اسعد بن یعفر زمانہ ابوالجیش میں بنی رسی اور بنی زیاد سے معرکہ آرا ہوا تھا۔

قلعہ حمدان مضافات صنعاء سے تھا اس میں بنی کردی حمیری کا خزانہ رہتا تھا تاآنکہ بنی صلیحی نے اسپر قبضہ کرلیا پھر مکرم نے انکے بعض قلعات انکو واپس دیدیئے یہانتک کہ انکی دولت وحکومت علی بن مہدی کے ہاتھوں منقطع اور منقرض ہوئی ان لوگوں کے تبدیل آب وہوا کے مقامات سے شہر ذی جبلہ معقل اور تعکر تھا اور یہ لشکریوں کا مخلاف تھا انکے بادشاہ کا ایوان حکومت ہمدان میں تھا اور دمولہ سے زیادہ مضبوط قلعہ تھا۔

منہاب ایک قلعہ قلعات صنعاء سے جبال میں ہے جسپر بنو زریع نے قبضہ کیا تھا ان میں سے فضل بن علی بن راضی بن داعی محمد بن سبا بن زریع نامور حکمران گزرا ہے صاحب الجزیرۃ بالسلطان اسکے القاب سے تھا۔ قلعہ منہاب اسکے مقبوضات سے تھا اور یہ ۵۸۶ھ میں بقید حیات تھا بعدہ اسکے بھائی اعز ابو علی حکمران ہوا۔

جبل الذبحرہ قریب صنعاء ایک مقام کا نام ہے جسکو جعفر مولی بنی زیاد سلطان یمن نے آباد

کیا تھا یہ بھی جعفر کا مخلاف تھا اسی مناسبت سے اسکے جانب منسوب ہوا۔

عدن لاعہ یمن کا پہلا مقام ہے جہاں پر کہ سب سے پہلے دعوت شیعہ کا اظہار ہوا تھا یہ مقام دیجر کے جانب واقع ہے۔ یہیں سے محمد بن مفضل داعی کا ظہور ہوا تھا۔ اسی شہر سے ابوعبداللہ شیعی صاحب دعوت شیعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا۔ یہیں پر علی صلیحی نے زمانہ طفلی میں تعلیم پائی تھی۔ محمد بن مفضل عہد حکومت ابوالجیش بن زیاد اور اسعد بن یعفر میں یہاں کا داعی تھا۔

بیجان کو عمارہ نے مخالیف جبلیہ میں ذکر کیا ہے۔ نستوال بن سعید قحطانی نے اس پر حکمرانی کی تھی۔

تعمر مستحکم تر ان قلعات جبلیہ سے ہے جو کہ بالائے تہامہ واقع ہیں یہ قلعہ ہمیشہ ملوک اور سلاطین کے حصن حصین ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ یہ ان دنوں بنی رسول کا دارالحکومت ہے اور بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں ملوک یمن سے منصور بن مفضل بن ابی البرکات اور بنو مظفر نامور حکمران گزرے ہیں اس قلعہ پر اور نیز اور دوسرے قلعات پر اسکا بیٹا منصور بوراثت اسکے قابض ہوا پھر اسنے اس کو اور نیز اور قلعات کو یکے بعد دیگرے داعی بن مظفر اور داعی زریعی کے ہاتھ فروخت کرنا شروع کیا تاآنکہ اسکے قبضہ میں صرف قلعہ تعمر رہ گیا پس اسکو ابن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

معقل اشیخ قلعات جبلیہ کے مشہور اور مضبوط ترین قلعات سے ہے۔ اسی قلعہ میں بنی مظفر صلیحی کا خزانہ رہتا تھا۔ زمانہ حکومت مکرم والی ذی جبلہ سے جو کہ انکا ابن عم تھا اس قلعہ پر انکا قبضہ ہوا تھا اور مستنصر نے دعوت خلافت علویہ کا اسکو منصرم مقرر کیا تھا۔ ۴۸۶ھ میں اس نے وفات پائی اسکا بیٹا علی معقل اشیخ پر غالب و مستولی ہو گیا مفضل کو اسکی سرکشی نے مجبور اور لاچار کر دیا تب مفضل نے بحیلہ و مکر اسکے قتل کی فکر کی چنانچہ زہر دیکر اسکو مار ڈالا اسوقت قلعات مقبوضہ بنی مظفر پر بنی ابوالبرکات کا قبضہ ہو گیا بعد اسکے مفضل بھی مر گیا اسکا بیٹا منصور حکمراں ہوا چند دنوں بعد اسکو اسکے باپ کے مقبوضات پر کامل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اسوقت اس نے کل قلعات کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ ذی جبلہ کو داعی زریعی والی عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار کے عوض فروخت کیا۔ قلعہ ضبیر کو بھی اسکے ہاتھ بیع کیا۔ قبل بیع کرنے کے اس نے اپنی بیوی سے اس قلعہ کے فروخت نہ کرنے کی طلاق

کی قسم کھائی تھی۔ لیکن پھر اس قلعہ کو اپنے پاس نہ رکھ سکا اسو جہ سے اسکو اپنی بیوی کو طلاق دینا پڑا زریعی نے بعد طلاق کے اس سے عقد کرلیا۔ اس نے بڑی عمر پائی بیس برس کی عمر میں حکمران ہوا اور اسّی برس تک حکمرانی کرتا رہا اس قلعہ کو علی بن مہدی نے اس سے چھین لیا تھا۔

صعدہ کی مملکت صنعار کی مملکت سے ملی ہوئی ہے اور وہ اسکے شرق میں واقع ہے اس مملکت میں تین صوبے ہیں۔ صوبہ صعدہ۔ جبل قطابہ اور قلعہ تلا۔ علاوہ انکے اور بھی قلعات ہیں جو کہ بنی رسی کے نام سے معروف ہیں ان کے حالات اوپر بیان کئے گئے حصن تلا ہی میں موطی کا ظہور ہوا تھا جس نے بعد استیلا بنو سلیمان زیدیہ کی امامت کا بنی رضا کے لئے پھر اعادہ کیا۔ اور جبل قطابہ میں جاکے پناہ گزیں ہوا بعد ازں ۶۴۵ھ میں ان لوگوں نے احمد موطی کے [redacted] تھ پر بیعت کی۔ یہ شخص فقیہ اور عابد تھا نور الدین بن رسول نے اسی قلعہ میں اسکا محاصرہ کیا تھا۔ پھر ابن رسول ۶۴۵ھ میں انتقال کرگیا اور اسکا بیٹا منظفر قلعہ ذمولہ کے محاصرہ میں مشغول ہوگیا۔ اس سے موطی کو موقع مل گیا اس قلعہ پر اور شہر یمن کے اور دوسرے قلعات پر متمکن اور مستولی ہوگیا۔ پھر فوجیں آراستہ کرکے صعدہ پر فوج کشی کردی سلیمانیوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی اسوقت اسکا امام و سردار احمد متوکل تھا جیسا کہ اخبار بنی رسی میں تحریر کیا گیا۔ باقی رہا جبل قطابہ وہ ایک بلند قلعہ ہے جو کہ صعدہ کے قریب واقع ہے۔

حران بلاد ہمدان کا ایک حصہ ہے۔ اور حران ان کے بطون میں سے ایک بطن ہے جن میں سے صلیحی تھا۔ اور قلعہ مسار وہی ہے جہاں پر کہ صلیحی کا ظہور ہوا تھا اور وہ ملک حران میں شمار کیا جاتا ہے۔ بیہقی کہتا ہے کہ انکا مسکن جبال یمن کے شرقی جانب میں ہے اور یہ لوگ شروع زمانہ اسلام میں متفرق اور منتشر ہوگئے سوائے یمن کے اور کہیں انکا کوئی قبیلہ اور فرقہ باقی نہ رہا یہ اعظم قبایل یمن سے تھے انہیں لوگوں کی پشت گرمی سے موطی کا دم خم تھا ان لوگوں نے تقریبًا کل جبلی قلعات پر قبضہ کرلیا تھا۔ اس میں ان لوگوں کا بکیل اور حاشد کے علیحدہ علیحدہ ملک کے ٹکڑے ہیں بکیل اور حاشد دونوں بیٹے ہیں جشم ابن حیوان بن نوف بن ہمدان کے۔ ابن حزم نے لکھا ہے

کہ بکیل اور حاشد ہی سے قبائل ہمدان منشعب اور متفرع ہوئے تھے انتہی اور ہمدان سے بنوزریع پیدا ہوئے جو کہ سلطنت اور حکومت کے عدن اور جوہ میں مالک ہوئے اور انہیں میں سے بنو یام قبائل ہمدان سے ہیں انتہی پھر ہمدان سے بنوزریع کی بنات شاخیں نکلیں اور تو وہ بیت اسوقت اپنے ملک میں حد درجہ کی شعیت میں ہیں اور ان لوگوں میں اکثر زیدیہ مذہب رکھتے ہیں۔

بلاد خولان کی نسبت بیہقی نے کہا ہے کہ یہ جبال یمن کے شرق میں بلاد ہمدان کے متصل واقع ہیں اور یہ وہی قلعات جذو اور تعکر وغیرہما ہیں۔ یہ مع ہمدان کے یمن کے قبیلوں میں سے سب سے بڑے تھے انکے بہت سے بطون ہیں جو کہ تمام بلاد اسلام میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر پھیل گئے اور ان میں سے کوئی شخص سوائے یمن کے اور کہیں باقی نہ رہا۔

مخلاف بنی اصبح بوادی سحول اور ذو اصبح کو کہتے ہیں مورخین اسکو اصبح کی جانب منسوب کرتے ہیں اسکا ذکر حمیر تبابعہ کے انساب میں تحریر کیا گیا۔ اور مخلاف یحصب مخلاف بنی اصبح کے جوار میں واقع ہے

مخلاف بنی وائل کا شہر طویل مسافت پر واقع ہے۔ اسکا حکمراں اسعد بن وائل تھا اور بنو وائل ایک بطن ذوی الکلاع کا ہے اور ذوالکلاع کا تعلق سبا سے ہے ان لوگوں نے اسکے بلاد پر حسن بن سلامہ کے مرنے پر قبضہ کر لیا تھا تا آنکہ پھر ان لوگوں نے شاہی حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر انہوں نے مخلاف سہام پر شہر کد اور وادی ذوال پر شہر معقل کی تعمیر کرائی ۳۰۲ھ میں ابن نے وفات پائی

بلاد کندہ جبال یمن میں متصل حضرموت اور جبال الرمل کے واقع ہیں اسمیں انکے ملوک تھے انکا دارالسلطنت دمون میں تھا امراء القیس نے اسکا تذکرہ اپنے شعر میں کیا ہے۔

بلاد مذحج میں عنس، زبید اور مراد جو کہ مذحج سے ہیں رہتے ہیں اور عنس کا ایک گروہ فرقہ میں وہاں کے بادیہ نشینوں اور خانہ بدوشوں کے ساتھ رہتا ہے اور حجاز میں زبید سے بنو حرب مابین مکہ اور مدینہ کے رہتے ہیں اور جو لوگ بنو زبید کے شام اور جزیرہ میں ہیں وہ لوگ قبیلہ طے سے ہیں ان لوگوں سے ان کو نسبًا کوئی تعلق نہیں ہے۔

بلاد بنی نہد سروات اور تبالہ کے وسط میں واقع ہے اور سروات مابین تہامہ و جبال اور

بحد یمن اور حجاز کے ہے۔ اور بنو نہد قضاعہ سے ہیں انہوں نے یمن میں خثعم کے جوار میں سکونت اختیار کی تھی یہ لوگ مثل وحوش اور بہائم کے ہیں عوام الناس ان کو سرو کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ ان لوگوں کا اکثر حصہ جبلہ اور خثعم کی اینرش سے پیدا ہوا ہے۔ انہیں کے بلاد سے تبالہ بھی ہے جہاں پر ایک قوم نہیر وایل کی رہتی ہے وہاں پر انکا بڑا رعب وداب ہے یہ وہی شہر ہے جسکا والی حجاج مقرر ہوا تھا پھر اس نے اسکی حکومت کو حقیر تصور کر کے چھوڑ دیا تھا۔

بلاد مضافہ یمن | اول اسکا یمامہ ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ وہ ایک شہر ہے جو کسی دوسرے شہر سے تعلق نہیں رکھتا اور تحقیق یہ ہے کہ یمامہ سرزمین حجاز میں داخل ہے جیسا کہ نجران یمن کے مضافات سے ہے ابن حوقل نے ایسا ہی کہا ہے بلحاظ مملکت کے یمامہ نجران سے پست درجہ پر ہے اسکی سرزمین کو چونکہ ما بین حجاز اور بحرین کے واقع ہے عروض کہتے ہیں اسکے شرقی جانب بحرین ہے اور جانب مغرب اطراف یمن اور حجاز اور جنوب میں نجران اور شمال کی طرف نجد حجاز ہے۔ اسکے اطراف میں بیس منزلیں ہیں اور وہ مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکا دارالحکومت حجر (بالفتح) تھا۔ پہلے شہر یمامہ کو ملوک بنو حنیفہ کے مقر حکومت ہونے کا اعزاز حاصل تھا بعد ازاں بنو حنیفہ نے حجر کو یہ عزت دی۔ دونوں میں ایک شبانہ روز کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ یمامہ کے باہر بنو یربوع تمیمی اور بنی عجل کے قبائل آباد ہیں۔ بکری نے کہا کہ اسکا نام جو ہے اور زرقاء کے نام سے یمامہ موسوم ہوا تبع آخر نے اس نام سے اسکو موسوم کیا تھا اور یہ مکہ معظمہ کے اقلیم ثانی میں ہے اور بعد اون دونوں کا خط استوار سے[1] .... منجملہ اسکے منزلوں کے ایک منزل توضیح اور قرقرا ہے طبری نے لکھا ہے کہ رمل عالج یمامہ میں داخل ہے اور شحر سرزمین وبار سے ہے۔ یمامہ اور طائف پر بنی مزان بن لعیفر اور سکسک کا قبضہ تھا پہلے طسم اور جدیس نے ان کو ان شہروں میں مغلوب کر لیا تھا پھر بنو مزان ان پر غالب ومستولی ہوئے اور یمامہ، طسم اور جدیس کے مالک بن بیٹھے اور آخر ملوک بنی[2] .... پھر جدیس کو غلبہ واستیلا حاصل ہوا انہیں

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ [2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

میں سے یمامہ ہے جنکے نام سے جو شہر موسوم ہوا اُنکے حالات معروف و مشہور ہیں بعد اسکے یمامہ پر طسم وجدیس کے بعد بنو حنیفہ کو قبضہ حاصل ہوا انہیں میں سے ہوذہ بن علی بادشاہ یمامہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہوذہ بن علی بادشاہ یمامہ عہد نبوت میں تھا گرفتار ہوکر آیا تھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا، ردت (مرتد ہونے) کے زمانہ میں اسلام پر ثابت قدم رہا تھا۔ انہیں میں سے مسیلمہ تھا اسکے حالات و واقعات معروف و مشہور ہیں ابن سعید نے روایت کی ہے 'میں نے عرب بحرین اور بعض مذحج سے دریافت کیا تھا کہ ان دنوں یمامہ کس کے قبضہ میں ہے اُنہوں نے جواب دیا عرب قیس غیلان کے قبضہ میں ہے بنو حنیفہ کا وہاں پر کوئی شخص یادگار نہیں ہے۔

بلاد حضر موت کی نسبت ابن حوقل نے لکھا ہے کہ یہ عدن کے مشرق میں قریب دریا کے واقع ہے۔ اسکا شہر چھوٹا ہے مگر اسکا صوبہ وسیع و عریض ہے۔ اسکے اور عمان کے درمیان میں دوسری جانب سے بہت بڑا ریگستان ہے جو احقاف کے نام سے معروف ہے یہ قوم ہود کے رہنے کا مقام تھا۔ یہاں پر ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔ اسکے وسط میں کوہ بشام ہے اور یہ ملک اقلیم اول میں ہے۔ بُعد اسکا خط استوا سے بارہ درجہ پر ہے۔ اسکا شمار ملک یمن میں ہے ملک میں سرسبزی شادابی نخلستان اور اشجار اور کھیتیاں ہیں۔ اکثر اہالیان حضر موت علیؓ و فاطمہؓ کے احکام کے پابند ہیں اور بعض لوگ علی سے بوجہ حکم مقرر کرنے کے بغض رکھتے ہیں اسوقت وہاں کے بڑے شہروں میں سے قلعہ بشام ہے جہاں پر کہ بادشاہ کے سپاہ سواران کا قیام رہتا ہے قوم عاد کے قبضہ میں علاوہ اس ملک کے شحر اور عمان بھی تھا۔ پھر اُن پر بنو یعرب بن قحطان غالب و مستولی ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے عاد کو جزیرۃ العرب کا پتہ بتایا تھا وہ رقیم بن ارم تھا یہ شخص بنو ہود کے ساتھ یہاں آیا تھا پھر لوٹ کر عاد کے پاس گیا اور اسکو اسکی رہنمائی کی اور اسکے جوار میں جانے کی ترغیب دی۔ پس جب عاد اس ملک میں داخل ہوا تو جو لوگ یہاں پر تھے ان پر مستولی اور غالب ہوگیا۔ پھر ان پر بعد اسکے بنو یعرب بن قحطان غالب و مستولی ہوگئے اور کل بلاد کے حاکم بن بیٹھے۔ اسکا بیٹا حضر موت ان بلاد پر حکمرانی کرنے لگا چنانچہ شحر ممالک جزیرہ عرب کا اسی کے نام سے

مثل حجاز اور یمن کے موسوم ہوا۔ پہلے یہ حضرموت اور عمان کا قلعہ تھا اور شحر جسکو کہتے ہیں وہ اسکا ایک قصبہ تھا جسمیں نہ تو کاشتکاری ہوتی تھی اور نہ کوئی نخلستان تھا۔ یہاں کے رہنے والوں کا مال و متاع اونٹ اور بکریوں میں منحصر تھا۔ عام خوراک ان کی گوشت اور دودھ تھی اور چھوٹی مچھلیاں بھی ان کی خوراک میں داخل تھیں۔ مویشیوں کا چرانا اور انکے دودھ اور اون سے اپنی گذر اوقات کرنا انکا کام تھا۔ ان بلاد کو بلاد مہرہ بھی کہا کرتے ہیں یہاں پر ابل مہریہ (اونٹ مہریہ) پیدا ہوتے ہیں۔ اور کبھی شحر کو عمان کے مضافات سے شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ حضرموت سے متصل ملاصق ہے کہا گیا ہے کہ یہ اسکے متعلقات سے ہے ان شہروں میں لوبان بکثرت پیدا ہوتا ہے اور اس کے ساحل میں عنبر شحری۔ اور یہ شرق کی جانب سے اس سے متصل ہے اور اس کے غرب میں ساحل بحر ہند ہے جسپر عدن واقع ہے۔ اور اسکے شرقی جانب بلاد عمان اور جنوب میں بحر ہند مسلسلا چلا گیا ہے اور شمال میں حضرموت ہے گویا یہ اسکا ساحل ہے یہ دونوں ایک ہی بادشاہ کے قبضہ میں رہا کرتے ہیں اور وہ اقلیم اول میں ہے۔ حضرموت سے حرارت یہاں زیادہ ہے زمانہ قدیم میں عاد کی حکومت یہاں تھی بعد عاد کے مہرہ نے جوکہ حضرموت یا قضاعہ سے تھے سکونت اختیار کی اور وہ لوگ مثل وحوش اور بہائم اس ریگستان میں رہتے ہیں مذہباً خارجی ہیں اباضیہ کے عقائد کے پابند ہیں۔

سب کے پہلے قحطانیہ میں سے جس نے شحر میں سکونت اختیار کی وہ مالک بن حمیر تھا جو اپنے بھائی سے باغی ہو گیا تھا۔ مالک بن حمیر قصر عملان کا حکمران تھا اپنے بھائی سے مدتوں لڑتا رہا لآخر مالک مرگیا اسکے بعد اسکا بیٹا قضاعہ بن مالک حکمراں ہوا۔ سکسک اس سے ہمیشہ معرکہ آرا ہوتے رہے تاآنکہ انہوں نے اسکو دبا لیا قضاعہ نے مجبوراً بلاد مہرہ کی حکومت پر اکتفا کیا اسکے بعد اسکا بیٹا اطاب پھر مالک بن الحاف یکے بعد دیگرے حکمراں ہوئے یہ بلاد مہرہ سے عمان چلا آیا یہاں پر اس کی بہت بڑی حکومت تھی۔ بیہقی نے کہا ہے کہ مہر بن حیدان بن الحاف بلاد قضاعہ کا مالک ہوا تھا اس سے اور اسکے چچا مالک بن الحلاف والی عمان سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر یہ

اونپر غالب آیا اسوقت انکے بلاد کے سوا اور کسی مقام پر انکا نام لیوا باقی نہیں رہا۔

بلاد شحر میں شہر مریاط اور صفان مشہور شہروں میں سے ہیں صفان ملوک تبابعہ کا دارالحکومت تھا اور مریاط ساحل شحر پر واقع ہے مگر یہ دونوں شہر ویران وخراب ہو گئے احمد بن محمد بن محمود حمیری ملقب بہ ناخودہ بہت بڑا تاجر اور بیحد مالدار شخص تھا اسباب تجارت لیکر والی مریاط کے پاس جایا کرتا تھا رفتہ رفتہ ترقی کر کے عہدہ وزارت تک پہونچ گیا پھر جب یہ مرگیا تو احمد ناخودہ اسکے مال ومتاع کا مالک ہوا اس نے اس شہر کو ویران کر دیا اور بعد اسکے ۶۱۹ھ میں صفان کو اوجاڑ ڈالا اور ساحل پر ایک شہر ضفار (بضم ضاد) آباد کیا اور اسکو اپنے نام کی مناسبت سے احمدیہ کے نام سے موسوم کیا اور قدیم شہر کو ویران وخراب کر دیا کیونکہ وہ اسکی طبیعت کے موافق نہ تھا۔

نجران کی نسبت صاحب کمائم نے تحریر کیا ہے کہ یہ ایک خطہ سرزمین یمن سے جدا اور علیحدہ ہے مگر اور لوگوں کا بیان یہ ہے کہ یہ خطہ سرزمین یمن میں داخل ہے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت بیس منزل کی ہے شرق وشمال میں صنعا ہے اور دو طرف سے اسکو حجاز گھیرے ہوئے ہے۔ اسمیں دو شہر آباد ہیں ایک نجران دوسرا جرش۔ یہ دونوں شہر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں دونوں شہر کے باشندے عادۃً اور رواجاً باہم مشابہ ہیں یہاں کے رہنے والے جنگلیوں کی طرح ہیں اسی میں نجران کا کعبہ تھا جو کعبہ یمن کی ہیئت پر تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک گروہ عرب کا اسکے حج کرنے کو آتا تھا اور قربانیاں کرتا تھا اسکو وہ لوگ دیر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اسی میں قس بن ساعدہ عبادت کیا کرتا تھا اسی ملک میں جرہم عرب محطاتیہ کا ایک گروہ آکر مقیم ہوا تھا پھر ابن حمیر غالب ومستولی ہو گیا اور یہ سب تبابعہ کے گورنر اور ماتحت حکمران ہو گئے انکا ہر بادشاہ افعی کے لقب سے ملقب ہوتا تھا انہیں میں سے افعی نجران تھا اسکا نام قلمس بن عمرو بن ہمدان بن مالک بن شہاب بن زید بن وائل بن حمیر تھا۔ یہ شخص کاہن تھا یہ وہی شخص ہے جو اولاد نزار کا جبکہ وہ

اسکے پاس لڑتے جھگڑتے آئے تھے حکم ہوا تھا۔ یہ ملکہ بلقیس کی طرف سے نجران کا والی تھا ملکہ بلقیس نے اسکو سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تھا چنانچہ یہ ایمان لایا اور اس نے اپنی قوم میں یہودیت کو پھیلایا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بحرین اور مسلل دونوں اسکے قبضہ میں تھے بیہقی نے کہا ہے کہ پھر نجران میں بنو مذحج نے قیام اختیار کیا اور اسپر مستولی و غالب ہو گئے انہیں میں سے حرث بنو کعب ہیں اور مورخین کا یہ بیان بھی کہ جس وقت یمامہ سیل عرم سے ویران اور خراب ہو گیا تو یہاں کے رہنے والے نجران کی جانب چلے گئے مذحج سے اور ان سے لڑائیاں ہوئیں جسکے وجہ سے وہ لوگ متفرق و منتشر ہو گئے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ حرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن ازد نے بصلح و آشتی مذحج کے جوار میں سکونت اختیار کی تھی بعد چندے ان لوگوں نے مذحج کو دبالیا اور اس ملک کی عنان حکومت ان کے قبضہ میں چلی گئی۔ نجران میں عیسائیت فیمون کے ذریعہ سے داخل ہوئی تھی۔ اسکے حالات کتب سیر میں مذکور اور معروف ہیں رفتہ رفتہ ریاست و حکومت بنی حرث کی بنی ریان تک پہونچ گئی پھر بنی عبدالمدان حکومت و سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔ انہیں میں سے یزید زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا۔ خالد بن ولید کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا اور اپنی قوم کے ساتھ بطور وفد رسالت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اسکو ابن عبدالمومن نے نہیں ذکر کیا یہ اسکا استدراک ہے اسکے بھائی کا بیٹا زیاد بن عبدالرحمن بن عبدالمدان سفاح کا ماموں نجران اور یمامہ کا گورنر تھا اس نے دو بیٹے محمد اور یحییٰ چھوڑے تھے۔ اتنے میں چوتھی صدی شروع ہو گئی اور عنان حکومت بنی ابوالجود بن عبدالمدان کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی اور وہی یہاں کے حکمراں ہیں۔ ان میں اور فاطمین میں لڑائیاں ہوئیں تھیں۔ کبھی یہ ان کو مغلوب کر دیا کرتے تھے۔ سب سے پچھلا حکمراں انکا عبدالقیس تھا جسکے ہاتھ سے علی بن مہدی نے نجران کو حاصل کیا ہے۔ عمارہ نے اسکا ذکر کیا ہے اور اسکی تعریف کی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ۔

اخبار دولت بنو حمدان حکمرانان موصل و جزیرہ و شام مستبدین خلافت عباسیہ

بنو تغلب بن وائل قبیلہ ربیعہ بن نزار کا ایک بہت بڑا بطن تھا۔ بلحاظ کثرت و عدد کے ان کو اوروں پر فوقیت تھی۔ جزیرہ دیار ربیعہ میں انکا وطن تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ مذہب نصرانیت کے پابند تھے قیصر کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ غسان اور ہرقل کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے زمانہ فتوحات میں لڑے تھے پھر ہرقل کے ساتھ بلاد روم کی طرف کوچ کر کے چلے گئے تھے بعد چندے اپنے بلاد کی طرف پھر واپس آئے تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُن پر جزیہ قائم و مقرر کیا تھا ان لوگوں نے گذارش کی تھی "اے امیر المومنین ہم لوگوں کو جزیہ کے نام سے عرب میں ذلیل نہ فرمایئے بلکہ اسکو دو چند کر کے صدقہ کے نام سے موسوم فرما دیجئے"، چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرمالی۔ ان دنوں انکا سپہ سالار حنظلہ بن قیس بن ہریرہ بنو مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب سے تھا۔ انکے گروہ سے عمرو بن بسطام والی سندھ زمانہ حکومت بنی امیہ میں تھا پھر ان میں سے بعد اسکے زمانہ اسلام میں تین خاندان سربرآوردہ ہوئے۔ آل عمر بن الخطاب عدوی آل ہارون مغمر، آل حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان بن اسد۔ ابن حزم نے کتاب الجمہرہ میں ان تینوں خاندانوں کو بطون بنو تغلب میں نہیں ذکر کیا۔ اسی کتاب کے اسی مقام کے حاشیہ پر میں نے ان تینوں خاندانوں کو لکھا ہوا پایا ہے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون کتاب میں الحاق کیا گیا ہے۔ اسنے بنی حمدان کے ذکر میں لکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ لوگ بنو اسد کے موالی (خدام) میں تھے پھر آخر حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ بخط مصنف یعنی ابن حزم لکھا ہے۔ اور پھر جب جزیرہ میں مذہب خارجیت زمانہ حکومت بن مروان بن حکم میں پھیلا تو ان کی جماعت تتر بتر ہو گئی اور اس دعوت کا نام و نشان محو کر دیا گیا۔ بعد ازاں تھوڑے دنوں بعد جزیرہ میں پھر اس دعوت کا اثر ظاہر ہوا! چنانچہ زمانہ فتنہ میں بعد قتل متوکل مساور بن عبداللہ بن مساور بجلی نے سرات سے خروج کیا اور

اکثر صوبجات موصل پر قبضہ کر لیا اور حدیثہ کو اپنا دار ہجرت بنایا۔ اندنوں موصل کی حکومت پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن اشعث خزاعی تھا۔ وہی شخص ہے جسکے دادا محمد کو خلیفہ منصور نے افریقہ کی گورنری عنایت کی تھی۔ اسکے خلاف مساور نے خروج کیا تھا بعد اسکے موصل پر ایوب بن احمد بن عمرؓ بن الخطاب تغلبی ۲۵۴ھ میں مامور کیا گیا اس نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے حسن کو بطور اپنے نائب کے اس صوبہ پر مقرر کیا پس اس نے اپنی قوی فوج کو مرتب کر کے مساور پر چڑھائی کر دی انہیں میں حمدون بن حرث بھی تھا ان لوگوں نے کمال مردانگی سے خوارج کو ہزیمت دی اور ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ بعدہ عہد خلافت مہتدی میں عبداللہ بن سلیمان بن عمران ازدی کو اس صوبہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ خوارج نے اسکو بھی نیچا دکھایا اور مساور نے موصل پر قبضہ کر کے حدیثہ کی جانب مراجعت کی پھر اہل موصل نے عہد حکومت معتمد ۲۵۹ھ میں بغاوت کی اور اپنے گورنر ابن آساتکین ہیثم بن عبداللہ بن معتمد عدوی تغلبی کو نکالدیا تب معتمد نے بجاے اسکے اسحاق بن ایوب کو آل خطاب سے مقرر کیا حمدان بن حمدون اسکے رکاب میں تھا مدتوں یہ اسکا محاصرہ کئے رہا اسکے بعد اسحاق بن کنداجق کا جھگڑا پیش آگیا اور خلیفہ معتمد سے یہ باغی ہو گیا۔ اسکی مدافعت کی غرض سے علی بن داود والی موصل، حمدان بن حمدون اور اسحاق بن ایوب مجتمع ہوئے مگر اسحاق بن کنداجق نے ان سبھوں کو شکست دیدی سب کے سب متفرق ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اسحاق بن ایوب کا نصیبین تک اور پھر نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسحاق آمد میں پہونچا عیسیٰ بن شیخ شیبانی اور اسحاق بن ایوب نے موسیٰ بن زرارہ والی ارزن کو امداد کا پیام دیا موسیٰ نے ان دونوں کی امداد سے انکار کیا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن کنداجق کو موصل کی حکومت پر ۲۶۰ھ میں متعین فرمایا پس اس نے جنگ کرنے کی غرض سے اسحاق بن ایوب عیسیٰ بن شیخ ابو العز بن زرارہ اور حمدان بن حمدون ربیعہ اور تغلب کو ایک جا کر کے حملہ کیا ابن کنداجق نے ان سبھوں کو شکست دیدی سب کے سب نے بھاگ کر آمد میں عیسیٰ بن شیخ کے پاس جا کر پناہ لی ابن کنداجق نے آمد میں پہونچکر محاصرہ ڈالدیا مدتوں باہم لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انہیں واقعات

کے اثناء میں جبکہ شاہی لشکر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی مساور خارجی ۲۶۳ھ میں مر گیا۔ اسکے مرنے پر خوارج نے متفق ہو کر ہارون بن عبداللہ بجلی کو اپنا امیر بنایا اس نے خوارج کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اسکے تبعین کی جماعت بڑھ گئی پھر اسی کے ہمراہیوں میں سے محمد بن خرزاذ نامی ایک شخص نے اسپر خروج کیا اور موصل میں سب کو نیچا دکھایا حمدان بن حمدون یہ خبر پا کر اسکے پاس امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا اس نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس کے ہمراہ جنگ کرنے کو روانہ ہوا چنانچہ حمدان کو پھر موصل پر قبضہ دلایا۔ پھر محمد حدیثہ چلا گیا اور اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر ہارون کے پاس چلے آئے تب ہارون نے محمد کی جانب کوچ کیا۔ اور اس پر حملہ کر کے اسکو مار ڈالا۔ محمد کے مارے جانیکے بعد اکراد جلالیہ اور اسکے ہمراہیوں کو جی کھولکر پامال کیا کل گاؤں اور قصبات پر قبضہ کر لیا۔ اسکے عمال لوگوں سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرتے تھے بعد اسکے بنو شیبان نے ۲۷۲ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ہارون پر فوج کشی کی ہارون نے حمدان سے امداد کی درخواست کی مگر اسکے آنے سے پیشتر میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا انہیں واقعات کے تمام ہوتے ہوتے اسحاق بن کنداجق اور یوسف بن ابی الساج کے جھگڑے پیش آ گئے یوسف بن ابی الساج نے ابن طولون کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا اور جزیرہ و موصل پر قابض ہو گیا پھر جب یہ یہاں سے واپس ہوا تو اسحاق بن کنداجق نے ان صوبوں پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ہارون بن سیما کو ۲۷۹ھ میں اسکی سند حکومت عطا کی ان صوبوں کے رہنے والوں نے اس جدید گورنر کو نکال دیا جدید گورنر نے بنو شیبان سے کمک طلب کی چنانچہ بنو شیبان اس کے ساتھ ساتھ کمک کی غرض سے موصل کی جانب آئے اہل جزیرہ و موصل نے یہ خبر پا کر خوارج اور بنو تغلب کو اپنا یار و مددگار بنا لیا پس یہ لوگ بھی ہارون الساری اور حمدان کے ہمراہ لڑنے کو نکل کھڑے ہوئے دونوں فریق نے ایک میدان میں معرکہ آرائی کی۔ کامیابی کا سہرہ بنو شیبان کے سر پر باندھا گیا فریق ثانی کو ہزیمت ہوئی۔ اہل موصل نے ہارون بن سیما کے خوف سے دارالخلافت بغداد میں دوسرے گورنر کی تقرری کی درخواست کی اس پر خلیفہ معتمد نے علی بن داؤد ازدی

کو موصل کی سند حکومت عطا فرمائی۔ اور پھر جب خلیفہ معتضد جزیرہ کے اصلاح و انتظام اور بنو شیبان کی اطاعت قبول کر لینے پر ان کے رہائی دینے کو کوچ کیا تھا تو اسکو حمدان بن حمدون اور ہارون الشاری کی محبت و مولاۃ کی خبر لگی اور نیز ان واقعات سے مطلع ہوا جو کہ بنو شیبان سے سرزد ہوئے تھے تب اُس نے حمدان پر حملہ کر دیا اور اُس کو ہزیمت دیدی حمدان شکست کھا کے ماردین چلا گیا اور وہیں اپنے بیٹے حسین کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اتفاق سے وصیف اور نصر قسوری کا دیر زعفران کی طرف گذر ہوا جہاں پر کہ حسین بن حمدان ٹھیرا ہوا تھا ان لوگوں سے اس نے امن طلب کی ان لوگوں نے امن دی اور خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیجدیا خلیفہ معتضد نے قلعہ کو منہدم کر ڈالنے کا حکم صادر فرمایا بعد اسکے وصیف اور حمدان سے مڈبھیڑ ہوئی حمدان نے وصیف کو شکست دے کے غربی ساحل کی طرف دریا کو عبور کیا اور پھر مسلح ہو کر شاہی فوج کی جانب بڑھا قبل اس واقعہ کے اسحاق بن ایوب تغلبی نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور شاہی موکب کے ہمراہ موجود تھا۔ حمدان کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی اسحاق کے خیمہ میں پہونچ کے اس کے قدموں پر اپنے کو ڈالدیا اسحاق نے اسکو خلیفہ معتضد کے دربار میں لیجا کے پیش کر دیا خلیفہ معتضد نے اسکو قید کر دیا بعدہ نصر قسوری ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا خوارج کو ہزیمت دی ہارون بھاگ کر آذربیجان پہونچا اور جنگل و بیابان میں گھس گیا باقی ماندگان نے معتضد سے امن کی درخواست کی اور علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ اسکے بعد ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون کی جستجو اور گرفتاری کے لئے کوچ کیا وصیف اور حسین بن حمدان بن بکر بن کو اپنی فوج ظفر موج کے مقدمہ پر مامور کر کے بڑھنے کا حکم دیا اور اس سے یہ اقرار کر لیا کہ ہارون کو دربار خلافت میں لاکے حاضر کر دو گے تو میں تمہارے باپ حمدان کو قید سے رہا کر دونگا پس انہوں نے ہارون کا تعاقب کیا اور کمال محنت و جانفشانی سے اسکو گرفتار کر کے دربار خلافت میں لاکے حاضر کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے اسکو اور اسکے بھائیوں کو خلعتیں دیں۔ زریں طوق عنایت فرمائے اور حمدان کو حسب اقرار قید سے رہا فرما دیا اسکے بعد اسحاق بن ایوب عدی

جو کہ دیار ربیعہ کا والی تھا مر گیا خلیفہ معتضد نے بجائے اسکے عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معتمد کو متعین فرمایا۔

ابتداء دولت و حکومت ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان بر موصل

جس وقت خلیفہ مکتفی سریر خلافت پر متمکن ہوا اسوقت ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل اور اسکے مضافات کی سند حکومت عطا کی۔ چونکہ اکراد ہزبانیہ نے اطراف موصل میں غارتگری کا بازار گرم کر رکھا تھا ان دنوں انکی سرداری محمد بن سلال نامی ایک شخص کر رہا تھا اسوجہ سے ابوالہیجاء عبداللہ نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ساحل شرقی کو عبور کر کے اُن پر حملہ آور ہوا مقام خازر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اسکا خادم سیما انہیں معرکوں میں مارا گیا۔ لوٹ کر موصل آیا پھر خلیفہ مکتفی نے اسکی کمک پر فوجیں بھیجیں چنانچہ ۲۹۴ھ میں باغیان علم خلافت عباسیہ کے تعاقب میں دوبارہ روانہ ہوا مقام آذربیجان میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد بن سلال معہ اپنے اہل و عیال کے میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ابوالہیجاء عبداللہ نے محمد بن سلال اور اسکے ہمراہیوں کا خون مباح کر دیا محمد بن سلال نے یہ خبر پاکے امن کی درخواست کی ابوالہیجاء نے اسکو امن دی اور اسکو اپنے ہمراہ لئے موصل آیا موصل میں پہونچنے پر کل اکراد حمیدیہ امن کے خواستگار ہوگئے اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس واقعہ نے مخالفین کے قلوب ہلا دیئے اور ابوالہیجاء عبداللہ کی حکومت میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا کر دی ان واقعات کے بعد ۲۹۶ھ میں خلیفہ کے معزول کرنے کا واقعہ دربار خلافت میں پیش آیا وزیر السلطنت عباس بن حسن مارا گیا خلیفہ مقتدر معزول کیا گیا اور عبداللہ بن معتز کی خلافت کی چند دنوں کے لئے بیعت لی گئی پھر خلیفہ مقتدر سریر خلافت پر دوبارہ متمکن کیا گیا جیسا کہ یہ سب واقعات حالات دولت عباسیہ میں بیان کئے گئے۔ اس زمانہ میں حسین بن حمدان دیار ربیعہ پر مامور تھا اور منجملہ اُن لوگوں کے تھا جو اس فتنہ و فساد کے بانی مبانی ہوئے تھے اور قاتلین وزیر کے ساتھ اسکے قتل میں شریک ہوا تھا ہنگامہ فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے

اس کی گرفتاری پر قاسم بن سیما کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا مگر یہ لوگ حسین کو گرفتار نہ کر سکے تب خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء عبداللہ گورنر موصل کو اس کی گرفتاری کو لکھا پس ابوالہیجاء قاسم کے ساتھ حسین کی گرفتاری کو روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے مڈبھیڑ ہوگئی حسین شکست کھا کے بھاگا اور خلافت مآب سے امن کا خواستگار ہوا خلافت مآب نے اس کو امن دی اور خوشنودی مزاج کا خلعت عطا فرما کے صوبجات قم و قاشان کی حکومت عنایت کی بعد چندے پھر اسکو دیار ربیعہ کی حکومت پر بھیجدیا۔

ابوالہیجاء اور حسن کی بغاوت ۲۹۹ھ میں ابوالہیجاء عبداللہ نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا جس کا سلسلہ ۳۰۲ھ تک جاری و قائم رہا۔ اسوقت حسین بن حمدان دیار ربیعہ میں تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ وزیر السلطنت عیسیٰ بن عیسیٰ نے حسین سے خراج کا مطالبہ کیا۔ حسین نے انکاری جواب دیا اس پر وزیر السلطنت نے حکم صادر کیا کہ اپنے کل بلاد مقبوضہ کو شاہی عمال کے حوالہ کردو حسین اس سے مطلع ہو کر باغی ہوگیا۔ وزیر السلطنت نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں حسین نے ان کو ہزیمت دی تب وزیر السلطنت نے موسیٰ عجلی کو لکھ بھیجا کہ عساکر علویہ کے جنگ سے فارغ ہو کر حسین سے معرکہ آرا ہو۔ مونس عجلی اسوقت مصر میں علویہ فوجوں سے لڑ رہا تھا چنانچہ مونس ۳۰۳ھ میں حسین سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا حسین خبر پاکر مع اپنے اہل و عیال کے آرمینیہ کی جانب بھاگ گیا اور اپنے مقبوضہ بلاد کو یوں ہی چھوڑ گیا مونس نے اسکے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں پس اس لشکر نے حسین کو جا کر گھیر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی وہ اور اسکا بیٹا اور اسکے کل اہل و عیال اور ہمراہی گرفتار کر لئے گئے مونس مع ان گول کے بغداد واپس آیا خلیفہ مقتدر نے اسکو جیل میں ڈالدیا۔ اسی تاریخ میں خلافت مآب نے ابوالہیجاء عبداللہ اور کل بنو حمدان کو گرفتار کر کے جیل میں بھیجدیا تھا بعد اسکے ۳۰۵ھ میں خلافت مآب نے ابوالہیجاء کو رہا کر دیا اور ۳۰۶ھ میں حسین کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کی اور بجائے اسکے داود بن حمدان کو مامور کیا۔

ابو الہیجار کی دوبارہ گورنری اور قتل

پھر ۳۱۴ھ میں خلیفہ معتضد نے ابو الہیجا رعبد اللہ بن حمدان کو دوبارہ گورنری موصل سے سرفراز فرمایا۔ پس ابو الہیجار نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے ناصر الدولہ حسن کو حکومت موصل پر روانہ کیا اور خود بغداد میں ٹھیرا رہا بعد اسکے ابو الہیجار کو خبر لگی کہ عرب اور اکراد اطراف موصل اور نیز صوبہ خراسان کے گرد و نواح میں ہنگامہ فساد برپا کئے ہوئے ہیں۔ اسپر ابو الہیجار نے اپنے بیٹے ناصر الدولہ کو ان لوگوں کی سرکوبی کو لکھ بھیجا چنانچہ ناصر الدولہ نے عرب پر جزیرہ میں فوج کشی کی اور خوب خوب ان کو گوشمالی دی پھر مع اپنی فوج ظفر موج کے تکریت کی جانب آیا اور فوجوں کو از سر نو آراستہ کرکے شہر زور کی طرف روانہ ہوا اکراد جلالیہ پر متعدد حملے کئے تاآنکہ ان سرکشوں نے گردن اطاعت جھکادی۔

ان واقعات کے بعد ۳۱۷ھ میں خلیفہ مقتدر اپنے بھائی قاہر کی وجہ سے معزول کیا گیا مگر دوسرے دن دوبارہ سریر خلافت پر متمکن ہوگیا۔ قاہر کا اسکے قصر میں محاصرہ کر لیا گیا۔ قاہر نے ابو الہیجار کے دامن میں پناہ لی ان دنوں ابو الہیجار قاہر ہی کے پاس تھا اور ایک مدت دراز تک قاہر کی جانبری کی فکر میں وہیں ٹھیرا رہا لیکن کامیاب نہوا اور عوام الناس قاہر سے بگڑ گئے۔ ابو الہیجار محلسرائے قاہر سے لگانے بجھانے والوں کی جستجو کرنے کو نکلا۔ ایک گروہ نے اسکا تعاقب کیا اور مناسب مقام پر پہونچ کے حملہ کرکے مار ڈالا یہ واقعہ نصف محرم سنہ مذکور کا ہے۔ خلیفہ مقتدر نے اپنے خادم نحریر کو حکومت پر مامور کیا۔

سعید و ناصر پسران حمدان کی گورنری

۳۲۳ھ میں ابو العلار سعید بن حمدان نے موصل، دیار ربیعہ اور کل ان بلاد کی جو ناصر الدولہ کے قبضہ میں تھے گورنری کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ راضی نے اسکو سند حکومت عطا فرمائی۔ پس ابو العلار نے سامان سفر درست کرکے موصل کی جانب کوچ کیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پاکر اس سے ملنے کو نکلا۔ ابو العلار دوسری راہ سے ناصر الدولہ کے مکان پر جا کر بیٹھ گیا اور قابض ہو گیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سنکر اپنے غلاموں میں سے چند لوگوں کو ابو العلار کے قتل کرنے کو بھیجدیا چنانچہ ان لوگوں نے ابو العلار کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ راضی کو

اس سے بعد ناراضی پیدا ہوئی اپنے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو موصل کی طرف روانہ ہونے کا اشارہ کیا پس وزیر السلطنت سامان جنگ اور سفر درست کر کے موصل کا راستہ لیا ناصر الدولہ نے مطلع ہو کر موصل کو چھوڑ دیا وزیر السلطنت ناصر الدولہ کا کوہ سن تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر کامیاب نہوا واپس آیا اور موصل میں قیام کر دیا۔ ابن حمدون کے بعض ہوا خواہوں نے وزیر السلطنت کے بیٹے کو دس ہزار دینار دیکر ملا لیا۔ اس نے ان لوگوں کے کہنے سے اپنے باپ کو ایسے چند امور لکھ بھیجے کہ جس سے وزیر السلطنت گھبرا گیا اور موصل پر اراکین دولت میں سے جس پر اسکو بھروسہ واطمینان تھا اسکو مامور کر کے نصف شوال سنہ مذکور میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔ جوں ہی وزیر السلطنت نے بغداد کا رخ کیا ناصر الدولہ موصل میں پھر واپس آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ بعد قبضہ موصل خلیفہ راضی کی خدمت میں عفو تقصیر کی درخواست بھیجی اور ادائے خراج کی ضمانت دی خلافت مآب نے اسکی درخواست منظور فرمائی، اور وہ اپنے مقبوضہ ملک میں بدستور حکمراں بنا رہا۔

روانگی راضی جانب موصل ۳۲۳ھ میں ناصر الدولہ نے دار الخلافت بغداد میں خراج موصل کے بھیجنے میں تاخیر کی خلیفہ راضی کو اس سے ناراضی ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے مع تحکم جو اسکی سلطنت کا منصرم تھا موصل کی جانب روانہ ہوا۔ آگے بڑھ کر خود موصل کی جانب چلا اور تحکم کو تکریت کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے مع اپنے ہمراہیوں کے نصیبین کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ تحکم نے اسکا تعاقب کیا اور اسکو گرفتار کر لیا۔ اسکی گرفتاری کے بعد تحکم نے خلیفہ راضی کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ خلیفہ راضی کشتی پر سوار ہو کر موصل کی جانب چلا۔ ابن رائق جو کہ زمانہ غلبہ ابن بریدی سے بغداد میں روپوش تھا اس زمانہ غیر موجودگی کو غنیمت تصور کر کے زاویہ اختفاء سے نکل آیا اور بغداد پر مستولی ہو گیا۔ جاسوسوں نے راضی تک اس خبر کو پہونچا دیا۔ پس راضی بجائے موصل جانے کے دریا سے خشکی پر اتر پڑا اور بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ تحکم کو نصیبین سے بلا بھیجا۔ ناصر الدولہ کو

ابن رائق کے حالات سے آگاہی ہوگئی تھی اس بناء پر دیار ربیعہ کی حکومت دوبارہ ملنے کی درخواست کی اور پانچ لاکھ درہم نقد ادا کرنے کا اقرار کیا خلافت مآب نے فوراً یہ درخواست منظور فرمالی اور بمعہ بحکم کے بغداد کی جانب کوچ کیا قریب بغداد ابوجعفر محمد بن یحیی بن شیرزاد ابن رائق کی طرف سے پیام صلح لے کے حاضر ہوا کہ مجھے دیار مضر یعنی حران، الرہا، رقہ اور علاوہ انکے قنسرین اور سرحد کی سند حکومت عطا فرمائی جائے میں بغداد سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ خلافت مآب نے مصلحتاً یہ درخواست منظور فرمالی چنانچہ ابن رائق نے بغداد کو چھوڑ کر اپنے صوبہ کی جانب کوچ کیا اور خلیفہ راضی و بحکم بغداد میں داخل ہوئے۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان نے موصل کی طرف مراجعت کی

ناصر الدولہ کی گورنری امارت متقی کی موصل کی طرف روانگی

ابن رائق نے دیار مضر اور سرحد پر ہو کر ملک شام کا قصد کیا اور دمشق کو اخشید کے قبضہ سے نکال کر رملہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ بعد اسکے اخشید سے اور ابن رائق سے عریش مصر پر معرکہ آرائی ہوئی اخشید نے اس معرکہ میں اسکو ہزیمت دی ابن رائق لوٹ کر دمشق آیا پھر دونوں میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ شام اور مصر کی سرحد رملہ مقرر کیا جائے یہ واقعہ ۳۲۸ھ کا ہے۔ پھر ۳۲۹ھ میں خلیفہ راضی رہگرائے عالم آخرت ہوا اور خلیفہ متقی نے سریر خلافت پر قدم رکھا بحکم مارا گیا اور بریدی بغداد میں داخل ہوا اتراک بحکمیہ نے بغداد سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔ انہیں فراریوں میں توزون اور جحج بھی تھا۔ پھر یہ لوگ ابوبکر محمد بن رائق کے پاس چلے گئے اور اسکو عراق کی ترغیب دی۔ ان لوگوں کے بعد خلافت و امارت پر اتراک دیلمیہ مستولی اور چیرہ دست ہوگئے اور ابوالحسن بریدی واسط سے بغداد چلا آیا۔ چوبیس دن تک بغداد میں امیر الامراء کی حیثیت سے قیام پذیر رہا بعد ازاں لشکریوں نے اسپر یورش کی اور اسکے خلاف شور و شر کا سر اٹھایا۔ مجبوراً واسط لوٹ آیا۔ کورتکین غالب و متصرف ہو گیا پھر خلیفہ متقی کی رفاقت ترک کر کے ابن رائق کو طلبی کا خط لکھا چنانچہ ابن رائق دمشق سے ماہ رمضان ۳۲۹ھ میں بغداد کی جانب روانہ ہوا اور بجائے اپنے دمشق پر ابوالحسن احمد بن علی بن حمدان کو بطور اپنے نائب کے مامور کر تا گیا اس شرط سے کہ ایک لاکھ دینار اسکو بغداد پہونچنے

برا دا کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کورتکین اور دیلمیہ امور سیاست پر مستولی ہو رہے تھے ابن رائق نے پہونچتے ہی کورتکین کو گرفتار کرکے محلسرائے خلافت میں قید کر دیا بعد چندے لشکریوں نے اسپر بھی یورش کی ابو عبداللہ بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی ابوالحسن کو بسرافسری عظیم فوج بغداد روانہ کیا ابوالحسن اور اسکی فوج نے بغداد پر پہونچکر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اور اسکا بیٹا ابوالمنصور بھاگ گیا ابن رائق بھی ان دونوں سے جا ملا پھر سبھوں نے متفق ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

روانگی موصل سے پیشتر خلیفہ متقی نے ابن حمدان سے بریدیوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی تھی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے بھائی علی بن عبداللہ بن حمدان کو فوج عظیم کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا مقام تکریت میں جبکہ خلیفہ متقی اور ابن رائق بغداد سے ہزیمت اوٹھائے ہوئے بھاگے آرہے تھے ملاقات ہوئی سیف الدولہ نے خلیفہ متقی کی بیحد خدمت کی اور اسکے ساتھ ساتھ موصل کی طرف آیا دجلہ کے ساحل شرقی پر دونوں مقیم ہوئے ابن رائق اور امیر ابومنصور بھی ملنے کو دجلہ عبور کر کے آیا سیف الدولہ نے شاہزادہ کو دیکھ کر اشرفیاں بطور صدقہ لوٹائیں ادہر ادوہر کی باتیں کر کے شاہزادہ ابومنصور واپسی کے قصد سے گھوڑے پر سوار ہوا ابن رائق نے بھی سوار ہو کر روانہ ہونیکا ارادہ کیا ابن حمدان نے گفتگو کرنے کی غرض سے روکا ابن رائق نے معذرت کی اسپر ابن حمدان کو شبہ ہوا اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا اونھوں نے لپک کر اسکا سر اوتار لیا بعد اسکے ابن حمدان نے خلیفہ متقی کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ متقی نے اسکو طلب فرما کے خلعت عنایت کی، ناصرالدولہ کا خطاب عطا فرمایا، امیرالامراء کے عہدہ سے ممتاز کیا اور اسکے بھائی ابوالحسن کو بھی سیف الدولہ کے لقب سے مخاطب فرمایا۔ ابن رائق کا واقعہ قتل ماہ رجب ۳۳۰ھ میں واقع ہوا تھا اور ناصرالدولہ کو گورنری و سند حکومت غرہ شعبان میں مرحمت ہوئی تھی۔

ابن رائق کے مارے جانے کے بعد اخشید نے مصر سے دمشق کی جانب حرکت کی، پہونچتے ہی ابن رائق کے گورنر سے اسکو چھین لیا اور ناصرالدولہ نے معہ خلیفہ متقی کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

بغداد میں بنی حمدان کے حالات جسوقت ابن رائق قتل کر ڈالا گیا، ابوالحسن بریدی اسوقت بغداد میں حکومت کر رہا تھا مگر کیا خواص اور کیا عوام سبھوں کے قلوب میں اسکی طرف سے ناراضی اور کشیدگی کا مادہ پیدا ہو رہا تھا تجح بھاگ کر خلیفہ متقی کے پاس پہونچا توزون اور اسکے ہمراہیوں کو موصل میں مجتمع کر کے خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی، سب کے سب اسکی امداد اور کمک پر آمادہ و تیار ہو گئے۔ دیار مضر یعنی الرہا، حران اور رقہ کے خراج اور مالی محکمہ پر ابوالحسن علی بن خلف بن طیاب کو مقرر کیا۔ ابن رائق کی طرف سے ان بلاد پر ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل مامور تھا۔ ابن طیاب اور ابن مقاتل سے لڑائی ہوئی ابن مقاتل کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی اثنار دار وگیر میں مار ڈالا گیا اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کا موکب ہمایوں دار الخلافت بغداد کے قریب پہونچا تو ابوالحسن بریدی ایک سو دس یوم کے بعد بغداد چھوڑ کر واسط کی جانب بھاگ گیا خلیفہ متقی معہ اپنے اعوان وانصار کے دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ بنو حمدان بھی اسکے رکاب میں تھے۔ توزون کو بغداد کے دونوں جانب کی افسری پولیس کا عہدہ عنایت ہوا۔ یہ واقعہ سنہ مذکور کے ماہ شوال کا ہے۔ بعد ازاں بنو حمدان نے بقصد ابوالحسن بریدی واسط کی جانب کوچ کیا۔ ناصر الدولہ نے مداین میں پڑاؤ کیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ کو بریدی سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ بریدی بھی یہ خبر پاکر واسط سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہو چکا تھا نشیبی مداین میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا شاہی لشکر کے ہمراہ توزون، حجج اور نامی نامی ترک تھے پہلے تو ان کو ہزیمت ہوئی اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ناصر الدولہ نے اس امر کا احساس کر کے مداین سے ان کی کمک کو اپنے رکاب کی فوج بھیجی۔ اس تازہ دم فوج کے آجانے سے منہزم گروہ کے پاؤں رک گئے اور انہوں نے مجموعی قوت سے بریدی کے لشکر پر حملہ کیا۔ بریدی کا لشکر اس نا برداشتنی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا بریدی معہ اپنے چند سرداروں کے واسط کی طرف بھاگا ناصر الدولہ نے نصف ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد کی جانب مراجعت کی اسکے ساتھ بریدی کے ہمراہیوں کا ایک گروہ پابزنجیر آیا ہوا تھا سیف الدولہ میدان کارزار میں قیام پذیر رہا

تا آنکہ زخم اسکے مندمل ہو گئے اور تکان جاتا رہا۔ تب اسنے اپنی فوج کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے واسط کی جانب کوچ کیا بریدی واسط چھوڑ کر بصرہ چلا گیا سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور پھر انتظام شہر سے فارغ ہو کر بریدی کے تعاقب میں بصرہ کی جانب روانہ ہوا اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مالی مدد طلب کی ناصر الدولہ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے مدد نہ دی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سے اور ترکوں سے بالعموم توزون اور بجح سے بالخصوص ناچاقی تھی بعد چندے ابوعبداللہ کوفی بہت سا مال لیکر ناصر الدولہ کی جانب سے ترکوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے سیف الدولہ کے کیمپ میں آیا توزون اور بجح نے روک ٹوک کی اور اس سے بہ ترشروئی پیش آنے کا قصد کیا سیف الدولہ نے بحکمت عملی ان دونوں کی نظروں سے ابوعبداللہ کو غائب کر دیا اور بحفاظت تمام اسکو اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا۔ بعد اسکے آخری ماہ شعبان میں ترکوں نے سیف الدولہ کے خلاف سرکشی کی۔ سیف الدولہ اپنے لشکر گا[redacted] سے نکلکر بغداد چلا گیا ترکوں نے لشکر گاہ کے بازار کو لوٹ لیا اور اسکے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو مار ڈالا۔

ابوعبداللہ کوفی نے ناصر الدولہ کے پاس پہونچکر اسکے بھائی سیف الدولہ کے حالات سے مطلع کیا ناصر الدولہ نے ترکوں کی خودسری سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہونے کا قصد کیا خلیفہ متقی یہ سنکر سوار ہو کر اسکے پاس آیا اور اسکو چندے صبر کرنے کی ہدایت کی مگر جونہی خلیفہ متقی ناصر الدولہ کے پاس سے لوٹ کر قصر خلافت میں آیا ناصر الدولہ نے اپنی امارت کے تیرہ مہینے بعد موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ دیلمیوں اور ترکوں کو موقع مل گیا یورش کر کے اس کے مکان پر چڑھ آئے اور لوٹ لیا۔

سیف الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد ترکوں نے اپنے کیمپ میں معاودت کی اور توزون کو اپنی امارت دی اور لشکر کی سرداری کا علم بجح کو دیا۔

نصف ما[redacted] رمضان میں سیف الدولہ اپنے بھائی ناصر الدولہ کی روانگی کے بعد دارالسلطنت بغداد میں داخل ہوا۔ پھر اسکو توزون کی امارت کی خبر پہونچی۔ بعد ازاں ترکوں میں نفاق پیدا

ہوگیا توزون نے بجکم کو گرفتار کر کے نیل کی سلائیاں اسکی آنکھوں میں پھروادیں۔ سیف الدولہ بغداد سے روانہ ہو کر اپنے بھائی کے پاس موصل چلا گیا۔

عدل بجکمی کے حالات عدل بجکم کا خاص خادم تھا مگر پھر ابن رائق کے رفیقوں میں داخل ہو کر اسکے ساتھ موصل چلا گیا تھا اور جب ابن رائق مارا گیا تو ناصر الدولہ کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہوگیا۔ ناصر الدولہ نے اسکو علی بن خلف بن طیاب کے ہمراہ دیار مضر روانہ کیا۔ چنانچہ علی بن خلف نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور ابن رائق نے نائب کو جو کہ دیار مضر پر مامور تھا قتل کر ڈالا۔ رحبہ متعلقات دیار مضر میں ابن رائق کی طرف سے ایک شخص مسافر بن حسین نامی مامور تھا اس نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور خودسری کے ساتھ خراج وصول کر کے بیٹھ رہا۔ علی بن خلف نے اسکی سرکوبی پر عدل بجکمی کو متعین کیا عدل بجکمی نے اپنے مدبرانہ چالوں سے ان بلاد پر قبضہ حاصل کر لیا۔ مسافر بھاگ گیا اتراک بجکمیہ یہ خبر پاکر عدل کے پاس آ آکر مجتمع ہو گئے۔ ان لوگوں کے مجتمع ہو جانے سے عدل کی قوت بڑھ گئی۔ طریق فرات اور بعض حصہ خابور پر قابض ہو گیا اس اثناء میں مسافر نے اپنی کچھ حالت درست کر لی اور بنی نمیر سے امداد حاصل کر کے قرقیسیا کی جانب چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد عدل نے پھر اسکے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔ بعدہ عدل نے بقیہ حصہ خابور پر قبضہ کر لینے کا قصد کیا اسکے خاندان والوں نے بنی نمیر سے امداد کی درخواست کی عدل نے چندے ان کی امداد سے اعراض کیا تاآنکہ ہنگامہ فساد فرو ہو گیا تب عدل نے ایک روز سمصاب پر جو کہ خابور کا بہت بڑا مشہور مقام تھا بقصد شبخون کوچ کیا اہل سمصاب مقابلہ پر آئے عدل کے ہمراہیوں نے سرنگ کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سا روزن کر دیا جس سے عدل مع اپنے ہمراہیوں کے شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا بعد ازاں اور مقامات پر قابض ہو گیا چھ مہینے تک خابور میں ٹھیرا ہوا خراج وصول کرتا رہا مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی۔ حوصلے بھی بلند ہو گئے بنو حمدان کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا چونکہ ان دنوں سیف الدولہ موصل اور بلاد جزیرہ میں موجود تھا اس وجہ سے عدل نے پہلے نصیبین کے قصد سے کوچ کیا۔ رحبہ اور حران کی طرف

پانس مونسی کی موجودگی کے سبب سے نہ گیا۔ کیونکہ وہ معہ اپنی فوج اور بنی نمیر کے ایک گروہ کے وہاں مقیم تھا۔ پس عدل پہلے راس عین کی جانب گیا پھر راس عین سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ عدل کی سرکشی کے حالات ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان تک پہونچی فوجیں فراہم کر کے عدل کی طرف بڑھا۔ دونوں حریف کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ عدل کے اکثر ہمراہیوں نے ابن حمدان سے امن حاصل کر لی اور اسکے لشکر گاہ میں چلے آئے۔ عدل کے ہمراہ معدودے چند نفر باقی رہ گئے ابن حمدان نے عدل کو مع اسکے بیٹے کے گرفتار کر لیا اور اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور دونوں کو آخری ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں بغداد روانہ کر دیا۔

روانگی متقی جانب موصل و مراجعت

جسوقت ناصر الدولہ اور سیف الدولہ نے خلیفہ متقی کی خدمت سے رخصت ہو کر بغداد سے مراجعت کی توزون واسط سے بغداد میں آداخل ہوا اور حکومت و سلطنت پر مستولی ہو گیا پھر بغداد سے واسط کی جانب مراجعت کی بصرہ میں پہونچا مابین اسکے اور ابن بریدی کے رشتہ اتحاد اور مصاہرت قائم ہوا اس سے خلیفہ متقی کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوئی۔ توزون کے بعض ہمراہیوں کو موقع مل گیا چنانچہ اونہوں نے خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور ان دونوں کو ابن بریدی اور توزون کے بلجانے سے ڈرایا اتفاق سے انہیں دونوں ابن شیرزاد بھی توزون کے پاس چلا آیا تھا اور توزون نے اسکو واسط کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ رگانے بجھانے والوں نے خلافت مآب سے ان سب واقعات کو بیان کیا اور ابن بریدی نے جو کچھ خلافت مآب کے ساتھ پچھلے دنوں کئے تھے اُن سب کو یاد دلایا۔ پس خلافت مآب نے ابن حمدان کو ایک لشکر بھیجنے کو لکھ بھیجا تاکہ اسکے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو۔ چنانچہ ابن حمدان نے اپنے ابن عم حسین بن سعید بن حمدان کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی ۳۳۳ھ میں یہ فوج بغداد پہونچی۔ خلیفہ متقی مع اپنے اہل و عیال اور اعیان دولت جسمیں وزیر السلطنت ابن مقلہ بھی تھا اس فوج کے ہمراہ موصل

۱؎ ناسخ کی غلطی ہے ناظرین بجائے ۳۳۱ھ کے ۳۳۲ھ پڑھیں۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ مصر ۱۲

کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تکریت تک پہونچا اس مقام پر سیف الدولہ خلیفہ متقی سے ملنے کو آیا بعدازاں ناصر الدولہ بھی آپہونچا انہیں دونوں امیروں کے ساتھ ساتھ متقی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ پھر جب یہ خبر توزون تک پہونچی تو وہ بھی تکریت کی طرف روانہ ہوا قریب تکریت سیف الدولہ نے اس سے معرکہ آرائی کی تین دن تک لڑائی جاری اور قائم رہی آخر کار توزون نے اس کو ہزیمت دیکر اسکے اور نیز اسکے بھائی کے کیمپ کو لوٹ لیا۔ سیف الدولہ شکست کھاکے موصل کی جانب بھاگا اور توزون اسکے تعاقب میں تھا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی مع اپنے رکاب کی فوج کے نصیبین کی طرف کوچ کیا پھر نصیبین سے رقہ کی طرف گیا۔ سیف الدولہ اسی مقام پر ان لوگوں سے آملا اور توزون نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

بعد اسکے خلیفہ متقی نے ایک عتاب آمود خط توزون کے پاس بھیجا جسمیں اس نے توزون پر ابن بویدی سے ملنے کی وجہ سے ناراضی ظاہر کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ اگر اب بھی تم اسکی تلافی کرو تو ما بدولت واقبال تم سے راضی ہو جائینگے اور سیف الدولہ و ناصر الدولہ سے مصالحت بھی کرادیجائیگی۔ توزون نے ان باتوں کو منظور کر لیا صلحنامہ لکھا گیا ناصر الدولہ نے تین برس تک چھ لاکھ تیس ہزار سالانہ ادا کرنے کے لئے اپنے مقبوضات کی ضمانت دی تکمیل صلحنامہ کے بعد توزون نے بغداد کی طرف مراجعت کی اور خلیفہ متقی رقہ میں مقیم رہا۔ بعد چندے ادھر خلیفہ متقی کو ابن حمدان کی بیوفائی اور کج ادائی کا احساس ہوا اُدھر سیف الدولہ کو یہ خبر لگی کہ محمد بن ینال ترجمان نے خلیفہ متقی کو سیف الدولہ کی جانب سے بدظن کر دیا ہے اور یہ وہی شخص تھا جس نے توزون اور خلیفہ متقی میں ناصافی پیدا کرادی تھی سیف الدولہ نے موقع پاکر محمد بن ینال کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا خلیفہ متقی کو اس سے شک اور بدظنی پیدا ہوئی۔ توزون کو مصالحت کے لئے لکھا اور اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ اخشید مصر سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ حلب پہونچا حلب میں سیف الدولہ کی طرف سے اسکا ابن عم ابو عبداللہ سعید بن حمدان حکومت کر رہا تھا۔ ابو عبداللہ اخشید کی آمد کی خبر پاکر ابن مقاتل کو جو کہ دمشق میں ابن رائق کے ساتھ

تھا اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا جسوقت ابوعبداللہ اخشید حلب کے قریب پہونچا ابن مقاتل اس سے ملنے کو آیا اخشید نے اسکی بیحد عزت کی بڑی آؤبھگت سے پیش آیا اور محکمہ خراج مصر پر اس کو مامور کیا پھر حلب سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونیکو رقہ کی جانب روانہ ہوا نصف محرم ۳۳۳ھ میں خلافت مآب کی شرف حضوری حاصل کی۔ خلیفہ متقی نے اسکی بیحد عزت افزائی کی اس نے آداب شاہی میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ کیا۔ تحائف ہدایا پیش کئے وزیر السلطنت اور اراکین دولت کو بھی تحفے دیئے اور یہ درخواست کی کہ خلافت مآب میرے ہمراہ مصر یا شام میں چلکر قیام فرماویں خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ تم کبھی بھولکر بغداد کا قصد نہ کرنا اور توزون کی طرف مایل ہونا اخشید نے اسکی کچھ سماعت نہ کی پھر خلیفہ متقی نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو توزون کے رعب وداب سے ڈرایا اور یہ حکم دیا کہ اخشید کے ساتھ مصر جاکر اسکو اسکے تمام بلاد کی سند حکومت عطا کرو وزیر السلطنت نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی اس اثناء میں توزون کے قاصد پیام لے کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کے لئے حلف اوٹھایا ہے۔ خلیفہ متقی یہ سنکر فرط مسرت سے اوچھل پڑا اور سامان سفر درست کر کے آخری محرم سنہ مذکور میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور اخشید نے مصر کی طرف معاودت کی جسوقت خلیفہ متقی مقام ہیئت میں پہونچا توزون نے حاضر ہوکر زمیں بوسی کی۔ اس سے خلیفہ متقی کو یقین ہوگیا کہ توزون نے اپنے حلف کو پورا کیا اور غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھ لیا۔ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کی نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کر دیا مزید براں خلیفہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور بغداد کی طرف لوٹ آیا اور خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔

رقہ سے خلیفہ متقی کے روانہ ہونے کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے ابن عم ابوعبداللہ بن سعید بن حمدان کو رقہ، طریق فرات، دیار مضر، قنسرین، جند، عواصم اور حمص پر مامور کیا جسوقت ابوعبداللہ بن سعید رقہ کے قریب پہونچا اہل رقہ کو حکومت خودسری کی طمع ہوئی۔ آمادہ بجنگ ہوئے ابوعبداللہ

نے کامیابی کے ساتھ ان لوگوں کو زیر کر کے حلب کی جانب مراجعت کی اور اس سے پیشتر ان بلاد پر اسکی طرف سے محمد بن علی بن مقاتل مامور تھا۔

سیف الدولہ کا حلب و حمص پر قبضہ

رقہ سے خلیفہ متقی کی روانگی اور شام کی جانب اخشید کی واپسی پر یانس مونسی تن تنہا حلب میں باقی رہ گیا۔ سیف الدولہ کو دست درازی کا موقع مل گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف بڑھا اور یانس مونسی کے قبضہ سے اس کو نکال لیا بعد ازاں حمص کی جانب قدم بڑھایا کافور (اخشید کے موالی) سے مڈبھیڑ ہوئی سیف الدولہ نے اس کو ہزیمت دی، کافور نے دمشق کی جانب کوچ کیا اہل دمشق نے اسکو دمشق میں داخل ہونے دیا اتنے میں مصر سے اخشید ملک شام میں آگیا۔ اس وقت اسکی فوجی اور مالی حالت درست ہو گئی تھی سیف الدولہ کا پتہ لگا کے اسکے تعاقب میں روانہ ہوا مقام قنسرین میں فریقین نے صف آرائی کی مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خود بخود لڑائی سے رک رہے سیف الدولہ نے جزیرہ کی جانب مراجعت کی اور اخشید نے دمشق کی طرف بعد اسکے سیف الدولہ نے حلب کی جانب کوچ کیا رومیوں کی فوجیں یہ خبر پا کر حلب کے سرحد پر آگئیں سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر ان کو مار بھگایا۔

ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کو ان حالات کی خبر لگی کہ توزون نے خلیفہ متقی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دی ہیں اور خلیفہ مستکفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی ہے۔ ناصر الدولہ نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا توزون کے خدام یہ خبر پا کے ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اسی واقعہ نے گویا ان شرائط کا جو فیما بین دربار خلافت بغداد اور ناصر الدولہ قرار پائے تھے خاتمہ کر دیا توزون اور خلیفہ مستکفی فوجیں آراستہ کر کے بقصد موصل روانہ ہوئے ناصر الدولہ اور ان دونوں سے خط و کتابت شروع ہوئی آخر الامر ۳۳۳ھ کے آخر میں شرائط صلح طے ہو گئے اور صلحنامہ مکمل اور مرتب ہو گیا خلیفہ مستکفی اور توزون نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ اس واپسی کے بعد ہی توزون

راہی ملک عدم ہوا اسکے بعد امور سلطنت کا انصرام ابن شیرزاد کرنے لگا اس نے واسط کی گورنری پر ایک سپہ سالار کو متعین کیا اور تکریت کی حکومت پر ایک دوسرے سپہ سالار کو بھیجا جو سپہ سالار واسط کا گورنر ہو کر گیا تھا اس نے معزالدولہ بن بویہ کو دربار خلافت کے حالات لکھ بھیجے اور بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی پس معزالدولہ بغداد میں آیا اور حکومت و خلافت پر مستولی ہو گیا۔ اسی نے خلیفہ مستکفی کو سریر خلافت سے اوتارا تھا اور مطیع کی خلافت کی بیعت لی تھی۔ باقی رہا وہ سپہ سالار جو تکریت کا حکمراں ہو کر گیا تھا وہ ناصرالدولہ کے پاس موصل چلا گیا اور اسکے رفقاء میں داخل ہو گیا ناصرالدولہ نے اسکو اپنی جانب سے تکریت کی سند حکومت عطا کی

ابن حمدان اور ابن بویہ جسوقت معزالدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر مستولی ہو کر خلیفہ مستکفی کو معزول کیا ناصرالدولہ بن حمدان کو اس سے سخت ناراضی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے موصل سے عراق کی جانب روانہ ہوا معزالدولہ نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالاروں کو ناصرالدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا دونوں فوجوں کا مقام عکبرا میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ معزالدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ عکبرا کی طرف روانہ ہوا اسوقت ابن شیرزاد بغداد میں تھا اور وہیں انتظام کی غرض سے مقیم رہا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد ناصرالدولہ سے جا ملا اور اس کی فوجوں کو لا کر داخل کر لیا چنانچہ ناصرالدولہ کی فوج نے غربی بغداد میں پڑاؤ کیا اور خود ناصرالدولہ شرقی بغداد میں مقیم رہا چونکہ بغداد سے سلسلہ آمد و رفت منقطع ہو گیا تھا اسوجہ سے معزالدولہ اور خلیفہ مطیع کے لشکر گاہ میں گرانی شروع ہو گئی اور موصل سے رسد و غلہ جاری رہنے کی وجہ سے ناصرالدولہ کی فوج کو اسکا احساس تک نہوا مزید براں ابن شیرزاد نے یہ کیا کہ معزالدولہ اور دیلم سے اہل بغداد کے خلاف امداد طلب کی اس سے اور بھی معزالدولہ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے اہواز کی جانب واپس چلے جانے کا قصد کیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ہمراہیوں کو بالائے دجلہ کی جانب جانے کا اشارہ کیا ناصرالدولہ کی فوج نے بڑھ کر انکی مدافعت شروع کی تھوڑے سے آدمی ناصرالدولہ کے رکاب میں رہ گئے۔ دلاوران دیلم کو موقع مل گیا قریب تین

مقام سے ناصرالدولہ کے سرپر آپہونچے اور اسکو ہزیمت دیدی معزالدولہ نے شرقی بغداد پر قبضہ کر لیا مطیع اپنے محلسرائے میں محرم ۳۳۵ھ میں پھر واپس آیا اور ناصرالدولہ عکبرا کی طرف لوٹ گیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع کی اتراک توزونیہ کو ناصرالدولہ کا یہ فعل ناگوار گزرا سبھوں نے مشورہ کر کے اسکے قتل پر کمریں باندھ لیں ناصرالدولہ کو اس امر کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے موصل کی جانب کوچ کر دیا اسکے ہمراہ ابن شیرزاد بھی تھا۔ بعد اسکے معزالدولہ کے ساتھ مصالحت ہو گئی۔

سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ

۳۳۵ھ میں اخشید ابو بکر محمد بن طغج والی مصر و شام رہگرائے ملک آخرت ہوا اس حکومت و ریاست کی کرسی پر اسکے بعد اسکا بیٹا ابوالقاسم انوجور متمکن ہوا۔ یہ ایک نوعمر شخص تھا اس پر کافور اسود جو اسکے باپ کا خادم تھا مستولی ہو گیا۔ سیف الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر دمشق کی جانب آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ بعد چندے اہل دمشق کو سیف الدولہ سے بدظنی پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے کافور کو بلا بھیجا سیف الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی دمشق سے حلب کی طرف کوچ کر دیا اہل دمشق نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا سیف الدولہ نے جزیرہ کی جانب قدم بڑھایا اور انوجور حلب میں مقیم رہا بعد اسکے انوجور اور سیف الدولہ میں مصالحت ہو گئی انوجور نے مصر کی جانب مراجعت کی اور سیف الدولہ حلب کی طرف لوٹ آیا اور کافور نے تھوڑے دنوں دمشق کی حکومت پر بدر اخشیدی کو متعین کیا پھر بعد ایک سال کے اسکو معزول کر کے ابوالمظفر طغج کو سند حکومت عطا کی

ناصرالدولہ اور تکین اور اتراک

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ناصرالدولہ کے رکاب میں ترکوں کا ایک گروہ تھا جو کہ توزون کے ہمراہیوں سے تھا اور وہ اس سے ناراض ہو کر ناصرالدولہ کے پاس چلے آئے تھے پس جب باہیں ناصرالدولہ اور معزالدولہ مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی تو ان ترکوں نے ناصرالدولہ کے اس فعل سے ناراض ہو کر ہنگامہ کر دیا اور ناصرالدولہ پر قتل کرنے کے غرض سے ٹوٹ پڑے ناصرالدولہ نے ان لوگوں کے پنجہ سے اپنے کو

نجات دیکر ساحل غربی سے عبور کیا اور[1] . . . . . . قرامطہ نے اسکو پناہ دی اور اسکو ایک مقام محفوظ تک پہونچا دیا منجملہ ان لوگوں کے جو ناصر الدولہ کے ہمراہ تھے ایک ابن شیرزاد بھی تھا ناصر الدولہ نے کسی مصلحت سے اسکو گرفتار کرلیا اتراک نے مجتمع ہوکر تکیں شیرازی کو اپنا امیر بنایا اور جو لوگ ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے پچھڑ گئے تھے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا اور ناصر الدولہ کا موصل تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ ناصر الدولہ نے موصل سے نکلکر نصیبین کا راستہ لیا اور ترکوں نے موصل پر قبضہ کرلیا۔ ناصر الدولہ نے معز الدولہ سے ترکوں کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا معز الدولہ نے بسر افسری اپنے وزیر ابو جعفر ضیمری ناصر الدولہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ ترکوں نے موصل سے نکلکر ناصر الدولہ کے تعاقب میں نصیبین کی طرف قدم بڑھایا۔ سیف الدولہ یہ خبر پاکر سنجار چلا گیا پھر وہاں سے حدیثہ اور حدیثہ سے سن کا راستہ لیا۔ ترکوں کا گروہ اسکے تعاقب میں تھا اس مقام پر فوجیں موجود تھیں اونہوں نے ترکوں سے روک ٹوک کی باہم لڑائیاں ہوئیں جسمیں ترکوں کو ہزیمت ہوئی اور اسکا سردار تکیں گرفتار ہوکر ناصر الدولہ کے پاس بھیجدیا گیا ناصر الدولہ نے اسی وقت اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور جیل میں ڈالدیا بعد ازاں ضیمری کے ہمراہ موصل میں آیا اور ابن شیرزاد کو ضیمری کے حوالہ کردیا ضیمری نے معہ اس کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

جمان کی بغاوت جمان نامی ایک شخص توزون کے مصاحبوں سے تھا جو ترکوں کے ہمراہ ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس چلا آیا تھا۔ پس جب معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے بغداد میں معرکہ آرائیاں ہونے لگیں تو ناصر الدولہ نے اس کو مشکوک و مشتبہ ہوکر دیلمیوں کے ایک گروہ کے ساتھ مصلحتاً رحبہ کی سند حکومت عطا کرکے رحبہ بھیجدیا۔ رحبہ پہونچکر اسکا اقتدار بڑھ گیا۔ ۳۳۶ھ میں اس نے ناصر الدولہ سے بغاوت کردی اور دیار مضر پر قابض و متصرف

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

ہو جانے کا خواستگار اور مدعی ہو گیا چنانچہ فوجیں آراستہ کر کے رقہ کی طرف روانہ ہوا سترہ دن تک اسکا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے شکست کھا کر واپس ہوا اسکے زمانہ غیر حاضری میں اہل رحبہ نے اسکے ہمراہیوں اور عمال کو بوجہ ان کی بدچلنی اور بداطواری کے نرغہ کر کے مار ڈالا پس جب یہ رقہ سے واپس آیا اور ان حالات سے مطلع ہوا تو اہل رحبہ پر سختی شروع کر دی اور ان پر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ اس اثناء میں ناصر الدولہ بن حمدان نے جمان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج بسرافسری اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) باروخ روانہ کی، دریائے فرات پر دونوں فوجوں کا مڈبھیڑ ہوا بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر جمان کو ہزیمت ہوئی اثناء وارو گیر میں جمان دریائے فرات میں ڈوب کر مرگیا۔ باقی رہے اسکے ہمراہی انہوں نے باروخ سے امن کی درخواست کی باروخ نے ان لوگوں کو امن دی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ناصر الدولہ کی طرف مراجعت کی۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ بن بویہ میں پھر ان بن ہو گئی۔ اُدھر معز الدولہ نے ۳۳۷ھ میں بقصد جنگ ناصر الدولہ دار الخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ اِدھر ناصر الدولہ نے موصل سے نصیبین کی جانب قدم بڑھایا۔ معز الدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس سے رعایا کو بیحد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا طرح طرح کے ظلم اُن پر کئے گئے انکا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کے کل بلاد پر قبضہ کر لینے کا عزم بالجزم کیا تھا کہ اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ خراسان کی فوج نے جرجان اور رے کا قصد کیا ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ایک فوج کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا بعد اسکے ناصر الدولہ نے چوسٹھ ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے پر موصل، جزیرہ اور شام کی حکومت کی سند حاصل کی اور مصالحت کر لی منجملہ شرائط صلح کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مساجد میں اسکے اور نیز اسکے بھائیوں رکن الدولہ اور عماد الدولہ کے ناموں کے خطبے پڑھے جائیں صلحنامہ لکھے جانے اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ نے ماہ ذی الحجہ ۳۳۷ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔

غزوات سیف الدولہ سرحدی بلاد کی زمام حکومت سیف الدولہ بن حمدان کے قبضہ اقتدار میں آگیا تھی اور وہاں کے امور انتظامی کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اُس کو حاصل تھا۔ ۳۳۵ھ میں دو ہزار قیدیوں کی رہائی پر بذریعہ نصر ثملی رومی عیسائیوں سے مصالحت ہوگئی تھی مگر رومیوں نے اگلے سال ۳۳۶ھ میں بدعہدی کی اور شہر واسرغین میں داخل ہو کر اپنے ظلم و ستم کا اسکو شکار گاہ بنا لیا تین دن تک ٹھیرے ہوئے لوٹ مار کرتے رہے۔ رومی عیسائیوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی دمستق انکا سردار تھا۔ ۳۳۷ھ میں سیف الدولہ نے اس پیشقدمی کے معاوضہ لینے کی غرض سے بلاد روم پر بقصد جہاد چڑھائی کی رومی فوجیں مقابلہ پر آئیں گھمسان لڑائی ہوئی ان لوگوں نے اسکو ہزیمت دی رومیوں نے مرعش پر پہونچکر محاصرہ ڈالا اور اس پر قابض ہو کر طرسوس کی جانب بڑھے رومیوں سے اور اہل طرسوس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انہیں واقعات پر سنہ مذکور تمام ہو جاتا ہے اور فریقین کی قسمتوں کا آخری فیصلہ یوں ہی ناتمام باقی رہجاتا ہے کہ اس اثناء میں ۳۳۸ھ کا دور آجاتا ہے سیف الدولہ اپنی فوج ظفر موج لئے ہوئے یلغار کرکے رومی مقبوضات میں گھس جاتا ہے۔ ہر چہار طرف ہنگامہ نمونہ حشر برپا ہو گیا بہت سے قلعات بزور تیغ مفتوح کر لئے بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں کو گرفتار کرکے لونڈی اور غلام بنا لیا پھر جب سیف الدولہ نے بلاد روم سے مراجعت کی تو رومیوں نے ناکہ بندی کر لی اور نہایت سختی سے عساکر اسلامیہ کو پامال کرنے لگے۔ کچھ قید ہوئے اور کچھ قتل کئے گئے۔ جسقدر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا اسکو عیسائیوں نے واپس لیا سیف الدولہ معدودے چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہو کر نکل آیا۔

اس جنگ کے بعد چندے خاموشی کا زمانہ رہا ۳۴۱ھ میں عیسائیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی۔ شہر سروج کو بحالت غفلت لوٹ کر تاخت و تاراج کیا۔ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہونچی تو اس نے اپنی فوج کو مرتب کرکے ۳۴۳ھ میں رومی مقبوضات پر جہاد کر دیا نہایت سختی کے ساتھ ان کو پامال کرنے لگا اپنے گذشتہ نقصانات کی اس جہاد کے مال غنیمت سے تلافی کر لی

انہیں لڑائیوں میں قسطنطین بن دمستق بنجملہ اُن آدمیوں کے جو قتل کئے گئے تھے قتل کیا گیا دمستق کو اس واقعہ جانکاہ سے بیحد صدمہ ہوا جوش انتقام میں روم روس اور بلغار کی فوجیں فراہم کیں اور بقصد سرحدی بلاد اسلامیہ کوچ کیا۔ سیف الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی اس نے بھی عساکر اسلامیہ کو مجتمع کر کے دمستق کی جلوگری کے خیال سے خروج کیا۔ قریب حرث دونوں حریف کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو ہزیمت ہوئی مسلمانوں نے عیسائیوں کو قید و قتل کرنا شروع کر دیا ایک گروہ کثیر عیسائیوں کا قید ہو آیا جنمیں بعض عیسائی شاہزادے اور انکے مذہبی پیشوا تھے انہیں قیدیوں میں دمستق کا داماد بھی تھا۔ سیف الدولہ فتحیابی کا سہرہ باندھے ہوئے مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا جسقدر رومی مقبوضات راستہ میں ملے انکو تاخت و تاراج کرتا ہوا اذنہ کی جانب مراجعت کی چندے وہاں مقیم رہا تا آنکہ اسکا گورنر طرسوس حاضر خدمت ہوا سیف الدولہ نے اسکو انعام اور جایزہ مرحمت فرما کے حلب کی طرف معاودت کی۔

رومیوں کو اس جنگ اور غیر متوقع ہزیمت سے بیحد ملال ہوا خاک بسر بحال پریشان اپنے شہروں کی طرف لوٹے اور بعد چندے اپنی حالت کو درست کر کے طرسوس اور الرہا پر چڑھائی کر دی مسلمانوں کو ان کے نقل و حرکت کی اطلاع تک نہ تھی جی کھولکر عیسائیوں نے ان شہروں کے سواد اور گرد و نواح کو لوٹا اور پامال کیا بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس آئے۔

سیف الدولہ نے عیسائیوں کو اس پیشقدمی کے سزا دینے کی غرض سے ۳۴۶ھ میں بلاد روم پر بقصد جہاد حملہ کیا۔ بیحد سختی سے کام لیا ہزارہا قصبات اور دیہات اوجڑ گئے متعدد قلعات مفتوح ہوئے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے۔ قیدیوں اور مال غنیمت کی کوئی انتہا نہ تھی الغرض سیف الدولہ قتل و غارت کرتا ہوا خرسنہ تک پہونچا اور اپنی فتحیابی کا جھنڈا خرسنہ میں گاڑ کر مراجعت کی واپسی کے وقت رومی عیسائیوں نے ناکہ بندی کر لی اہل طرسوس نے رائے دی کہ چونکہ رومی عیسائیوں نے ان راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے جس سے آپ بلاد روم

میں داخل ہوئے تھے اسوجہ سے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ آپ تشریف لے چلیں مگر سیف الدولہ نے اہل طرسوس کی رائے کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان کے ہمراہ واپس ہوا۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے آکر سیف الدولہ کو گھیر لیا۔ جسقدر مال غنیمت رومی عیسائیوں سے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا تھا اسکو پھر انہوں نے واپس لے لیا۔ ایک جماعت قلیلہ کے ساتھ جو تین سو سے متجاوز نہ تھی بہزار دقت و خرابی بسیار اپنے دارالحکومت میں واپس آیا بعد اسکے ۳۵۰ھ میں سیف الدولہ کا ایک سپہ سالار جو اسکے آزاد غلاموں سے تھا میا فارقین کی طرف سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ بہت سا مال غنیمت اور ہزار ہا قیدی لیکر صحیح و سالم واپس آیا۔

ناصر الدولہ اور معزالدولہ کی ناصافی

ناصر الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کی مصالحت اور ادائے خراج کے اقرار کا بیان ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اس مصالحت کے تھوڑے دنوں بعد ناصر الدولہ نے بد عہدی کی اور مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ سنہ مذکور نصف منقضی ہوا تھا کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر فوج کشی کر دی اور پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا ناصر الدولہ اسکو چھوڑ کر نصیبین چلا گیا اسکے عمال اور سرداران لشکر مال و اسباب اٹھا لائے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنے قلعات زعفرانی اور کواسی میں ٹھیرایا اور عرب سے سازش کر کے معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کر دی اسوجہ سے معز الدولہ کے لشکر گاہ میں بیحد گرانی ہو گئی۔ مجبوراً معز الدولہ نے نصیبین کی جانب کوچ کیا سبکتگین حاجب کبیر کو موصل کی حکومت پر چھوڑتا گیا اثنائے راہ میں یہ خبر لگی کہ ابو الرجا اور عبداللہ پسران ناصر الدولہ سنجار میں مقیم ہیں۔ یہ سنتے ہی سنجار کی جانب جھک پڑا ابو الرجا اور عبداللہ یہ خبر پاکے اپنا سارا مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے معز الدولہ کے لشکر نے پہونچکر ان دونوں کے خرگاہ کو لوٹ لیا۔ بعد ازاں وہ دونوں معز الدولہ کے لشکر گاہ کی طرف لوٹے معز الدولہ کا لشکر ادھر غارتگری میں مصروف تھا ادھر دونوں بھائیوں نے بھی اپنی مٹھیاں گرم کر لیں اور سنجار کی جانب پھر لوٹے معز الدولہ اسوقت قریب نصیبین پہونچ چکا تھا اور ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین سے میا فارقین بھاگ گیا تھا۔ اسکے بہت سے ہمراہیوں نے معز الدولہ سے امن حاصل کر لی اور اسکے

لشکر میں جا کر شامل ہو گئے۔ ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ سیف الدولہ نے معز الدولہ سے اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مصالحت کی تحریک شروع کی۔ معز الدولہ نے اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ نے ناحق عہد شکنی کی تھی مصالحت سے انکار کیا پس سیف الدولہ نے ملک کے خراج کی دو کروڑ نو لاکھ کی ضمانت کر لی معز الدولہ نے اس مصالحت کی بنا پر ناصر الدولہ کے ہمراہیوں کو رہا کر دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۴۸ھ کا ہے چنانچہ اس مصالحت کے بعد معز الدولہ نے عراق کی جانب مراجعت کی اور ناصر الدولہ نے موصل کی طرف۔

رومیوں کا عین زربہ و حلب پر قبضہ

ماہ محرم ۳۵۱ھ میں دمستق نے پھر سر اٹھایا۔ رومی عیسائیوں کو مجتمع کر کے عین زربہ پر چڑھائی کر دی۔ پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی اور کسی قدر اس سے بلندی پر واقع تھی بعد ازاں عین زربہ پر محاصرہ ڈالا ہر چہار طرف سے قلعہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز سنگ باری شروع کر دی اہل شہر نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی دمستق نے ان لوگوں کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نادم ہوا اس وجہ سے کہ اہل شہر کا حال بیحد زبون اور ابتر ہو گیا تھا تمام شہر میں منادی کرا دی کہ کل باشندگان شہر آج ہی مع اپنے اہل و عیال کے شہر چھوڑ کر مسجد اقصٰے چلے جائیں اس منادی سے تمام شہر میں بھگدڑ مچ گئی ایک گروہ کثیر کثرت اژدہام سے شہر پناہ کے دروازوں پر کچل کر مر گیا کچھ لوگ راہوں میں جان بحق تسلیم ہوئے۔ دوسرے وقت تک باقی ماندگان میں سے جسقدر شہر میں پائے گئے وہ مار ڈالے گئے۔ رومی عیسائیوں نے اہل شہر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا علاوہ عین زربہ کے اسی سلسلہ میں تقریباً پچپن قلعات اور عیسائیوں نے مفتوح کر لئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمستق نے بقصد معاودت مراجعت کی اور اپنی فوج کو قیساریہ میں چھوڑتا گیا۔ چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا تھا اس وجہ سے دمستق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ

اسکے ساتھ ہمدردی نہ کریگا آتے جاتے اس سے متعرض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی۔ اسکا بھائی انہیں معرکوں میں مارڈالا گیا۔ اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کیا اور اسکی حکومت اور اسکے اقتدار کو تسلیم کرلیا ابن الزیات گھبرا کر نہر میں کود پڑا ڈوب گیا۔

اس واقعہ کے بعد دمستق نے سرحدی بلاد کی جانب مراجعت کی اور نہایت تیزی سے حلب کی جانب بڑھا۔ سیف الدولہ فوجیں فراہم نہ کرسکا۔ اپنے تھوڑے سے ہمراہیوں کو لیکر مقابلہ پر آیا عیسائیوں نے ہزیمت دیدی۔ آل حمدان کمال بیرحمی سے پامال کئے گئے۔ دمستق نے کل اُن چیزوں پر جو سیف الدولہ کے محلسرائے خارج حلب میں تھا قبضہ کرلیا۔ بہت سا مال واسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمستق نے ان چیزوں پر قبضہ کرلینے کے بعد محلسرا کو مسمار کرادیا اور اگلے دن شہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مدافعت پر کمر ہمت باندہی۔ دمستق نے اپنے مورچہ کو مصلحتاً کوہ جبوش پر لیجا کر قائم کیا۔ اور رسد و غلہ کی آمد ورفت بند کردی جس سے شہر کے اندر لوٹ اور غارتگری شروع ہوگئی لوگ اپنے مال و اسباب کے بچانے کی غرض سے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ و فساد کے فرو کرنیکے لئے محافظین شہر پناہ کی عنان توجہ اس جانب منعطف ہوئی۔ دمستق نے اس امر کا احساس کرکے شہر پناہ پر قبضہ کرلیا اور کمال آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اوتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا۔ اُن عیسائی قیدیوں نے بھی نرغہ کردیا جو حلب میں محبوس تھے قتل وغارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔ تقریباً دس ہزار مسلمان قید کرلئے گئے جنمیں چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن کم سن لڑکیاں بھی تھیں۔ مال و اسباب جسقدر رومی لیجاسکے لیگئے باقی کو جلاکر خاک و سیاہ کردیا۔ بقیۃ السیف مسلمانوں نے شہر کے ایک قلعہ میں جاکر پناہ لی اور ہر چہار طرف سے قلعہ بندی کرلی۔ عیسائی بادشاہ کا ہمشیرہ زادہ قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ اہل قلعہ نے منجنیق کے ذریعہ سے ایک پتھر کھینچ مارا اتفاق سے یہ پتھر اسکے سر پر لگا فوراً تڑپ کر مرگیا دمستق عیسائی بادشاہ نے اسوجہ سے کل اُن مسلمان قیدیوں کو جو اسکے قبضہ میں تھے جنکی تعداد

بارہ سو تھی اپنے آنکھوں کے روبرو قتل کرا دیا اور محاصرہ اٹھا کر مراجعت کر دی سواد اور مضافات حلب سے متعرض نہوا اور اس امید پر کہ آئندہ میرا چچا زاد بھائی ان لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا شکار بنانے کو آئیگا شہر کے آباد کرنے کا حکم دیگا مگر اللہ تعالیٰ نے اسکی امید پوری نہونے دیا۔

سیف الدولہ نے ہزیمت کے بعد اپنی فوجی حالت درست کی اور عین زربہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسکی شہر پناہ درست کروائی اسکے حاجب نے اہل طرسوس کو مرتب کر کے بلاد روم پر فوج کشی کی اور ان کے مقبوضات کو تاخت و تاراج کر کے مراجعت کی۔ رومیوں نے خبر پاکر قلعہ سنبہ پر چڑھائی کر دی اور اسپر قابض ہوگئے بعد ازاں قلعہ دلوکہ پر بھی قبضہ کر لیا علاوہ اسکے اور تین قلعات کو بھی دبا لیا جو اسکے قرب وجوار میں تھے بعد ازاں نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ اور ہوا۔ رومیوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی کھیت نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کھا کے بھاگے۔ تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے۔ اسی سنہ میں ابو فراس بن سعید بن حمدان کو زر منبج کو عیسائیوں نے گرفتار کر لیا اور اسی سنہ میں رومیوں کا لشکر براہ دریا جزیرہ اقریطش کی طرف گیا۔ معز نے اہل جزیرہ کی کمک پر فوجیں روانہ کی سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا باقی ماندگان بھاگ کھڑے ہوئے ۳۵۲ھ میں رومیوں نے بلوہ کر کے اپنے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ایک شخص غیر کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔

اہل حران کی بغاوت

سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ہبتہ اللہ کو دیار مضر وغیرہ کی حکومت پر مامور کیا تھا اس نے اہل دیار مضر کے ساتھ برے برتاؤ کئے تجار کے مال واسباب کو بظلم وستم چھین لینے لگا۔ رو سار اور امراء پر طرح طرح کے محاصل مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگے پس جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اسکے عمال اور نائبوں پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو مار کر بھگا دیا ہبتہ اللہ ان واقعات سے مطلع ہو کر ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا۔ دو

ماہ کامل انکا محاصرہ کئے ہوئے قتل وغارت کرتا رہا بعد اسکے سیف الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر آ پہونچا اہل شہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور ہبتہ اللہ کو شہر میں داخل کر لیا ہبتہ اللہ نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا۔ بات کی بات میں بغاوت فرو ہو گئی۔

بغاوت ہبتہ اللہ اسی سنہ میں سیف الدولہ نے موسم گرما میں اپنی فوجیں بلاد روم پر جہاد کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کی طرف سے نجا نے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو برس پہلے سے عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا تھا اسوجہ سے بغرض معالجہ ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاؤ کر دیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہونچے اور مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے پس سیف الدولہ نے بھی حلب کی جانب مراجعت کی درد اور تکلیف کی اس درجہ زیادتی ہوئی کہ لوگوں نے اسکی موت کی خبر اڑا دی اسکے بھائی کا بیٹا ہبتہ اللہ حکمرانی کے شوق میں اوٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا عیسائی کو جو کہ سیف الدولہ کے غلاموں سے تھا قتل کر ڈالا اور جب اسکو اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہو گیا تو حران کی جانب کوچ کر گیا اور وہاں پہونچکر قلعہ نشین ہو گیا سیف الدولہ نے اسکے تعاقب پر نجا کو مامور کیا چنانچہ نجا ہبتہ اللہ کی جستجو اور گرفتاری کی غرض سے حران میں آیا۔ ہبتہ اللہ یہ خبر پا کر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور نجا نے آخری شوال ۳۵۲ھ میں حران میں قیام کر دیا اور اہل حران سے دس لاکھ دراہم بطور تاوان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر بزور وجبر وصول کئے اہل حران نے اپنے قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر ڈالے اور جلاوطن ہو کر میافارقین کا راستہ لیا۔

نجا کی بغاوت سیف الدولہ کا استیلاء تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ نجا کو جو کچھ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال واسباب پر بزور وجبر قابض ہو گیا اس سے اسکی قوت بڑھ گئی اور خیالات میں معقول طور سے تبدیلی واقع ہو گئی فوجیں آراستہ کر کے میافارقین کی طرف روانہ ہوا اور بلاد آرمینیہ کا قصد کیا۔ اکثر بلاد آرمینیہ پر عراق کا ایک

شخص جو ابوالورد کے نام سے معروف و مشہور تھا ایک مدت سے قابض ہو رہا تھا نجانے ابوالورد کو زیر کر کے اسکے مقبوضات اور قلعات اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ خلاط اور بلاد کرد پر قابض ہو گیا اور ابوالورد کا بہت سا مال و اسباب ضبط کر کے ابوالورد کو مار ڈالا۔ ان واقعات کے بعد نجانے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں معزالدولہ بن بویہ نے موصل اور نصیبین پر قبضہ کر لیا تھا۔ نجانے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے امداد طلب کی بعد اسکے ناصرالدولہ نے مصالحت کر لی اور معزالدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی پس سیف الدولہ نے بقصد نجا اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا نجا مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے کل اُن بلاد پر جسکو نجانے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں نجا اور اسکے بھائیوں اور اسکے ہمراہیوں نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے انکو امن دی اور نجا کو بدستور اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ اس واقعہ کے بعد ماہ ربیع الآخر ۳۵۳ھ میں نجا پر میافارقین میں اسکے غلاموں میں سے ایک غلام نے رات کے وقت اسی کے مکان میں حملہ کر کے اسکی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔

جنگ معزالدولہ و ناصرالدولہ ما بین ناصرالدولہ اور معزالدولہ کے دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی بعد اسکے ناصرالدولہ نے یمین میں بہ ادائے مقررہ خراج اپنے بیٹے ابو تغلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی معزالدولہ نے اس درخواست کو منظور نہ کیا اور فوجیں مرتب کر کے نصف ۳۵۳ھ میں موصل کی جانب کوچ کر دیا ناصرالدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا۔ معزالدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اور پھر موصل سے ناصرالدولہ کی تعاقب میں روانہ ہوا روانگی کے وقت موصل کی مالی اور جنگی صیغوں پر اپنی جانب سے جدا جدا نائب مقرر کرتا گیا۔ ناصرالدولہ کو نصیبین میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا معزالدولہ کی آمد کی خبر پا کر نصیبین کو خالی کر دیا معزالدولہ نے پہونچکر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا ان واقعات کے اثناء میں ابو تغلب کو موقع مل گیا فوراً موصل پر آپہونچا اور غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر دیا

اسکے اطراف وجوانب پر تاخت وتاراج کا ہاتھ بڑھایا معزالدولہ کے سپہ سالاروں اور عمال نے ابو ثعلب کے حملوں کا مقابلہ کیا اور اسکو فاش شکست دیدی اس سے معزالدولہ کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پذیر ہوکر[1] . . . . اسکے آیندہ حالات کا انتظار کرنے لگا اس مرتبہ ناصرالدولہ موقع پاکر موصل میں آگیا اور معزالدولہ کے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں پر حملہ کرکے قتل کرڈالا اور ان میں سے جو سپہ سالاروں کا سردار تھا اسکو قید کرلیا۔ مال واسباب اور آلات حرب پر جسکو معزالدولہ موصل میں چھوڑ گیا تھا قبضہ کرلیا اور نہایت تیزی سے کل چیزوں کو قلعہ کواسی میں اٹھالایا۔ اس واقعہ کی اطلاع معزالدولہ تک پہونچی بیحد صدمہ ہوا چونکہ ناصرالدولہ کی قوت بڑھ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں معزالدولہ اسکے مہم کو سر نہ کرسکا۔ مصالحت کا نامہ وپیام بھیجا ناصرالدولہ نے پیام صلح پاکے اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ مابین ناصرالدولہ اور معزالدولہ اس طور سے مصالحت ہوئی کہ معزالدولہ نے ناصرالدولہ کو موصل، دیار ربیعہ اور اسکے کل صوبجات کی سند حکومت باداے خراج معترہ مرحمت فرمائی اور ناصرالدولہ سے یہ اقرار لے لیا گیا کہ بعد مصالحت اُن قیدیوں کو قید سے رہا کروے جو کہ اسکے قبضہ میں معزالدولہ کے ہمراہیوں میں سے ہیں الغرض صلحنامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معزالدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔

رومیوں کا مصیصہ اور طرطوس پر قبضہ

سنہ ۳۵۳ھ میں دمستق عیسائی بادشاہ نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ کے تاخت وتاراج کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ مصیصہ پر پہونچ کے محاصرہ ڈالدیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کردی اسکے نعبات اور مضافات کو جلاکر خاک وسیاہ کردیا۔ شہر پناہ کی دیواریں بہت بڑا شگاف بنالیا اہل شہر کمال جدوجہد سے اسکی مدافعت کررہے تھے چنانچہ ایک حد تک اُن کو کامیابی بھی ہوگئی تب دمستق نے مصیصہ اذنہ اور طرسوس کی جانب کوچ کیا۔ اس کے اطراف وجوانب میں اسکا جوروستم حد سے متجاوز ہوگیا

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ ۱۲ مترجم

ہزار ہا مسلمان کو تہ تیغ کیا۔ گرانی بہت بڑھ گئی خوراکی اشیاء قریب نہ ملنے لگیں۔ سیف الدولہ کا مرض قدیم پھر عود کر آیا جسکی وجہ سے وہ ان عیسائیوں کو سرکوبی کے لئے نہ اٹھ سکا۔ خراسان سے پانچ ہزار پیادہ جہاد کی غرض سے آپہونچے۔ سیف الدولہ نے انکی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگوں کے آجانے کی وجہ سے عیسائیوں کی مدافعت پر اٹھ کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ ان مجاہدین کے پہونچنے سے پیشتر رومی عیسائی اپنے بلاد کی جانب واپس ہو گئے تھے پس ان مجاہدین کا گروہ بوجہ گرانی وکمی غلہ سرحدی بلاد میں متفرق اور منتشر ہو گیا۔

رومی عیسائیوں نے پندرہ یوم کے بعد پھر معاودت کی اور دمستق نے اہل مصیصہ اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دہمکی دی اور ان کو جلا وطن ہو کر چلے جانے کی تاکید کی ان لوگوں نے سماعت نہ کی تب دمستق پھر ان لوگوں کی طرف لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے بطریقوں میں سے ایک بطریق کو گرفتار کر لیا۔ دمستق گھوڑے سے گر کے مر گیا۔ عیسائیوں نے خائب وخاسر ہو کر اپنے ملک کی طرف مراجعت کی بعد اسکے یعفور بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ میں اسلامیہ سرحدی بلاد کی جانب خروج کیا قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کر کے قیام پذیر ہوا اور ہر چہار طرف فوجیں روانہ کیں اہل مصیصہ اور طرسوس نے مصالحت کا پیام بھیجا رومی بادشاہ نے صلح کرنے سے انکار کیا اور بنفسہ فوج کے ساتھ مصیصہ کی طرف روانہ ہوا اہل مصیصہ تاب مقاومت نہ لا سکے رومی بادشاہ بزور وجنگ شہر میں گھس پڑا اور خوب خوب اسکو پامال اور تاخت وتاراج کیا اس کے باشندوں کو بلاد روم کی طرف جلا وطن کر کے بھیجدیا۔ ان جلا وطنوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ اس مہم سے فارغ ہو کر طرسوس کی طرف گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن دیکر شہر پناہ کے دروازے کھلوا لئے کہ وہ لوگ جسقدر مال واسباب لیجا سکیں اپنے ساتھ اٹھا لیجائیں اور طرطوس کو چھوڑ کر انطاکیہ چلے جائیں چنانچہ اہل طرطوس اس شرط کے مطابق طرطوس کو خیر آباد کہہ کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے بادشاہ

روم نے چند دستہ فوج کو ان کی نگرانی پر مامور کر دیا تا کہ انطاکیہ کے سوا اور کسی طرف جانے نہ پائیں۔ اہل طرطوس جلاوطنی کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آبادی کی جانب متوجہ ہوا ہر طرح سے اس کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیریں کیں۔ گرد و نواح سے رسد و غلہ فراہم کر کے طرطوس میں جمع کیا۔ اور جب اس انتظام سے فراغت پائی تو قسطنطنیہ کی جانب مراجعت کی۔ اسکے بعد دستق بن شمسیق نے بقصد جنگ سیف الدولہ میا فارقین کا قصد کیا لیکن بادشاہ قسطنطنیہ نے روک دیا۔

اہل انطاکیہ اور حمص کی بغاوت

جسوقت رومیوں نے طرسوس پر قبضہ کر لیا رشیق نعیمی ان کے سپہ سالاروں اور انکے مدبرین میں سے چند نفر کے ساتھ انطاکیہ پہونچا۔ ابن ابی الاہوازی بھی جبا[illegible] سے انطاکیہ میں اسکے پاس آگیا اور اسکو بغاوت پر ابھار دیا اور اسکو یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ میا فارقین میں علیل ہے نقل و حرکت سے مجبور ہو رہا ہے شام سے واپس نہیں آسکے گا مزید براں جو کچھ اسکے پاس نقد زر تھا اس سے اسکی امداد کی۔ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھ لی اور انطاکیہ کو دبا بیٹھا۔ بعدازاں حلب کی طرف بڑھا اسوقت حلب میں عرقویہ تھا رفتہ رفتہ اسکی خبر سیف الدولہ تک پہونچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھی ہے ابن الاہوازانطاکیہ چلا گیا ہے اور دیلم میں سے ایک شخص کو اسکی امارت پر مامور کیا ہے اس شخص کا نام وزیر تھا اس نے اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اور یہ خیال قائم کیا کہ یہ علوی ہے اسنے اپنے کو اشاد کے نام سے موسوم کیا۔ اسنے اہل انطاکیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے عرقویہ نے حلب سے اسکا قصد کیا ان لوگوں نے اسکو ہزیمت دیدی بعد اسکے سیف الدولہ میا فارقین سے حلب آپہونچا اور فوجیں تیار و مرتب کر کے انطاکیہ کی جانب کوچ کیا اور وزیر اور اہوازی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر یہ دونوں گرفتار کر کے سیف الدولہ کے روبرو پیش کئے گئے سیف الدولہ نے وزیر کو سزائے موت دی اور ابن اہوازی کو چند قید رکھ کے قتل کر ڈالا۔ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہوگئی بعد اہل حمص میں مروان قرمطی نے

بغاوت کردی۔ یہ قرامطہ کے متبعین سے تھا سیف الدولہ کی جانب سے یہ سواحل کی حکومت پر تھا پس جسوقت اسکی قوت بڑھ گئی اس نے حمص میں مخالفت کا اعلان کرکے قبضہ کرلیا علاوہ اسکے جن دنوں سیف الدولہ میافارقین گیا ہوا تھا اور شہروں پر قابض ہو گیا۔ سیف الدولہ نے اسکی سرکوبی پر عرقویہ اور اپنے غلام بدر کو فوجیں لیکر روانہ کیا۔ دونوں فریق مدتوں گتھے رہے انہیں لڑائیوں میں مروان کو ایک تیر آ لگا مگر پھر بھی نہایت ثابت قدمی سے مدتوں لڑتا رہا۔ اسکے ہمراہی جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں بدر گرفتار ہو گیا مروان نے اسکو بار حیات سے سبکدوش کر دیا مروان اس واقعہ کے بعد چند دنوں زندہ رہا۔

رومیوں کا دارا پر قبضہ ۳۵۵ھ میں رومی عیسائیوں کا لشکر سرحدی بلاد اسلامیہ کی جانب قتل و غارت گری کی غرض سے خروج کیا چنانچہ آمد پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا اور اہل آمد کے قتل اور قید کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ مگر فتحیاب نہوا اہل آمد نے قلعہ بندی کرلی تب عیسائیوں نے دارا کی طرف جو کہ میافارقین کے قریب واقع تھا قدم بڑھایا اور اسپر قابض ہو گئے باشندگان دارا نصیبین چلے گئے۔ ان دنوں سیف الدولہ وہیں موجود تھا ان لوگوں کے بھاگ آنے سے بیحد مغموم ہوا اسیوقت عرب کے نامی نامی جنگ آوروں کو ان کے ہمراہ لڑائی پر جانیکے غرض سے بلا بھیجا۔ رومی عیسائی یہ خبر پاکر الٹے پاؤں لوٹ گئے اور سیف الدولہ بجائے ان کے وہاں پر قیام پذیر ہوا۔ رومی عیسائی دارا سے نکل کر انطاکیہ پر جا پہونچے مدتوں اسکا محاصرہ کئے رہے اور اسکے گرد و نواح کو لوٹتے رہے۔ اہل انطاکیہ نے ناکہ بندی کرلی خائب و خاسر ہوکر طرسوس کی جانب معاودت کی۔

وفات سیف الدولہ و مجلس ناصر الدولہ ماہ صفر ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ ابو الحسن علی بن ابی الہیجا عبداللہ بن حمدان نے حلب میں سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش میافارقین اٹھا لائی گئی اور وہیں دفن کر دیگئی۔ بجائے اسکے سریر حکومت پر اسکا بیٹا ابو المعالی شریف متمکن ہوا پھر اسی سنہ میں ماہ جمادی الاولی میں ناصر الدولہ برادر سیف الدولہ کو اسکے بیٹے ابو ثعلب نے

موصل میں قید کر دیا ابو ثعلب ناصر الدولہ کا لڑکا تھا قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے بوجہ کبر سنی بد اخلاقی شروع کر دی۔ اسکی اولاد اور اسکے اراکین حکومت نے مخالفت کی ناصر الدولہ ان لوگوں کے ساتھ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگوں کے دل ناصر الدولہ سے بیزار ہو گئے اور جب ان لوگوں کے کانوں تک معز الدولہ بن بویہ کے قصد کی خبر پہنچی تو ناصر الدولہ کی اولاد نے عراق کا قصد کیا ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہاں تک بختیار بن معز الدولہ داد دہش کرنے لگے پس جب معز الدولہ کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اسوقت تم لوگوں کا فتحیاب ہونا آسان ہو جائے گا اور اگر میرا کہنا تم لوگ نہ سنو گے تو میں تم لوگوں کے خلاف معز الدولہ سے امداد طلب کر کے تم لوگوں کو بیحد زیر بار کرونگا اس پر ناصر الدولہ کی اولاد نے اصرار کیا ابو ثعلب کو موقع مل گیا اسکے اراکین دولت اور خادموں کو ملا کے اپنے باپ کو گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اسکی خدمت پر چند لوگوں کو مامور کر دیا اس معاملہ میں ابو ثعلب کے بعض بھائیوں نے ابو ثعلب کی مخالفت کی اسوجہ سے اسکے کاموں اور نظام حکومت میں ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہو گیا مجبوراً اس کو بختیار بن معز الدولہ سے ملنا پڑا۔ اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں دلائل اور براہین پیش کرنیکی غرض سے تجدید عہد نامہ کی درخواست کی پس بختیار بن معز الدولہ نے تیس لاکھ درہم سالانہ پر اسکو سند حکومت دیدی

ابو المعالی کی حلب میں حکومت

سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسکا بیٹا ابو المعالی شریف عنان حکومت کا مالک ہوا۔ سیف الدولہ نے اپنے زمانہ حیات میں ابو فراس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر متعین کیا تھا رومیوں نے اسکو منبج کی لڑائی میں گرفتار کر لیا۔ پھر جب ۳۵۵ھ میں مابین سیف الدولہ اور عیسائیان روم مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اسکا زر فدیہ ادا کر کے اس کو قید فرنگ سے نجات دلوادی تھی اور حمص کی گورنری پر متعین کر دیا تھا۔ سیف الدولہ کی وفات کے بعد اسکو ابو المعالی کی جانب سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ حمص کو چھوڑ کر حمص ہی

کے قریب ایک وادی کے کنارہ صدو نامی ایک گانوں میں قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا پس ابو المعالی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربوں کو مجتمع کرکے عرقوبہ کے ساتھ ابو فراس کی جستجو اور گرفتاری پر روانہ کیا۔ چنانچہ عرقوبہ اسکی تلاش میں صدو پہونچا۔ ابو فراس کے ہمراہیوں نے ابو فراس کے لئے امن کی درخواست کی ابو فراس بھی انہیں لوگوں میں تھا عرقوبہ نے ان کو امن دی اور جب وہ لوگ آزادانہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابو فراس کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا اور سر اوتار کر ابو المعالی کی خدمت میں بھیجدیا ابو فراس اسکا ماموں تھا۔

اخبار ابو تغلب ناصر الدولہ بن حمدان کی ایک بیوی فاطمہ بنت احمد کردی نامی تھی یہی ابو تغلب کی ماں تھی اسی نے اپنے بیٹے ابو تغلب کا اسکے باپ کی گرفتاری میں ہاتھ بٹایا تھا پس جب ناصر الدولہ نظر بند کر دیا گیا تو ناصر الدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو قید کی تکلیف سے نجات دینے کے لئے بلا بھیجا۔ اتفاق سے اس خط کے مضمون سے ابو تغلب مطلع ہو گیا پس اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے قلعہ کواشی میں منتقل کر دیا۔ شدہ شدہ اسکی خبر حمدان تک پہونچ گئی۔ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رحبہ سے رقہ چلا گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ جب اسکو اسکے باپ کا یہ خط ملا تو فوراً نصیبین کی جانب کوچ کیا اور فوجیں مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلا بھیجا کہ پدر بزرگوار کو قید کی تکلیف سے نجات دیدو ورنہ خیر نہ ہوگی۔ ابو تغلب یہ پیام پاکر آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کرکے حمدان سے جنگ کرنے کو کوچ کر دیا۔ حمدان مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کے رقہ کی طرف چلا گیا۔ ابو تغلب بھی اسکے تعاقب میں رقہ پہونچا۔ کئی مہینے اسکا محاصرہ کئے رہا پھر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ہر ایک اپنے اپنے دار الحکومت میں واپس ہو آیا۔ بعد ازاں قیدہی کی حالت میں ناصر الدولہ ۳۵۸ھ میں رہگرائے عالم آخرت ہوا۔ موصل میں دفن کیا گیا۔ ابو تغلب نے اپنے بھائی ابو البرکات کو حمدان کے پاس رحبہ روانہ کیا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان کے ہمراہی اور اعوان وانصار حمدان سے علیحدہ ہو گئے۔ حمدان نے بختیار کے سایہ عاطفت میں پناہ حاصل

کرنے کو عراق کا راستہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ماہ رمضان سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا تحایف اور ہدایا پیش کئے بختیار بن معز الدولہ نے ابو تغلب کے پاس نقیب احمد پدر شریف رضی کو اسکے بھائی حمدان سے مصالحت کر لینے کا پیام لیکر بھیجا پس اس نے اس تحریک کے مطابق مصالحت کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نے نصف ۳۵۹ھ میں رحبہ کی جانب مراجعت کی۔ ابو البرکات نے اسکی رفاقت ترک کر دی بعد چندے اس نے حمدان کو طلبی کا خط روانہ کیا حمدان نے حاضری سے انکار کیا اسپر ابو تغلب نے اپنے بھائی ابو البرکات کو دوبارہ اپنی فوجوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے حمدان کی طرف روانہ کیا حمدان نے یہ خبر پا کر رحبہ چھوڑ دیا اور بیابان کا راستہ لیا ابو البرکات نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو مامور کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا پھر رقہ سے عربان کی جانب روانہ ہوا۔ حمدان موقع پا کر رحبہ پہونچ گیا اور بزور تیغ شہر میں گھس کر ابو تغلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا۔ ابو البرکات اس واقعہ سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ دونوں میں گھمسان لڑائی ہوئی حمدان نے ابو البرکات کے سر پر ایک ایسی گہری چوٹ پہونچائی جس سے سر پھٹ گیا۔ گھوڑے پر سے کھینچ کر زمین پر ڈالدیا اور جھٹ پٹ مشکیں باندھ کر گرفتار کر لیا۔ زخم کاری پہونچ گیا تھا اسی دن مر گیا نعش موصل لائی گئی اور وہیں اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔ تب ابو تغلب نے بذاتہ حمدان کو ہوش میں لانے کی غرض سے تیاری کی۔ اپنے بھائی ابو فراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مامور کیا پھر تھوڑے دنوں بعد اسوجہ سے کہ اس نے حمدان سے سازش کر لی تھی معزول کر دیا اور طلب کر کے گرفتار کر لیا بلاد موصل کے قلعہ تلاشی میں لیجا کر قید کر دیا۔ اس واقعہ سے اسکے اور بھائیوں ابراہیم اور حسن پر برا اثر پڑا وہ لوگ اس سے ناراض اور کشیدہ خاطر ہو کر ماہ رمضان ۳۶۰ھ میں اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابو تغلب اس سے مطلع ہو کر ان کے سروں پر پہونچ گیا اُن لوگوں نے مقابلہ سے جی چرایا۔ پھر ابراہیم اور حسن (اسکے دونوں بھائیوں) نے براہ مکر و فریب امن کی درخواست کی ابو تغلب نے انکو

امن دیدی اور ان کے خبث باطنی سے مطلع نہ ہوا حمدان کے اکثر مصاحبوں نے ان دونوں کی اتباع کی۔ حمدان سنجار سے عرباں واپس آیا اس اثنا میں ابو تغلب اپنے بھائیوں کے دغا اور فریب سے مطلع ہو گیا۔ دونوں یہ خبر پا کر بھاگ گئے بعدازاں حسن نے امن کی درخواست پیش کی اور پھر ابو تغلب کی خدمت میں لوٹ آیا۔

حمدان نے رحبہ میں بطور نائب اپنے غلام نجا کو مامور کر رکھا تھا۔ نجا نے اسکے کل اسباب اور مال و زر پر مستولی ہو کر معہ اسکے مال و اسباب کے حران بھاگ آیا۔ اسوقت حران میں سلامہ برقعیدی ابو تغلب کی جانب سے امارت کر رہا تھا۔ پس حمدان نے رحبہ کی طرف معاودت کی اور ابو تغلب قرقیسیا چلا گیا اور وہاں پہونچ کر رحبہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ اس فوج نے فرات کو عبور کر کے رحبہ پر قبضہ کر لیا حمدان اپنی جان بچا کر معہ اپنے بھائی ابراہیم کے سنجار چلا گیا۔ والی سنجار نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی یہ دونوں مدتوں وہاں ٹھہرے رہے اور ابو تغلب موصل کی جانب واپس چلا آیا۔ یہ کل واقعات آخری ۳۶۰ھ میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔

رومیوں کا شام و جزیرہ کی جانب خروج کرنا

۳۵۸ھ میں بادشاہ روم ملک شام میں داخل ہوا چونکہ ملک شام میں کوئی ایسا شخص اسوقت موجود نہ تھا جو اسکو جواب ترکی بترکی دیتا یا اسکی مدافعت کرتا جی کھولکر اطراف طرابلس کو تاخت و تاراج کیا۔ اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو بوجہ اسکے ظلم و ستم کے رقہ کی طرف نکال دیا تھا رومیوں کو موقع مل گیا طرابلس کو لوٹ اور مار کا جولانگاہ بنا کے رقہ کی جانب بڑھے اور بعد محاصرہ طویل اس پر بھی قابض ہو گئے اور خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا بعدازاں حمص کی جانب کوچ کیا۔ اہل حمص نے ان عیسائیوں کے پہونچنے سے پہلے حمص کو خالی کر دیا تھا۔ رومی عیسائیوں نے پہونچتے ہی جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور بلاد سواحل کی طرف جھکے۔ ان شہروں میں سے اٹھارہ شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور عام طور سے قصبات اور دیہات کو پامال کیا۔ ان واقعات سے عیسائیوں کے

حوصلہ بڑھ گئے کوئی ان کو روک ٹوک کرنے والا نہ تھا تھوڑے ہی دنوں میں تمام بلاد ساحل اور اطراف شام میں پھیل گئے صرف معدودے چند عرب باقی رہ گئے تھے جو وقتاً فوقتاً عیسائیوں کو اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی زیارت کرادیتے تھے پھر والی روم نے لوٹ کر بقصد حصار حلب اور انطاکیہ فوجیں فراہم کیں مگر یہ سُنکے کہ وہ لوگ پوری طور سے مقابلہ پر آئینگے اپنے ملک کو لوٹ گیا اسکے ہمراہ مسلمان قیدیوں کا گروہ کثیر تھا جو تعداد میں ایک لاکھ نفر تھے۔ ان دنوں حلب میں قرعویہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا مولیٰ (آزاد غلام) تھا اس نے عیسائیوں کے طوفان بے امتیازی کی خوب روک تھام کی انہیں ایام میں بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شبخون مارنے کی غرض سے جزیرہ کی جانب روانہ کیا پس یہ فوج کفر توڑتا تک قتل وغارت کرتی ہوئی پہونچ گئی اور اسکے اطراف وجوانب کو جی کھولکر پامال کیا۔ ابو تغلب میں ان دشمنان اسلام کی مدافعت کی قوت ہی نہ تھی۔

قرعویہ کی خودسری قرعویہ سیف الدولہ کا غلام وہی ہے جس نے بعد وفات سیف الدولہ اس کے بیٹے ابوالمعالی کی حکومت کی بیعت لی تھی پس جب ۳۵۷ھ کا دور آیا تو قرعویہ نے ابوالمعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اسکو حلب سے نکالکر خودسر حکمراں بن بیٹھا۔ ابوالمعالی حلب سے نکل کر حران کی طرف گیا اہل حران نے بھی اسکو شہر میں داخل نہونے دیا تب ابوالمعالی نے میافارقین کا راستہ اختیار کیا جہاں کہ اس کی والدہ تھی۔

ابوالمعالی کی والدہ سعید بن حمدان برادر ابو فراس کی بیٹی تھی۔ اس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ ابوالمعالی تمہارے قید کرنے کو آتا ہے اسوجہ سے اسنے بھی چند دنوں تک میافارقین میں ابوالمعالی کو داخل نہونے دیا تا آنکہ اسکو اپنا ذاتی اطمینان ہوگیا اور اسکی طرف سے اسکے خیالات تبدیل ہوگئے تب اسنے ابوالمعالی کو اور جن لوگوں سے یہ راضی تھی ان کو میافارقین میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ رسد و غلہ کا انتظام کر دیا اور باقی ماندگاں کو شہر میں داخل ہونے سے روکدیا۔ بعد اسکے ابوالمعالی نے جنگ قرعویہ کی تیاری کی یہ ان دنوں حلب میں تھا اس نے حلب کی

قلعہ بندی کر لی تب ابو المعالی حماۃ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ حران میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اسکی طرف سے وہاں اس کا کوئی گورنر نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کر کے اپنے ہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنا لیا جو ان پر حکومت کرنے لگا۔

میافارقین کی طرف ابو ثعلب کی روانگی

ابو ثعلب یہ سنکر کہ ابو المعالی نے بقصد جنگ قرعویہ حلب کی طرف کوچ کیا ہے فوجیں مرتب اور مسلح کر کے میافارقین کی جانب روانہ ہوا سیف الدولہ کی بیوی نے ابو ثعلب سے مزاحمت کی اور اس کام میں آڑے آ گئی بالآخر دونوں میں اس پر مصالحت ہوئی کہ زوجہ سیف الدولہ دو لاکھ دینار ابو ثعلب کو بطور تاوان یا خرچہ جنگ ادا کرے۔ بعد ازاں لگانے بجھانے والوں نے زوجہ سیف الدولہ سے یہ جڑ دیا کہ ابو ثعلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے والا ہے۔ زوجہ سیف الدولہ یہ سنکر برہم ہو گئی رات کے وقت اپنی فوج کو شبخون مارنے کا حکم دیدیا چنانچہ ابو ثعلب کے لشکر گاہ سے بہت سا مال و اسباب لوٹ لے گئی۔ ابو ثعلب نے بمنت و خوشامد پیام بھیجا۔ زوجہ سیف الدولہ نے محض اُن چیزوں کو جو اسکے سپاہی لوٹ لے گئے تھے واپس کر دیا اور ایک لاکھ دراہم لیکر اس کے قیدیوں کو رہائی دی پس ابو ثعلب نے میافارقین سے معاودت کی۔

انطاکیہ، حلب اور بلاد گرد پر عیسائیوں کا قبضہ

۳۵۹ھ میں عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا پہلے قلعہ لوقار پر پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ قلعہ لوقار انطاکیہ کے قریب ایک قلعہ تھا جسمیں عیسائی رہتے تھے۔ رومی عیسائیوں نے عیسائیان لوقار سے سازش کر لی اور اس امر پر ان کو راضی کر کے انطاکیہ بھیجدیا کہ وہ انطاکیہ جلاء وطن ہو کر چلے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لوگ رومیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اپنی عزت اور جان بچانے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہیں اور پھر جب رومی لشکر انطاکیہ پر حملہ آور ہو تو اندرون شہر سے عیسائی رومی لشکر کو شہر پر قبضہ دلانے میں ہاتھ بٹائیں۔ چنانچہ اہل لوقار جلاء وطن ہو کر انطاکیہ چلے گئے اور ایک پہاڑ پر جو انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہوئے بعد دو مہینے کے یعفور والی روم کا بھائی چڑھ آیا

ہزار کی جمعیت سے انطاکیہ پر چڑھ آیا اور حملہ شروع کر دیئے اہل بوقار نے حسب قرار داد سابق اپنی جانب کے شہر پناہ پر رومی لشکر کو قبضہ دے دیا اہل انطاکیہ اس امر کا احساس کر کے بدحواس ہو گئے۔ عیسائیوں نے شہر میں گھس کر قتل اور غارت گری شروع کر دی۔ بیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے دار الحکومت روانہ کر دیا۔ بعد اسکے سامان جنگ درست کر کے حلب کے سر کرنے کو عیسائیوں نے قدم بڑھایا۔ ان دنوں حلب میں ابوالمعالی شریف بن سیف الدولہ امیر قرعوبہ اپنے باغی گورنر پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ یہ خبر پا کر کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر حلب کی طرف آرہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان میں گھس گیا۔ عیسائیوں نے پہونچتے ہی شہر حلب پر قبضہ کر لیا۔ قرعوبہ اور اہل شہر نے قلعہ میں جا کے پناہ لی اور دروازے بند کر لئے۔ رومی عیسائی مدتوں قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر قرعوبہ نے بشرط ادائے خراج جو فیمابین فریقین طے اور قرار پا گیا تھا مصالحت کر لی۔ علاوہ بریں ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی تھی کہ رومی عیسائی لشکر کے مضافات فرات میں رسد بہم پہونچانے میں مزاحمت نہ کیجائے۔ اس مصالحت میں حمص، کفرطاب، معرہ، افامیہ، شیزر اور جسقدر قلعات اور قصبات ان مقامات کے درمیان میں تھے داخل اور شامل ہوئے۔ مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے بطور ضمانت چند رؤسا رومیوں کے حوالے کئے پس رومیوں نے حلب سے اپنا محاصرہ اٹھا لیا۔ اسی اثناء میں برادر والی روم نے ایک فوج عظیم ملاذکرد مضافات صوبہ آرمینہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اس فوج نے ملاذکرد پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر لیا۔ ان پیہم کامیابیوں سے ادہر عیسائیوں کے حوصلہ بڑھ گئے اُدہر ہر طرف کے سرحدی امراء اسلام عیسائیوں کے رعب سے بید کی طرح تھرا اُٹھے

قتل نیقفور بادشاہ روم نیقفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلاطین عثمانیہ کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جو شخص اس شہر کا والی ہوتا تھا وہ دمستق کہلاتا تھا۔ نیقفور بھی دمستق تھا خاندان شاہی سے نہ تھا۔ یہ نہایت متعصب اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ اسی نے حلب پر زمانہ سیف الدولہ میں قبضہ حاصل کیا تھا طرسوس آرمینہ اور عین زربہ کے پہاڑ والی

پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑا تھا اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پیشتر تھا قتل کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اسکی بیوی سے بیاہ کر لیا مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے اس بیگم کے دو بیٹے تھے قسطنطنیہ کی عنان حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد اسلامیہ پر ظلم و ستم کا ہاتھ بڑھایا۔ تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ و بالا کر دیا۔ امراء اسلام اسکے نام سے ڈرنے لگے اور ان کو اپنے ملک کے بچانے کی فکر پڑ گئی بعد چندے اس نے ان دونوں لڑکوں کو جو بادشاہ سابق مقتول کے نسل سے تھے خصی کرا دینے کا قصد کیا تاکہ ان کی آئندہ نسل منقطع ہو جائے اور کوئی شخص اسکے لڑکوں سے مزاحمت کرنے والا نہ رہ جائے۔ اتفاق سے اس قصد سے ان دونوں کی ماں مطلع ہو گئی شمشقیق دمستق کو اس راز سے آگاہ کیا اور یعفور کے قتل میں اس سے سازش کی چنانچہ اس نے اسکو ایک روز شب میں بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

یعفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا۔ ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے کیا دل میں آئی کہ عیسائی ہو گیا۔ اور قسطنطنیہ چلا گیا ترقی کرتے کرتے بادشاہ ہو گیا اور اسکا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید و شاید۔

یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کو اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہئے۔ مناسب یہ ہے کہ جو شخص بازاری ہو اور بے اصل و بے خانماں ہو اور خاندان حکومت کے نسب سے بعید ہو اسکو اس درجہ پر نہ پہنچنے دینا چاہئے۔ اس مضمون کو ہم مقدمۃ الکتاب میں کافی اور معقول طور سے بیان کر آئے ہیں۔

ابو ثعلب کا حران پر قبضہ نصف ۳۵۹ھ میں ابو ثعلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر اہل حران سے دو شخص شب کے وقت ابو ثعلب کے پاس مصالحت کرنے کے لئے آئے اور کل اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے۔ اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بگڑ گئے جنگ پر آمادہ و مستعد ہو گئے مگر پھر سوچ سمجھکر مصالحت پر متفق ہوئے اور ابو ثعلب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں چنانچہ ابو ثعلب مع اپنے بھائیوں اور ہمراہیوں کے نماز جمعہ ادا کرنے کو شہر میں گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ سلامت برقیدی

کو جو اصحاب بنی حمدان میں ایک نامور شخص تھا حران کا گورنر مقرر کیا اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ بنو نمیر نے اطراف موصل میں غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہاں کے گورنر برقعیدی کو قتل کر ڈالا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کی جانب معاودت کی۔

قرعویہ اور ابو المعالی کی مصالحت: ہم اوپر ۳۵۸ھ میں قرعویہ کی خودسری حکومت حلب اور ابو المعالی بن سیف الدولہ کے وہاں سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ابو المعالی حلب سے نکل کر اپنی ماں کے پاس میافارقین چلا آیا تھا بعد ازاں قرعویہ سے جنگ کرنے اور اس پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے حلب کی طرف پھر مراجعت کی پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہیں قیام پذیر ہوا تھوڑے دنوں بعد قرعویہ اور ابو المعالی میں اس طور پر مصالحت ہو گئی کہ قرعویہ اسکے نام کا خطبہ حلب میں پڑھے اور دونوں معز علوی والی مصر کے علم خلافت کے مطیع و منقاد رہیں۔

رومیوں کا بلاد جزیرہ پر حملہ کرنا: ۳۶۱ھ میں دمستق ایک عظیم فوج لیکر جزیرہ کی جانب بڑھا۔ الرہا اور اس کے قرب و جوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر ہاتھ مارا۔ لوٹ مار کرتا نصیبین تک پہونچا جی کھول کر اس کو پامال کیا پھر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا۔ یہاں بھی وہی رویہ ظلم و ستم کا اختیار کیا۔ ابو ثعلب میں اسقدر دم خم نہ تھا کہ اس طوفان بے امتیازی کی روک تھام کر سکتا مجبوراً بہت سا مال و زر عیسائیوں کو دیکر اپنے کو ان کے حملوں سے بچا لیا۔

باشندگان دیار بکر کا ایک گروہ فریاد و وبلا وامصیبتا کا شور مچاتا ہوا بغداد پہونچا۔ جامع مسجدوں اور عام گزرگاہوں پر بیٹھ کر عیسائیوں کے ظلم و ستم اور مسلمانوں کی بےحرمتی کو بیان کرنے اور انلوگوں کو انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔ اہل بغداد بھی انکے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب محلسرائے خلافت کی طرف چلے خلیفہ طایع للہ نے یہ خبر پا کر دروازے بند کرا دیئے ان لوگوں نے سب و شتم سے یاد کرنا شروع کیا اہل بغداد کے چند روسا بختیار کے پاس جا پہونچے وہ اسوقت اطراف کوفہ میں گیا ہوا تھا ان لوگوں نے بختیار سے جا کر رومیوں کی شکایت کی مسلمانوں کی بےحرمتی

کے واقعات بتلائے بختیار نے ان لوگوں سے رومیوں پر جہاد کرنے کا وعدہ کیا اِدھر اپنے حاجب سبکتگین کے نام فوجوں کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام منادی کرا دیجائے کہ ہر شخص کو اس مہم میں شریک ہونا ہوگا اُدھر ابو ثعلب بن حمدان کو عزیمت جہاد سے مطلع کر کے رسد اور غلہ اور فوجی سامان مہیا کرنے کو لکھ بھیجا چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے مجتمع ہو گیا تھا اسوجہ سے بغداد میں ہنگامہ برپا ہو گیا نوبت جدال و قتال کی پہنچ گئی لوٹ مار اور غارتگری شروع ہو گئی۔

رومیوں کی ہزیمت دمستق کی اسیری اور موت

دیار مضر اور جزیرہ میں ظلم و غارتگری کرنے سے دمستق کے حوصلہ بڑھ گئے فتح آمد کی طمع دامنگیر ہو گئی۔ ابو ثعلب فوجیں مرتب کر کے اس کے روک تھام کو بڑھا اس اثناء میں اسکا بھائی ابو القاسم ہبۃ اللہ بھی آ پہونچا دونوں بالاتفاق دمستق سے جنگ کرنے کو روانہ ہوئے ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی مگر انکا لشکر گاہ کچھ ایسے موقع پر تھا کہ فوج سواران مطلق بیکار تھی اور نیز وہ لوگ جنگ پر تیار نہ تھے خواہ مخواہ انکو ہزیمت اوٹھانا پڑی دمستق گرفتار کر لیا گیا۔ اسی زمانہ سے دمستق ابو ثعلب کے پاس محبوس اور نظر بند رہا تا آنکہ ۳۶۳ھ میں علیل ہوا علاج میں بیحد کوشش کی گئی متعدد طبیب مجتمع کئے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہوا اور مر گیا۔

بختیار کا موصل پر قبضہ

ابو ثعلب اور اسکے بھائیوں حمدان اور ابراہیم کے لڑائیوں اور مناقشہ کے واقعات تم اوپر پڑھ آئے ہو اور یہ بھی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں موخر الذکر بختیار بن معز الدولہ کی خدمت میں ابو ثعلب کی شکایت کرنے کو حاضر ہوئے تھے اور بمقابلہ اسکے بختیار سے امداد کی درخواست کی تھی چنانچہ بختیار نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیحہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آگئے کہ جس سے بختیار انکی امداد نہ کر سکا۔ ان دونوں آدمیوں پر بختیار کا دیر کرنا شاق گزرا۔ ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابو ثعلب کے پاس چلا آیا اسکے بعد بختیار کو ان واقعات سے فراغت حاصل ہو گئی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اسکے وزیر ابن بقیہ نے اسوجہ سے کہ ابو ثعلب نے تحریر میں اسکے اداب

اور خطاب کا لحاظ نہ کیا تھا موقع پاکر زور دے دیا پس بختیار نے موصل کی جانب کوچ کر دیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل کے قریب پہونچا۔ ابوتغلب یہ خبر پاکر سنجار چلا گیا اور موصل کو رسد و غلہ اور اور شاہی دفاتر سے خالی کر دیا بختیار نے موصل پر قبضہ کر لیا اور ابوتغلب نے بختیار کے بعد ہی بغداد کی جانب کوچ کیا اگرچہ اثنار راہ اور نیز سواد بغداد میں کسی قسم کی غارتگری اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد برسر مقابلہ آئے اور اس سے معرکہ آرا ہوئے اس سے عوام الناس میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی جو ابوتغلب اور اسکے ہمراہیوں کے دلی مقاصد کے حاصل کرنے میں سد راہ اور مزاحم ہوگئی علی الخصوص بغداد کے غربی حصہ میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر بختیار کے کانوں تک پہونچی فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو بغداد کی طرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد میں داخل ہو گیا باقی رہا سبکتگین وہ بغداد کے باہر ایک میدان میں رُک رہا۔ ان لوگوں کے پہونچ جانے سے ابوتغلب بغداد میں داخل نہ ہو سکا معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور در پردہ سبکتگین کو بغاوت اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو جانے کی تحریک اور ترغیب دیتا رہا مگر سبکتگین نے اسکو پسند نہ کیا تب ابوتغلب نے بغداد سے موصل کی جانب معاودت کی اور وزیر ابن بقیہ سبکتگین کے پاس آیا اور بصلاح و مشورہ سبکتگین ابوتغلب سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا شرائط صلح یہ قرار پائے کہ بختیار کو خرچہ سفر و جنگ ابوتغلب ادا کرے اور اسکے بھائی حمدان کو اسکے کل مقبوضات باستثنار ماردین واپس دیدئے جائیں بعد طے شرائط صلح بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کیا چنانچہ بختیار نے تحریر صلحنامہ کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اٹھا لیا اور ابوتغلب موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ابن بقیہ نے سبکتگین کو بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے سماعت نہ کی اور کچھ سوچ سمجھ کر کوچ کر دیا۔ چونکہ اہل موصل کو بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بیحد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا سو یہ سے ابوتغلب کی آمد کو سنکر ان لوگوں نے مسرت ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر گزار ہوئے ابوتغلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی درخواست کی بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اسکو منظور کر لیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اثنار راہ

میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابو تغلب نے پھر بد عہدی کی ہے۔ اور بعض اراکین دولت بختیار یہ کو جو کہ اپنے اہل و عیال کے لانے کی غرض سے موصل لوٹ گئے تھے قتل کر ڈالا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی زمین پاؤں کے تلے سے نکل گئی بیحد صدمہ ہوا اسی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سبکتگین کو مع افواج کے طلبی کا خط روانہ کیا اور جب وہ لوگ آ گئے تو سب کے سب پھر موصل کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے ابو تغلب نے یہ خبر پا کر موصل کو خالی کر دیا۔ اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابو تغلب کی جانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اوٹھایا اس سے پھر بدستور مصالحت ہو گئی۔ تب بختیار نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور واپسی کے پہلے اپنی بیٹی کو ابو تغلب کی درخواست پر جہیز دیکر رخصت کر دیا بختیار نے قبل ان واقعات کے اپنی بیٹی کا عقد ابو تغلب سے کر دیا تھا۔

ابو المعالی دوبارہ حلب میں ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرعویہ نے جو کہ ابو المعالی کے باپ (سیف الدولہ) کا خادم تھا ابو المعالی پر مستولی ہو گیا تھا اور ابو المعالی کو ۳۵۷ھ میں حلب سے نکال کر خود حکمراں ہو بیٹھا تھا پس ابو المعالی اپنی والدہ کے پاس میافارقین چلا گیا تھا پھر میافارقین سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماۃ میں جا کر مقیم ہوا تھا ان دنوں رومیوں نے اہل حمص کو امان دیدی تھی جس سے اسکی آبادی بڑھ گئی تھی۔ قرعویہ نے حلب میں اپنے خادم بکجور کو اپنی نیابت پر مامور کیا تھا اسنے اپنی قوت بڑھا کر چار کندہ را چاہ در پیش قرعویہ کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ قرعویہ کے اراکین اور مصاحبین نے ان واقعات سے ابو المعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کر لینے کی درخواست کی چنانچہ ابو المعالی فوجیں تیار کر کے حلب پر آ پہنچا چار ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر بزور تیغ مفتوح کر لیا اور اس کا انتظام مالی اور فوجی درست کر کے عمارتیں بنوائیں تا آنکہ حکومت دمشق پر منتقل ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

عضد الدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ

جس وقت عضد الدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا اور اسکے برادر عم زاد معزالدولہ بختیار کو ہزیمت ہوئی اس وقت بختیار سعد و دے چند آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا۔ حمدان بن ناصرالدولہ برادر ابو ثعلب عضد الدولہ کے ہم رکاب تھا اس نے بجائے شام موصل پر پہلے قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اگرچہ اس سے پہلے عضد الدولہ نے بوجہ مراسم اتحاد ابو ثعلب سے متعرض نہ ہونے کا عہد و پیمان کر لیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کے موصل کی طرف قدم بڑھایا جس وقت تکریت کے قریب پہونچا ابو ثعلب کے سفراء پیام صلح اور اظہار دوستی کی غرض سے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس مع اپنی فوج کے تشریف لے چلئے ہم ہر طرح سے آپ کے معین و مددگار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ فرما دیجئے چنانچہ عضد الدولہ نے حمدان کو ابو ثعلب کے سفیروں کے حوالہ کر دیا ابو ثعلب نے اسکو جیل میں ڈال دیا۔

بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور تیاری کر کے حدیثہ کی جانب کوچ کیا ابو ثعلب سے ملاقات کی اور اسکے ساتھ بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے عراق کی طرف بڑھا۔ عضد الدولہ بھی اس خبر سے مطلع ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ماہ شوال ۳۶۷ھ میں فریقین سے اطراف تکریت میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عضد الدولہ نے اپنے دونوں حریفوں کو ہزیمت دی اثنائے دار و گیر میں بختیار مارا گیا اور ابو ثعلب جان بچا کر موصل کی طرف بھاگا عضد الدولہ نے تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ قیام پذیر ہونے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ہمراہ لایا تھا پس موصل میں قیام کر کے ابو ثعلب کی جستجو اور تلاش میں متعدد سرایا روانہ کئے انہیں سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اسکے ماموں ابو اسحاق و طاہر پسران معزالدولہ اور انکی والدہ بھی تھی۔ اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اسکے ہمراہیوں میں سے ابو الوفا طاہر بن اسمٰعیل اور ابو طاہر طغان اسکا حاجب جزیرہ ابن عمر کی جانب گیا تھا ابو ثعلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے میافارقین چلا آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا جب اسکو یہ خبر لگی کہ ابو الوفا میری جستجو اور تلاش میں آرہا ہے تو میافارقین

کو خیر آباد کہہ کے تدلیس کا راستہ لیا بعد اسکے ابوالوفا وارد میافارقین ہوا اہل میافارقین نے شہر میں داخل ہونے سے روکدیا ابوالوفا نے میافارقین کو بحالہ چھوڑکر ابوثعلب کی جستجو میں کوچ کیا ابوثعلب اس سے مطلع ہوکر ارزن روم سے نکل کر حسنیہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسنیہ سے قلعہ کواشی کی جانب گیا اور وہاں سے اپنے مال و اسباب اور ذخیرہ کو منتقل کرکے مراجعت کی ابوالوفا بھی لوٹ کر میافارقین آیا اور اسپر محاصرہ ڈالدیا۔

عضدالدولہ کو ابوثعلب کے قلعات کی طرف آنے کی خبر لگ گئی تھی اسوجہ سے فوجیں آراستہ کرکے ان قلعات کی طرف آیا مگر ابوثعلب ہاتھ نہ لگا۔ اسکے بہت سے ہمراہیوں نے عضدالدولہ سے امان حاصل کرلی عضدالدولہ مجبوراً موصل لوٹ آیا اور اپنے ایک سپہ سالار طغان نامی کو تدلیس کی طرف روانہ کیا ابوثعلب یہ خبر پاکر بھاگ گیا اور اسکے بادشاہ ورد رومی کے پاس چلا گیا چونکہ ورد رومی اپنے شہنشاہ سے حکومت و سلطنت کے باعث لڑ رہا تھا اسوجہ سے ابوثعلب کے آنے کو ورد نے غنیمت شمار کرکے بحد اظہار اتحاد کیا ابوثعلب نے اس خیال سے کہ اسکے ذریعہ سے اپنے اغراض کے حاصل کرنے میں آسانی ہوگی رشتہ معاہرت قائم کرلیا۔ عضدالدولہ کا لشکر اس نقل وحرکت کے زمانہ میں ابوثعلب کے تعاقب میں تھا۔ اتفاق سے اس لشکر کا ابوثعلب سے مڈبھیڑ ہوگیا اس نے اسکو ہزیمت دیدی اور نہایت سختی سے پامال کیا بقیۃ السیف نے بھاگ کر قلعہ زیادہ میں جو کہ خرت برت کے نام سے موسوم تھا پناہ لی اور ورد کے پاس امداد کا پیام بھیجا ورد نے معذرت کی کہ میں اندنوں اپنے بادشاہ سے حکومت و ریاست کی بابت لڑجھگڑ رہا ہوں آئندہ بشرط فراغت و کامیابی مدد کروں گا مگر خوش قسمتی سے بجائے کامیابی کے ورد کو بادشاہ روم کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی ابوثعلب اسکی مدد سے ناامید ہوکر بلاد اسلامیہ کی جانب واپس آیا اور آمد میں پہونچکر قیام پذیر ہوگیا تا آنکہ میافارقین کے حالات کی خبر گوش گزار ہوئی۔

ابوالوفا نے ابوثعلب کے تعاقب سے واپس ہوکر میافارقین کا محاصرہ کرلیا تھا ان دنوں ہزار مرد اسکا والی تھا اس نے نہایت حزم و احتیاط سے شہر کی حفاظت کی اور کمال مردانگی سے

تین ماہ کامل ابوالوفار کی مدافعت کرتا رہا بعد ازاں اسی زمانہ میں راہی ملک عدم ہوگیا ابوتغلب نے بجائے اسکے حمدانیہ غلاموں میں سے مونس نامی ایک آزاد غلام کو میافارقین کی حکومت پر مامور کیا۔ ابوالوفار نے سرداران شہر سے سازش کی کوشش کی چنانچہ وہ ابوالوفار کی جانب مائل ہوگئے پس ابوالوفار نے اور لوگوں کو ملانے جلانے کی غرض سے چند آدمیوں کو انہیں سرداروں کے پاس روانہ کیا جنھوں نے اس سے سازش کرلی تھی۔ مونس کو اسکی خبر لگ گئی مگر ان لوگوں کی مخالفت نہ کرسکا گردن اطاعت جھکادی اور امن کا خواستگار ہوا۔ ابوالوفار نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کرلیا زمانہ محاصرہ میافارقین میں ابوالوفار نے میافارقین کے کل قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا تھا اسوجہ سے اسکو کل دیار بکر پر قبضہ کرلینے کا خاصہ موقع مل گیا۔ ابوتغلب کے رفیقوں اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی ابوالوفار نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے اور موصل کی جانب مراجعت کی۔ رفتہ رفتہ جبکہ ابوتغلب دارالحرب سے واپس آرہا تھا ان واقعات کی خبر اسکے کانوں تک پہونچی رحبہ کا قصد کیا اور عضدالدولہ کی خدمت میں امداد و اعانت کا پیام بھیجا عضدالدولہ نے بشرط حاضری اس درخواست کو منظور کیا ابوتغلب نے اس سے انکار کیا تب عضدالدولہ نے دیار مضر پر قبضہ کرلیا۔ ابوتغلب کی جانب سے اس ملک پر سلامہ برقعیدی جو کہ بنی حمدان کے بہت بڑے رفیقوں سے تھا مامور تھا۔ ابوالمعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج اسکے سر کرنے کو روانہ کی تھی۔ سلامہ نے سینہ سپر ہوکر اس فوج سے مقابلہ کیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ابوالمعالی عضدالدولہ کے پاس مصالحت کا پیام لیکر حاضر ہوا پس عضدالدولہ نے نقیب ابواحمد موسوی کو سلامہ برقعیدی کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ متعدد لڑائیوں کے بعد سلامہ نے شہر کو اسکے حوالہ کردیا اور رقہ کو اپنے لئے اس سے لے لیا باقی ماندہ شہروں کو سعدالدولہ کو دیدیا اسی زمانہ سے یہ ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔

ان واقعات کے بعد عضدالدولہ نے رحبہ پر بھی قبضہ کرلیا اور آہستہ آہستہ اسکے کل قلعات پر متصرف اور قابض ہوگیا اور اپنی جانب سے ابوالوفار کو موصل پر مامور کرکے ماہ ذیقعدہ ۳۶۸ھ

میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔ بعدہ عضد الدولہ نے ایک عظیم فوج کو اکراد ہکاریہ کے سر کرنے کو صوبجات موصل کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگوں کا محاصرہ کیا لڑائیاں ہوئیں بالآخر ان لوگوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور اپنے قلعجات کو ان کے حوالہ کر دیا ان لوگوں نے موصل میں قیام اختیار کیا۔ اتفاق سے مابین انکے اور انکے شہروں کے برف بکثرت پڑا جس سے وہ لوگ اپنے شہروں کی طرف نہ واپس ہو سکے اکراد ہکاریہ کو موقع مل گیا اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کر کے موصل کی راہ میں صلیب پر چڑھا دیا۔

قتل ابو ثعلب بن حمدان ہر گاہ ابو ثعلب بن حمدان کو عضد الدولہ کی اصلاح اور موصل کی جانب مراجعت کرنے سے ناامیدی محسوس ہوئی اسوقت اس نے شام کا راستہ لیا ان دنوں دمشق کی حکومت پر قسام (عزیز علوی حاکم مصر کا ایلچی) حکومت کر رہا تھا۔ قسام نے بعد افتکین کے دمشق پر قبضہ کیا تھا اس واقعہ کو کہ کیونکر افتکین نے دمشق پر قبضہ حاصل کیا اور بعد افتکین کے قسام کیسے مالک و متصرف ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض قسام نے ابو ثعلب کی آمد کی خبر پا کر خائف و ترساں ہو کر اسکو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابو ثعلب شہر کے باہر قیام پذیر ہوا اور عزیز علوی والی مصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار رہا تھوڑے دنوں بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کی غرض سے اسکو اپنے پاس بلایا ہے۔ ابو ثعلب یہ سنکر طبریہ کی جانب روانہ ہو گیا روانگی سے پیشتر قسام سے اور اس سے چند لڑائیاں بھی ہوئی تھیں۔ بعد اس کے فضل عزیز علوی کی طرف سے قسام سے جنگ کرنے اور اس پر دمشق میں محاصرہ ڈالنے کے لئے آپہونچا۔ فضل اور ابو ثعلب سے طبریہ میں ملاقات ہوئی عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا ابو ثعلب نے اسکے ہمراہ دمشق چلنے پر مستعدی ظاہر کی چونکہ ابو ثعلب اور قسام سے دو دو ہاتھ چل گئی تھی اسوجہ سے فضل نے ابو ثعلب کو اس ارادہ سے باز رکھا مگر پھر بھی فضل اپنے ارادہ میں کامیاب نہوا نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا قسام نے اور فضل سے ان بن ہو گئی قسام نے فضل کو دمشق سے نکال باہر کیا بعد اسکے ابو ثعلب نے بنو عقیل کو مجتمع کر کے ماہ محرم ۳۶۹ھ میں رملہ پر

چڑھائی کی فضل اور دغفل[1] نے اس خیال وخوف سے کہ مبادا ابوتغلب کی قوت نہ بڑھ جائے متفق ہو کر ابوتغلب سے مقابلہ کیا بنوعقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف سات غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جسمیں کچھ اسکے غلام تھے اور کچھ اسکے باپ کے تھے بدرجہ مجبوری ابوتغلب کو بھی بھاگنا پڑا طلب نے تعاقب کیا ابوتغلب کی غیرت وجرارت نے روک کر جنگ پر آمادہ کردیا چنانچہ ابوتغلب تن تنہا کھڑا ہوگیا اور لڑنے لگا طلب نے ابوتغلب کے سر پر ایک گہری چوٹ رسید کی جس سے چکر کھا کے ابوتغلب زمین پر گر پڑا طلب نے اسکی مشکیں باندھ لیں اور گرفتار کیے ہوئے دغفل کے پاس لے آیا فضل کی یہ رائے ہوئی کہ ابوتغلب پابزنجیر عزیز علوی کے پاس بھیج دیا جائے دغفل نے اس خوف سے کہ مبادا عزیز اسکو اپنا دائیاں بازو نہ بنالے جیسا کہ افتکین کو بنالیا تھا قتل کر ڈالا اور فضل نے سر اوتار کر مصر روانہ کردیا بنوعقیل نے اسکی بہن جمیلہ اور اسکی بیوی بنت سیف الدولہ کو ابوالمعالی کے پاس حلب بھیج دیا ابوالمعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کردیا ابوالوفا والی موصل نے عضدالدولہ کے پاس بغداد بھیج دیا پس یہ بغداد میں عضدالدولہ کے محلسرا کے ایک حجرہ میں قید کردی گئی۔

بادشاہ روم کے مخالف کا بار بکر آنا اور واپس جانا

ارمانوس والی روم بوقت وفات دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا تھا انمیں سے ایک کا نام بسیل تھا۔ دوسرے کا قسطنطین بعد وفات اپنے باپ کے دونوں متفق ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس اثناء میں دمستق نقفور بلاد اسلامیہ کو تہ وبالا کرکے واپس آیا۔ رومیوں نے مجتمع ہو کر ارمانوس کے دونوں لڑکوں کی نیابت پر اسکو مامور کیا پس ان دونوں کی ماں نے ابن شمشیق کو نقفور دمستق کے قتل کی ترغیب دی اور بعد قتل نقفور بجائے اسکے عہدہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ ابن شمشیق نے نقفور کو قتل کرکے اس کے بھائی لاودن اور بھتیجے وردیس بن لاودن کو گرفتار کرکے کسی قلعہ میں قید کردیا اور عہدہ دمستق

[1] عزیز علوی حاکم مصر کا ایک سپہ سالار تھا جو اطراف وبلاد میں زیر حکومت عزیز علوی حکمرانی کرتا تھا مگر اسکے احکام کا پابند تھا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۰۔

سے سرفراز ہو کر فوجیں آراستہ کر کے بلاد شام کی طرف خروج کیا اور نہایت سختی سے پامال کرتا ہوا طرابلس پہونچا اور اس پر محاصرہ ڈالدیا۔

موجودہ حکمرانان روم کے ماں کا ایک خصی بھائی تھا جو ان دنوں وزارت کے عہدہ سے ممتاز تھا اس نے ایک شخص کو ابن شمشقیق کو زہر کھلانے پر مامور کر دیا زہر کھلانے کے بعد ابن شمشیق کو اس امر کا احساس ہوا محاصرہ اوٹھا کر قسطنطنیہ کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر اثنار راہ میں مرگیا۔ وردبن منیر نامی ایک شخص بطریقوں اور سپہ سالاروں سے اسکے ہمراہ تھا اسکے مرنے پر ورد کو حکومت وسلطنت کی طمع دامنگیر ہوئی ابو ثعلب سے خط وکتابت کر کے رسم اتحاد قائم کی اور اسکو اپنا داماد بنا کے اپنا ہمدرد و معاون بنا لیا پھر کیا تھا سرحدی مسلمانوں سے ایک عظیم فوج مرتب کر کے ملک روم پر چڑھائی کر دی رومی حکمرانوں نے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں وردان کو ہزیمت پر ہزیمت دیتا گیا رومی حکمرانوں کو بیحد خطرہ پیدا ہوا باہم مشورہ کر کے وردیس بن لاذون کو قید کی تکلیف سے نجات دیکر بسرکردگی فوج عظیم ورد کے سرکرنے کو روانہ کیا ورد اور وردیس میں گھمسان لڑائیاں ہوئیں بیحد خونریزی ہوئی فریقین کے ہزارہا آدمی کام آگئے بالآخر ورد کو ہزیمت ہوئی ۳۶۹ھ میں شکست کھا کر دیار بکر کی جانب بھاگا۔ میا فارقین کے قریب پہونچکر قیام پذیر ہوا اور اپنے بھائی کو عضد الدولہ کی خدمت میں امداد کی درخواست لیکر روانہ کیا۔ انہیں دنوں دونوں حکمرانان قسطنطنیہ نے بھی عضد الدولہ کے پاس پیام بھیجا پس عضد الدولہ ان دونوں کی جانب مائل ہوگیا اور ورد اور اسکے ہمراہیوں کی گرفتاری کا حکم دیدیا چنانچہ ابو علی تمیمی والی دیار بکر نے ورد کو معہ اسکے بھائی اور ہمراہیوں کے گرفتار کر کے میا فارقین کے جیل میں ڈالدیا بعد چندے پابزنجیر بغداد روانہ کر دیا مدتوں یہاں بھی قید رہا تا آنکہ ان کو بہار الدولہ بن عضد ولہ نے ۳۷۵ھ میں اس شرط سے رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیوں کو بعوض اپنے رہائی کے رہا کردے (۲) یہ کہ سات قلعات معہ جملہ مال واسباب و مضافات کے مسلمانوں کے حوالہ کرے (۳) یہ کہ آئندہ تا زندگی بلاد اسلامیہ سے کسی طرح متعرض نہو۔ ورد نے

ان شرائط کو قبول کیا اور سامان سفر درست کر کے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ملیطہ پر قبضہ و تصرف حاصل کیا ملیطہ کے سامان جنگ و مال و زر کیوجہ سے اسکی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی وردلیس بن لاوون نے گھبرا کر بایں شرط کہ قسطنطنیہ اور اسکا شمالی حصہ خلیج تک اسکے قبضہ میں رہے باقی پر وردس متصرف و قابض ہو مصالحت کی درخواست پیش کی۔ وردس نے اس پر کچھ توجہ نہ کی پہونچکر قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اسوقت قسطنطنیہ میں دونوں بادشاہ پسران ارمانوس والی قسطنطنیہ موجود تھے ان دونوں بادشاہوں کا نام بسیل اور قسطنطین تھا ان دونوں نے وردکی خود مختار حکومت تسلیم کر لی وردکا غصہ فرو ہو گیا بعد اسکے قسطنطین مر گیا بسیل تن تنہا حکمرانی کرنے لگا۔ بہت دنوں اس نے حکمرانی کی بلغار (بلگیریا) سے پینتیس[۳۵] سال تک لڑتا رہا آخر کار ان پر اسکو فتح حاصل ہوئی اور اس نے بلغار کو ان کے ملک اور وطن سے نکال باہر کر کے رومیوں کو وہاں لیجا آباد کیا۔

دمشق پر بکجور کی حکومت ہم اوپر ابوالمعالی بن سیف الدولہ کی جانب سے حمص پر بکجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ بکجور نے اسکو تعمیر و آباد بھی کیا تھا۔ چونکہ دمشق زمانہ حکومت قسام میں ویران اور برباد ہو گیا تھا مزید براں گرانی اور وبا پھیل گئی تھی بکجور نے اہل دمشق کی امداد پر کمر ہمت باندھی حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا۔ اور اہل دمشق کے مال و اسباب کو حمص اوٹھا لایا اس سے عزیز والی مصر کے آنکھوں میں بکجور کی عزت بڑھ گئی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جب ایک گونہ رسوخ حاصل ہو گیا تو بکجور نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کی عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کیا بعد اسکے ۳۷۳ھ میں بکجور اور سعد الدولہ ابوالمعالی بن سیف الدولہ سے منافرت پیدا ہو گئی بکجور نے عزیز والی مصر کی خدمت میں پیام بھیجا کہ آپ حسب وعدہ دمشق کی گورنری مجھے مرحمت فرمائی وزیر السلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے ممانعت کی۔ دمشق میں ان دنوں عزیز کی طرف سے سپہ سالار بلکین حکومت کر رہا تھا۔ سپہ سالار بلکین قسام کے بعد دمشق کا حکمران ہوا تھا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں کتامیوں (مغاربہ)

نے وزیر السلطنت نے خلاف بغاوت کر دی اور حملہ کر کے اسکو مار ڈالا۔ چارناچار عزیز کو دمشق سے بلکین کے طلب کر لینے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ بجائے اسکے بکجور کو دمشق کی سند حکومت عطا کر کے سپہ سالار بلکیں کو مصر میں طلب کر لیا۔ ماہ رجب ۳۷۳ھ میں بکجور وارد دمشق ہوا۔ پہونچتے ہی دمشق میں ڈنڈ مچا دی وزیر السلطنت بن کلس کے اور دوں کو چن چن کر تنگ کرنے لگا۔ اس صورت سے چھ سال تک حکومت کرتا رہا بالآخر مصر سے ایک عظیم فوج بسرافسری سپہ سالار منیر خادم بکجور کو ہوش میں لانے کی غرض سے دمشق روانہ کی گئی اور نزال والی طرابلس کو اس مہم میں شریک ہونے اور اسکی مدد کرنے کو لکھا گیا۔ بکجور نے یہ خبر پا کر عرب وغیرہ کی فوجیں مرتب اور فراہم کیں اور مقابلہ کی غرض سے میدان جنگ میں آیا گھمسان لڑائی ہوئی کھیت منیر کے ہاتھ رہا۔ بکجور نے امن کی درخواست کی منیر نے شہر حوالہ کر دینے کی شرط پر امن دی پس بکجور نے دمشق کو منیر کے حوالہ کر کے رقہ کا راستہ لیا اور منیر نے دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ بکجور نے رقہ میں قیام کیا زمانہ قیام میں رحبہ اور جسقدر بلاد رقہ کے سرحد پر تھے اُن پر قابض و متصرف ہو گیا۔ بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں پیام اطاعت بھیجا باد کردی کو جو کہ دیار بکر و موصل پر متصرف و متغلب ہو گیا تھا لکھا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اور ابو المعالی سعد الدولہ والی حلب کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی سند حکومت بطور جاگیر مرحمت فرمائیے میں بدستور سابق مطیع و منقاد ہو جاؤں۔ کسی نے کوئی درخواست منظور نہ کی تب بکجور نے رقہ میں قیام کر کے سعد الدولہ ابو المعالی کے غلاموں سے خط و کتابت شروع کی اور ان کو انکے آقا نامدار سے بغاوت کرنے پر اُبھارنے لگا پس ان لوگوں نے اسکے تحریر کے مطابق اپنے آقا سے بغاوت کرنے پر کمریں باندھ لیں اور بکجور کو اس امر سے مطلع کیا کہ ابو المعالی اپنی خواہشات نفسانی اور لذات دنیاوی میں مصروف و مشغول ہے۔ بکجور نے اس سے مطلع ہو کر عزیز والی مصر سے امداد کی درخواست کی ادھر عزیز نے نزال والی طرابلس اور علاوہ اسکے اور گورنران شام کو بکجور کی امداد کرنے اور اسکی ماتحتی میں جنگ کرنے کو لکھ بھیجا اُدھر خفیہ طور سے عیسیٰ بن نسطورس نصرانی (عزیز والی مصر کے وزیر السلطنت)

نے نزال وغیرہ سپہ سالاروں کو لکھ بھیجا کہ جسوقت سعدالدولہ کی فوج مقابلہ پر آئے بکجور کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہونا۔ سبب اسکا یہ تھا کہ ابن عیسے بن نسطورس وزیر اور بکجور مدت دراز سے نقیض چلی آرہی تھی۔ الغرض نزال اور بکجور رقہ سے روانہ ہوا ابوالمعالی کو اسکی خبر لگ گئی فوجیں آراستہ اور تیار کرکے حلب سے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا لولو کبیر اسکے باپ کا آزاد غلام بھی اسکے رکاب میں تھا۔ لولو کبیر نے بکجور سے بغرض سازش خط وکتابت شروع کی حقوق سابقہ کا اظہار کرکے رقہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا مگر بکجور نے ایک بھی سماعت نہ کی۔ انہیں دنوں ابوالمعالی نے والی انطاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ کیا چنانچہ والی انطاکیہ نے رومی فوج سے اسکی مدد کی اور ان عربوں کو جو کہ بکجور کے ہمراہ تھے درپردہ لکھ بھیجا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ بکجور سے علیحدہ ہو جاؤ تو میں تمکو اسقدر جاگیریں اور انعام دونگا کہ تم لوگ خوش اور مالا مال ہو جاؤ گے۔ اس دم پٹی سے عربوں نے بوقت جنگ بکجور کو دھوکا دینے کا وعدہ کر لیا۔ جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ میں مصروف ہو گئے۔ عربوں نے پلٹ کر بکجور کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور اسکے لشکر سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے آئے۔ بکجور کو عربوں کی اس حرکت سے بیحد برافروختگی پیدا ہوئی مگر چارہ کار ہی کیا تھا مرنے پر کمربستہ ہو کر بقصد ابوالمعالی قلب لشکر پر حملہ آور ہوا۔ لولو نے اس سے پیشتر ابوالمعالی کو بچانے کی غرض سے قلب لشکر سے ہٹا دیا تھا اور خود قلب لشکر میں بجائے اسکے کھڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ جسوقت بکجور حملہ کرتا ہوا قلب لشکر میں پہونچا لولو نے بڑھ کر وار کیا بکجور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا لولو کے ہمراہیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملے شروع کر دیئے بکجور شکست کھا کر بھاگا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے اسکو گرفتار کرکے اپنے مکان میں قید کر دیا اور ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہو کر بکجور کی گرفتاری اور قید کرنے کا حال بتلایا۔ ابوالمعالی نے بکجور کو قتل کرکے رقہ کا راستہ لیا رقہ میں اسوقت سلامہ رشیقی (بکجور کا خادم) اور اسکی اولاد اور ابوالحسن علی بن حسین مغربی اسکا وزیر السلطنت تھا ان لوگوں نے امن کی درخواست کی ابوالمعالی نے ان

لوگوں کو امن دی چنانچہ ان لوگوں نے رقہ کا دروازہ کھولدیا ابوالمعالی نے رقہ پر قبضہ کرلیا جس وقت بکجور کی اولاد مع اپنے مال و اسباب کے نکلی ابوالمعالی کی آنکھیں کثرت مال سے خیرہ ہوئیں قاضی ابن ابی حسین تاڑ گیا عرض کی آپ اس مال و زر پر کیوں قبضہ نہیں کرلیتے بکجور تو مملوک تھا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوسکتا اس مال و زر پر قبضہ کرلینے سے آپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ ابوالمعالی کی باچھیں یہ سنکر کھل گئیں فوراً کل اسباب پر قبضہ کرلیا۔ عزیز والی مصر نے اولاد بکجور کی تحریک سے سفارشی خط بھیجا ابوالمعالی نے نہایت بُرے طور سے اسکا جواب دیا وزیر مغربی جان بچا کر مشہد علی بن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا۔

اخبار باد کردی اکراد حمیدیہ اور انکے روساء میں سے اطراف موصل میں باد نامی ایک شخص رہتا تھا۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ باد لقب تھا اور اسکا نام ابوعبداللہ حسین بن دوشتک تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ باد اسکا نام تھا اور ابوشجاع بن دوشتک کنیت تھی اور ابوعبداللہ حسین اسکا بھائی تھا شخص نہایت رعب و داب کا تھا آدمی گرد و نواح کے رہنے والے اسکے نام سے بید کی طرح تھراتے تھے لوٹ اور غارتگری سے جسقدر مال ہاتھ لگتا تھا سب کا سب اپنے اعزہ و اقارب میں تقسیم کردیتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس داد و دہش کی وجہ سے اسکی جمعیت بڑھ گئی شہر آذربیجان کی جانب قدم بڑھایا۔ شہر ارجیش پر قبضہ کرکے دیار بکر کی طرف مراجعت کی پس جب عضدالدولہ نے موصل کو مفتوح کیا باد فوج (دیوٹیش) کے ساتھ عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر کسی خطرہ کا خیال کرکے ترک رفاقت کردی عضدالدولہ نے باد کی جستجو اور سراغ کی فکر کی کامیاب نہ ہوا پھر جب عضدالدولہ نے وفات پائی تو باد نے دیار بکر کی طرف کوچ کیا آمد اور میا فارقین پر قبضہ حاصل کرکے نصیبین کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قابض ہوگیا صمصام الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہوکر ایک عظیم فوج بسر گروہی حاجب ابوالقاسم سعید بن محمد باد کی سرکوبی کو روانہ کی مضافات کواشی مقام خابور حسینیہ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو ہزیمت ہوئی بہت سے دیلم معرکہ جنگ میں کام آئے حاجب ابوالقاسم بھاگ کر موصل پہونچا باد اسکے تعاقب میں تھا۔

موصل کے عوام الناس بوجہ کج خلقی ابوالقاسم پر ٹوٹ پڑے اور اسکو مار کر نکال دیا۔ باد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ میں موصل میں داخل ہوا۔ فوجی اور مالی قوت اسکی بڑھ گئی بغداد کی فتح کی خواہش پیدا ہوئی صمصام الدولہ کو اسکی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا اپنے وزیر السلطنت ابن سعدان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیاد بن شہریار کو اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا بہت بڑی لڑائی کے بعد باد کو ہزیمت ہوئی اسکے بہت سے ہمراہی مارے گئے کچھ لوگ گرفتار کرلئے گئے جنکی تشہیر بغداد میں کی گئی دیلم نے موصل پر قبضہ کرلیا۔ زیاد نے ایک فوج نصیبین کی جانب روانہ کی۔ اس فوج نے اپنے سپہ سالار سے مخالفت کی۔ ابن سعدان وزیر صمصام الدولہ نے ابوالمعالی بن حمدان والی حلب کو لکھ بھیجا کہ دیار بکر کو تم اپنے مقبوضات میں داخل کرو پس ابوالمعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر کی جانب روانہ کیا چونکہ اس فوج میں باد کے ہوا خواہوں اور فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی دیار بکر سے اعراض کر کے چند دنوں تک میافارقین کا محاصرہ کئے رہی اور جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر حلب واپس آئی تب حاجب ابوالقاسم نے چند لوگوں کو باد کے قتل پر مامور کیا اور یہ ہدایت کردی کہ بحکمت عملی جب موقع ہاتھ آئے باد کو قتل کر ڈالنا چنانچہ ایک شخص ان میں سے بحالت غفلت باد کے خیمہ میں گھس گیا اور باد کے ساق (پنڈلی) پر یہ خیال کر کے کہ سر ہے تلوار کا وار کیا۔ باد اٹھ بیٹھا قاتل فوراً گرفتار کرلیا گیا۔ باد اس جانفرسا مصیبت سے بال بال بچ گیا۔ اسکے بعد باد نے زیاد سپہ سالار اور ابوالقاسم حاجب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا فریقین میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کو دیا جائے چنانچہ یہ اسی زمانہ سے باد کے قبضہ میں چلا گیا۔

مصالحت کے بعد زیاد تو بغداد چلا آیا اور ابوالقاسم حاجب موصل میں ٹھیرا رہا تا آنکہ ۳۷۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر رہگرائے ملک عدم ہوگیا۔ تب شرف الدولہ بن بویہ نے ابونصر خواشاذہ کو ایک فوج عظیم کا سردار مقرر کر کے باد کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ باد بھی اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آگیا۔ اتفاق سے ابونصر کی امدادی فوج وقت پر نہ پہونچی اور لڑائی شروع ہوگئی۔

ابو نصر نے قبائل عرب میں سے بنو عقیل اور بنو نمیر کو جاگیریں اور انعامات دیکے باد کی مدافعت پر تیار کر لیا مگر بایں ہمہ اسکو کامیابی نہ ہوئی باد طور عبدین پر آخری دامن کوہ تک پر قابض ہو گیا مگر صحرا پر قبضہ نہ کر سکا۔ اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اسکا بھائی مارا گیا اسکی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی مگر باد میدان جنگ میں خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر لڑتا رہا تا آنکہ شرف الدولہ بن بویہ کی مرنے کی خبر مسموع ہوئی۔ خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کر دی۔ عرب صحرا پر اور باد جبل پر قابض و متصرف رہا۔

قتل باد کردی ابوطاہر ابراہیم اور ابوعبداللہ حسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان اپنے بھائی ابو تغلب کے مارے جانے کے بعد دارالخلافت بغداد چلے آئے تھے اور شرف الدولہ بن عضدالدولہ کی خدمت میں رہتے تھے پس جب شرف الدولہ نے وفات پائی اور خواشادہ اس وقت موصل میں تھا تو ان دونوں بھائی ابوطاہر اور ابوعبداللہ نے بہاء الدولہ سے اجازت حاصل کر کے موصل کی طرف کوچ کیا۔ انکی روانگی کے بعد بہاء الدولہ کے سپہ سالاروں کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کی تحریک سے خواشادہ والی موصل کو لکھ بھیجا کہ ابوطاہر اور ابوعبداللہ کو موصل میں داخل نہ ہونے دینا پس خواشادہ نے ان دونوں بھائیوں کو موصل میں داخل ہونے سے روکا اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ ان دونوں بھائیوں نے سماعت نہ کی اور تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہونچ گئے۔ موصل کے باہر مقام دیر اعلیٰ میں پڑاؤ کیا۔ اہل موصل تک جو یہ خبر پہونچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکوں پر جو اسوقت موصل میں تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی خوشی بنو حمدان کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی دیلم بھی مرتب اور مسلح ہو کر اہل موصل پر حملہ آور ہوئے مگر پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر بھاگے ان میں ایک گروہ کثیر کھیت رہا۔ باقی ماندگان نے دارالامارت میں جا کر پناہ لی۔ اہل موصل نے انکے پامال کر ڈالنے کا قصد کیا لیکن بنو حمدان نے اہل موصل کو اس فعل و حرکت وحشیانہ سے ممانعت کی اور خواشادہ کو مع ان لوگوں کے جو اسکے ہمراہ تھے امان دیکے بغداد روانہ کر دیا

اور خود موصل کی حکومت پر قابض و متصرف ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب ہر چہار طرف سے کھینچ کر بنو حمدان کے پاس موصل میں چلے آئے۔

ان واقعات کی اطلاع باد کو پہونچی یہ اسوقت دیار بکر میں تھا تو باد فوجیں فراہم کرنے لگا اکراد بشنویہ (بشنویہ) والیاں قلعہ فنک کا عظیم گروہ باد کے پاس آکر مجتمع ہو گیا باد نے اہل موصل سے خط و کتابت شروع کی۔ بعضوں نے اسکے لکھنے کے مطابق اسکی استدعا منظور کرلی تب باد نے اپنی فوج کو مرتب اور مسلح کر کے موصل کی جانب کوچ کیا اور قریب موصل پہونچکر شرقی جانب قیام پذیر ہوا ابو طاہر اور عبداللہ پسران حمدان ابوالدرواد محمد بن مسیب امیر بنو عقیل کے پاس امداد کا پیام بھیجا ابوالدرواد نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ میں مجھے دیا جائے تو مجھے امداد میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ ابو طاہر اور عبداللہ نے اس شرط کو منظور کرلیا چنانچہ ابو عبداللہ اس شرط کے بحث و پز کرنے اور امداد حاصل کرنیکی غرض سے ابوالدرواد محمد کے پاس چلا گیا اور اسکا بھائی ابو طاہر موصل میں ٹھہرا ہوا باد سے جنگ کرتا رہا۔ پس جب ابو عبداللہ اور ابوالدرواد میں باہم شرائط امداد طے ہو گئے تو ابوالدرواد اپنی قوم کو مرتب کر کے ابو عبداللہ بن حمدان کے ساتھ باد سے جنگ کرنے کو آیا اور دجلہ کو عبور کر کے باد پر پس پشت سے حملہ آور ہوا۔ ابو طاہر اور حمدانیہ فوجوں نے بھی سامنے سے باد پر یلغار کیا۔ گھمسان لڑائی شروع ہو گئی ایک ساعت میں کشتوں کے پشتے لگ گئے باد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا باد بھی منہ کے بل ایسا اوندھا گرا کہ اٹھکر گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی سے اسکے ہمراہیوں کو اسکے پاس سے بزور حملہ منتشر کر دیا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اوتار کر بنو حمدان کے پاس لے آیا بنو حمدان مظفر و منصور موصل کی جانب واپس آئے۔ یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے

قتل ابو طاہر و استیلاء بنو عقیل

باد کے مارے جانے کے بعد ابو طاہر اور ابو عبداللہ پسران حمدان کو دیار بکر کی واپسی کی طمع دامنگیر ہوئی۔ ابو علی بن مروان کردی ہمشیرہ زادہ باد معرکہ سابقہ سے جانبر ہو کر قلعہ کیفا چلا گیا تھا۔ یہاں باد کی بیوی مقیم تھی اور اسکا مال و اسباب بھی تھا

کنارہ دجلہ پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابو علی نے اس قلعہ میں پہونچکر اپنے ماموں کی بیوی سے عقد کر لیا اور کل مال واسباب اور نیز قلعہ پر قابض ہو گیا بعد ازاں آہستہ آہستہ دیار بکر کا حکمران بن گیا۔ اس اثنا میں کہ ابو علی میا فارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابو طاہر اور ابو عبداللہ پسران حمدان آپہونچے۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا اتفاق سے ابو علی نے ان دونوں بھائیوں کو ہزیمت دیدی اور اثناء دار وگیر میں ابو عبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ پھر بعد چندے ابو عبداللہ کو رہا کر دیا۔ ابو عبداللہ اپنے بھائی ابو طاہر کے پاس چلا گیا۔ ابو طاہر اسوقت آمد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ دونوں بھائیوں نے متفق ہو کر ابو علی پر دوبارہ چڑھائی کر دی ابو علی نے اس معرکہ میں بھی ان دونوں بھائیوں کو شکست دیکر ابو عبداللہ کو پھر گرفتار کر لیا اور اپنے یہاں قید رکھا تاآنکہ خلیفہ مصر نے اسکی رہائی کی سفارش کی چنانچہ ابو علی نے اسکو رہا کر دیا رہائی کے بعد ابو عبداللہ مصر چلا گیا خلیفہ مصر نے اسکو حلب کی حکومت پر مامور کر دیا تاآنکہ اس نے حلب ہی میں بحالت حکومت وفات پائی۔ باقی رہا ابو طاہر وہ ایک جماعت قلیلہ کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں نصیبین میں ابو الدرداء محمد بن سیب امیر بنو عقیل مقیم تھا چنانچہ ابو الدرداء نے ابو طاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ ایک سخت خوں ریز جنگ کے بعد ابو الدرداء کی فوج نے ابو طاہر کو مع اسکے لڑکوں اور چند سپہ سالاروں کے گرفتار کر لیا۔ ابو الدرداء نے ابو طاہر اور نیز اسکے لڑکوں کو بار حیات سے سبکدوش کر کے موصل کی جانب قدم بڑھایا اور اسپر قابض و متصرف ہو گیا بعد اسکے بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر فرما کے میرے پاس روانہ فرمائے تاکہ اس کے زیر نگرانی میں حکومت کروں۔ پس بہاء الدولہ نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو موصل بھیجدیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہ تھا ابو الدرداء سیاہ و سفید کرنیکا مالک تھا۔ رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں بعد ابو الدرداء کی حکومت مستقل ہو گئی اور بہاء الدولہ کے نائب کی نگرانی اور حمایت سے مستغنی ہو گیا اور بنو حمدان کی حکومت و سلطنت جاتی رہی والبقاء للہ۔

سعد الدولہ بن حمدان جسوقت سعد الدولہ نے اپنے خادم بکجور کو ہزیمت دی اور اسکو جبکہ اس

کے حالات | نے رقہ سے اسکی جانب کوچ کیا تھا قتل کر ڈالا تو سعد الدولہ واپس ہو کر حلب میں آیا اور عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر ۳۸۱ھ میں رہگرائے ملک عدم ہوا لولو کبیر نے جو اسکا خادم اور نیز اسکے امور سلطنت و حکومت کا منصرم تھا اسکے بیٹے ابو الفضل کو بجائے اسکے سر پر حکومت پر بٹھلایا اور شاہی افواج سے اسکی امارت و حکومت کی بیعت لی فوجیں ہر چہار طرف سے اسکی خدمت میں آگئیں کسی ذریعہ یہ خبر ابو الحسن مغربی تک پہونچی اسوقت یہ مشہد علی میں تھا فوراً سامان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کی خدمت میں حاضر ہونے کو کوچ کر دیا اور پہونچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی پس عزیز نے ایک عظیم فوج بسرکردگی اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین حلب کی جانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا اور بعد دو چار لڑائیوں کے شہر پر قبضہ حاصل کر لیا ابو الفضائل اور لولو قلعہ نشین ہو گیا اور وہیں سے بادشاہ روم کے پاس امداد کی غرض سے ایلچی روانہ کیا۔ چونکہ بادشاہ روم ان دنوں جنگ بلغار (بلگیریا) میں مصروف تھا اسوجہ سے اپنے گورنر انطاکیہ کو ان لوگوں کی امداد کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کی جمعیت سے ابو الفضائل کی کمک کی غرض سے کوچ کیا۔ جسر جدید پر پہونچکر قریب وادی عاصی خیمہ زن ہوا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا اور ان عیسائیوں کے مقابلہ پر آگیا۔ سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد رومیوں کو ہزیمت ہوئی لشکر اسلام تعاقب میں بڑھا۔ عیسائی ممالک کے دیہاتوں اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا انطاکیہ تک چلا گیا۔ ابو الفضائل اور لولو کو موقع مل گیا قلعہ سے شہر حلب میں چلے آئے اور جسقدر اوٹھا لیجا سکے مال و اسباب قلعہ سے اوٹھا لے گئے باقی کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ بعد اسکے منجوتکین پھر محاصرہ حلب پر واپس آیا۔ لولو نے ابو الحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیام دیا منجوتکین نے مصلحتاً مصالحت کر لی اور محاصرہ اُٹھا کر حلب سے دمشق چلا آیا۔ عزیز والی مصر کا اس مصالحت میں استمزاج نہ کیا عزیز نے اس سے مطلع ہو کر عتاب آمود فرمان بنام منجوتکین تحریر فرمایا اور سختی کے ساتھ محاصرہ حلب پر واپس جانے کو لکھا۔ پس منجوتکیں دوبارہ حلب کے محاصرہ کرنے کو گیا تیرہ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ ابو الفضائل اور لولو نے بادشاہ روم

کے پاس پھر خطوط روانہ کئے اور اس امر کو ظاہر کیا کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ ہو گیا تو انطاکیہ کی خیر نہ سمجھنا فتح انطاکیہ کا پھاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ نہ تھا کہ بادشاہ روم کو مہم بلغار سے فراغت حاصل ہو چکی تھی فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہوا منجوتکین کو اسکی خبر لگی تو اس نے موروچوں دمدموں اور چشموں کو خراب اور منہدم کر کے محاصرہ اٹھا کے کوچ کر دیا۔ بعدہ بادشاہ روم وارد حلب ہوا ابو الفضائل اور لولو نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اس عنایت وہمدردی کے شکر گذار ہوئے۔ ابو الفضائل اور لولو حلب واپس آیا اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ حمص وشیرز کو بزور تیغ مفتوح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس روز تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر ناکامی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس ہوا۔

حلب سے حکومت بنو حمدان کا انقراض اور بنی کلاب کا استیلاء ان واقعات کے بعد ابو نصر لولو نے جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا اپنے آقا ابو الفضل بن سعد الدولہ کو معزول کر کے کل شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موقوف کر کے حاکم علوی والی مصر کا خطبہ پڑھنے لگا۔ حاکم والی مصر نے اس کو مرتضی الدولہ کا خطاب مرحمت کیا بعد چندے لولو کے برتاؤات میں جو کہ حاکم والی مصر کے ساتھ تھے فرق آ گیا۔ بنو کلاب بن ربیعہ کو موقع مل گیا ان دنوں بنو کلاب کا سردار صالح بن مرداس نامی ایک شخص تھا۔ اسی اثناء میں لولو نے ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے تھے صالح بھی انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک مدت تک جیل میں رہا طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہا آخر کار جیل سے بھاگ کر اپنے اہل وعیال سے جا ملا اور تیاری کر کے حلب پر چڑھ آیا۔ لولو اور صالح سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انجام یہ کہ صالح نے لولو کو ۳۶۰ھ میں گرفتار کر لیا اسکا بھائی بہزار خرابی جان بچا کر حلب پہونچا اور اسکی ناکہ بندی کر لی بعد ازاں صالح کے پاس اپنے بھائی کا زر فدیہ لیکر قید سے رہا کر دینے کا پیام بھیجا صالح نے بچند شرائط لولو کو رہا کیا لولو قید سے نجات پا کر حلب آیا اور اپنے غلام فتح کو اس ہزیمت کا باعث قرار دیکر ایذا رسانی اور گرفتاری کی فکریں کرنے لگا فتح قلعہ حلب پر لولو کی طرف سے حاکم تھا کسی ذریعہ سے فتح کو اسکی خبر لگ گئی۔ حاکم علوی

والی مصر کو ان واقعات سے مطلع کر کے اسکے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور بولو سے باغی ہو کر زیر اثر حکومت مصر حکمرانی کرنے لگا۔ حاکم والی مصر نے صیدا و بیروت بطور جاگیر مرحمت کیا۔ بولو کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے بھاگ کر رومیوں کے پاس انطاکیہ چلا گیا اور انہیں کے پاس مقیم رہا۔ اب فتح کو اپنے ارادوں میں فتحیابی حاصل ہو گئی تھی۔ صیدا گیا۔ حاکم والی مصر نے اپنے جانب سے حلب کی حکومت بھی عطا کی اسی زمانہ سے بنو حمدان کی حکومت و دولت کا چراغ شام و جزیرہ میں گل ہو گیا اور حلب کی سرزمین عبیدیوں کے قبضہ اقتدار میں باقی رہ گئی۔ بعدازاں صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ واستیلاء حاصل کیا یہاں پر اسکی قوم کی دولت و حکومت اور اسکی آئندہ نسلوں نے بوراثت اسکے اس ملک پر حکمرانی کی جیسا کہ آئندہ انکے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

موصل میں بنو عقیل کی حکومت اور ابوالدرداء کے ذریعہ سے اسکے ابتدا ہونے کے حالات

بنو عقیل، بنو کلاب، بنو نمیر، بنو خفاجہ (عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھے) اور بنو طے (کہلان کے قبیلہ سے تھے) مابین جزیرہ اور شام دریائے فرات کے کنارہ پر پھیلے ہوئے تھے اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنو حمدان کے رقبہ حکومت میں رہتے اور انکو خراج ادا کیا کرتے تھے۔ موقع جنگ پر ان کے ساتھ ہو کر ان کے دشمنوں سے لڑنے کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھ گئی جبکہ بنو حمدان کا آفتاب اقبال لب بام آگیا۔ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا سامان جنگ درست کر کے ملک گیری کو نکل پڑے اور جب ابو طاہر بن حمدان کو بمقابلہ علی بن مروان ۳۸۰ھ مقام دیار بکر میں ہزیمت ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ابو طاہر نے نصیبین کا راستہ اختیار کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ نصیبین پر ابوالدرداء محمد بن مسیب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن عمر بن مہنا امیر بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر مستولی اور متصرف ہو گیا تھا۔ پس ابوالدرداء نے ابو طاہر اور اسکے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑھ کر موصل پر قبضہ کر لیا اور بہاء الدولہ بن بویہ کے پاس کہلا بھیجا جس نے کہ عراق میں خلیفہ کو دبا رکھا تھا آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل میں بھیجد یجئے تاکہ اسکے زیر اثر و نگرانی حکومت کروں چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک نائب موصل روانہ کیا

مگر زمام حکومت اور سیاہ وسفید کرنے کا اختیار ابوالدرداء کے قبضہ اختیار میں تھا۔ اس حالت سے دو برس منقضی ہوئے ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ نے چند فوجیں بسرافسری ابو جعفر حجاج بن ہرمز موصل کی طرف روانہ کیں ابوالدرداء نے ان کو پسپا کر کے موصل پر خود مختاری کے ساتھ حکمران بن بیٹھا۔ بعدہ اپنی قوم کو اور تیران عرب کو جو اسکے پاس آکر مجتمع ہو گئے تھے مرتب کر کے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے کو چلا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار فتح اور کامیابی کا جھنڈا ابوالدرداء کے ہاتھ رہا۔

ابوالدرداء کی وفات اور اسکے بھائی مقلد کی حکومت

۳۸۶ھ میں ابوالدرداء رہگرائے ملک عدم ہوا۔ بجائے اسکے بنو عقیل کی امارت پر اسکا بھائی علی متمکن ہوا۔ مقلد بن مسیب نے ہر چند ہاتھ پاؤں مارے اور بنو عقیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وجہ سے کہ علی اس سے مسن تھا اسکی ایک بھی پیش نہ گئی تب مقلد نے اپنی عنان توجہ حکومت موصل کی جانب منعطف کی اور ان دیلمیوں کو جو کہ موصل میں ابو جعفر بن ہرمز کے ساتھ مقیم تھے ملانا شروع کیا بعد چندے مقلد کو اپنے ان ارادوں اور سازش میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ دیلمیوں کی ایک گروہ کثیر نے اس سے سازش کر لی۔ اسوقت مقلد نے بہاء الدولہ کی خدمت میں بذریعہ درخواست یہ گذارش کی کہ اگر حکومت موصل کی مجھے عنایت کی جائے تو میں دو لاکھ سالانہ خراج ادا کروں گا۔ بعدہ اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی سند حکومت عطا فرمائی ہے تم لوگ میری حمایت کرو پس وہ لوگ تیار ہو کر مقلد کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوئے سفر و قیام کرتے ہوئے تھوڑے دنوں بعد موصل کے قریب پہونچے دیلمیوں میں سے جن لوگوں نے اس سے سازش کر لی تھی وہ لوگ موصل سے نکل کر اسکے پاس چلے آئے۔ ابو جعفر بن ہرمز سپہ سالار دیلم نے دیلمیوں کا یہ حال دیکھکر امن کی درخواست کی مقلد نے اسکو امن دیدی چنانچہ ابو جعفر کشتی پر سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوا اہل موصل نے اسکا تعاقب کیا مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی مقلد نے ابو جعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کر لیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ

غربی فرات کی نگرانی و حفاظت مقلد کرتا تھا۔ دارالخلافت بغداد میں اسکی

طرف سے اسکا نائب رہتا تھا اس نائب میں ذاتی شجاعت اور تہور تھی اس سے اور بہار الدولہ کے ساتھیوں سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ ان دنوں بہار الدولہ اپنے بھائی کے جھگڑوں میں مصروف و مشغول تھا مقلد کے نائب نے اپنے آقا کی خدمت میں بہار الدولہ کے مصاحبوں کی شکایت لکھ بھیجی۔ مقلد نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور پہونچتے ہی قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرنے لگا اور مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ابو علی بن اسمٰعیل نے جو کہ بغداد میں بہار الدولہ کی طرف سے بطور نائب کے تھا مقلد کے طوفان بے امتیازی کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا۔

بہار الدولہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے غلطی سے ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو ابو علی بن اسمٰعیل کی گرفتاری اور مقلد بن مسیب سے مصالحت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مقلد اور ابو جعفر میں بایں شرائط مصالحت ہوئی (۱) یہ کہ مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہار الدولہ کی خدمت بطور نذر یا خراج بھیجا کرے۔ (۲) یہ کہ خطبوں میں بعد بہار الدولہ کے ابو جعفر کا نام پڑھا جائے (۳) یہ کہ ممالک مقبوضہ سے سوائے حق نگرانی و حفاظت اور کوئی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا اختیار مقلد کو نہ ہوگا۔ (۴) یہ کہ مقلد کو بہار الدولہ کی طرف سے شاہی خلعت عطا کی جائے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو۔ (۵) یہ کہ موصل، کوفہ، مصر اور جامعین بطور جاگیر مقلد کو مرحمت ہوں۔ ان شرائط پر باہم مصالحت تو ہو گئی ہنوز نفاذ کی نوبت نہ آئی تھی کہ قادر باللہ سریر خلافت پر رونق افروز ہوا مقلد نے کل شرائط کو بالائے طاق رکھ کے پورے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اراکین دولت، علماء، فضلاء اور مدبرین ہر چہار طرف سے کھنچ کھنچا کر اسکے پاس چلے آئے اس سے اسکا رتبہ عالی ہو گیا اسی اثناء میں ابو جعفر نے ابو علی بن اسمٰعیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا بعد چندے ابو علی جیل سے نکل کر مہذب الدولہ کے پاس بھاگ گیا۔

علی بن مسیب کی گرفتاری مقلد بن مسیب اور اسکے بھائی کے ہمراہیوں سے قبل روانگی عراق زمانہ قیام موصل میں کچھ کھٹ پٹ سی ہو گئی تھی پس جب عراق سے مقلد واپس ہو کر موصل میں آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبوں سے انتقام لینے پر تل گیا پھر یہ خیال کر کے کہ

بحالت موجودگی اپنے بھائی کے میں اس ارادہ میں کامیاب نہوں گا خاموش ہو رہا اور اپنے بھائی کی گرفتاری کی فکر کرنے لگا۔ ایک روز اپنی فوج دیلم اور اکراد کو طلب کر کے قصر و قوقا کے قصد کا اظہار کیا اور اُن سے اطاعت و فرمانبرداری کی قسم لی بعد ازاں رات کے وقت اپنے بھائی کے مکان میں نقب لگا کر گھس گیا اسکے بھائی علی کا مکان اسکے مکان سے ملحق اور متصل تھا علی خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا۔ مقلد نے پہونچکر مشکیں باندھ لیں اور باطمینان تمام لیجا کر جیل میں ڈالدیا۔ اسکے لڑکوں قراوش اور بدران کو اور نیز اسکی بیوی کو تکریت روانہ کر دیا۔ اور سرداران عرب کو طلب کر کے خلعتیں دیں انعامات اور صلے مرحمت کئے جس سے تقریباً دو ہزار سوار اسکے پاس مجتمع ہو گئے۔

علی کی بیوی معہ اپنے دونوں لڑکوں کے حسن بن مسیب کے پاس چلی گئی اور اسکو سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے اپنے عربی نژاد اعزہ و اقارب کو مجتمع کر کے مقلد پر چڑھائی کر دی سولہ ہزار سوار وں کی جمعیت سے موصل کی طرف بڑھا مقلد کو اسکی خبر لگی لوگوں کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا رافع بن محمد بن معن نے جنگ کرنیکی رائے دی غریب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بھائی ہے جنگ سے ہاتھ روک لینا بہتر ہے۔ ہنوز کوئی بات طے نہونے پائی تھی کہ اسکی بہن۔ رحلہ بنت مسیب اپنے بھائی علی کی سفارش کرنیکی غرض سے آپہونچی مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کر دیا اور اسکا مال و اسباب جو کچھ ضبط کر لیا تھا واپس دیدیا۔ اس سے فریقین کے ہمراہیوں کو بیحد مسرت ہوئی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا حسن اور علی حلہ کی جانب واپس گیا اور مقلد موصل میں لوٹ آیا اور واسط میں علی بن مزید اسدی پر فوج کشی کرنے کی تیاری میں مصروف ہوا جوں ہی مقلد نے حلہ کی جانب کوچ کیا علی دوسری راہ سے موصل آپہونچا اور اس پر قابض ہو گیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل کی طرف لوٹا حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا مقلد کی کثرت فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملے میں علی پس جائے گا۔ مقلد کو حلہ میں ٹھیرا کر علی کے پاس آیا اور اسکو سمجھا بوجھا کر باہم

مصالحت کرادی۔ بعد مصالحت مقلد معہ اپنے دونوں بھائیوں کے موصل میں داخل ہوا بعد چندے علی بخوف خطرہ آئندہ بھاگ گیا بعد ازاں دونوں میں اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ ان دونوں میں سے ایک شخص شہر میں رہے۔ پھر ۳۹۰ھ میں علی نے وفات پائی بجائے اسکے حسن مامور ہوا مقلد نے اس پر فوج کشی کی بنو خفاجہ کا گروہ ■ اس کے رکاب میں تھا حسن یہ خبر پاکر عراق کی طرف بھاگ گیا مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہوا واپس آیا۔ بعدہ مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا اور دوبارہ اس پر قابض ہوگیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس چلا گیا مہذب الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرادی۔

استیلاء مقلد بر دقوقا

مقلد نے اپنے دونوں بھائیوں اور ابن مزید کے مہم سے فارغ ہوکر دقوقا کی جانب قدم بڑھایا اور پہونچتے ہی اس پر قابض و متصرف ہوگیا اس سے پیشتر عیسائیوں میں سے دو شخصوں نے اہل شہر کو اپنا مطیع و منقاد بنالیا تھا جبریل بن محمد نے جو کہ نامور سپہ سالاران بغداد سے تھا ان دونوں عیسائیوں سے دقوقا کو چھین لیا اس مہم میں مہذب الدولہ والی بطیحہ نے بھی جبریل بن محمد کا ہاتھ بٹایا۔ جبریل ایک کار آزمودہ سپہ سالار تھا جہاد کرنے پر ہر وقت تلا رہتا تھا اس نے شہر پر قبضہ کرنے اور عیسائی حکمرانوں کے گرفتار کرلینے کے بعد شہر میں عدل و انصاف کی منادی پھروادی۔ بعد اسکے مقلد نے اس سے اس شہر پر قبضہ حاصل کیا بعد ازاں محمد بن عنان پھر قرواش بن مقلد یکے بعد دیگرے حکمراں ہوئے پھر شہر کی حکومت و ریاست فخر الدولہ ابو غالب کی طرف منتقل ہوگئی پھر جبریل کو موقع مل گیا لوٹ کر دقوقا پر آیا اور امراء اکراد میں سے موشک بن چکویہ کی فوجوں سے اپنا لشکر مرتب کرکے دھاوا کردیا اور فخر الدولہ کے عمال کو شہر سے نکال باہر کیا اس اثناء میں بدران بن مقلد آپہونچا اور اس نے ان دونوں کو مغلوب کرکے شہر پر قبضہ کرلیا

قتل مقلد و حکومت قرواش بن مقلد

مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے جدا ہوکر بھاگے مقلد نے انکا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کرکے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کیا

■ واقعہ ۳۸۶ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر۔

اس سے ان کے بھائیوں کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے ایک روز انہیں ترکوں نے بحالت غفلت مقلد کو ۳۹۱ھ مقام انبار میں قتل کر ڈالا۔ اسکی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی بغداد کے سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں تھیں۔ جب یہ مارا گیا تو اسکا بڑا بیٹا قراوش موجود نہ تھا اسکا مال و اسباب انبار میں تھا۔ اسکے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن شہرویہ پر خوف غالب ہوا ابومنصور بن قراد سے خط و کتابت شروع کی یہ اسوقت سندیہ میں تھا۔ باہم دونوں میں یہ طے پایا کہ جو کچھ مقلد مال و اسباب اور نقدیات چھوڑ کر مرگیا ہے اسمیں سے نصف نصف ابومنصور کو تقسیم کر دیا جائے گا بشرطیکہ جسوقت قراوش کا چچا حسن بن مسیب بقصد قراوش قدم بڑھائے ابومنصور آڑے آئے اور بجائے مقلد کے قراوش حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا جائے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قراوش کو بہ ترغیب حکومت بلا بھیجا پس جب قراوش اپنے باپ کے دارالحکومت میں آگیا تو اس نے بموجب اقرار عبداللہ بن ابراہیم کے اپنے باپ کے متروکہ میں سے نصف مال و اسباب اور نقدیات تقسیم کر کے ابومنصور بن قراد کو دیدیا اور ابومنصور بن قراد حسب اقرار اسکے شہر میں بغرض حفاظت و مزاحمت حسن بن مسیب ٹھہرا رہا۔

اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیب کو ہوئی تو سرداران بنو عقیل کے پاس قراوش کی اس حرکت کی شکایت کرنے کو گیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اسوقت تک ابومنصور بن قراد اسکے پاس مقیم ہے بنو عقیل چچا اور بھتیجہ میں باہم مصالحت کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر چچا اور بھتیجہ (حسن اور قراوش) میں مصالحت ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ ابومنصور کے ساتھ بدعہدی اور غداری کیجائے بایں طور کہ انمیں سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو پس جسوقت دونوں حریف رو در رو جنگ پر تل جائیں اسوقت ابومنصور بن قراد گرفتار کر لیا جائے۔ الغرض حسن اور قراوش نے باہم سازش کر کے اسطرح کی جنگ زرگری کی بناء ڈالی۔ دونوں چچا اور بھتیجہ کی فوجیں صف آرا ہوئیں۔ کسی نے اس سازش سے ابومنصور بن قراد کو مطلع کر دیا ابومنصور بخوف گرفتاری بھاگ کھڑا ہوا حسن اور قراوش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہوئے۔ قراوش واپس ہو کر ابومنصور بن قراد کے مکانوں میں گیا اور کل مال و اسباب پر قابض ہوگیا یہانتک کہ ابوجعفر حجاج

بن ہرمز نے اس سے اس مال واسباب کو چھین لیا۔

قراوش اور بہار الدولہ ۳۹۲ھ میں قراوش بن مقلد نے بنوعقیل کے لشکر کو مداین کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے پہونچتے ہی مداین پر محاصرہ ڈالدیا۔ بہار الدولہ کے نائب بغداد ابو جعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنوعقیل کے سرکرنے کو بھیجی۔ چنانچہ ابو جعفر کی فوج نے بنوعقیل کو مداین سے پسپا کر دیا بنوعقیل کو اس سے سخت پشیمانی ہوئی بنواسد وغیرہ کو مجتمع کرکے بڑے اہتمام سے پھر فوج کشی کی اسوقت ان لوگوں کا سردار علی بن مزید نامی ایک شخص تھا۔ ابو جعفر نے بھی اس سے مطلع ہوکر مقابلہ کی غرض سے خروج کیا۔ ملک شام سے خفاجہ کو طلب کرکے اپنی فوج مرتب کی پس اسکو ہزیمت ہوئی اسکا سارا لشکر پامال کر دیا گیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے ترکوں اور دیلمیوں میں سے ایک گروہ کثیر، قید کر لیا گیا بعد ازاں ابو جعفر نے دوبارہ اپنی فوج آراستہ کی اطراف کوفہ میں باغیان دولت عباسیہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس واقعہ میں بھی اس نے ان کو ہزیمت دی۔ بہتوں کو قتل اور اکثر کو قتل کر لیا۔ بعدہ بنومزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑھایا اور ان کا بیشمار مال واسباب لوٹ لیا۔

۳۹۷ھ میں قراوش نے کوفہ کا قصد کیا اسوقت کوفہ کی عنان حکومت ابو علی بن ثمال خفاجی کے قبضہ اقتدار میں تھی مگر اتفاق سے یہ اسوقت کوفہ میں موجود نہ تھا پس قراوش بلا مزاحمت و مخاصمت کوفہ میں داخل ہوا ابو علی کو یہ خبر لگی تو وہ بھی فوجیں تیار کرکے آپہونچا سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد قراوش کو ہزیمت ہوئی ابو علی نے کوفہ پر قبضہ کرکے قراوش کے ہمراہیوں سے بطور تاوان بہت سا روپیہ وصول کیا۔ پھر ۳۹۹ھ میں ابو علی راہی ملک عدم ہوا۔ حاکم والی مصر نے اس کو رحبہ کی حکومت پر مامور کیا تھا جسوقت یہ سند حکومت لئے ہوئے رحبہ پہونچا عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسکے خلاف خروج کرکے اسکو مار ڈالا اور رحبہ پر قابض و متصرف ہوگیا بعد اسکے اور لوگ بھی اس شہر پر حکمرانی کرتے رہے تاآنکہ صالح بن مروان کلابی والی حلب نے اس شہر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

قرواش کا اپنے وزیر ول کو گرفتار کر لینا

معتمد الدولہ قرواش بن مقلد نے ابو القاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا تھا۔

ابو القاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے ہمراہیوں سے تھا اس سے رخصت ہو کر مصر گیا اور وہاں کے صوبجات کا والی وحکمراں ہوا اسکا بیٹا ابو القاسم حسین یہیں پیدا ہوا اور یہیں نشوونما پا کر بڑا ہوا۔ بعد اسکے حاکم والی مصر نے اسکے باپ کو کسی الزام میں سزائے موت دی ابو القاسم حسین شام میں حسان بن مفرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا۔ اور اسکو والی مصر کے ساتھ بدعہدی کرنے اور ابو الفتوح حسن بن جعفر والی مکہ کی بیعت پر آمادہ کیا چنانچہ حسان نے ابو الفتوح کو مکہ سے رملہ میں بلا کر ٹھہرایا "امیر المومنین" کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اسکی خبر لگی تو اس نے حسان کو بہت سا مال وزر دیکر ابو الفتوح کی جانب سے پھیر لیا۔ تب ابو الفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آیا اور ابو القاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخر الملک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اسوجہ سے کہ ابو القاسم کا علویوں کی طرف طبعی میلان تھا ابو القاسم کی طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہوا فخر الملک نے اس بنا پر اپنے یہاں سے نکالدیا تب ابو القاسم نے قرواش کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے موصل کا راستہ لیا۔ قسمت یاوری پر تھی قرواش نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ بعدہ ۴۱۱ھ میں کسی امر میں اس سے مشتبہ ہو کر اس کو گرفتار کر لیا اور ایک مقدار معین اسپر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے کہ اس کا مال واسباب بغداد اور کوفہ میں ہے رہا کر دیا۔ ابو القاسم واپس ہو کر بغداد آیا اور بعد موید الملک رجحی کے شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت سے ممتاز ہوا۔

موید الملک رجحی کے معزول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی سے اور عنبر خادم ملقب بہ اثیر سے مراسم اتحاد تھے عنبر کو موید الملک کا یہ فعل ناگوار گزرا شرف الدولہ کو اسکی جانب سے بدظن کر کے معزول کرا دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ترکوں اور عنبر خادم سے اَن بَن ہو گئی اس مخالفت میں وزیر

السلطنت ابو القاسم عنبر خادم کا ہم آہنگ تھا ۱؎ . . . . پس اس نے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی چنانچہ وزیر السلطنت ابو القاسم اور عنبر خادم بغداد سے سندیہ کی طرف روانہ ہوا اسوقت سندیہ میں قرادش موجود تھا اس نے ان لوگوں کو عزت واحترام سے ٹھہرایا دو ایک روز قیام کر کے اوانا کی جانب کوچ کیا۔ ترکوں کو اسکی خبر لگی تو انہوں نے عنبر خادم سے معذرت کی اور منت وخوشامد واپسی پر اصرار کیا عنبر خادم نے انکی معذرت پر بغداد کی طرف مراجعت کی اور ابو القاسم مغربی قرادش کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا ہے دس ماہ اس نے وزارت کی۔

بعد اسکے کوفہ میں مابین عباسیوں اور علویوں کے جھگڑا پیدا ہو گیا اس فتنہ کی ابتدا ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابو القاسم کا صہر (داماد) تھا خلیفہ نے قرواش کو ابو القاسم کے نکال دینے کو لکھ بھیجا پس ابو القاسم کوفہ سے نکل کر ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔ بقیہ حالات اسکے اسی مقام پر تحریر کئے جائیں گے۔

اسی سنہ میں معتمد الدولہ قرادش نے ابو القاسم سلیمان بن فہر گورنر موصل کو جو کہ اسکے اور نیز اسکے باپ کی طرف سے موصل پر مامور تھا گرفتار کر لیا۔ اسکی سوانح یہ ہے کہ یہ اپنے شروع شباب میں ابو اسحاق صابی کی خدمت میں کتابت کے عہدہ پر متعین تھا بعد ازاں مقلد بن مسیب کے پاس چلا گیا اور پھر اسکے ہمراہ موصل گیا ایک مدت کے بعد قرادش نے اسکو خراج اور مال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح کے اُن پر جرمانے کئے قرادش کو یہ خبر لگی تو اس نے اس کو گرفتار کر کے اسکے کل مال واسباب کو ضبط کر لیا اور کثیر التعداد جرمانہ کیا۔ ابو القاسم اس کی ادائیگی سے معذور ومجبور رہا اس پر قرادش نے اس کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

۱؎ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

جنگ قراوش و عرب اور لشکر بغداد

۴۱۱ھ میں عرب فتنہ قراوش کے لئے مجتمع ہوا۔ دبیس بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اسکی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ دارالخلافت بغداد سے بھی فوجیں آگئیں۔ سر من رائے کے قریب ایک میدان میں دونوں فریق گتھ گئے قراوش کے ہمراہ رافع بن حسین بھی تھا گھمسان لڑائی ہوئی۔ آخرالامر قراوش کو ہزیمت ہوئی سارا مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اثناء دار و گیر میں گرفتار کر لیا گیا۔ اسکے مقبوضات میں سے تکریت بزور تیغ مفتوح کیا گیا۔ شاہی فوجیں بغداد واپس آئیں۔ پھر غریب بن معن کی سفارش سے قراوش کو رہائی ملی۔ سلطان بن حسن بن ثمال امیر خفاجہ کے پاس چلا گیا۔ ترکی لشکر نے تعاقب کیا۔ غربی فرات میں مڈبھیڑ ہو گئی ایک سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد قراوش اور سلطان کو ہزیمت ہوئی۔ شاہی فوجوں نے اسکے مقبوضات کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ قراوش نے تنگ ہو کر دارالخلافت بغداد میں علم خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔

پھر ۴۱۷ھ میں مابین قراوش اور بنو اسد و خفاجہ کے جھگڑا ہو گیا۔ خفاجہ نے قراوش کے مقبوضات سواد پر دست درازی شروع کر دی تھی۔ قراوش نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل سے کوچ کیا۔ خفاجہ کا سردار ابوالفتیان منیع میں حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی بن مزید سے سازش کر لی اور اسکو اپنا ہمدرد اور مددگار بنا لیا۔ چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو مجتمع اور مرتب کر کے ابوالفتیان کی کمک پر پہونچا کوفہ کے باہر دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ کوفہ اسوقت قراوش کے قبضہ میں تھا۔ قراوش پر ان لوگوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بلا جدال و قتال کوفہ چھوڑ انبار کی جانب کوچ کر گیا۔ فتحمند گروہ نے قراوش کا تعاقب کیا قراوش نے انبار کو بھی خیرآباد کہکر حلہ کا راستہ لیا فتحمند گروہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ مگر بعد چندے انبار کو چھوڑ کر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ قراوش کو اسکی خبر لگ گئی پہونچکر فوراً قبضہ کر لیا۔

بعدازاں اسی سنہ میں بنی عقیل سے اور اس سے دو دو ہاتھ چل گئی۔ سبب یہ ہوا کہ اثیر عنبر

خادم (دولت بنی بویہ کا حاکم اور ایک چیرہ دست منتظم تھا) کے خلاف شاہی فوج نے بغاوت کردی۔ عنبر خادم بخوف جان قرواش کے پاس چلا گیا۔ قرواش نے اسکے مال واسباب پر جو کہ قیروان میں تھا قبضہ کرلیا۔ مجد الدولہ بن قراد اور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک گروہ کثیر کو مجتمع کیا بدران برادر قرواش بھی ان لوگوں میں آکر مل گیا۔ بہت بڑی تیاری سے ان لوگوں نے قرواش پر چڑھائی کی۔ غریب بن معن اور اثیر عنبر خادم قرواش کی کمک پر مجتمع ہوئے ابن مروان نے بھی فوجی مدد دی۔ تیرہ ہزار کی جمعیت سے قرواش میدان جنگ میں آیا۔ ایک شہر کے قریب دونوں حریف نے صف آرائی کی جسوقت دونوں لشکر حملہ آور ہوا اور لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ بدران بن مقلد صف لشکر سے نکل کر اپنے بھائی قرواش کے پاس چلا آیا اور دوسطہ مصاف میں باہم مصالحت کرلی ایک نے دوسرے سے معانقہ کیا قرواش نے معہ اپنے بھائی بدران کے شہر موصل کیجانب معاودت کی۔

پھر مابین قرواش اور خفاجہ کے دوبارہ منازعت پیدا ہوئی۔ سبب یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ والی کوفہ نے جامعین مقبوضہ دبیس پر دفعۃً حملہ کرکے لوٹ لیا دبیس یہ خبر پاکر منیع کی جستجو اور تعاقب میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا انبار کا قصد کیا اس نے اور اس کی قوم نے اس کو بھی کھول کر تاخت وتاراج کیا قرواش کو اسکی خبر لگی تو وہ معہ غریب بن معن کے منیع کے روک تھام کو[1] . . . . . . انبار کی طرف روانہ ہوا پھر ان کے تعاقب میں قصر کی جانب بڑھا۔ خفاجہ یہ خبر پاکر انبار کی جانب لوٹے اور اسکو لوٹ لیا آگ لگادی جل کر خاک وسیاہ ہوگیا۔ قرواش اور دبیس دس ہزار فوج مجتمع کرکے خفاجہ کی سرکوبی کو بڑھے مگر باوجود اس کثرت فوج کے خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے میں مصروف ہوئے

بعد اسکے منیع بن حسان خفاجی ملک ابو کالیجار کے پاس گیا اور اسکے علم حکومت کے آگے

---

[1] اس مقام پہ اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

گردن اطاعت جھکا دی۔ کوفہ میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت کو دونوں کنارہ فرات سے زایل کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ مجتمع کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ نصیبین پر اسوقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا اس نے محاصروں کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ بدران سے گھسان لڑائی ہوئی۔ پہلے تو بدران کو ہزیمت ہوئی پھر لوٹ کر اُن پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں نصیر الدولہ کی فوج کو ہزیمت ہوئی نہایت سختی سے ان کو پامال کیا۔ اس اثناء میں اسکو یہ خبر لگی کہ اسکا بھائی قرواش موصل کے قریب پہونچ گیا ہے فوراً محاصرہ اوٹھا کر اسکی طرف روانہ ہو گا۔

تاتاریوں کا موصل پر قبضہ تاتاریوں کا گروہ ترکوں کی ایک شاخ ہے جو بخارا کے قریب ایک درہ میں رہتا تھا جب ان لوگوں کا فتنہ و فساد اس اطراف میں حد سے تجاوز ہو گیا تو سلطان سبکتگین نے ان کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی۔ والی بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان ترکوں کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمود نے گرفتار کر کے ہند میں بیجا کے قید کر دیا اور اسکے قبائل اور خاندان کو پامال کیا۔ ان میں سے بہتوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان خراسان بھاگ گئے اور وہاں پہونچکر فتنہ اور فساد کا بازار پھر گرم کر دیا دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی سلطان محمود نے ان کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے ان کو خوب پامال کر کے خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ ان میں سے اکثر نے اصفہان میں جا کے قیام کیا والی اصفہان سے معرکہ آرائی کی۔ یہ واقعہ ۴۲۰ھ کا ہے بعد اسکے متفرق اور منتشر ہو گئے اور ایک گروہ ان تاتاریوں کا خوارزم کے قریب کوہ بکجار کی طرف چلا گیا اور ایک گروہ نے آذربایجان میں جا کے قیام کیا اندنوں آذربایجان کا والی وہشودان تھا اس نے ان ترکوں کی بابیں خیال کہ آیندہ انکے فسادات سے محفوظ رہے عزت افزائی کی تنخواہیں مقرر کیں انعامات دیئے

صلے دیئے مگر ترکوں نے اسکی ذرا بھی پروانہ کی وہی لوٹ مار وہی غارتگری جاری رکھی۔ ان لوگوں کے چار سردار تھے۔ بوقا، کوکتاش، منصور اور دانا۔ ۴۲۹ھ میں یہ لوگ مراغہ میں داخل ہوئے اور اسکو نہایت بیرحمی سے تاخت و تاراج کیا اکراد ہذبانیہ پر پامالی کا ہاتھ بڑھایا۔ انہیں میں سے ایک گروہ رے کی طرف چلا گیا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رے کا امیر علاء الدین بن کاکو یہ تھا۔ ترکوں نے شہر پر یلغار کیا۔ قتل و غارتگری اور وحشیانہ ظلم وستم کا اہل شہر کو جولانگاہ بنایا۔ اسی طرح اہل کرخ اور قزوین کے ساتھ کیا ان مقامات کے تاخت و تاراج سے فارغ ہو کر آرمینیہ کی جانب بڑھے اور اسکے گرد و نواح پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا وہاں کے اکراد کو بھی پامال کیا بعدہ دینور پر ۴۳۰ھ میں حملہ آور ہوئے بعدہ وہشودان والی تبریز نے اپنے شہر میں ترکوں کے ایک گروہ پر جو تعداداً تیس تھے اور سب کے سب سردار تھے حملہ کر کے قتل کر ڈالا اس سے باقی ماندگان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ اطراف وجوانب میں بخوف جان منتشر و متفرق ہو گئے۔

ترکوں کا وہ گروہ جو آرمینیہ میں تھا انہوں نے مجتمع ہو کر بلاد اکراد ہکاریہ مضافات موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ نہایت سختی سے لوٹ مار شروع کی ایک عالم کو تہ و بالا کر ڈالا اکراد نے مجتمع ہو کر ترکوں پر پھر حملہ کیا اس حملہ میں اکراد کو کامیابی ہوئی ترکوں کا گروہ متفرق اور منتشر ہو کر پہاڑوں میں چلا گیا اور سارا جتھا تتر بتر ہو گیا۔

رے کے ترکوں نے نیال برادر سلطان طغرلبک کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ کر ۴۳۳ھ میں دیار بکر اور موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ جزیرہ ابن عمر میں قیام پذیر ہو کر اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کر دیا۔ باقروی، یازندی اور حسینہ کو لوٹ لیا اسی زمانہ میں سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان نے ترکوں کے امیر منصور بن غز غلی کو دھوکا دے کر گرفتار کر لیا اسکی گرفتاری سے اسکے ہمراہی ہر چہار طرف بلاد میں متفرق اور منتشر ہو گئے سلیمان

بن نصیر الدولہ نے ان کی تعاقب اور گرفتاری پر فوجیں روانہ کیں۔ قرواش والی موصل نے ایک دوسری تازہ دم فوجیں انکی کمک پر بھیجی اکراد بشنویہ ہمراہیان فنک کو بھی اسی جماعت میں شامل کر دیا۔ پس اس مہم نے ترکوں کو جا گھیرا۔ ترکوں نے مرنے پر کمر باندھی اور خوب جی کھول کر لڑے اور پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا۔ بعد ان واقعات کے عرب نے عراق کی جانب عنان توجہ منعطف کی۔ ترکوں نے دیار بکر کو ویران و خراب کر ڈالا۔ قرواش یہ خبر پا کر کہ ترکوں کے ایک گروہ نے اسکے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا ہے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل چلا گیا۔ پس جسوقت ترکوں نے برقعید میں پڑاؤ کیا قرواش نے ترکوں پر شبخوں مارنے کی تیاری کی۔ ترکوں کو اسکی خبر لگ گئی فوراً ٹوٹ پڑے قرواش کے ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ جیسا کہ ان لوگوں نے شرط کی مال وزر دیکر ٹالنے کی فکر کرنے لگا ہنوز قرواش فراہمی مال میں مصروف تھا کہ ترکوں نے دوسری طرف سے موصل کی جانب قدم بڑھایا قرواش کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی فوج مرتب کرکے مقابلہ پر آیا۔ تمام دن گھمسان لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہوا۔ شام ہوتے ہوتے عربوں اور اہل شہر کو ہزیمت ہوئی۔ قرواش ایک کشتی پر سوار ہو کر براہ فرات بھاگ نکلا سارا مال واسباب چھوڑ گیا ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر غارتگری شروع کر دی۔ جواہرات، زیورات اثاث البیت اور بیحد مال وزر انکے ہاتھ لگا۔

قرواش بنفسہ جان بچا کر سند پہونچا۔ سلطان جلال الدولہ دبیس بن علی بن مزید امراء عرب اور سرداران اکراد کی خدمت میں استمداد کا عریضہ روانہ کیا۔

ترکوں نے فتحیابی حاصل کرکے اہل موصل کے ساتھ قتل اور غارتگری کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ بعض محلہ والوں نے حفاظت جان و مال کی غرض سے بہت سا مال وزر دینے کا وعدہ کر لیا جسکی وجہ سے انکی آبرو ریزی نہوئی اور وہ ان غارتگروں کے ظلم وستم کے ہاتھ سے بچ گئے۔ ابتداً اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہو گیا تو چار ہزار

اور جرمانہ کیا اور اسکے وصول کرنے میں مصروف ہوئے۔ اہل موصل کا ناک میں دم ہو رہا تھا بگڑ گئے اور دفعتہً حملہ کر دیا۔ شہر میں جسقدر ترک ہاتھ آئے سبھوں کو مار ڈالا۔ جب ان کے بھائیوں کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ لوگ مجتمع ہو کر نصف ۴۳۵ھ میں بزورِ تیغ شہر موصل میں گھس پڑے۔ تلواریں نیام سے کھینچ لیں بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ مقتولوں کی کثرت سے راستے بند ہو گئے۔ بقیۃ السیف کے ایک گروہ نے ان مقتولوں کو گڑھوں میں دفن کیا۔ اس قتل عام کے بعد ان لوگوں نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور بعد خلیفہ کے سلطان طغرلبک کو دعا سے یاد کیا۔ مدتوں یہ لوگ شہر موصل میں ٹھہرے رہے۔ ملک جلال الدولہ بن بویہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرلبک کی خدمت میں ان لوگوں کی زیادتیوں کی شکایتیں لکھیں۔ سلطان طغرلبک نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہیں ان لوگوں نے اطراف رے میں فساد برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے۔ عنقریب ان لوگوں کے سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کی جائیں گی۔ اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے کہ میرے خدام نے تمہارے مقبوضات کا قصد کیا تھا تم نے ان کو مال و زر دیکر روک دیا تم سرحدی حکمران ہو تم کو لازم ہے کہ تم اس قدر دیا کرو کہ اس سے جہاد کو مدد پہونچے میں عنقریب ایسے لوگوں کو مامور کرتا ہوں کہ جو ان لوگوں کو تمہارے مقبوضات سے دفع کر دیں۔ بعد اسکے دبیں بن علی بن مزید فوجیں مرتب کر کے قرواش کی کمک کو روانہ ہوا۔ بنو عقیل کا جم غفیر اسکے پاس آکر مجتمع ہو گیا۔ اس سے موصل کی جانب بڑھے۔ ترکوں کو یہ خبر لگی تو وہ تل اعفر کی طرف ہٹ آئے اور دیار بکر میں اپنے ہمراہیوں اور اپنے سرداروں ناصغلی اور بوقا کے پاس امداد کی غرض سے قاصد روانہ کئے۔ پس لوگ آگئے ماہ رمضان ۴۳۵ھ میں قرواش اور ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ صبح سے ظہر تک سخت اور خوں ریز جنگ ہوتی رہی۔ پہلے تو عرب کو ترکوں نے ان کے مورچہ سے پسپا کر دیا مگر پھر جب عرب نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا

تو ترکوں کو ہزیمت ہوئی۔ عربوں نے انکا تعاقب کیا کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا ترکوں کے نامی نامی سردار مارے گئے ہزاروں ترک کھیت رہے فتحمند گروہ نے مقتولوں کے سروں کو دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ قراوش انکا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا ترکوں نے اس معرکہ سے ہزیمت اوٹھاکر دیار بکر کا قصد کیا اور اسکو تاخت وتاراج کرکے ارزن روم کی طرف گئے اور اسکو بھی قتل وغارتگری کا بازار بناکر آذربیجان میں جاکے دم لیا اور قراوش نے موصل کی جانب مراجعت کی۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ

ہم اوپر بدران کے محاصرہ نصیبین اور وہاں سے اپنے بھائی قراوش کی وجہ سے کوچ کرجانے اور پھر دونوں میں مصالحت ہوجانے اور نصیرالدولہ کا قراوش کی بڑی بیٹی سے عقد کرنے کا حال تحریر کرآئے ہیں۔ بعد عقد نصیرالدولہ نے اسکی بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ نہ کیا اور نہ اپنی بیویوں کے برابر اس کو حق دیا اس نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ پس اس نے نصیرالدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا بعد اس کے نصیرالدولہ کے بعض عمال قراوش کے پاس چلے آئے اور اسکو جزیرہ پر قبضہ کرلینے کی طمع دلائی قراوش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینار تھا جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی بدران کے لئے طلب کیا نصیرالدولہ نے اس سے انکار کیا۔ قراوش نے ایک فوج جزیرہ کے محاصرہ پر روانہ کی اور دوسری فوج اپنے بھائی بدران کی ماتحتی میں نصیبین کے سر کرنے کو بھیجی بعدازاں خود بھی آپہونچا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کرلیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کرلی۔ عرب اور اکراد مجتمع ہوکر نصیرالدولہ کے پاس میافارقین میں گئے اور اس سے نصیبین کے دیدینے پر مصالحت کا پیام دیا۔ نصیرالدولہ نے نصیبین کو ان لوگوں کے حوالہ کردیا اور قراوش کو اسکی بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار مرحمت کئے۔

ان واقعات کے بعد ۴۲۵ھ میں بدران رہگرائے ملک عدم ہوا۔ اسکا بیٹا عمر قراوش کے پاس آیا۔ قراوش نے اسکو اسکی گورنری نصیبین پر بحال رکھا۔ بنو نمیر کو اسکے ملک پر قبضہ

کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ فوج مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ قرواش یہ خبر پاکر انکی مدافعت کو آیا اور اپنے ملک سے بے نیل مرام نکال باہر کیا۔

جنگ قرواش وغریب تکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ بنو عقیل سے تھا غریب نے عرب اور کردوں کے ایک گروہ کو مجتمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجیں بھیجیں پس غریب نے تکریت پر یلغار کیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ رافع بن حسین اسوقت موصل میں قرواش کے پاس تھا۔ اس سے مطلع ہو کر فوجیں مہیا کیں اور تکریت کی حمایت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ غریب سے تکریت کے گرد و نواح میں مڈبھیڑ ہوئی غریب کو ہزیمت ہوئی قرواش اور رافع نے تعاقب کیا اسکے مال واسباب اور مکانات سے متعرض ہوا۔ بعدازاں باہم نامہ و پیام ہو کر مصالحت ہو گئی۔

فتنہ قرواش وجلال الدولہ ۴۲۱ھ میں قرواش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کے محاصرہ کرنے کو تکریت روانہ کی تھی خمیس نے جلال الدولہ کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ جلال الدولہ نے قرواش کو اس فعل سے روکا قرواش نے سماعت نہ کی اس بنا پر جلال الدولہ بنفس نفیس قرواش کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور پہونچتے ہی قرواش کا محاصرہ کر لیا قرواش نے بغداد میں ترکوں کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے پر ابھار دیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی جلال الدولہ کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی انبار کے سر کرنے کو کوچ کیا اہل انبار نے یہ خبر پاکر قلعہ بندی کر لی۔ اس اثناء میں قرواش بھی تکریت سے انبار کی حمایت کو روانہ ہوا۔ جلال الدولہ کی کثرت فوج سے غلہ اور رسد کی کمی واقع ہوئی عقیل نے سعی بلیغ کر کے قرواش اور جلال الدولہ میں باہم مصالحت کرا دی چنانچہ دونوں حریف نے آئندہ مصالحت قائم رکھنے کی اور قرواش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونوں اپنے اپنے شہر کو واپس ہوئے۔

اخبار ملوک قسطنطنیہ تا نہ موجودہ بسیل اور قسطنطین کی ماں روم کی سرداروں سے ایک

بڑی سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن کینسہ میں گرجا کرنے کو گئی ہوئی تھی ان دونوں کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان و دل سے فریفتہ ہو گیا عقد کرنے کا پیام دیا اور شادی کر لی اس سے یہ دو بیٹے پیدا ہوئے یہ دونوں ہنوز کم سن ہی تھے کہ انکا باپ مر گیا ایک مدت کے بعد ان دونوں کی ماں نے تعفور سے اپنا بیاہ کر لیا۔ تعفور ایک چلتا پرزہ تھا اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا عنان حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ بعد چندے ان دونوں کی نسل منقطع کرنے کی غرض سے ان دونوں کو خصی کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ انکی ماں کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ دمستق کو دم پٹی دیکر تعفور کے قتل پر ابھار دیا چنانچہ اس نے اُسکو قتل کر ڈالا اوس نے اس خدمت کے صلے میں اُس سے عقد کر لیا۔ ایک برس تک اسکی زوجیت میں رہی بعد ازاں دمستق نے بخوف جان اسکو مع اسکے دونوں لڑکوں کے ایک دیر بعید کی طرف جلاوطن کر دیا۔ تقریباً ایک برس جلاوطن رہی پھر ایک رہبان (پادری) کو دمستق کے قتل پر تیار کر لیا یہ رہبان شاہی گرجا میں جا کے مقیم ہوا اور دمستق کے قتل کی فکر کرنے لگا تا آنکہ ایک روز دمستق گرجا میں آیا یہ دن عید کا تھا۔ رہبان سے دمستق نے تبرکاً کچھ کھانا طلب کیا رہبان نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے کھلا دیا مکان پہونچتے پہونچتے مر گیا۔ ان دونوں کی ماں یہ خبر پاکر عید سے چند راتیں پیشتر قسطنطنیہ میں آئی اور اپنے لڑکے بسیل کو سریر حکومت پر متمکن کر دیا اور اس کی کم سنی کی وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔ جب بسیل بڑا ہوا تو بلغار (بلگیریا) کے جنگ کرنے کو ان کے ملک پر چڑھ گیا۔ یہاں پر اس کو اپنی ماں کے مرنے کی خبر پہونچی۔ پس اس نے ایک خادم کو اپنے زمانہ غیر حاضری میں قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قائم رکھنے پر مامور کیا اور خود چالیس برس تک جنگ بلغار میں مصروف رہا۔ آخر کار ہزیمت اٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجیں تیار کر کے یلغار کیا اس مہم میں اسکو کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر فتحمندی کے ساتھ قبضہ کر لیا

اور وہاں کے رہنے والوں کو جلا وطن کر کے بلاد روم میں لا کے آباد کیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ بلغار جنکے ملک پر یسیل نے قبضہ کر لیا تھا اس گروہ کے علاوہ ہیں جو ان میں سے اسلام لائے تھے یہ لوگ بہ نسبت ان کے بلاد روم سے قریب تر دو مہینہ کے مسافت پر ہیں اور یہ دونوں بلغار ہی ہیں۔ انتہی۔

یسیل عادل اور نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریباً ستر سال روم پر حکومت کی جب یہ مر گیا تو اسکا بھائی قسطنطین حکمراں ہوا۔ اس نے بوقت وفات تین لڑکیاں چھوڑیں پہلے بڑی لڑکی سریر آرائے حکومت ہوئی۔ اس نے شاہی خاندان میں سے ارمانوس نامی شاہزادہ سے اپنا عقد کیا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کے قبضہ سے الرہا کو نکالا تھا۔ حکومت کی طرف سے ایک شخص میخائیل نامی صرافون کے بازار کے انتظام پر مامور تھا۔ ارمانوس نے اسکو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اپنی دولت و حکومت کا مدبر اور دایاں بازو بنایا۔ تھوڑے دنوں بعد ارمانوس کی بیوی میخائیل کی جانب مائل اور اس پہ فریفتہ ہوگئی دونوں باتفاق بادشاہ ارمانوس کے قتل کی فکریں کرنے لگے چنانچہ ایک روز بحالت غفلت دونوں نے ملکہ ارمانوس کا گلا گھونٹ دیا۔ اور اسکے مرنے کے بعد رومیوں کے خلاف مرضی ملکہ ارمانوس نے میخائیل سے عقد کر لیا۔ بعد اس کے میخائیل کو بد خلقی اور ظلم کا عارضہ لاحق ہوگیا اپنے برادر زادہ کو اپنا ولیعہد بنایا اسکا بھی نام میخائیل تھا۔ اس نے میخائیل اول کے بعد عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اسکے ماموں اور انکے بھنوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اپنے نام کا سکہ ۴۳۳ھ میں مسکوک کرایا۔ بعد اسکے اسکی بیوی بادشاہ سابق کی بیٹی کو طلب کر کے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت و ریاست سے دست کش ہو جانے پر مجبور کیا۔ اور اسکو مارا اور ایک جزیرہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ بعد ازاں بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا قصد کیا تا آنکہ آئندہ اسکو اسکی بیجا حکومت سے نجات ملجائے چنانچہ بطریق کو ایک روز دعوت ولیمہ کی تیاری کے بہانہ سے ایک

دیر کی طرف روانہ کیا اور اپنے آنے کا بھی وعدہ کیا۔ اور بطریق کے چلے جانے کے بعد رومیوں اور بلغاریوں کے ایک گروہ کو اسکے قتل کے لئے بھیجدیا۔ بطریق کو کسی ذریعے اسکی خبر لگ گئی بطریق نے ان لوگوں کو بہت سا مال و زر دیکر اپنی جان بچائی اور در پردہ میخائیل کے معزول کرنے پر رومیوں کو ابھارنے لگا۔ آخر الامر اپنے اس ارادہ میں بطریق کامیاب ہو گیا ملکہ کے پاس جزیرہ میں جہاں کہ شہر بدر کردی گئی تھی رومی ایلچی روانہ کیا اور حکومت و سلطنت کے لئے طلب کیا ملکہ نے بادشاہی سے انکار کردیا اور ترکِ دنیا پر تلی رہی تب بطریق نے اسکو حکومت و سلطنت سے معزول کر کے اسکی چھوٹی بہن بدرونہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا۔ اس کے باپ کے خدام نے عنانِ انتظام و حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور میخائیل کی معزولی کا اعلان کردیا میخائیل کے ہواخواہوں اور بدرونہ کے گروہ سے لپاڈگی شروع ہو گئی۔ سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد بدرویہ کے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی میخائیل کے ہواخواہوں کے گھر بار کو لوٹ لیا رومیوں کو اس طوائف الملوکی سے بیحد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر میں مصروف ہوئے جو کہ نظام حکومت کو قائم اور جاری رکھے۔ دعویداران سلطنت کو مجتمع کر کے قرعہ ڈالا اتفاق سے قسطنطین کا نام قرعہ میں برآمد ہوا پس اس نے روم کے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ بڑی ملکہ سے بیاہ کر لیا چھوٹی ملکہ (بدرونہ) ۴۳۴ھ میں بپاس خاطر سے سلطنت و حکومت سے دست کش ہو گئی۔

بعد اسکے میناس نامی ایک شخص نے قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج فراہم اور مرتب کر کے بغاوت کردی قسطنطین نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں گھمسان لڑائیاں ہوئیں آخر الامر میناس مارا گیا۔ اسکا سر اتار کر قسطنطین کے پاس بھیجا گیا اور اسکے ہمراہی اور ہواخواہ منتشر اور متفرق ہو گئے۔

پھر ۴۳۵ھ میں رومیوں کی چند کشتیاں ساحل قسطنطنیہ پر آلگیں اہل قسطنطنیہ اور اہل

کشتی سے لڑائیاں ہوئیں۔ اہل کشتی کسی ضرورت سے خشکی پر اوتر آئے تھے اہل قسطنطنیہ نے کشتیوں میں آگ لگادی جلکر خاک وسیاہ ہوگئیں اور اہل کشتی کو مار ڈالا۔

قراوش اور اکراد میں بغاوت

کردوں کے چند قلعات موصل کے قرب وجوار میں تھے از انجملہ حمیدیہ کا قلعہ عقر اور اسکا مضافات تھا۔ اسکا حاکم ابوالحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل معہ اسکے متعلقات کے ہذبانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ابوالحسن موشک کے قبضہ اقتدار میں اسکی عنان حکومت تھی۔ اسکا بھائی ابوعلی بن موشک باعانت ابوالحسن بن عکشان اپنے بھائی سے حکومت وریاست کے لئے لڑ پڑا چنانچہ قلعہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے بھائی ابوالحسن بن موشک کو گرفتار کر لیا۔ قراوش اور اسکا بھائی زعیم الدولہ ابوکامل اس وقت مہم عراق میں مصروف اور مشغول تھا ان دونوں کو ابوعلی کا یہ فعل ناگوار گزرا واپس ہوکر موصل آئے۔ قراوش نے حمیدی اور ہذبانی سے نصیر الدولہ کے خلاف امداد طلب کی۔ حمیدی تو بذاتہ اسکی کمک پر آیا اور ہذبانی نے اپنے بھائی کو مدد پر بھیجا اتفاق یہ کہ نوبت جنگ نہ آئی قراوش اور نصیر الدولہ میں باہم مصالحت ہوگئی تب قراوش نے ابوالحسن بن عکشان کو گرفتار کر لیا پھر اس امر پر مصالحت قرار پائی کہ ابوالحسن بن موشک والی اربل رہا کیا جاے اور قلعہ اربل بھی اسکے حوالہ کر دیا جاے اگر ابوعلی اس سے انکار کرے تو اسکے خلاف ابوالحسن بن عکشان مالی اور فوجی امداد دے چنانچہ اس امر کے اطمینان کی غرض سے اپنے بیٹے کو قراوش کی خدمت میں رہن کر دیا۔ بعد اسکے ابوعلی سے اس معاملہ میں خط وکتابت شروع ہوئی ابوعلی نے اسکو منظور کر لیا اور اربل کو اپنے بھائی ابوالحسن کے سپرد کرنے کی غرض سے موصل میں حاضر ہوا چنانچہ قراوش نے اسکے قلعات کو اسکے حوالہ کر دیا۔ اور ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اربل کو ابوالحسن بن موشک کے سپرد کرنے کو روانہ ہوئے اثنا راہ میں ان لوگوں نے اسکے ساتھ بدعہدی کی دھوکا دیکر اسکے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا اتفاق سے ابوالحسن تن تنہا کسی ذریعہ سے نکل بھاگا بحال پریشان موصل پہونچا۔ ان وجوہات سے

مابین ابوالحسن بن عکشان وابوعلی اور قرواش بیحد کشیدگی پیدا ہوگئی۔

قرواش اور ابوکامل ان واقعات کے ختم ہونے پر مابین معتمدالدولہ قرواش اور اس کے بھائی زعیم الدولہ ابوکامل کے جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ قریش (ان دونوں کے بھائی بدران کا بیٹا) اپنے چچا ابوکامل سے اُلجھ گیا۔ فوجیں فراہم اور مرتب کیں اسکے دوسرے چچا نے اعانت اور امداد پر کمر باندھی[۱] . . . . . . قرواش نے نصیرالدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اسکی کمک پر بھیجا علاوہ اسکے حسن بن عکشان وغیرہ اکراد نے بھی اسکی امداد پر کمر ہمت باندھی سب کے سب مجتمع ہو کر معلایا کی طرف بڑھے اور اسکو تاخت و تاراج کر کے آگ لگادی جلکر خاک وسیاہ ہوگیا بعد اسکے ۱۱ محرم ۱۴۲۱ھ میں اپنے حریف سے معرکہ آرا ہوئے دو دن تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ اکراد نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا حریف کو اپنی طرف سے راستہ دیدیا قرواش کے بعض ہمراہیان عرب بھی قرواش سے علیحدہ ہو کر اسکے بھائی کے پاس چلے گئے اسی اثنا میں اسکو یہ خبر لگی کہ اسکے بھائی ابوکامل کے ساتھیوں نے انبار میں یورش کر کے قبضہ حاصل کر لیا ہے اس خبر کو سنتے ہی قرواش حواس باختہ ہوگیا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رہ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا۔ اسکا بھائی ابوکامل اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسکے پاس آیا اور اسکو بہ آرام تمام معہ اسکی بیوی اور بچوں کے موصل میں لیجا کے نظر بند کر دیا اور اسکی محافظت اور نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کر دیا۔ تھوڑے دنوں بعد عرب پھر اسکے طرف مائل ہو چلے اسکے بھائی ابوکامل نے اس خیال سے کہ مبادا عرب پھر اسکے مطیع نہو جائیں اور اسکو دوبارہ ریاست حکومت کی کرسی پر متمکن نہ کر دیں قرواش کو نظر بندی کی تکلیف سے نجات دیکر حکومت و ریاست کی عنان اسکے ہاتھ میں دی اور اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لیکر اسکے ملک کی طرف واپس کر دیا چنانچہ

[۱] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

قرواش اپنے دارالحکومت میں حکمرانی کرنے کو واپس آیا۔
قبل ان واقعات کے ابو کامل اور بساسیری منصرم خلافت اسلامیہ سے اَن بَن ہو گئی تھی۔ دارالخلافت بغداد میں اس وجہ سے بہت بڑی ہل چل پیدا ہو رہی تھی بنو عقیل نے عراق عجم میں بساسیری کی جاگیرات میں غارتگری شروع کر دی تھی بساسیری اس سے مطلع ہو کر انکی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ ابو کامل کو اسکی خبر لگ گئی بنو عقیل کی ہمدردی پر اُٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب کر کے میدان جنگ میں لڑنے کو آیا۔ ابو کامل اور بساسیری سے سخت اور خوں ریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہوا۔ اتنے میں قرواش نظر بندی سے نجات پا کر اپنی حکومت و سلطنت پر واپس آ گیا اہل انبار کا ایک گروہ بطور وفد بساسیری کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کر کے قرواش کی بد اخلاقی اور کج ادائی کی شکایت پیش کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کے انتظام کرنے کو ہمارے ساتھ روانہ فرمائے بساسیری نے ایسا ہی کیا پس اس عامل نے پہونچکر شہر کو قرواش کے قبضہ سے نکال لیا اور ان میں عدل و داد کرنے لگا۔
قرواش اپنے بھائی ابو کامل کی اطاعت قبول کرنے کے بعد مثل وزیر کے اسکے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اسکے قبضہ میں نہ تھی مگر یہ امر قرواش کو شاق گزر رہا تھا اس قید و بند سے نجات پانے کی فکر کرنے لگا ایک روز موصل سے نکلکر بغداد کو روانہ ہوا اسکے بھائی ابو کامل کو اسکا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گزرا اپنی قوم کے چند سرداروں کو اس کو طوعاً و کرہاً واپس لانے پر مامور کیا چنانچہ ان لوگوں نے قرواش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا قرواش نے کچھ سماعت نہ کی تب ان لوگوں نے ایسے عنوان سے واپس چلنے کو کہا جس سے قرواش کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ اگر بخوشی و رضامندی واپس نہیں چلتا ہوں تو بزور و جبر مجھے واپس لیجائیں گے چار ناچار واپس چلنے کا اقرار کیا مگر یہ شرط کر لی کہ موصل میں چلکر میں دارالامارت میں قیام پذیر ہوں گا پس جب قرواش موصل میں ابو کامل کے پاس پہونچا ابو کامل نے اسکو نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا اور چند لوگوں کو اس کی

نگرانی پر مامور کر دیا تاکہ آئندہ تصرف سے اسکو یہ لوگ روکتے رہیں۔

امارت قریش بن بدران ہر گاہ قریش بن بدران نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے چچا قرواش کو قلعہ جراحیہ میں لیجا کے نظر بند کر دیا۔ تب بقصد عراق ۴۴۱ھ میں ایک عظیم فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کیا۔ اسکا بھائی مقلد اس سے باغی ہو گیا اور نور الدولہ دبیس بن مزید کی طرف سازش کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ قریش کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اس کے لشکر گاہ کو تاخت و تاراج کر کے موصل کی جانب معاودت کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں قریش سے عرب بگڑ گیا اور ملک الرحیم کے عُمّال نے قریش کے مقبوضات کو جو کہ عراق میں تھے لوٹ لیا بعد اسکے قریش نے عرب سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ آئندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کا یقین دلایا اور فوجی صورت میں ان کو مرتب کر کے عراق کی طرف کوچ کیا کامل بن محمد بن مسیب والی حظیرہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس معرکہ میں کامل کو ہزیمت ہوئی کامل بھاگ کھڑا ہوا قریش اسکے تعاقب میں بلال بن غریب کے شہر تک چلا گیا اور اسکو تاخت و تاراج کر کے عراق میں گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمال کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اس امر کا ان کو یقین دلایا کہ جس قدر بلاد انکے قبضہ میں ہیں وہ انکے ہی قبضہ میں رکھے جائینگے الملک الرحیم کے عمال نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور اسکے مطیع ہو گئے کیونکہ الملک الرحیم ان دنوں خوزستان میں مصروف جدال و قتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤں حکومت و سلطنت پر جم گئے اور اسکی قوت بڑھ گئی۔

وفات قرواش اسی ۴۴۱ھ میں معتمد الدولہ ابو منیع قرواش بن مقلد عقیلی نے بحالت قید قلعہ جراحیہ میں قید حیات سے نجات پا کر سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش موصل میں اُٹھالائی گئی اور موصل کے شرقی جانب شہر نینوی میں مدفون ہوا یہ عرب کا ایک نامور جنگ آزما شخص تھا

قریش کا انبار پر قابض و بیدخل ہونا ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے موصل سے کوچ کیا اور شہر انبار پر پہونچکر حملہ آور ہوا۔ بساسیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص

ناموری تھا قریش نے اس سے اس شہر کو چھین لیا بساسیری کو اسکی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے انبار پر چڑھائی کر دی اور اسکو دوبارہ واپس لے لیا۔

جنگ قریش و بساسیری قریش بن بدران نے سلطان طغرلبک کے پاس رے میں بغرض اظہار اطاعت و فرمانبرداری ایک سفارت روانہ کی اور اپنے کل صوبجات میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کر کے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ کی خبر سلطان طغرلبک تک پہونچی سلطان نے اسکو امن دی چنانچہ الملک الرحیم اسکی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے اسکی عزت افزائی کی اور اسکے صوبجات کی حکومت پھر دیدی۔

بساسیری نے الملک الرحیم کی رفاقت اسی زمانہ میں ترک کر دی تھی جبکہ اس نے واسطے بغداد کو اور سلطان طغرلبک نے حلوان سے کوچ کیا تھا پس بساسیری بوجہ مصاہرت (سسرالی رشتہ) نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا علیحدگی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ قائم کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ اسکا طبعی میلان خلیفہ مصر کی جانب ہے اسوجہ سے خلیفہ قائم نے اسکے نکالدینے کو لکھ بھیجا۔ پس جب قریش بن بدران دارالخلافت بغداد میں پہونچا اور سلطان طغرلبک کا دولت و حکومت اسلامیہ بغداد پر استیلا معقول طور سے ہو گیا تو بساسیری ان لوگوں کے زیر کرنے کو نکل کھڑا ہوا نورالدولہ دبیس بھی اسکے ہمراہ تھا سنجار میں معرکہ آرائی ہوئی قریش اور قطلمش کو معہ انکے ہمراہیوں کے ہزیمت ہوئی۔ ہزارہا آدمی کھیت رہے۔ اہل سنجار نے بھی غارتگری شروع کر دی۔ بساسیری معہ قیدیان جنگ موصل آیا اور مستنصر خلیفہ مصری کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ان لوگوں نے قبل اس واقعہ کے اظہار اطاعت و فرمانبرداری کی غرض سے سفارت بھیجی تھی۔ خلیفہ مصر نے اس سے مسرت ظاہر فرمائی۔ قریش اور اسکے ہمراہیوں کو خلعتیں روانہ کیں۔

طغرلبک کا موصل پر قبضہ اور قریش کا مطیع ہونا سلطان طغرلبک کے بغداد میں طول قیام سے بوجہ کثرت فوج رعایا کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچنے لگیں خلیفہ قائم نے اپنے

وزیر رئیس الرؤساء کے توسط سے عمید الملک کندری وزیر سلطان طغرلبک کو طلب کر کے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرلبک کی کثرت لشکر سے رعایائے بغداد کو بیحد تکلیف پہونچ رہی ہے لہذا مناسب ہے کہ سلطان معہ اپنی فوج کے بغداد سے کوچ کر دیں ورنہ ما بدولت واقبال دار الخلافت بغداد کو چھوڑ دینگے ہنوز کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ سلطان طغرلبک کو موصل کے واقعات کی خبر لگ گئی۔ پس سلطان طغرلبک نے موصل کی جانب کوچ کر دیا اور تکریت کا محاصرہ کر کے بزور تیغ فتح کر لیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسیٰ عقیلی سے بہت سامان و اسباب لیکر کوچ کیا بعد چندے نصر مر گیا بعد اسکے ابو الغنایم بن بجلیان حکمراں ہوا۔ رئیس الرؤساء کے ساتھ اسکے برتاوات اچھے رہے۔ بعدہ سلطان طغرلبک نے بوازیج سے نصیبین کی جانب کوچ کیا (سلطان بوازیج میں اپنے بھائی یاقوتی بن تنکیر کی امداد اور فراہمی فوج کا انتظار کر رہا تھا) اور ہزارسب بن تنکیر کو بریہ کی طرف عرب سے جنگ کرنے کو روانہ کیا انہیں عربوں میں قریش، دبیس اور اصحاب حراں ورقہ (منہا شریک تھے چنانچہ شاہی فوج نے عربوں پر حملہ کیا اور اُن سے ہم نبرد ہوئے کمیت ان کے ہاتھ رہا بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر کے مار ڈالا۔ بعدہ سلطان طغرلبک نے معاودت کی قریش اور دبیس نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزارسب کے پاس ایک وفد روانہ کیا اور اسکے توسط سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ سلطان طغرلبک نے ان دونوں کی خطائیں معاف کر دیں اور بساسیری کے نسبت یہ کہا کہ اسکا قصور خلافت مآب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے اسکو خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر عفو تقصیر کرانا چاہئے۔ پس بساسیری رحبہ کی جانب روانہ ہوا ترکان بغداد، مقبل بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اسکے ساتھ ہو لیا۔ قریش اور دبیس کی درخواست پر سلطان طغرلبک نے ان کے پاس ایفاء وعدہ اور توثیق اقرار اور دربار شاہی میں حاضر آنے کی غرض سے ہزارسب بن تنکیر کو روانہ کیا دبیس اور قریش کو اپنی جانوں کا خطرہ پیدا ہوا حاضری سے رک رہے

قریش نے اپنی طرف سے ابوالسداد ہبۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ منصور کو سلطان کے دربار میں بھیجا سلطان نے ان دونوں کی حاضری کو بجائے ان کے تصور کر کے ان لوگوں کے صوبجات کی سند حکومت تحریر کر دی۔ قریش کے قبضہ میں موصل نصیبین، تکریت، قوانا، نہر بیطر، ہیت، انبار، باور وبا اور نہر الملک وغیرہ تھے۔

اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے دیار بکر کا رخ کیا اسکا بھائی ابراہیم نیال بھی آ پہنچا ہزار سب نے قریش اور دبیس کو سلطان کی آمد کی اطلاع بھیجدی اور ان کو شاہی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ یہ دونوں اس خبر سے مطلع ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے اور سلطان طغرلبک نے بوجہ اس واقعہ کے کہ جو گذشتہ ایام میں قریش اور دبیس کے ساتھ پیش آئے تھے سنجار کی جانب کوچ کیا اور متعدد فوجیں اسکے سر کرنے کو روانہ کیں پس عساکر شاہی نے سنجار کو بزور تیغ مفتوح کیا اور بہت بڑی خونریزی کے بعد اسکے امیر مجلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا علاوہ جنگ آزما گروہ کے بہت سے اہل سنجار جسمیں عورتیں اور مرد بھی تھے اس معرکہ میں کام آئے ابراہیم نیال نے باقی ماندگان کی جان بخشی کی سفارش کی سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روکا امن وامان پھر قائم ہوا سلطان نے سنجار، موصل اور اس طرف کے کل صوبجات کو اپنے بھائی ابراہیم نیال کو بطور جاگیر مرحمت کر کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ سفر و قیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ میں داخل بغداد ہوا۔

نیال کی موصل سے علیحدگی اور بساسیری کا اس پر قبضہ

۴۵۰ھ میں ابراہیم نیال نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا سلطان طغرلبک نے ابراہیم کی بلا اجازت روانگی سے بغاوت اور مخالفت کا خیال قائم کر کے ایک خط طلبی کا لکھ کر روانہ کیا۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلافت مآب نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیجدیا پس ابراہیم نے سلطان کی طرف مراجعت کی وزیر السلطنت کندی نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بساسیری اور قریش کو موقع مل گیا فوراً موصل پر پہونچکر قبضہ کر لیا اور قلعہ کا بھی محاصرہ کر لیا تا آنکہ اہل

قلعہ نے ابن موشک والی اربل کے توسط سے امن کی درخواست کی چنانچہ قریش اور بساسیری نے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ نے دروازے کھولدیئے اور قلعہ کی کنجیاں بساسیری اور قریش کے حوالہ کر دیں۔ ان دونوں نے قلعہ کو منہدم کرا دیا۔ سلطان طغرلبک کو اسکی خبر لگی اسیوقت فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ قریش اور بساسیری نے سلطان کی آمد کی خبر پاکر موصل کو چھوڑ دیا سلطان انکے تعاقب میں نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع مل گیا ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ترک رفاقت کر کے ہمدان کا راستہ لیا سلطان طغرلبک اسکے پیچھے ہو لیا اور ہمدان میں پہونچکر اس پر محاصرہ ڈالدیا۔ اتنے میں بساسیری دارالخلافت بغداد آپہونچا اسوقت ہزارسب واسط میں تھا اور دبیس کو خلافت مآب نے مدافعت کی غرض سے بغداد میں طلب کر لیا تھا مگر اسکے قیام کرنے سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں اسوجہ سے یہ اپنے شہر کو واپس چلا گیا اور بساسیری معہ قریش اور وزیر بنی بویہ ابوالحسن بن عبدالرحیم بغداد میں پہونچکر بغداد کے چاروں طرف مقیم ہو گیا عمید العراق بسرافسری افواج شاہی بساسیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس الرؤسا وزیر السلطنت دوسروں کے مقابلہ پر تھا۔ جنگ کا ہنوز آغاز نہیں ہوا تھا کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر والی مصر کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا اور "حی علی خیر العمل" کے الفاظ اذان میں بڑھائے رئیس الرؤسا نے یہ دیکھ کر جنگ چھیڑ دی حالانکہ عمید العراق اس رائے کے خلاف تھا پہلے تو حریف کو ہزیمت ہوئی لیکن پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا یلغار کر کے حریم خلافت پر آپہونچے اور شاہی محلات پر قبضہ کر لیا جس قدر مال واسباب تھا لوٹ لیا۔ خلافت مآب نفس نفیس سوار ہو کر برآمد ہوئے دیکھا کہ عمید العراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کر لی تھی پس خلافت مآب بھی امن کے خواستگار ہوئے قریش نے ان دونوں کو امن دی اور دارالخلافت میں واپس بھیجدیا۔ بساسیری نے قریش کو اس امر پر بیحد ملامت کی کیونکہ ان دونوں نے اسکے خلاف بقسم معاہدہ کیا تھا۔ قریش نے جھلا کر وزیر رئیس الرؤسا کو بساسیری

کے حوالہ کر دیا اور خلیفہ وعمید العراق کو اپنی نگرانی و حفاظت میں رکھا بساسیری نے وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا۔ قریش نے خلیفہ قائم کو بہمراہی اپنے ابن عم مہارش بن مجلی حدیثہ عانہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے مع اپنے اہل وعیال اور خدام کے حدیثہ میں خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کیا تا آنکہ سلطان طغرلبک نے اپنے بھائی نیال کے مہم اور اسکے قتل سے فراغت پائی اور بغداد کی جانب مراجعت کی بساسیری اور قریش کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ قائم کو دارالخلافت بغداد میں واپس بھیجدو ان دونوں نے اس سے انکار کیا تب سلطان طغرلبک نے عراق کی طرف قدم بڑھایا۔ بساسیری نے یہ خبر پاکر ماہ ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا بنو شیبان کے آزاد نوجوانوں نے شہر بغداد اور نیز اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا سلطان طغرلبک نے قریش بن بدران کے پاس امام ابوبکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تاکہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بھتیجی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکریہ ادا کرے اور اپنے ہمراہ ان دونوں کو بغداد لے آئے۔ چنانچہ قریش نے اپنے ابن عم مہارش کو لکھ بھیجا کہ تم مع خلیفہ کے بریہ میں آکر ملو مہارش نے اس سے انکار کیا اور مع خلیفہ کے عراق روانہ ہو گیا۔ اور رے کی طرف کا راستہ اختیار کیا بدر بن سلہل کی طرف گزر ہوا اس نے خلیفہ قائم کی بیحد خدمت کی سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کو نکلا نہروان میں شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحائف اور ہدایا طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب وظائف کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اسکے ساتھ ساتھ قصر خلافت میں آیا جیسا کہ خلیفہ قائم کے حالات میں یہ واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔

بعد اسکے سلطان طغرلبک نے خمارتکین طغرائی کو بساسیری اور عرب کے تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا مزید براں بنی خفاجہ پر ابن منیع کو شبخون مارنے کی غرض سے روانہ کیا بعدہ ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہوا۔ بساسیری اور دبیس خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے

کہ دفعۃً شاہی فوج انکے سروں پر پہونچ گئی۔ کوفہ لوٹ لیا وہیں تو بھاگ کھڑا ہوا بساسیری اور اسکے ہمراہی سینہ سپر ہوکر میدان جنگ میں لڑے اور جی کھول کر لڑے عین معرکہ میں مارے گئے

وفات قریش ولایت مسلم ۴۵۳ھ میں قریش بن بدران راہگرائے ملک عدم ہوا نصیبین میں دفن کیا گیا۔ فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر اس امر سے مطلع ہوکر دارا سے نصیبین آیا اور بنو عقیل کو اس غرض سے جمع کرنا شروع کیا کہ اسکا بیٹا ابو المکارم مسلم بن قریش کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے۔ چنانچہ ارکین دولت نے ابو المکارم مسلم کو اپنا امیر بنایا سلطان نے بھی ۴۵۳ھ میں انبار، ہیت، حریم، سن اور بوازیج بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔

۴۵۵ھ میں سلطان طغرلبک نے آرمینیہ سے دار الخلافت بغداد کی جانب کوچ کیا وزیر السلطنت ابن جہیر کشتی پر سوار ہوکر استقبال کو آیا۔ پھر ۴۶۰ھ میں رحبہ پر فوج کشی کی۔ بنو کلاب سے معرکہ آرا ہوا۔ یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے پس سلطان نے ان لوگوں کو ہزیمت دی اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سروں اور نعشوں کو مع علویہ پھریروں کے دار الخلافت بغداد روانہ کیا چنانچہ بغداد میں سرنگوں کرکے سیر کرائے گئے۔

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ ۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور پہونچکر اس پر محاصرہ ڈالدیا پھر کچھ سوچ سمجھکر اس سے محاصرہ اٹھاکر چلا آیا تتش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کرلیا۔ قبل اسکے ۴۷۱ھ میں ملک شام پر قابض ہوگیا تھا چندے حلب کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے محاصرہ اوٹھاکر چلا آیا بزاعہ اور بیرہ پر قابض ومتصرف ہوگیا اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آگئے ہیں آپ آیئے۔ ہم شہر آپ کے حوالہ کردیں۔ ان دنوں شہر حلب کا ابن حسین عباسی حکمراں تھا پس جب مسلم بن قریش قریب شہر حلب پہونچا اہل حلب نے دروازے بند کرلئے۔ بعض ترکمان یعنی والی حصن اس کے سراغ اور جستجو میں رہا بعد چندے اتفاق

سے ایک روز ابن حسین سے جبکہ وہ شکار کرنے کو گیا ہوا تھا ملاقات ہوگئی والی قلعہ نے ابن حسین کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر مسلم بن قریش کے پاس بھیجدیا۔ مسلم نے اسکو بایں شرط کہ شہر انکے حوالہ کر دیگا رہا کر دیا ابن حسین نے اپنے شہر میں واپس آکر اپنے وعدہ کا ایفا کیا ۴۷۲ھ میں مسلم بن قریش شہر میں داخل ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد سابق اور وثاب پسران محمد بن مرداس نے بمصالحت قلعہ کی کنجیاں مسلم بن قریش کے حوالہ کر دیں۔ مسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کی پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کی خدمت میں قبضہ حلب کی اطلاع دہی کے لیئے روانہ کیا۔ سلطان نے اسکی درخواست منظور کر لی اور اسکے بیٹے محمد کو شہر سن جاگیر میں عنایت کیا۔ بعد اسکے مسلم نے حران کی طرف کوچ کیا اور اسکو بنی وثاب نمیرین سے چھین لیا۔ اسی زمانہ میں والی الرہا نے بھی اسکے علم حکومت کے اطاعت قبول کر لی اور اسکے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

مسلم بن قریش کا دمشق کا محاصرہ کرنا اور اہل حران کی بغاوت

۴۷۶ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا حاکم تتش فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی آخر کار مسلم بن قریش کو ہزیمت ہوئی۔ نہایت تیزی سے اپنے ملک کی طرف مراجعت کی اس نے قبل مراجعت اہل مصر سے استمداد طلب کی تھی مگر ان لوگوں نے امداد نہ دی۔ اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ اہل حران نے غاشیہ اطاعت اپنی گردن سے اوتار کر رکھدیا ہے اور باغی ہوگئے ہیں اور ابن عطیہ اور وہاں کے قاضی ابن حلیہ نے شہر کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اسوجہ سے حران کی طرف قدم بڑھایا۔ اثناء راہ میں ابن ملاعب والی حمص سے مصالحت کی اور اسکو سلیمہ اور رقہ کی حکومت عطا کی۔ بعد ازاں حران کا محاصرہ کیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم و مسمار کر کے بزور تیغ شہر کو فتح کر لیا اور قاضی اور اسکے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔

جنگ ابن جہیر و مسلم بن قریش

فخر الدولہ ابو نصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی

ذریعہ سے بنو مقلد کے دربار تک رسائی ہو گئی پھر قریش بن بدران سے منافرت پیدا ہو گئی بعض
رؤسا بنو عقیل کے دامن عاطفت میں جا کے پناہ لینے کی درخواست کی ان لوگوں نے اسکو
پناہ دی چنانچہ فخر الدولہ حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابو ثمال بن صالح نے اسکو اپنا قلمدان
وزارت سپرد کر دیا بعد چندے فخر الدولہ نے اسکی رفاقت ترک کر دی اور نصیر الدولہ بن
مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا نصیر الدولہ نے بھی اسکو اپنی وزارت کے عہدہ سے سرفراز
کیا اور جب خلیفہ قائم نے اپنے وزیر ابو الفتح محمد بن منصور بن وارس کو معزول کیا تو فخر الدولہ
کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن مروان تعاقب میں
روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔ جوں ہی فخر الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا خلیفہ قائم
نے ۴۵۴ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اسوقت طغرلبک اتک سلطان تھا اور
یہی خلفاء بغداد پر مستولی اور غالب ہو رہا تھا ایک مدت تک فخر الدولہ اسکی وزارت پر رہا۔
گاہے گاہے اپنے دوران وزارت میں معزول بھی کر دیا گیا اور پھر مقرر کیا گیا تا آنکہ خلیفہ قائم
نے وفات پائی اور خلیفہ مقتدی سریر خلافت پر متمکن ہوا اور عنان سلطنت سلطان ملک
شاہ کے قبضہ میں گئی پس خلیفہ مقتدی نے ۴۷۱ھ میں اپنے وزیر السلطنت فخر الدولہ کو بوجہ
شکایت نظام الملک طوسی معزول کر دیا اسکا بیٹا عمید الدولہ اصفہان میں نظام الملک
کے پاس گیا اور باہم صفائی کرا دی چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اسکی سفارش
کی خلیفہ مقتدی نے اسکے بیٹے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا بعدہ
۴۷۶ھ میں عہدہ وزارت سے برطرف کر کے قید کر دیا سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت
نظام الملک نے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں بنی جہیر کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیام
بھیجا۔ خلیفہ مقتدی نے ان لوگوں کو قید کی تکلیف سے رہائی دیدی۔ بنی جہیر رہائی پاکر
بطور وفد (ڈیپوٹیشن) اصفہان میں نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑی آؤ بھگت
سے پیش آیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان ملک شاہ نے فخر الدولہ کو دیار بکر کی سند

حکومت عطا کی اور ایک عظیم فوج اسکے ہمراہ بھیجی اور اسکو ابن مروان کے قبضہ سے ملک کو نکال لینے اور بعد سلطان کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سلطان کے نام کا سکہ مسکوک کرانے کی ہدایت کی۔ جسوقت فخر الدولہ دیار بکر کے قریب پہونچا ابن مروان خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا پھر ۴۷۷ھ میں سلطان نے ایک جرار لشکر بسرافسری امیر ارتق (جو ملوک حال ماردین کا جد اعلیٰ تھا) کو فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ قبل اس واقعہ کے ابن مروان نے یہ خبر پاکر کہ فخر الدولہ شاہی افواج کے ساتھ دیار بکر کی طرف آرہا ہے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیام دیا کہ اگر آپ ہماری امداد کریں تو اس سلوک کے صلے میں ہم آپکو صوبہ آمد دیدینگے شرف الدولہ نے اس بناء پر فوجیں مرتب کر کے آمد کا راستہ لیا اور فخر الدولہ اسکے اطراف میں پڑا ہوا تھا۔ فخر الدولہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمربستہ ہے صلح کی جانب مائل ہوا اور عزیمت جنگ فسخ کردی کسی ذریعہ سے ترکمانوں کو اسکی خبر لگ گئی رات کے وقت سوار ہو کر عرب پر ٹوٹ پڑے اور انکا محاصرہ کر لیا۔ عرب کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی۔ ان کے مال و اسباب کو ترکمانوں نے لوٹ لیا شرف الدولہ بذاتہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزیں ہوا۔ فخر الدولہ نے اسکا محاصرہ کر لیا شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر مجھکو آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو میں اسقدر روپیہ دینے کو تیار ہوں امیر ارتق نے اس درخواست کو منظور کر لیا چنانچہ شرف الدولہ آمد سے رقہ کی جانب نکل کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے بغرض محاصرہ میافارقین کی طرف کوچ کیا میافارقین اس وقت تک ابن مروان کے مقبوضات میں شامل و داخل تھا اسکا والی بہار الدولہ منصور بن فرید اور اسکا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پاکر عراق کی طرف چلا گیا اور فخر الدولہ نے خلاط کی جانب قدم بڑھایا۔

جسوقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ شرف الدولہ کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا فرط مسرت سے اچھل پڑا قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل سلطان محمود زنگی کا جد اعلیٰ) کو بسرافسری

افواج ترکمان بطور کمک روانہ کیا۔ اثنائے راہ میں جبکہ وہ لوگ عراق کی طرف جارہے تھے امیر ارتق سے ملاقات ہوگئی پس وہ ان کے ساتھ لوٹ کھڑا ہوا سب کے سب موصل پر آ اُترے اور اس پر قبضہ کرلیا سلطان معہ اپنے رکاب کی فوج کے شرف الدولہ کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ بوازیج تک پہونچ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو محاصرہ آمد سے نجات مل گئی تھی جان بچا کے رحبہ پہونچ گیا تھا موصل بھی اسکے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال و اسباب بھی لٹ گیا تھا بنظر مصلحت وقت موید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط و کتابت شروع کی شرف الدولہ نے اسکے وسیلہ کو باعث بہبودی تصور کرکے دربار شاہی میں حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ بعد عہد و پیمان اور امن حاصل کرنے کے رحبہ سے روانہ ہوکر موید الملک کی خدمت میں پہونچا موید الملک نے اسکو دربار سلطان میں پیش کیا اور اس کی جانب سے ہدایا فاخرہ از جنس خیل وغیرہ پیشکش کئے۔ منجملہ ان گھوڑوں کے اسکا ایک وہ گھوڑا تھا جسپر سوار ہوکر معرکہ سابقہ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور جانبر ہوگیا تھا یہ گھوڑا ایسا چالاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ سلطان نے اس سے مصالحت کرلی اور اسکو اسکے مقبوضہ ممالک کی حکومت پر بحال و قائم رکھا۔ شرف الدولہ نے موصل کی جانب مراجعت کی اور سلطان جس ادھیڑبن میں پڑا ہوا تھا اس میں پھر مصروف اور مشغول ہوگیا

مسلم بن قریش کی وفات ابراہیم بن مسلم کی حکومت

ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرلبک کا عزیز و قریب تھا بیان کر آئے ہیں یہ شخص بلاد روم کی طرف اپنی فوجیں لے کے گیا تھا اور بعد جنگ عظیم قونیہ اور اقصرائے وغیرہ پر قابض ہوگیا تھا۔ ہنوز اپنے دل کے آبلے اس سے پورے طور سے نہ توڑے تھے کہ داعی اجل کا پیام موت آپہونچا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا سلیمان سریر فرمانروائی پر متمکن ہوا۔ سلیمان نے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کی جانب قدم بڑھایا اور اس کو رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

فردوس رومی والی انطاکیہ ایک مدت سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک رقم معین بطور جزیہ دیا کرتا تھا۔ پس جب سلیمان بن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی جزیہ طلب کیا اور بصورت نہ ادا کرنے کے عقاب سلطانی کی دھمکی دی سلیمان بن قطلمش نے کہلا بھیجا کہ میں سلطان کا مطیع ہوں اور جو کچھ میں انطاکیہ میں تصرف کر رہا ہوں وہ سلطان ہی کے لئے کر رہا ہوں اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہیں ہے۔ باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لی جاتی ہے اور وہ لوگ اسکے ادا کرنے کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انطاکیہ میں بجائے کفار کے مسلمانوں کو حکمراں بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ نہیں ہے شرف الدولہ اس جواب خشک سے بھر اُٹھا فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور اطراف و جوانب انطاکیہ میں قتل و غارتگری شروع کر دی سلیمان کو بھی طیش آ گیا اس نے بھی اطراف حلب میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اسکی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مال و اسباب کے لٹ جانے کی شکایت کی تو اس نے انکا مال و اسباب انکو واپس دیدیا۔ بعد اسکے شرف الدولہ نے عرب اور ترکمانوں کو مجتمع کر کے انطاکیہ پر فوج کشی کی۔ ترکمانوں کا امیر جق نامی ایک شخص تھا۔ سلیمان اسکی آمد سے مطلع ہو کر لڑنے کو نکلا۔ ماہ صفر ۴۷۸ھ میں دونوں حریف کا مصافات انطاکیہ میں مڈبھیڑ ہوئی جسوقت جنگ کا بازار گرم ہو گیا امیر جق معہ ترکمانوں کے سلیمان سے مل گیا اس سے شرف الدولہ کی فوج کمزور پڑ گئی شیرازہ انتظام جنگ بکھر گیا۔ عرب کا گروہ شکست کھا کر بھاگا۔ شرف الدولہ معہ اپنے چار سو ہمراہیوں کے میدان جنگ میں استقلال کے ساتھ لڑتا رہا آخر کار معہ ان لوگوں کے مارا گیا۔

شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا وہ کل بلاد جو اسکے باپ کے مقبوضات میں تھے اسکے زیر حکومت تھے اسکے چچا قرادش کے مقبوضات بھی اسکے قبضہ میں تھے اسکا ملک نہایت سرسبز اور شاداب اور امن و امان کا مرکز تھا۔ عادل نیک سیرت، اور

امور سیاسی سے بیحد واقف تھا۔
شرف الدولہ مسلم کے قتل کے بعد بنو عقیل نے مجتمع ہو کر اسکے بھائی ابراہیم کو قید سے نکالا اور بجائے اپنے مقتول امیر کے اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی برس سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ کے محاصرہ کا شوق چرّایا چنانچہ فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ پر پہونچ گیا اور اسپر دو ماہ کامل محاصرہ ڈالے رہا بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس ہوا۔ بعد اسکے ۴۷۹ھ میں عمید العراق نے ایک لشکر انبار کے سر کرنے کو روانہ کیا پس اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں سلطان ملک شاہ نے رحبہ اور اسکے مضافات، حران، سروج، رقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور اپنی بہن خاتون زلیخا کا اس سے عقد کر دیا۔ ان کل شہروں کے والیوں نے سلطان ملک شاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہروں کو محمد کے حوالہ کر دیا مگر محمد بن شاطر والی حران نے اس سے انکار کیا۔ سلطان ملک شاہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے محمد بن شاطر کو حران کے سپرد کرنے پر مجبور کیا۔

ابراہیم کا ادبار محمد و علی پسران مسلم کی منازعت

مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش برابر موصل کی حکومت کرتا رہا اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا تا آنکہ ۴۸۲ھ میں سلطان ملک شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور فخر الدولہ بن جہیر کو بسرافسری فوج عظیم اسکے شہروں کی جانب روانہ کیا۔ فخر الدولہ نے پہونچتے ہی موصل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی اس سے پیشتر مسلم بن قریش کی زوجیت میں تھی اس سے اسکا ایک بیٹا علی تھا بعد مسلم کے اس نے اسکے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا۔ پس جب سلطان ملک شاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل کی جانب کوچ کیا اسکے ساتھ اسکا بیٹا علی بھی تھا۔ اسکا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پا کر موصل آپہونچا دونوں موصل کی حکومت پر لڑنے لگے۔ عرب دو حصوں پر منقسم ہو گیا ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو

ہزیمت ہوئی۔ علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل میں داخل ہوا اور ابن جہیر کے قبضہ سے شہر کو نکال لیا

قتل ابراہیم سلطان ملک شاہ کے مرنے پر ترکان خاتون کو امور سلطنت پر استبداد حاصل ہوگیا ابراہیم کو قید سے رہائی مل گئی۔ سامان درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا قریب موصل پہنچکر یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ اسکا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قابض ہوگیا ہے اس کے ساتھ اسکی ماں صفیہ (سلطان ملک شاہ کی پھوپھی) بھی ہے۔ ابراہیم نے مصالحت اور ملاطفت کا پیغام بھیجا۔ صفیہ نے موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو سپرد کردی۔ پس ابراہم شہر میں داخل ہوا۔

تتش والی شام برادر سلطان ملک شاہ کو قبضہ عراق کا خیال پیدا ہوگیا تھا۔ اطراف و جوانب کے امراء اسکے پاس آکر شام میں اسی غرض کے لئے مجتمع ہوئے آقسنقر والی حلب بھی اپنی فوج لئے ہوئے آپہونچا۔ تتش نے فوجیں مرتب کر کے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قابض ہوگیا اور ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کو اپنے شہر سے مجھے راستہ دیدو۔ ابراہیم نے اس سے انکار کیا۔ تتش نے یلغار کا حکم دیدیا۔ آقسنقر اور ترکوں کی فوج اسکے رکاب میں تھی۔ ابراہیم تیس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا مقام مغیم میں دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ ابراہیم کو ہزیمت ہوئی اور اثناء دار و گیر میں مارا گیا ترکوں نے اسکے خیمہ اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عرب کی بہت سی عورتوں نے بخوف بے آبروئی و فضیحت خودکشی کر لی۔ تتش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑ دیا۔

انقراض حکومت بنی مسیب از موصل جسوقت ابراہیم معرکہ سابقہ میں مارا گیا اور تتش نے موصل پر قبضہ کرلیا اسوقت اپنے بھتیجہ علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مامور کیا چنانچہ علی معہ اپنی ماں صفیہ کے موصل میں داخل ہوا۔ اس زمانہ سے موصل اور اسکے مضافات پر علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔ تتش نے مہم موصل سے فارغ ہوکر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اسپر قابض ہوکر آذربائیجان کی جانب گیا اور اسپر بھی بہ آسانی تمام

مستولی ہوگیا۔ [illegible] بن جابر [illegible] ہوچکا تھا چنانچہ
کئے ہوئے تھا [illegible] مرتبہ [illegible] نصیبین کا محاصرہ کیا اس کو
ہزیمت ہوئی [illegible] حلب کا [illegible] ملک شاہ بھیجا
سلطان [illegible] ہوگیا [illegible] اسکو گرفتار [illegible] اس نے اسکو رہا کر دیا [illegible]
بعد [illegible] جنگ اور [illegible] مرتبہ صلح
ہو گئے حران پر چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ و تصرف ہوگیا بعد ازاں محمد بن مسلم بن
قریش نے بغاوت کی [illegible] مسلم بن قریش امیر کربوقا سے امداد طلب کی علی بن مسلم ان دنوں
نصیبین میں تھا ثروان بن وہیب اور ابو الہیجاء کرد بھی اسکے ساتھ یہیں مقیم تھا چنانچہ
کربوقا نے فوجیں مرتب کرکے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا محمد بن مسلم اس سے ملنے کو آیا کربوقا نے
اسکو گرفتار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا بعدہ موصل کی جانب
قدم بڑھایا اہل موصل نے قلعہ بندی کر لی تو لوٹ کر شہر کی طرف آیا محمد بن مسلم اسی مقام پر
ڈوب کر مر گیا تب کربوقا نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کیا علی بن مسلم والی موصل نے امیر
چکرمش والی جزیرہ و ابن عمر سے استمداد کی درخواست کی چنانچہ امیر چکرمش اسکی کمک کو روانہ
ہوا امیر کربوقا کو اسکی خبر لگ گئی ایک فوج بسر افسری اپنے بھائی تونتاش اسکی روک تھام
کی غرض سے روانہ کیا تونتاش نے امیر چکرمش کو ہزیمت دیکر جزیرہ کی طرف لوٹا دیا بعد
چندے امیر چکرمش نے امیر کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور محاصرہ موصل پر اسکی کمک پر
آیا۔ اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے
حلہ میں صدقہ بن مزید کے پاس چلا آیا اور نو ماہ کامل کے محاصرہ و جنگ کے بعد کربوقا نے
موصل پر قبضہ حاصل کر لیا اسی وقت سے بنی مسیب کی حکومت و امارت صوبہ موصل سے
منقطع ہوگئی اور سلجوقیہ سے ملوک غز اور انکے امراء اسپر مستولی و قابض ہوگئے والبقاء للہ وحدہ

اخبار دولت بنو صالح | صالح بن مرداس کی ابتداء حکومت رحبہ کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص

ابن مرداس بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا اطراف حلب میں ان لوگوں کی حکومت وامارت قائم ہوئی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد سے تھا۔ شہر رحبہ ابو علی بن ثمال خفاجی کے قبضہ میں تھا۔ عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسکو قتل کر کے رحبہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا ایک مدت تک رحبہ اسکے قبضہ میں رہا بعد ازاں بدران بن مقلد نے رحبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ حاصل کر لیا تھوڑے دنوں بعد لولو ساری نے جو کہ حاکم والی مصر کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا فوج کشی کی پہلے رقہ پر قابض ہوا بعد ازاں رحبہ کو بدران کے قبضہ سے نکالکر دمشق کی جانب معاودت کی رحبہ کا حاکم ابن مجلکان نامی ایک شخص تھا بعد چندے رحبہ کی حکومت پر یہ شخص خود سر حکمراں بن بیٹھا۔ صالح بن مرداس کو اپنی امداد کو بلا بھیجا چنانچہ صالح بن مرداس ایک مدت تک اسکے پاس مقیم رہا۔ پھر ان دونوں میں ناصافی ہو گئی صالح اور ابن مجلکان میں چل گئی۔ پھر باہم دونوں نے مصالحت کر لی اور ابن مجلکان نے اپنی بیٹی کا عقد صالح سے کر دیا۔ صالح شہر میں داخل ہوا ابن مجلکان نے اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو اہل عانہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ میں منتقل کر دیا۔ اسکے تھوڑے دنوں بعد اہل عانہ نے بد عہدی کی اور اسکا کل مال واسباب لے لیا اس واقعہ سے ابن مجلکان کو بیحد برہمی پیدا ہوئی۔ معہ صالح کے اہل عانہ کی سرکوبی کو کوچ کیا صالح نے اثنار راہ میں ایک شخص کو ابن مجلکان کے قتل پر مامور کر دیا چنانچہ اس شخص نے اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اسکے مرنے کے بعد صالح نے رحبہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ومتصرف ہو کر ابن مجلکان کے کل مال واسباب اور ریاست پر مستولی ہو گیا اور مصر میں حکمرانان علویہ کی دعوت اور حکومت کو قائم وجاری رکھا۔

صالح حلب میں ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لولو نے جو کہ ابو المعالی سیف الدولہ کا آزاد غلام تھا حلب میں اسکے بیٹے ابو الفضائل پر استبداد حاصل کر لیا تھا اور شہر کو قبضہ سے نکال لیا تھا اور خلافت عباسیہ کی حکومت کو محو کر کے حاکم علوی والی مصر کے کام

کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا۔ بعد چندے حاکم اور لولو کے برتاوات میں فرق آ گیا صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ ہم اُس مقام پر صالح اور لولو کی لڑائیوں کا تذکرہ کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ لولو کا ایک غلام فتح نامی تھا لولو نے اسکو قلعہ حلب میں نگرانی اور حفاظت کی غرض سے مامور کیا تھا تھوڑے دنوں کے بعد فتح کو لولو سے منافرت پیدا ہوئی چنانچہ صالح بن مرداس کی دوستی و مراسم کے بھروسہ پر لولو کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط سے کر لیا کہ اسکو صیدا، بیروت اور جسقدر مال و اسباب حلب میں ہے دیدیا جائے۔ بمجبوری لولو انطاکیہ چلا گیا رومیوں کے پاس مقیم ہوا۔ فتح یہ خبر پاکر لولو کی بیوی اور اسکی ماں کو لیکر نکلا اور ان لوگوں کو منبج میں چھوڑ دیا حلب اور اسکے قلعہ کو حاکم والی مصر کے نائب کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہیں لوگوں کے قبضہ میں رہا تا آنکہ بنی حمدان میں سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا حاکم والی مصر کی طرف سے حلب پر قبضہ حاصل کیا۔ حاکم والی مصر کا یہ ساختہ پرداختہ تھا اور اسی نے اسکو حلب کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ بعدہ عزیز الملک نے حاکم کے بیٹے ظاہر سے بغاوت کی ظاہر کی پھوپھی بنت الملک کل امور سیاست اور امارت کے سیاہ وسفید کرنے کی مالک ومختار تھی اس نے عزیز الملک کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا اس نے اسکو مار ڈالا۔ عزیز الملک کے قتل کے بعد عبداللہ بن علی بن جعفر کتامی کو حلب کی حکومت پر مامور کیا یہ شخص ابن شعبان کتامی کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ موصوف خادم کو متعین کیا۔

چوتھی صدی کے بعد جب علیدیوں کے قوائے حکومت مصر میں مضمحل ہو گئے اور بنو حمدان کی حکومت شام وجزیرہ سے منقطع ہو گئی تو ہر چہار طرف سے عرب نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا پس بنو عقیل نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور عرب نے مجتمع ہو کر شام کے شہروں کو باہم یوں تقسیم کیا کہ حسان بن مفرج بن دغفل اور اوسکی قوم طی کو رملہ سے مصر تک صالح بن

مرداس اور اسکی قوم بنو کلاب کو حلب سے عانہ تک اور حسان بن علیان اور اسکی قوم [1]۔۔۔۔ ۔۔۔۔ کو دمشق اور اس کا کل صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کی طرف سے ان بلاد کا گورنر انوشتکین نامی ایک شخص تھا۔ حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر قابض و متصرف ہوگیا۔ صالح بن مرداس نے حلب پر چڑھائی کر دی اور اسکو ابن شعبان کے قبضہ سے نکال لیا۔ اہل شہر نے بخوشی و رضامندی اطاعت کی گردن جھکا دی صالح مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور ابن شعبان قلعہ حلب میں جاکر پناہ گزیں ہوا صالح نے قلعہ میں اُسکا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آکر امن کی درخواست کی صالح نے ان کو امن دی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۱۴ھ کا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اسکی حکومت بعلبک سے عانہ تک پھیل گئی۔

قتل صالح و ولایت ابنہ ابی کامل

اسوقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ بعد ازاں ظاہر نے بقصد جنگ صالح و حسان مصر سے فوجیں مرتب و آراستہ کرکے شام کی جانب روانہ کیں انوشتکین دربری اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ طبریہ میں اردن کے قریب دونوں باغیان دولت علویہ یعنی صالح و حسان سے مڈبھیڑ ہوئی دونوں خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور سخت خون ریز جنگ کے بعد دونوں باغیوں کو ہزیمت ہوئی۔ صالح معہ اپنے چھوٹے لڑکے کے اثنار دار و گیر میں مارا گیا اسکا لڑکا ابو کامل نصر بن صالح اپنی جان بچاکر حلب پہونچا یہ اپنے کو شبل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ جسوقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ میں واقع ہونے لگے اسوقت رومیوں کو جو کہ انطاکیہ میں تھے حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی چنانچہ بہت بڑی جمعیت سے حلب پر حملہ آور ہوئے۔

عیسائیوں کا حملہ اور شکست

(۴۲۱ھ میں رومی بادشاہ نے (قسطنطنیہ سے) تین لاکھ فوج کی جمعیت سے حلب پر حملہ کیا۔ قریب حلب پہونچکر خیمہ زن ہوا۔ سرداران روم سے ابن دوقس اسکے ہمراہ تھا۔ اسکو پہلے سے رومی بادشاہ سے منافرت تھی۔ کسی بات پر الجھکر

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم

دس ہزار سپاہیوں کو لیکر علیحدگی اختیار کرلی کسی نے رومی بادشاہ سے یہ خبر دیا کہ ابن دوقش کا قصد بدعہدی کا ہے اور اس نے مسلمانوں سے سازش کرلی ہے رومی بادشاہ یہ سنکر آگ بگولا ہوگیا فوراً پلٹ پڑا اور ابن دوقش کو گرفتار کرلیا۔ رومیوں میں اس واقعہ سے بہت بڑی ہلچل پڑ گئی عرب اور نیز اہل سواد ارمن نے تعاقب کیا شاہی بار برداری کے چار سو اونٹ مع اسباب کے پکڑ لے گئے۔ بہت سے عیسائی شدت تشنگی سے مر گئے عرب کے دلاوروں نے شاہی کیمپ پر دفعۃً حملہ کردیا بادشاہ تن تنہا گھبرا کے بھاگ نکلا عرب نے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا قیمتی قیمتی اسباب مسلمانوں کے ہاتھ لگا عیسائیوں نے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا غنیمت جانا اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامیابی اور فتحیابی سے ممتاز و سرفراز فرمایا

قتل نصر بن صالح و استیلاء وزیری بر حلب

سنہ ۴۲۹ھ میں وزیری نے بسرافسری عساکر مصریہ مصر سے حلب پر فوج کشی کی ان دنوں مصریوں کا خلیفہ مستنصر تھا۔ نصر نے اس خبر سے مطلع ہوکر فوجیں مرتب کیں اور خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ قریب حماۃ دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ نصر کو ہزیمت ہوئی اثنائے دار و گیر میں مارا گیا وزیری نے کامیابی کے ساتھ سنہ مذکور کے ماہ رمضان میں حلب پر قبضہ کرلیا

موت وزیری و حکومت ثمال بر حلب

وزیری نے حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کرلیا۔ اس سے اسکا رعب و داب بڑھ گیا فوج میں بھی معقول اضافہ ہوگیا۔ ترکوں کی اسکی فوج میں کثرت ہوگئی جاسوسوں نے مصر میں خلیفہ مستنصر اور اسکے وزیر جرجانی سے چغلی کردی کہ وزیری علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس وزیر جرجانی نے لشکر دمشق کو وزیری پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے چنانچہ لشکر دمشق نے وزیری پر حملہ کردیا۔ وزیری ان کی مدافعت نہ کرسکا اپنے اسباب و سامان کو بار کرکے حلب کا راستہ لیا۔ پھر حلب سے حماۃ کی

۱؎ عبارات مابین خطوط ہلالی بنظر ربط مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔

جانب قدم بڑھایا اہل حماۃ نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ والی کفرطاب سے خط و کتابت کر کے اسکے پاس چلا گیا والی کفرطاب اسکو لئے ہوئے حلب کی طرف روانہ ہوا دونوں حلب میں داخل ہوئے تھے میں ۴۳۳ھ کا دورا گیا اور وزیری داعی اجل کو لبیک کہکر راہ نورد ملک عدم ہوا۔

وزیری کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ عرب کی طمع کا ہاتھ بڑھ گیا۔ معزالدولہ ثمال بن صالح جسوقت سے کہ اسکا باپ اور بھائی مارا گیا تھا رجبہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ یہ خبر پا کر حلب کی طرف بڑھا اور اسکا محاصرہ کر لیا تا آنکہ شہر پر قابض ہو گیا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہل مصر سے امداد طلب کی چونکہ والی دمشق حسین بن حمدان جو کہ بعد وزیری کے حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر ہوا تھا حسان بن مفرح والی فلسطین کی جنگ میں مصروف تھا اسوجہ سے وزیری کے ہمراہیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے ایک برس کے کامل محاصرہ کے بعد ثمال سے امن کی درخواست کی ثمال نے ان لوگوں کو امن دی اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا اس زمانہ سے قلعہ پر ثمال کا قبضہ برابر رہا تا آنکہ عساکر مصریہ سے بسر کردگی ابو عبید اللہ بن ناصرالدولہ بن حمدان حلب پر حملہ کیا اس مہم میں عساکر مصریہ کی تعداد پانچہزار جنگ آوروں سے متجاوز تھی۔ ثمال بھی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور فریق کی مدافعت کی اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اکھڑ گئے مجبوراً محاصرہ اٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ آئے۔ بعد اسکے دوبارہ عساکر مصریہ نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر بسر افسری رفق خادم حملہ کیا۔ ثمال نے لشکر ان کو پسپا کیا اور اسکے سردار خادم رفق کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ حالت اسیری میں رفق کا انتقال ہو گیا۔

حکومت حلب سے ثمال کی دست کشی اور ابن ملہم کی حکومت

گذشتہ ہزیمت سے مصری لشکر کے دم خم میں ذرا بھی بل نہ آیا حلب پر حملہ آور ہوتا رہا اور آئے دن محاصرہ و جنگ سے ثمال کو تنگ کرتا رہا۔ بالآخر ثمال کو اسکی امارت سے ناامیدی ہو گئی

اور عنان حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنے سے عاجز آ گیا۔ تنگ آ کر مصر میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں مصالحت کا پیام بھیجا اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آئندہ کی لڑائیوں اور مصائب سے بچائی۔ مستنصر نے اپنی جانب سے تکین الدولہ ابو علی حسن بن ملہم کو حلب کی حکومت پر مامور کر کے روانہ کیا۔ آخر ی ۴۴۹ھ میں تکین الدولہ وارد حلب ہوا۔ ثمال نے حلب کی عنان حکومت تکین الدولہ کو سپرد کر کے مصر کا راستہ لیا۔ اسکا بھائی عطیہ بن صالح رحبہ چلا گیا اور ابن ملہم حلب پر مستولی ہو گیا

اہل حلب کی بغاوت محمود بن نصر کی حکومت

ابن ملہم تقریباً دو برس تک حلب پر حکمراں رہا بعد ازاں اسکو یہ خبر لگی کہ اہل حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط و کتابت شروع کی ہے۔ فوراً محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا اس سے اہل حلب میں بیحد جوش پیدا ہوا۔ سب کے سب مجتمع ہو کر باغی ہو گئے اور ابن ملہم کا قلعہ حلب میں محاصرہ کر لیا اور محمود کو یہ حالات لکھ بھیجے پس محمود ۴۵۲ھ کے نصف سنہ گذر جانے پر حلب میں آیا اور ابن ملہم کا ان لوگوں کے ساتھ قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ ہر چہار طرف سے عرب کے قبائل اسکے پاس آ آ کر مجتمع ہو گئے۔ ابن ملہم نے خلیفہ مستنصر سے امداد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھ بھیجا کہ فوراً اپنی رکاب کی فوج کو مرتب و مسلح کر کے ابن ملہم کی کمک پر پہونچ جاؤ چنانچہ ابو محمد فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ محمود نے یہ خبر پا کر قلعہ حلب سے محاصرہ اٹھا لیا۔ ابن ملہم قلعہ سے نکلکر شہر میں آیا۔ ناصر الدولہ بھی اسکے ساتھ ساتھ شہر حلب میں داخل ہوا۔ ان دونوں کے لشکریوں نے شہر حلب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ بعد اس کے محمود اور ناصر الدولہ کی فوجوں سے حلب کے باہر ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ فتح محمود کے ہاتھ رہا ناصر الدولہ بن حمدان کو ہزیمت ہوئی۔ اثنار دار و گیر میں قید ہو گیا۔ محمود میدان جنگ سے واپس ہو کر شہر میں آیا اور اسپر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں قلعہ حلب پر بھی قابض ہو گیا اور ابن حمدان و ابن ملہم کو رہا کر دیا۔ ان لوگوں نے رہائی کے بعد مصر

کی جانب معاودت کی۔

ثمال کی حلب پر دوبارہ حکومت

جسوقت محمود نے ابن مُلہم کو ہزیمت دیکر قلعہ حلب پر قبضہ کر لیا اُن دنوں معزالدولہ ثمال بن صالح مصر میں موجود تھا۔ ثمال مصر میں اُس زمانہ سے تھا جبکہ اس نے ۴۴۹ھ میں حلب کو خلیفہ مستنصر کے حوالہ کیا تھا۔ پس خلیفہ مستنصر نے اس وقت معزالدولہ ثمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اسکے بھتیجے کے قبضہ سے حلب کے نکال لینے کی اجازت دی چنانچہ معزالدولہ ثمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ میں سفر و قیام کرتا ہوا حلب کے قریب پہونچا اور کمال حزم و احتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ محمود نے اپنے ماموں منیع بن شبیب بن وثاب نمیری والی حران سے امداد طلب کی۔ منیع نے اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور خود بذاتہ شریک جنگ ہوا۔ ثمال نے حلب سے محاصرہ اُٹھا لیا اور محرم ۴۵۳ھ میں بریہ کا راستہ اختیار کیا۔ منیع نے بھی حران کی جانب معاودت کی۔ ثمال نے پلٹ کر حلب پر حملہ کر دیا اور ماہ ربیع سنہ مذکور میں قبضہ حاصل کر لیا۔ بعد کامیابی رومی ممالک پر جہاد کیا اور مظفر و منصور بہت سامال غنیمت لیکر واپس آیا۔

وفات ثمال

قبضہ حلب کے تھوڑے ہی دنوں بعد یعنی ماہ ذی القعدہ ۴۵۴ھ میں ثمال رہگرائے ملک عدم ہوا۔ مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولیعہد مقرر کر گیا۔ عطیہ اس زمانہ سے رحبہ میں تھا جبکہ ثمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا۔ عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حلب میں آیا اور عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی۔

محمود کا حلب پر حملہ کرنا اور عطیہ کے قبضہ سے نکال لینا

جسوقت عطیہ نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ ممالک عراق اور شام پر قابض و مستولی ہو گئے تھے اور صوبجات ممالک اسلامیہ میں انہیں کا دور دورہ ہو رہا تھا اسوقت ان میں کا ایک گروہ عطیہ کے پاس آیا عطیہ نے اسکو اپنی خدمت میں رکھ لیا

اس سے عطیہ کی قوت میں نمایاں ترقی ہوگئی بعد چندے عطیہ کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے عطیہ کو ان لوگوں کے آئندہ خطرات سے تنبیہ کیا اور یہ رائے دی کہ ان لوگوں کو صفحۂ ہستی سے معدوم و نابود کردو۔ چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا اہل شہر نے ان میں سے ایک جماعت کا کام تمام کردیا باقی ماندگان جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمود بن نصر کے پاس حران میں جا کر دم لیا اور اسکو قبضہ حلب پر آمادہ کرنے لگے۔ محمود کو ان لوگوں کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے حلب پر آپہونچا اور محاصرہ کرلیا۔ دو چار لڑائیوں کے بعد ماہ رمضان ۴۵۵ھ میں بزور تیغ فتح کرلیا اور نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اسکا چچا عطیہ رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہوگیا تا آنکہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ میں رقہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا پس یہ ۴۶۵ھ میں رومیوں کے ملک میں چلا گیا۔ اور ان ترکوں کو جو اپنے امیر ابن خان کے ہمراہ ۴۶۰ھ میں اسکی خدمت میں آئے تھے رومیوں کے قلعات کی طرف سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا پس ان لوگوں نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ ان پر قابض ہوئے۔

ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کی طرف قدم بڑھایا اور نہایت مستعدی سے اسکا محاصرہ کیا اہل طرابلس نے تاوان جنگ دیکر مصالحت کرلی پس محمود نے طرابلس سے محاصرہ اٹھالیا۔ بعدازاں محاصرہ دیاربکر، آمد اور الرہا سے فارغ ہوکر سلطان الپ ارسلان نے محمود کی طرف رخ کیا مگر کامیاب نہ ہوا جیسا کہ آئندہ ہم انکے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے الغرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا محمود بن نصر اسوقت حلب ہی میں تھا۔ اس اثناء میں خلیفہ قائم کی سفارت مشعر رجوع دعوت عباسیہ وارد ہوئی۔ محمود نے اطاعت کی گردن جھکا دی علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہوگیا اور سفیر خلیفہ ازہر ابوالفوارس ابن طراد زینبی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائیں، سلطان نے اس سے انکار کیا اور محمود

کے محاصرہ میں شدت کرنے لگا۔ ہر چہار طرف سے سنگباری شروع کردی ایک روز شب کے وقت معہ اپنی والدہ منیعہ بنت وثاب کے حلب سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے آخری ۴۶۸ھ میں محمود کو خلعت عنایت کیا۔ پھر محمود نے اپنے بیٹے شبیب کو اُن ترکوں کی طرف بھیجا جنہوں نے اسکے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلوائی تھی ان ترکوں نے فتنہ وفساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ پس جب شبیب ترکوں کے قیام گاہ کے قریب پہونچا ترک اس سے ملنے کو آئے نگران لوگوں نے اسکی درخواست قبول نہ کی صف آرائی کی نوبت پہونچ گئی اثنار جنگ میں ایک تیر آلگا جس سے اسکی موت وقوع میں آئی۔

وفات نصر نصر کے مرنے پر اسکا بھائی سابق حکمران ہوا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جسکی حکومت وامارت کی اسکے باپ نے وصیت کی تھی مگر بوجہ اسکی کم سنی کے اسکی وصیت کا نفاذ نہوا۔ پس جب یہ حکمراں ہوا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو طلب کر کے خلعت عنایت کیا اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ایک زمانہ دراز تک یہ حکمرانی کرتا رہا۔ یہ ترکمان وہی تھے جنہوں نے اسکے باپ کو قتل کیا تھا۔

انقراض دولت بنی صالح بن مرداس ۴۷۲ھ میں تتش نے قبضہ دمشق کے بعد حلب پر فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اہل حلب نے ترکوں کی حکومت سے غیر مطمئن ہو کر مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ مسلم بن قریش نے اس غرض سے حلب کی طرف کوچ کیا لیکن اہل حلب کی بعض حرکات سے کسی آئندہ خطرہ کا خیال کر کے واپس ہو گیا۔ اس مہم کا سرگروہ ابن حسین عباسی نامی ایک شخص تھا۔ اتفاق سے ایک روز سابق کا لڑکا شکار کھیلنے کو اپنے شکار گاہ میں گیا۔ حلب کے گرد ونواح کے کسی قلعہ کا ترکمان یہ خبر پاکر شکار گاہ میں پہونچ گیا اور اسکو گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم بن قریش اسکو نظر بند کئے ہوئے پھر حلب کے جانب لوٹا اور اسکے باپ سابق سے بشرط سپردگی حلب اسکے لڑکے کے رہا کرنے کا معاہدہ کیا چنانچہ

سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے مسلم بن قریش نے کامیابی کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا سابق بن محمود اور اسکا بھائی وثاب قلعہ نشین ہو گیا بعد چندے امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالہ کر دیا۔ مسلم نے حلب اور اسکے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا اور یہ درخواست کی حسب دستور قدیم مجھے مقبوضہ بلاد کی سند حکومت بشرط ادائے خراج مرحمت فرمائی جائے۔ سلطان ملک شاہ نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ چنانچہ یہ بلاد مسلم بن قریش کے مقبوضات میں داخل و شامل ہو گئے تا آنکہ سلطان نے اسکے بعد ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔

استیلاء سلطان ملک شاہ برحلب و گورنری اقسنقر

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ مسلم بن قریش کو سلیمان بن قطلمش نے قتل کیا تھا جیسا کہ مسلم کے حالات میں تحریر کیا گیا پس جب سلیمان نے اسکو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ تو ابن حسین عباسی سپہ سالار حلب نے حلب کے حوالہ کر دینے کا پیام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پیشتر تتش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا اور بزور جنگ اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی ابن حسین نے دونوں سے مصلحتاً حلب کی سپردگی کا وعدہ کر لیا تھا کسی ذریعہ سے یہ خبر تتش تک پہونچ گئی۔ فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کی طرف کوچ کر دیا سلیمان بن قطلمش بھی آ پہونچا دونوں میں مڈبھیڑ ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔

تتش نے سلیمان کے قتل کے بعد سر اوتار کر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کیا اور ایفار وعدہ کا خواستگار ہوا ابن حسین نے لکھا کہ میں اسکے بابت سلطان ملک شاہ سے مشورہ کر لوں تو حلب کو آپ کے حوالہ کروں تتش کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی۔ حلب کا محاصرہ کر لیا اہل شہر نے خط و کتابت کر کے سازش کر لی اور رات کے وقت تتش کو شہر میں داخل کر لیا چنانچہ تتش شہر حلب پر قابض ہو گیا تتش کے امراء میں سے امیر ارتق بن اکسک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازہ بند کر لئے تتش نے اسکا بھی

محاصرہ کر لیا۔

ابن حسین نے قبل اس واقعہ کے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں جبکہ اسکو تاج الدولہ تتش کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا تھا ایک عرضداشت مشعر قبضہ حلب روانہ کی تھی اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ۴۷۹ھ[1] میں حلب کی جانب کوچ کیا تھا موصل ہوتا ہوا حران پہونچا اور اسکو ابن شاطر کے قبضہ سے نکال کر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا بعدازاں الرہا کی طرف قدم بڑھایا اور اسکو رومیوں کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہو گیا۔ رومیوں نے اسکو ابن عطیہ سے خرید کیا تھا۔ پھر قلعہ جعفر (جعبر) کی طرف بڑھا۔ ایک رات و دن کے محاصرہ کے بعد اسکو بھی مفتوح کر لیا۔ جسقدر بنی قشیر وہاں ملے سبھوں کو تہ تیغ کیا قلعہ جعبر کا ایک نابینا بڈھا حاکم تھا اسکے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ رہزنی کیا کرتے تھے اور مسافروں کو لوٹ مار کر قلعہ میں چلے جاتے تھے۔ اس قلعہ کو سر کر کے منبج پر جا پہونچا اور اسکو بھی اپنے مقبوضات میں داخل کر کے حلب کی طرف بڑھا۔ اسکا بھائی تاج الدولہ تتش اسوقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سترہ دن گزر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت کی گردن جھکائی تھی اور نہ اسکو بزور تیغ و محاصرہ کسی کامیابی کی صورت دکھائی دی تھی سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر سنکر محاصرہ اُٹھا لیا اور دمشق کی جانب مراجعت کر دی سلطان ملک شاہ نے شہر پر قبضہ کر لیا باقی رہا قلعہ وہ تھوڑی دیر تک لڑتا رہا دونوں طرف سے تیر باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے اطاعت کی گردن جھکا دی اور قلعہ کو اس شرط سے کہ قلعہ جعفر اسکو بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ سلطان نے قلعہ جعفر بطور جاگیر عنایت کیا پس اسوقت سے یہ قلعہ انکے اور اسکے لڑکوں کے قبضہ میں رہا تا آنکہ

---

[1] ناسخ کی غلطی ہے اس سنہ میں سلطان ملک شاہ سریر حکومت پر نہ تھا یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۰ مطبوعہ مصر۔ مترجم۔

سلطان نور الدین محمود زنگی شہید نے اسکے قبضہ سے نکال لیا اسی اثنا میں نصر بن علی بن منقذ کنانی والی شیرز نے اطاعت و فرمانبرداری کی ایک سفارت سلطان کی خدمت میں روانہ کی سلطان نے اپنی طرف سے قسیم الدولہ اقسنقر جد الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی شہید کو حلب پر مامور کر کے عراق کی طرف مراجعت کی۔ اہل حلب کی سفارش پر سلطان نے ابن حسین کی عفو تقصیر کر دی اور اسکو دیار بکر بھیجدیا۔ چنانچہ ابن حسین وہاں پر جاکر مقیم ہوا اور نہایت فقر و تنگی کی حالت میں وہیں انتقال کیا واللہ مالک الامور لارب غیرہٗ۔

اخبار دولت بنو مزید ملوک حلہ از ابتدا تا انتہا یہ بنو مزید قبیلہ بنو اسد سے تھے یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے انہیں لوگوں کا نعمانیہ تھا انہیں کے اعزہ اور خاندان سے بنو دبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرہ میں جو انہیں کی وجہ سے معروف و مشہور ہے رہتے تھے۔ بنو مزید کا سردار ابو الحسن علی بن مزید اور اسکا بھائی ابو الغنائم تھا۔ ابو الغنائم ابتداءً بنو دبیس کے پاس گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر ان کے پاس سے بھاگ آیا[1] کوئی شخص اسکو نہ پاسکا ابو الحسن کے پاس پہونچا اور کل واقعات اسکو بتلائے ابو الحسن نے ان لوگوں پر چڑھائی کی عمید الجیوش سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ عمید الجیوش براہ دریا دیلمی فوج کو اسکی کمک پر روانہ کیا۔ دونوں حریف میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابو الحسن شکست کھا کر بھاگا ابو الغنائم اسی معرکہ میں کام آگیا۔ یہ واقعہ ۴۰۱ھ کا ہے۔

جب ۴۰۵ھ کا دور آیا تو ابو الحسن نے فوج کثیر مرتب کر کے اپنے بھائی ابو الغنائم کا بدلہ لینے کو بنو دبیس پر چڑھائی کی بنو دبیس نے بھی یہ خبر پا کر بہت بڑا جم غفیر مجتمع کر لیا مضر حسان، بنہان اور طراد بنو دبیس کے علاوہ اس اطراف کے اکراد شاہجان اور جاوانیہ بھی مجتمع ہو گئے۔ دونوں حریف نے صف آرائی کی کھیت ابو الحسن کے ہاتھ رہا بنو دبیس کو ہزیمت

[1] ابو الغنائم کے بھاگ آنے کی یہ وجہ تھی کہ اس نے بنو دبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ مصر

ہوئی۔ حسان اور نبہان مارے گئے ابوالحسن بن مزید انکے مال واسباب اور کل مقبوضات پر قابض ہوگیا۔ بنو دبیس کے بقیۃ السیف بھاگ کر جزیرہ پہونچے۔ فخرالدولہ نے جزیرہ دبیسہ کی عنان حکومت انکے سپرد کردی اور اس میں سے طیب اور قرقوب کو مستثنیٰ کرلیا۔ ابوالحسن نے فتحیابی کے بعد اسی مقام پر قیام اختیار کیا بعد چندے مضر بن دبیس نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز شب کے وقت ابوالحسن پر شبخوں مارا ابوالحسن کو اسکی خبر نہ تھی شکست کھاکر شہرنیل میں جاکر دم لیا اور پناہ گزیں ہوا۔ مضر نے اسکے مال واسباب اور جزیرہ پر قبضہ کرلیا۔

وفات علی بن مزید و امارت دبیس بن علی

۴۰۸ھ میں ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی کے زمانہ کو پورا کرکے رہگرائے ملک عدم ہوا۔ بجائے اسکے اس کا بیٹا نورالدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔

اسکے باپ نے اپنی حیات میں اسکے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اور سلطان الدولہ نے اسکو خلعت مرحمت فرمایا تھا اور ولیعہدی کی اجازت دی تھی مگر اپنے باپ کے مرنیکے بعد جب یہ حکمراں ہوگیا تو اسکا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا بنوعقیل کے پاس گیا اور انہیں لوگوں میں قیام اختیار کیا۔ اسی وجہ سے مابین دبیس اور قراوش سرداران بنوعقیل بیسیوں جھگڑے ہوئے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ دبیس نے انکے خلاف بنوخفاجہ کو ملالیا اور انبار کو اسکے قبضہ سے ۴۱۱ھ میں نکال لیا۔ بعدازاں خفاجہ نے دبیس سے بدعہدی کی اسوقت انکا سردار منیع بن حسان نامی ایک شخص تھا۔ اس نے جامعین کی جانب کوچ کیا اور اسکو تاخت وتاراج کرکے کوفہ پر قابض ومتصرف ہوگیا بعد اسکے دبیس اور قراوش میں باہم اتفاق ہوگیا۔ اس وجہ سے انتظامات درست ہوگئے مگر خفاجہ بنوعقیل کنارہ فرات کو دبا بیٹھے

جزیرہ دبیسہ پر منصور بن حسین کا استیلاء

جزیرہ دبیسہ ایک مدت سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار میں تھا ۴۱۱ھ میں منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنو اسد کی شاخوں میں

سے ثابت طراد بن دبیس کو جزیرہ دبیسہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد طراد مر گیا پس اسکا بیٹا ابوالحسن جلال الدولہ کی خدمت میں بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابو کالیجار کے نام کا خطبہ بجائے جلال الدولہ کے پڑھنا شروع کیا تھا علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر مامور کیجئے تو میں ایک دم میں منصور کو جزیرہ سے نکال باہر کر دوں چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھ ایک فوج روانہ کی۔ علی بن طراد نے واسط کی جانب کوچ کیا اور نہایت تیزی سے سرگرم سفر ہوا منصور کو اسکی خبر لگی تو اس نے بھی تیاری شروع کر دی بعض امرائے ترک یعنی ابو صالح کر کیر نے اسکی کمک پر کمر ہمت باندھی ابو صالح کسی وجہ سے جلال الدولہ کی خدمت سے بھاگ کر ابو کالیجار کے پاس چلا آیا تھا اسوجہ سے ابو صالح نے منصور کی مدد پر مستعدی ظاہر کی۔ ان لوگوں سے اور علی بن طراد کے معرکہ آرائی ہوئی کھیت ان لوگوں کے ہاتھ رہا علی بن طراد کو ہزیمت ہوئی اثنائے دار و گیر میں مارا گیا۔ ترکوں کا ایک گروہ جسکو جلال الدولہ نے اسکی مدد پر مامور کیا تھا اس معرکہ میں کام آگیا جزیرہ دبیسہ کی حکومت پر منصور بن حسین استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگے۔

دبیس اور جلال الدولہ کے جھگڑے

مقلد برادر دبیس بن مزید جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں بنو عقیل کے پاس چلا گیا تھا چونکہ اس سے اور نور الدولہ دبیس سے عداوت تھی اسوجہ سے یہ منیع بن حسان امیر خفاجہ کے پاس جا پہونچا اور دونوں متفق ہو کر جلال الدولہ کی مخالفت اور کالیجار کے کا خطبہ پڑھنے کی غرض سے دبیس سے جنگ کرنے کو نکل کھڑے ہوئے۔ دبیس کو اسکی خبر لگ گئی ابو کالیجار کو عراق میں بلا بھیجا پس ابو کالیجار وارد واسط ہوا اسوقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسط میں تھا ابو کالیجار کی آمد کی خبر پا کر واسط چھوڑ کر نعمانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دبیس نے شہر کا ... توڑ دیا بہت سامال و اسباب ضائع ہو گیا ایک جماعت کثیرہ ڈوب کر ہلاک ہو گئی۔ ابو کالیجار نے قرواش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو عراق آنیکی ترغیب دی پس یہ لوگ عراق کی جانب روانہ ہوئے رفتہ رفتہ کحیل پہونچے اثیر عنبر کا اس مقام پر انتقال ہو گیا۔ جلال الدولہ نے ...

فراہم کیں اور ابوالشوک والی بلاد اکراد سے امداد طلب کی چنانچہ ابوالشوک امداد کی غرض سے واسط کی جانب آیا اور وہیں قیام پذیر ہوگیا بارش شروع ہوگئی ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگا۔ جلال الدولہ کو تہیدستی ستانے لگی اپنے ہمراہیوں کے مشورہ سے فوجیں مرتب کرکے اہواز کی طرف غارتگری کے قصد سے قدم بڑھایا۔ اسوقت اہواز پر ابوکالیجار کا قبضہ تھا۔ ابو کالیجار نے یہ سنکے اہواز کو جلال الدولہ کے دست برد سے بچانیکی غرض سے جلال الدولہ سے یہ کہلا بھیجا کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کی طرف توجہ نہ کی کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز پہونچا اور بلا مزاحمت و قتال اہواز کو جی کھول کر لوٹ لیا۔ جلال الدولہ کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو فوراً فوجیں مسلح اور مرتب کرکے جلال الدولہ کی مدافعت کو روانہ ہوا اور دبیس کو خفاجہ کی غارتگری کے خیال و خوف سے اپنے مال و اسباب کی محافظت پر چھوڑتا گیا۔ جلال الدولہ اور ابوکالیجار سے مڈبھیڑ ہوئی سخت اور خونریز جنگ[1] کے بعد ابوکالیجار کو ہزیمت ہوئی اسکے بہت سے ہمراہی کام آئے جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کرکے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسط کی حکومت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تھا مامور کیا۔

اس ہزیمت کے بعد دبیس بخوف خفاجہ ابوکالیجار کی رفاقت ترک کرکے اپنے شہر پر آیا۔ اس کے اعزہ کا ایک گروہ اس سے مخالف ہوکر اطراف جامعین میں لوٹ مار کر رہا تھا۔ دبیس نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ان پر کامیابی حاصل کرکے ان کے ایک گروہ کو قید کر لیا از انجملہ ابوعبید اللہ حسن ابن ابوالغنائم بن مزید شبیب، سرایا اور وہب پسران حماد بن مزید وغیرہم تھے دبیس نے ان لوگوں کو جوسق میں قید کر دیا۔ بعدہ اس کے بھائی ثابت نے عرب کو مجتمع کیا اور جلال الدولہ سے امداد طلب کی چنانچہ

[1] یہ لڑائی ۴۲۱ھ میں ہوئی تھی۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر۔

جلال الدولہ نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ مقلد نے دبیس پر فوج کشی کی اس معرکہ میں دبیس کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کو اسکے ہمراہیوں میں سے مقلد نے گرفتار کرلیا اور اس کے مال واسباب اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جس قدر قیدی تھے لیجا کے قید کر دیا۔ دبیس بحال پریشان ہزیمت اٹھا کے سندیہ میں جا کے پناہ گزین ہوا۔ مجد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا بعد چندے جلال الدولہ سے صفائی ہوگئی سند گورنری دینے کے شرط پر مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کر لیا سند حکومت کے ساتھ خلعت خوشنودی بھی عنایت کی جس سے دبیس کی حالت پھر درست ہوگئی۔

مقلد کو ان واقعات کی خبر لگی اسوقت اسکے رکاب میں خفاجہ کا ایک جم غفیر تھا پس ان سبھوں نے مطیر آباد اور نیل کو تاخت و تاراج کیا اور اسکے مضافات کو بھی جی کھول کر لوٹا۔ حلہ اسوقت تک تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ بعدہ مقلد نے دجلہ کو عبور کیا ابو الشوک کے پاس پہونچا اور اس کے پاس مقیم رہا تا آنکہ سارے کام اصلاح پذیر ہوگئے۔

فتنہ دبیس و ثابت ابو قوام ثابت بن علی بن مزید ایک مدت دراز سے بساسیری کے پاس رہا کرتا تھا اور اسکے خاص حاشیہ نشینوں سے تھا۔ ۴۲۴ھ میں بساسیری نے دبیس پر فوج کشی کی ابو قوام ثابت بھی اسکے ہمراہ تھا۔ چنانچہ نیل اور کل مقبوضات دبیس پر بساسیری نے قبضہ کرلیا۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو ثابت سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اتفاق یہ کہ ان لوگوں کو ثابت کے مقابلہ پر ہزیمت ہوئی دبیس نے اپنے ہمراہیوں کی ہزیمت سے مطلع ہوکر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑ دیا اور چلتا پھرتا نظر آیا تا آنکہ بساسیری نے بغداد کی جانب مراجعت کی اُس وقت دبیس نے بنو اسد اور خفاجہ کو مجتمع کیا ابو کامل منصور بن قراد بھی اسکا ہم آہنگ ہوگیا ان سبھوں نے اپنے مال واسباب کو ایک قلعہ میں رکھ کر دبیس کو دوبارہ حکومت وامارت دلانے کو کوچ کیا۔ مقام جرجرایا میں ثابت سے مقابلہ ہوا۔

بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی فریقین کے سیکڑوں آدمی کام آے پھر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگیا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اسکے مقبوضات واپس دیدیئے جائیں اور انہیں مقبوضات میں سے بعض صوبہ اسکے بھائی ثابت کو حوالہ کیئے جائیں باہم مصالحت ہوگئی۔ عہد نامہ لکھا گیا۔ دونوں فریق نے قسمیں کھائیں اور علیحدہ ہوگئے۔ اسکے بعد بساسیری ثابت کی امداد کو نعمانیہ میں وارد ہوا۔ مصالحت کی خبر پاکر واپس ہوگیا۔

فتنہ دبیس ولشکر واسط الملک الرحیم نے ۴۴۱ھ میں متعلقات نہر صلہ اور نہر فضیل جو کہ لشکر واسط کے جاگیر سے تھا دبیس بن مزید کو بطور جاگیر مرحمت فرمائی۔ اس سے لشکر واسط میں ناراضی پیدا ہوئی سب کے سب مجتمع ہوکر دبیس پر چڑھ گئے لڑائی کی دھمکی دی دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیر میں مرحمت فرمایا ہے آؤ ہم اور تم اپنی اپنی تحریریں الملک الرحیم کی خدمت میں بھیجیں جو کچھ وہ فیصلہ فرمادیں اس پر ہم لوگ قناعت کریں لشکر واسط نے اس جواب کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی حملہ کر دیا۔ دبیس نے یہ خبر پاکر چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بیٹھا دیا جسوقت لشکر واسط کمینگاہ سے گزرکر آگے بڑھا۔ دبیس کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر لشکر واسط پر حملہ کر دیا لشکر واسط اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا دبیس کے فوج نے کمال بیرحمی اور نہایت سختی سے انکو جی کھول کر پامال کیا۔ ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا ہزار ہا مویشیاں اور بار برداری کے جانور پکڑ لئے۔ اس ہزیمت کے بعد لشکر واسط کی جانب مراجعت کی لشکر بغداد سے امداد طلب کی بساسیری کو ان لوگوں کی مدافعت کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل کے واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

جنگ خفاجہ ودبیس ۴۴۱ھ میں بنو خفاجہ نے جامعین کی طرف قدم بڑھایا جامعین مقبوضات دبیس سے تھا بنو خفاجہ نے اس اطراف میں ندمچادی غربی فرات کو لوٹ لیا اس وقت دبیس شرقی فرات میں تھا۔ ان واقعات سے مطلع ہوکر دبیس نے بساسیری سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بساسیری بذاتہ اسکی کمک پر آیا۔ دبیس نے بساسیری کے

ساتھ فرات کو عبور کر کے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اپنے پُر زور حملوں سے بنو خفاجہ کو جامعین کے حدود سے نکال باہر کیا۔ پس بنو خفاجہ نے بریہ کا راستہ اختیار کیا بعد چندے واپس ہو کر پھر ہنگامہ فساد برپا کیا۔ دبیس نے ان پر دوبارہ فوج کشی کی بنو خفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کی طرف بڑھے دبیس نے تعاقب کیا خفان میں پہونچکر بنو خفاجہ سے مڈبھیڑ ہوئی دبیس نے ان لوگوں پر نہایت سختی سے حملہ کیا خفان پر ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر کے بنو خفاجہ کو وہاں سے نکال دیا قلعہ کو منہدم کرا کے زمین دوز کر دیا۔ بعد ازاں بغداد کی جانب مراجعت کی خفاجہ کے قیدی ساتھ ساتھ تھے بغداد میں پہونچکر ان لوگوں کو صلیب پر چڑھا دیا۔ تھوڑے دنوں قیام کر کے جری کی طرف قدم بڑھایا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ اہل جری نے مصالحت کی درخواست کی بساسیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا ان لوگوں نے اپنے سر لے لیا۔ چنانچہ بساسیری نے ان لوگوں کو امن عنایت کی۔

تم الجزء الحادی عشر ویلیہ الجزء الثانی عشر

انشاء اللہ تعالیٰ اولہ حرب دبیس مع العرب

اُنکا دنداں شکن جواب، شاہنامہ فردوسی کی تصنیف کا کچا چٹھا اور اسکے علاوہ صدہا وہ اچھوتے واقعات جو ہمارے دلوں میں تازہ روح پھونکتے ہیں نہایت سلیس اردو زبان میں تحریر کیئے گئے ہیں۔

سلطان شہاب الدین کے دلیرانہ حملے، راجہ پتھورا والی دہلی، کھانڈے رائے والی اجمیر اور جے چند والی بنارس وغیرہ ڈیڑھ سو رہا راجایان ہند کا مقابلہ، تین ہزار کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھیوں) کا دل بادل قلعہ اچہ (سندھ) کی مورچہ بندی، بھٹنڈہ کی خونریز لڑائی دریاے سرستی کے کنارہ پر لڑائی کا خوفناک منظر، فتوحات نہروالہ اجمیر دہلی، میرٹھ، علیگڈھ قنوج اور بنارس کے واقعات پڑھنے پڑھانے، سُننے، سنانے اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

علاوہ اِن واقعات کے۔ بنو مزید حکمرانان عراق، بنو طولون حکمرانان مصر، بنو مروان و بنو حمدان حکمرانان دیار بکر، بنو صفار ملوک سجستان و خراسان، و بنو سامان تاجداران ماورالنہر (جسکا ہیرو ایسر نوح سامانی ہے) دولت ترکیہ خانیہ بنو بویہ دیلمی ملوک عراقین و فارس، بنو شاہین ملوک بطیحہ، مسافر دیلمی حکمرانان آذر بائیجان اور بنو حسنویہ کُردی حکمرانان دینور و دامغان کے حالات زندگی، طریقہ حکومت اور ان کی سیاسات کے اچھوتے واقعات، آپس کی لڑائی جھگڑے جسکو اس وقت تک نہ فارسی داں یا اردو خواں کے کانوں نے سُنا ہے اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہے بحد تفصیل، نہایت تحقیق سے درج کیئے گئے ہیں مسلمانوں کی ترقی اور تنزلی کی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ سبق آموز، عبرت انگیز داستانیں ہیں۔ لکھائی عمدہ، چھپائی نفیس، کاغذ سفید چکنا، نیا اڈیشن نئے مضامین اور نئی کتاب ہے۔

بارہویں جلد کی قیمت ۱۲؍ تیرہویں جلد کی قیمت ۱۲؍

مصارف ڈاک ذمہ خریدار

المشتہر
مینیجر دفتر الاسلام الہ آباد

بعونہ تعالیٰ

طبع ثانی



کتاب ثانی

جلد یازدہم

جسمیں

اندلس مرحوم کا آخری دور اور اُن حکمرانان عرب کی معاشرت و تمدن
کی تصویریں کھینچکر دکھائی گئی ہیں جنھوں نے بلاد مختلفہ اسلامیہ
میں زیر اقتدار علم خلافت عباسیہ قرون وسطیٰ
میں حکمرانی کی تھی

مترجمہ

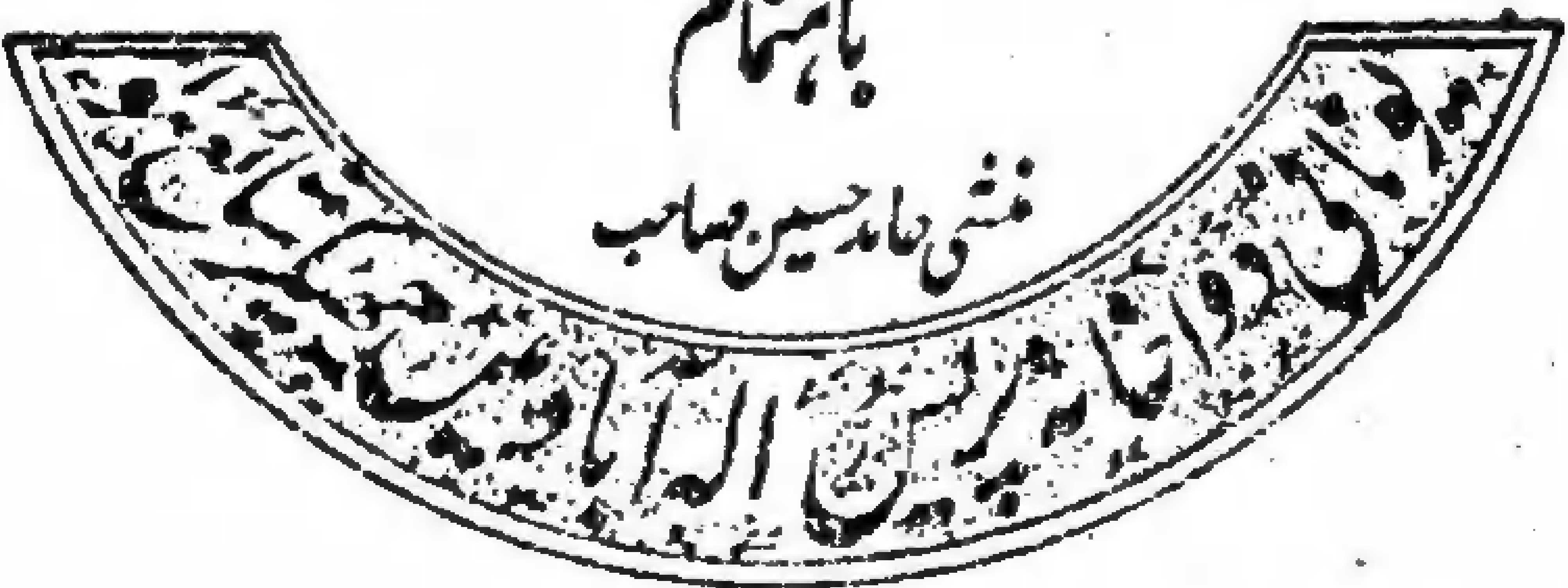
عالیجناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب ممبر بورڈ آف انڈین میڈیسن یو-پی
مؤلف

سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس و
حیات سلطان نورالدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۴۶ھ
۱۹۲۸ء

باہتمام

منشی حامد حسین صاحب



قیمت بلا جلد ...

علاوہ محصول ڈاک